تمیرن قرآن میں سے جو مضمون لیا گیا ہے اس سے متعلق کچھ دیکھ لیا ہے

جلد اوّل

سبع مثانی

(یعنی)

خدائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر طاب ثراہ کے ۱۴ اعلیم النظیر در صحیح ترین مرثیون کا مجموعہ

(مصدقہ)

فخر المتقدمین استاد المتاخرین یادگار حضرت دبیر مغفور جانشین جناب اقدس مرحوم جناب مرزا محمد طاہر صاحب رفیع ظلہ العالی

(مرتبہ)

مداح امام کونین جناب سید مرزا حسین صاحب خبیر رضوی لکھنوی ارشد تلامذہ حضرت اقدس مغفور اعلی اللہ مقامہ

حسب فرمایش منیجر ممتاز بک ایجنسی سخائن لکھنؤ

(باہتمام حقیر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع)

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت بلحاظ کاغذ	قسم اول ایتی چکنا سفید کاغذ (۲۰ پونڈ) دو روپیہ ساڑھے آٹھ آنہ	قسم دوم پیسی سفید کاغذ (۱۶ پونڈ) دو روپیہ	قسم سوم نارمے سفید کاغذ (۲۰ پونڈ) ایک روپیہ آٹھ آنہ

بجملہ حقوق محفوظ

یہ جلد حویلی برگ ڈیوڑھی لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہے

بجملہ حقوق محفوظ

اعلیٰ حضرت ہز ہائینس نواب سیر فضل علیخاں
صاحب بہادر والی ریاست عالیہ بیگن پلی

الف

عکس عبارت توثیق سبع مثانی از قلم اُستاذ الاساتذہ حضرت رفیع مظلہ العالی

باسمہ سبحانہ وتعالے

مداح امام الکونین عزیزی سید سرفراز حسین صاحب خبیر سلمہ اللہ المقدیر شاگرد رشید والد علام حضرت اوج طالب ثراہ وخاکسار محمد ان رفیع کا مدت سے تقاضا اور خود اس فقیر کا ارادہ تھا کہ تاجدار کشور حسن قبول مداح آل رسول بندۂ درگاہ پنجتن خدائے سخن استاد نے نظیر جد امجد جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلے اللہ مقامہ کے اون مشہور مرثیونکی تصحیح اصل بستہ دبیری سے کردی جائی جنیر اہل مطبع کی نے پروائی احباب کی درپیرہ کار ردائی دبیر ہمہ دان ونکتہ سنج کی نے نیازی بکلام دبیر کی نکتہ نوازی اور قبول عام کی قدر افزائی کے ہاتون بڑے بڑے ستم ہوگئے الحمد للہ کہ اب چودہ مرثیونکی ایک جلد شایع ہورہی ہے اصل مرثیون جو مصنف مرحوم کے پڑھے ہوئے ہین سے مقابلہ کرنے وقت قیامت تنظر ائی مصرعون اور بیتونکا ذکر کیا بندکے بند الحاقی اکثر عمدہ بند ندارد کہین تحریف کہین تخفیف سلسلہ کی زنجرین شکستہ کہین کچھ کہین کچھ جابجا الفاظ مین بہار اور خزان کا فرق جہانتک ممکن ہوا اصل مرثیونسے تصحیح کرکے ایک جلد مشتیے نمونہ از خروارے اہل نظر کے سامنے پیش کیجاتی ہے خلاق سخن آفرین اسکی طبع مین کوشش اور توجہ کرنیوالونکو جزائے خیر دے اگر قلوب مومنین پر سعی خبیر کا کچھ اثر ہوا تو خاص خاص مرثیے بھی جنیر کا بتون نے خوب خوب اصلاح کی ہے اسیطرح صحیح حالت مین طبع ہوکر لذت افزائے اہل ذوق ہونگے

خاکسار
محمد طاہر رفیع

محررہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۳ء

فہرست مراثی مطبوعہ سبع مثانی جلد اوّل

نمبر شمار	مطلع	تعداد بند	صفحہ	مختصر کیفیت
۱	کونین میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو	۱۴۴	۱	مضامین بہار و آمد آمد حال حضرت مسلمؑ و شہادت
۲	جب ماہ نے نوافل شب کو ادا کیا	۱۸۹	۳۷	مناظر صبح ترتیب فوج و حال حضرت حرؑ
۳	پرچم ہے کس علم کا شعاع آفتاب کی	۲۳۰	۸۵	حال حضرت عونؑ و محمدؑ
۴	اے صبح کیا ہوا جو ترا جیب چاک ہے	۱۱۲	۱۴۳	حال دربار شام و جنگ حضرت قاسمؑ زبانی نظم (یہ مرثیہ اس سے قبل طبع نہیں ہوا تھا)
۵	سیفی کا نمونہ مری شمشیر زباں ہے	۱۶۳	۱۷۱	حال حضرت ابوالفضل العباسؑ
۶	اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل	۱۳۲	۲۱۳	حال حضرت علی اکبرؑ
۷	آدم کا داد رس بنی آدم میں کون ہے	۱۶۴	۲۴۷	حال سیّد الشہداؑ
۸	سرتاج کائنات حسنؑ اور حسینؑ ہیں	۱۳۳	۲۸۹	حال سید الشہداؑ
۹	یارب مجھے مرقع خلد بریں دکھا	۱۲۹	۳۲۲	اشتیاق زیارت حال سید الشہداؑ روایت قیس
۱۰	جب شامیوں میں صبح کی نوبت کا غل ہوا	۱۳۱	۳۵۷	حال سیّد الشہداؑ
۱۱	کوہ رقیم پر جو علیؑ کا گذر ہوا	۸۵	۳۹۱	حال سیّد الشہداؑ
۱۲	جب حرم قلعہ شیریں کے برابر آئے	۵۸	۴۱۳	حال شیریں (یہ مرثیہ اس سے قبل کسی جلد میں نہیں طبع ہوا تھا)
۱۳	سرسبز ہو یارب سخن اس سہیدان کا	۱۱۵	۴۲۹	حال ہند
۱۱۷	منبر نشین انجمن شاہ دیں ہوں میں	۱۳۰	۴۵۹	روایت خورشید بانو و واقعہ دفن سر سید الشہداؑ بہ بدن

باسمہٖ سبحانہ

کیست اے فضل علی اندر جہان ہمتائے تو ۔۔۔ روز افزوں باد شان و ہمت والائے تو
آمدہ مفتاح قفل مقصدم ایمائے تو ۔۔۔ شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

میں اس متبرک مجموعہ کو اپنے ولی نعمت صاحب شوکت
و حشمت شیدائے رسولؐ و آل رسولؐ والاخطاب
ہز ہائینس نواب میر فضل علیخانصاحب بہادر خلد اللہ ملکہ
والی ریاست عالیہ بیگن پلی کے نام نامی سے
بنظر قدر افزائی معنون کرتا ہون۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

وابستہ دامن دولت

فقیر خبیر

خط قلمی جناب مرزا اسلامت علی صاحب دبیر مرحوم کا عکس

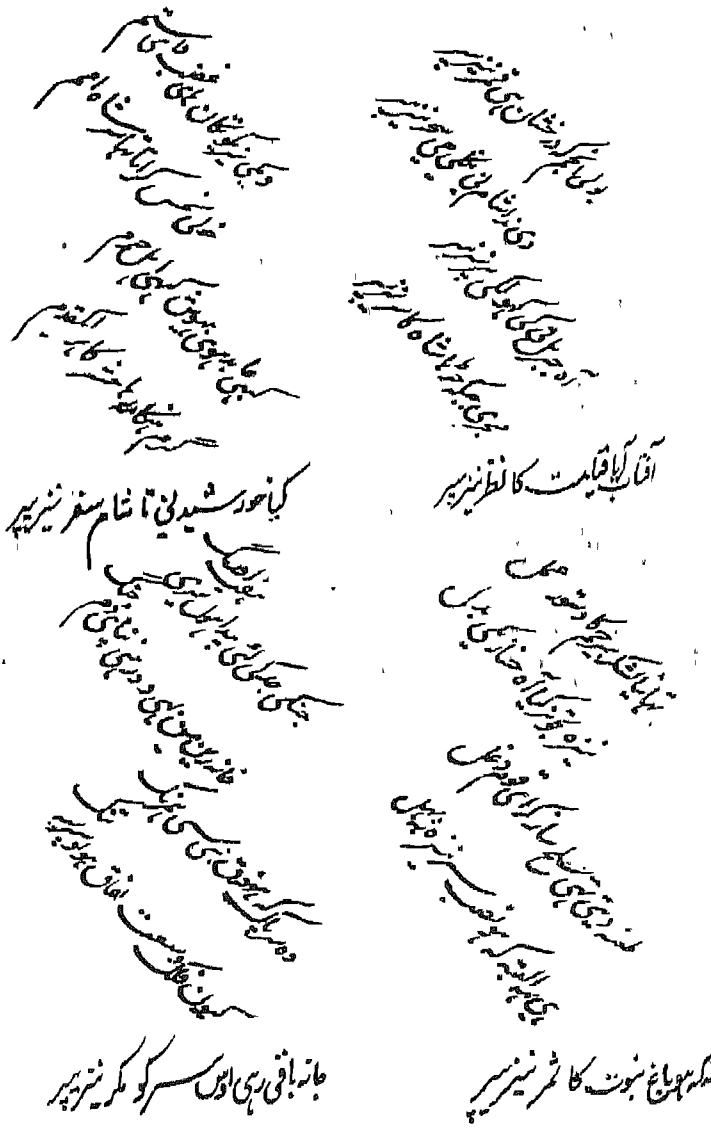

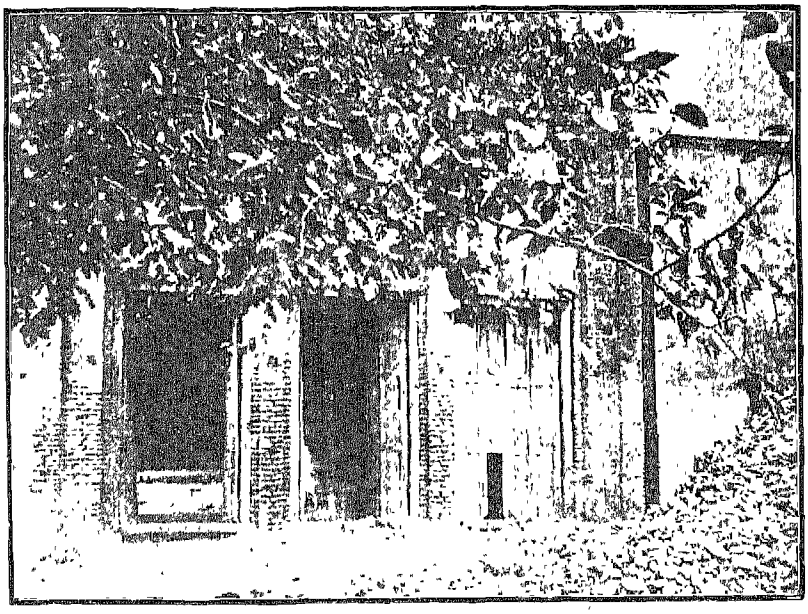

مقبرہ شکستہ خدائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی الرحمتہ

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U76814

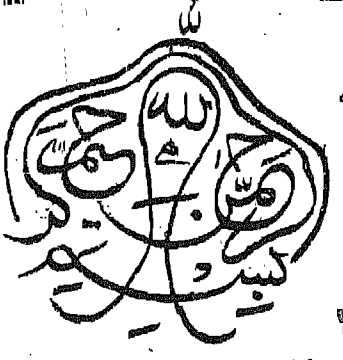

تمہید از خبیر

جہانتک مجھے یاد ہے مین بچپن ہی سے خدائے سخن حضرت دبیر اعلے اللہ مقامہ کے کلام کا شیدائی تھا اسپر طرہ یہ ہوا کہ خوش نصیبی سے جانشین دبیر شاعر بے نظیر جناب مرزا محمد جعفر صاحب افجح کو رشد مرقدہ سا شفیق وجامع اُستاد ملا اب کیا تھا ذوق فطری کہین سے کہین جا پہونچا برسون جناب مرحوم کی آستانہ بوسی کی - اسی زمانہ میں مرثیہ پڑھنے کا شوق دامنگیر دل ہوا - ابتدا ابتدا مین سلام کہتا اُستاد مرحوم دل بڑھاتے حاضرین مجلس میرے خذف ریزون کو جواہر پارہ بناتے روز بروز حوصلہ بڑھتا - کچھ دن بعد مرثیہ دبیر علیہ الرحمہ کے مختصر مرثیہ بر سر منبر پڑھنا شروع کیے یہ مرثیے کسی مطبوعہ جلد مرزا صاحب سے نقل کرتا اور اُستاد مغفور کو سُنا لیتا - جناب مبصران مرثیون کو کبھی اپنی یاد سے درست فرمایا کرتے کبھی اصل مرثیے سے مقابلہ کرکے تصحیح فرما دیتے -

اُستاد مرحوم اکثر ان مرثیون کی تصحیح کے وقت فرماتے "مصحف حضرت مرحوم کے کلام پر اہل مطابع نے بڑا ظلم کیا" برسون یہ بات میری سمجھ مین نہ آئی اور سمجھ مین آتی کیونکر اتنا شعور ہی کہان تھا کہ ربط و بے ربطی مین امتیاز کرسکتا محاسن ومعائب کلام پر نظر ڈال سکتا جو کچھ وہ فرماتے سُن لیتا -

ایک زمانہ کے بعد قندار اُردو نظر سے گزری یہ کتاب انٹرنس کے نصاب مین داخل تھی اس مین چند بند مرزا دبیر کے نام سے درج تھے جو مجھے محفوظ نہین صرف ایک مصرع یاد رہ گیا ہے اور وہی دل کے لہو کر دینے کے لیے کافی ہے ع "راکب کا جگر چیر کے مرکب نکل آیا" اور یہ بھی خوب یاد ہے کہ اس بند مین اجل کا قافیہ مکرر تھا مصرعے بالکل بے ربط اور معنی سے بے نیاز تھے - مین نے مولانا جلال الدین صاحب مولف کتاب کو لکھا کہ سرکار نے یہ بند مرزا صاحب کی کس جلد سے انتخاب فرمائے ہین اور ان کا مطلب کیا ہے اور اگر بالفرض اُنکی کسی مطبوعہ جلد مین ملتے بھی ہیں تو دبیر ایسے اکمل روزگار سے

ایسے مہملات کا منسوب کرنا کہان تک جائز ہے جسکے جواب مین مولانائے موصوف نے تحریر فرمایا کہ دوسری اشاعت مین یہ بند خارج کردیے جائین گے۔

یہ بات بھی سمجھ مین نہیں آتی کہ نصاب تعلیمی کے معین کرنے والی انجمن نے ایسی کتاب نصاب مین داخل کرنے کی اجازت کیونکر دی جسکو پڑھ کر اُستاد شاگرد دونون غلط فہمی مین پڑین اور ایک زبردست ادیب شاعر کے متعلق نامناسب راے قائم کرنے کا موقع ملے۔ البتہ مرزا دبیرؔ کے جو مرثیے اس جلد مین طبع کیے گئے ہین اس قابل ہین کہ اعلےٰ جماعتون کے نصاب مین داخل کیے جائین شاید ہندوستانی یونیورسٹیان عموماً اور عثمانیہ یونیورسٹی خصوصاً اس طرف توجہ کرے۔ حق تو یہ ہے کہ اعلیٰحضرت شہریار دکن نے عثمانیہ یونیورسٹی قائم کرکے اردو ادب کو ہمیشہ کے واسطے زیر بارمنت کرلیا ہے یہی ایک یونیورسٹی ہے جس نے اُردو کو حیات تازہ بخشی ہے اور ہر وقت زبان کی خدمت مین منہمک ہے۔ یہان اتنا اور عرض کرنا چاہتا ہون کہ اگر مرزا دبیر مرحوم کے مرثیون سے منتخب بند کسی نصاب کے واسطے درکار ہون تو حیات دبیر جلد اوّل۔ المیزان اور اس جلد سے لینا چاہیے۔ یہ لکھنا اس لیے ضروری ٹھہرا کہ انٹرمیڈیٹ کے کورس مین ایک اُردو کتاب داخل تھی اسمین ایک دو بند مرزا دبیرؔ کے ایک ابتدائی پُرانے مرثیے سے لیے گئے ہین یہ وہ مرثیہ ہے جو شاید مرزائے مرحوم نے ۱۳- ۱۴ برس کی عمر مین تصنیف کیا ہو۔ لیکن یہ مرثیہ شمس العلما مولانا سید امداد امام صاحب بالقابہ نے کاشف الحقائق مین لکھدیا ہے اس وجہ سے نصاب بنانے والے نے خیال کیا کہ جو بند ایسے جلیل القدر بزرگ نے انتخاب کیے ہین وہ اچھے ہی ہون گے اور مرزا کے کلیات پڑھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ بہرکیف قندِ اُردو مین وہ بند دیکھ کر مین نے مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی بیسون جلدین فراہم کین۔ وقتاً فوقتاً اُن کا مطالعہ کرتا اور حیران رہ جاتا اسلیے کہ اگرچہ قندِ اُردو والے وہ بند تو کہین نظر نہ آئے لیکن اکثر مقامات پر عجیب عجیب مصرعے عجیب عجیب طرحین نظر آئین جو ویسی ہی بلکہ اُن سے کہین بالاتر ہوتین کہین کاتب کی اصلاح سے شعر ہیچ[1] کہین الحاق سے مرثیہ دلچسپ گدا اکثر بند دو دو چار چار مرثیون مین مشترک۔ مثلاً دفترِ ماتم کی چھٹی جلد اسمین یہ مرثیہ طبع ہوا ہے "ملتا ہے مزا روح کو حیدرؑ کی ثنا سے" نوین بند کے بعد سے جتنے بند ہین وہ دوسرے مرثیہ (مطلع) اے مومنو کیا رتبۂ ماہ رمضان ہے" مین اُنتیسوین بند کے بعد ضم ہین۔ اسی جلد کے تیسرے مرثیہ (مطلع) "فرزند علیؑ برجِ امامت کا قمر ہے" مین بھی دوسرے بند کے بعد وہی بند ہین قریب قریب

[1] ایک کاتب نے یہ مصرع "گاؤ زمین و شیر فلک مل کے دوہوئے" ایک قلمی مرثیے مین یون لکھدیا تھا "گاؤ زمین مین شہر فلک ہے ہل کے دوہوئے" اگر یاد نہو تو اس مصرع کو دُنیا مین کون صحیح کرسکتا ہے۔ حقیر خبیر ۱۲

یہی عالم ہر مرثیہ کا ہے دبیر مغفور کا ایک مشہور مرثیہ "کوہ رقم پر جو علیؑ کا گزر ہوا" اکثر بند جو اس مرثیے کے اوّل میں ہیں وہی آخر میں اول میں ایک مطلع بھی لگا ہوا ہے "اے میر حسین نیا اوج آج دے" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتبوں نے اُجرت کتابت بڑھانے کے واسطے یہ بند مکرر لکھ دیے اور صاحبان مطبع نے کچھ اعتنا نہ کی بعض مختصر مرثیے طولانی اور طولانی مرثیے مختصر نظر آتے ہیں کسی مرثیہ میں خود مرزا دبیر کے کسی دوسرے مرثیہ سے پیوند دیا گیا ہے کسی میں اُن کے کسی شاگرد یا کسی اور مرثیہ گو کے بند مخلوط کئے گئے ہیں بعض مرثیے ایسے بھی ملے جنکے بند بالکل غیر مربوط ہیں عجب نہیں کہ چند آدمیوں نے مل کر یہ مرثیے مجلسوں میں نقل کیے ہوں اور اپنی رائے کے موافق کُل مرثیہ ترکیب دے لیا ہو جو مصرعے یا بند چھوٹ گئے وہ تصنیف کرکے مرثیہ مکمل کر لیا اور کسی رئیس کے ہاتھ فروخت کر لیا۔ کیونکہ مرزا دبیر کے کلام کی اُس زمانے میں وہ قدر تھی کہ دوسروں کے مرثیے اُن کا تخلص ڈال کر ہزار دو ہزار روپیہ لے کر اُمرا اور روسا کی خدمت میں پیش کیے جاتے تھے۔ اکثر مطبوعہ مرثیے ایسے بھی ملے جن میں دس دس بیس بیس بند ندارد اور مرثیہ بے ربط انکی بھی وہی صورت ہوئی ہو تو عجب نہیں کہ مصنف نے بربنائے اختصار چند بند اول سے یا درمیان سے چھوڑ کر کچھ کلمات نثر بیان کرکے تھوڑا بہت مرثیہ پڑھ دیا وہ مرثیہ اُسی طرح مجالس میں نقل ہو گیا جیسے اہل مطبع نے اُسی طرح چھاپ دیا۔

الحاصل مرثیوں کا یہ حال دیکھکر مدت سے خیال تھا کہ مرزا مرحوم کا کُل کلام اصل سے مقابلہ ہونے کے بعد صحت کے ساتھ طبع ہو لیکن اس امر عظیم کے واسطے سرمایہ وقت اور قابلیت کی ضرورت تھی ایک آدمی کے بس کا یہ کام نہیں۔ میں نے اُستاد مرحوم اور پھر اُستاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی سے بارہا عرض کیا کہ دفتر ماتم کی بیسوں جلدوں کی تصحیح اصل کلام سے ہونا چاہیے لیکن ان حضرات نے محض اس بنا پر سکوت اختیار فرمایا کہ یہ کام برسوں میں بھی سرانجام کو پہونچتا نظر نہ آتا تھا پھر ہر مرثیہ کی اصل بھی موجود ہونا ضروریات سے تھی۔ ہاں اُستاد مرحوم نے چند مرثیے جو میرے پڑھنے کے تھے اصل نسخہ سے مقابلہ کرکے درست فرما دیے تھے جن کا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔

ادھر میرے مخلص دوست سید علمدار حسین صاحب مرحوم[1] (بی اے علیگ) رئیس تیوڑہ ضلع مظفرنگر نے اور میں نے یہ قصد کیا کہ مرزا دبیر مرحوم کے مرثیوں سے ایک مسلسل نظم دو ڈھائی ہزار بند کی ترتیب دینا چاہیے

---

[1] سید علمدار حسین مرحوم بڑے علم دوست تھے مرحوم کی زیر ادارت ایک ماہوار ادبی رسالہ "الجنیر" بھی جاری ہوا تھا۔ میرے سچے دوست تھے افسوس کہ مرحوم ۸ ماہ رمضان ۱۳۳۵ھ کو بعد افطار میرے یہاں سے جا رہے تھے کہ موٹر سے تصادم ہوا اور ایسی شدید ضرب آئی کہ چند گھنٹے میں راہی ملک بقا ہوئے اگر مرحوم زندہ ہوتے تو اس جلد کی اشاعت و طباعت میں مجھکو زیادہ زحمت نہ ہوتی حقیر خبیر ۱۲

حسین امام حسین علیہ السلام نصاحبہ حسینی اور اہلبیت اطہار کے مدینہ سے کربلا تک کے سفر کا مفصل حال ہو۔ واقعات کربلا کی تصویر بھی ہو اور اسیران اہلبیت کے دربار شام تک جانے زندان شام مین قید رہنے اور مدینہ مین واپسی تک کے واقعات کا مرقع کھینچا گیا ہو۔ اس غرض سے قریب قریب کل مرثیے پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آخر بحر ہزج کے مرثیون سے انتخاب شروع کیا۔ انتخاب کرتے وقت پھر یہ خیال آیا کہ اس طرح محض واقعات کی بنا پر ایک ہی بحر کے مرثیون کے انتخاب مین بہت سے اچھے اچھے مرثیے رہ جائین گے کیونکہ اکثر ایک ہی واقعہ ایک مرثیہ مین معمولی طور پر نظم ہوتا ہے اور وہی دوسرے مرثیے میں جسکی بحر اور ہوتی ہے اُس سے بہتر طریقہ پر کہا جاتا ہے مثلاً میر انیس مرحوم کے یہی دو مصرع "تھا بلبل خوش گو کہ چہکتا تھا چمن مین اور بلبل چہک رہا تھا ریاض رسول مین" صرف بحر کے تغیر سے مختلف مراتب فصاحت و دلربائی پر ممتاز ہیں لہذا اب صورت انتخاب یہی طے پائی کہ فی الحال چودہ مرثیے منتخب کیے جائین اور ان مرثیون کی تصحیح پرانے پرانے مرثیون سے کی جائے۔ چنانچہ اُستاذی جناب رفیع مدظلہ العالی محترمی جناب میر فرحت حسین صاحب فرحت مصنف ماہ کامل و تصویر وفا رئیس زیدپور ارشد تلامذہ حضرت اوج مغفور و عالیجناب میر افضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی مولف حیات انیس و کیل کوٹہ (راجپوتانہ) وغیرہم سے مشورہ لے کر یہ چودہ[۱۴] مرثیے جو ان جلدین شامل ہین منتخب کیے گئے جناب ثابت نے مرزا دبیر مرحوم کا کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی عنایت فرمایا۔ اب ہر مرثیہ کی متعدد نقلیں کی گئین اور ملک کے مختلف حصتون مین جہان جہان مجکو یہ خبر ملی کہ کسی کے پاس مرزائے مرحوم کا کلام ہے وہ مرثیے بھیجے اور یہ استدعا کی کہ اپنے بستہ کے مرثیون سے ان کا مقابلہ کر دیجیے بعض حضرات نے مرثیہ واپس کرنا تو درکنار رخط کا جواب تک نہ دیا۔ لیکن بعض حضرات نے بعد مقابلہ وہ مرثیے واپس فرمائے حضرت فرحت اور حضرت ثابت مدظلہم العالی نے اس امر مین سب سے زیادہ انہماک ظاہر فرمایا جس کا مین ممنون ہون۔ لکھنؤ مین میر نثار حسین صاحب قبلہ مرثیہ خوان شاگرد جناب ارجؔ مرحوم ایک معمر بزرگ ہین جناب ممدوح نے مرزا دبیر مغفور کو بھی سُنا ہے اُن کے پاس بھی کافی ذخیرہ مرثیون کا ہے دو تین مرثیون کی تصحیح سید صاحب موصوف نے اپنے پڑھنے کے مرثیون سے فرمائی خداوند عالم اُنکو جزائے خیر دے۔ خود مین[۱۵] نے اور سید علمدار حسین مرحوم نے اپنے پاس کے پرانے پرانے مرثیون سے مقابلہ کر کے بعض مرثیون کی تصحیح کی۔ ان تمام مرحلون کے طے ہو جانے کے بعد پھر جب نظر کی تو کسی نقل مین کچھ کسی نقل مین کچھ یہان یہ کوشش

[۱۵] میرے نانا نواب مہدی علی خان مرحوم (نبیرۂ نواب شجاع الدولہ بہادر خلد منزل) کو مرثیہ پڑھنے کا شوق تھا اُن مرحوم کے بستے مین اکثر اساتذہ کے مرثیے مجکو ملے مرزا دبیر مرحوم کے بھی سیکڑون قلمی مرثیہ اُسی ذخیرہ سے مجکو دستیاب ہوئے جن مین سے اکثر میرے پاس اب تک موجود ہین۔ حقیر خبیر ۱۲

کہ مرثیے اُسی طرح شائع ہوں جس طرح مصنف نے خود تصنیف کیے ہیں نہ کوئی بند زیادہ ہو نہ کم۔ آخر پھر اُستاذی حضرت رفیع مظلہ العالی سے استدعا کی کہ بغیر آپ کی مدد کے یہ کام انجام نہیں پا سکتا۔ اسکے قبل جب کبھی عرض کیا جناب ممدوح نے یا سکوت فرمایا یا کوئی عذر کیا جس کی وجہ کثرت افکار اور سلسلۂ ملازمت رامپور کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ علاوہ بریں کل مرثیون کی تصحیح اصل نسخہ سے کرنا بہت دشوار امر تھا اس مرتبہ صرف چھ[1] مرثیون کی صحت کا معاملہ تھا اور یہ بھی تھا کہ ریاست رامپور سے ملازمت کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا تھا اور جناب ممدوح اپنے ممدوحین کی طرح قناعت کے ساتھ گوشہ گیر تھے وعدہ بھی فرمایا اور ایفا بھی۔ خدائے برتر جناب ممدوح کو صحیح و سالم رکھے آپ کی ذات مغتنمات سے ہے اور حق یہ ہے کہ دور حاضرہ مین خود جناب اپنی نظیر ہین۔ بہرکیف جناب موصوف نے مرزا دبیرؒ مرحوم کے بستہ سے اُن کے پڑھے ہوے مرثیے نکالے بعض کی میرے سامنے تصحیح فرمائی اور بعض چند روز کے بعد مقابلہ کرکے واپس فرمائے۔ جناب ممدوح نے مقابلہ کے وقت جو تغیر عظیم پایا اُسکا ذکر توثیق حضرت رفیع مین نظر آئے گا۔ توثیق کی عبارت جناب مرزا صاحب قبلہ نے اپنے قلم سے تحریر فرماکر اس جلد مین شامل کرنے کے لیے عطا فرمائی ہے۔ اب بھی میری یہی تمنا ہے کہ میری زندگی مین دبیرؒ مرحوم کے کل مرثیے اسی صحت کے ساتھ شائع ہو جاتے۔ اس جلد مین دو مرثیے ایسے بھی ہین جو آج تک دفتر ماتم یا نولکشوری جلد مین طبع نہین ہوے دیباچہ مرثیون مین دس دس بیس بیس بند ایسے ہین جو اب تک شائع نہوے تھے۔

جب یہ مجموعہ اس صورت سے مرتب ہو گیا تو موجودہ زمانے کی روش کے بموجب یہ بات ذہن مین آئی کہ تمہید کے بعد ایک ایسا مقدمہ ہو جسمین مصنف مرحوم کے سوانح و خصائص کلام کے علاوہ مرثیہ گوئی کی اجمالی تاریخ بھی ہو۔ کہانتک شکریہ ادا کرون جناب میر افضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی بالقابہٗ مولف حیات دبیر اور جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق مظلہ العالی رضوی مولف المیزان (جناب موازنہ انیسؒ و دبیرؒ) اسپیشل مجسٹریٹ و رئیس مہابن کا جنھوں نے میری استدعا قبول فرماکر اس کمی کو پورا کر دیا۔ افسوس اس امر کا ہے کہ حضرت ثابتؒ[1] کی طرح مجکو بھی مرزا دبیر مرحوم کی تصویر دستیاب نہ ہو سکی مجبور رہکر میں نے مرزا دبیر مرحوم کے مقبرہ کی تصویر اور عکس تحریر اس جلد مین شامل کیا۔

---

[1] جناب ثابت جب حیات دبیرؒ لکھ رہے تھے اسوقت مرزا دبیرؒ مرحوم کی تصویر حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی پچاس روپیہ انعام کا اشتہار دیا مگر کوئی کامیابی نہین ہوئی۔ شاید مرزا دبیر مرحوم نے اپنی تصویر کھچوائی ہی نہین۔ خبیر

اب مرحلہ اس جلد کی طباعت اور اشاعت کا رہا مین نے سابقاً سید صغیر حسن صاحب شمس[1] زیدی الواسطی مالک مطبع اثنا عشری دہلی کو لکھا تھا۔ اُنھون نے چھاپنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن دفعۃً وہ ایسے علیل ہو گئے کہ معاملہ طباعت التوا مین پڑ گیا۔ مجکو یہ جلدی کہ زندگی کا اعتبار کیا پھر مجھ ایسے آزاری اور کثیر الافکار کی زندگی کا جہانتک جلد مخمس ہو یہ مجموعہ شائع ہو جائے۔ اب ایک صورت اور سمجھ مین آئی وہ یہ کہ ابھی میری طرح ملک مین کلام دبیر کے بہت سے شیدائی موجود ہین جن مین سیکڑون امیر کبیر بھی ہین۔ پھر خود میرے احباب اگر تھوڑی تھوڑی اعانت کرینگے تو یہ مجموعہ بہتر سے بہتر صورت مین شائع ہو جائے گا۔ اسی گمان پر مین نے لکھنؤ مین اکثر حضرات سے عرض کیا اور بہت سے جوابی خط مشہور فدائیان مرزا صاحب مرحوم کی خدمت مین بھیجے اور کچھ عریضے اپنے بھروسہ کے احباب اور اعزہ کے پاس روانہ کیے اور اس امر کا صاف طور پر اظہار کر دیا کہ بعد طباعت باندازۂ اعانت جلدین حاضر خدمت کر دی جائیں گی۔ لیکن لکھنؤ مین صرف محبی سید آل رضا صاحب رضا ایڈوکیٹ محترمی سید تصیر حسین صاحب رضوی ایم اے وکیل نواب سید ذاکر رضا صاحب رئیس مرشد آباد، سید مہدی رضا صاحب متعلم شیعہ اسکول اور منیجر صاحب جوہر بک ڈپو چوک نے میری استدعا قبول فرمائی حضرات بیرونجات مین برادر محترم جناب سید علی نقی صاحب قبلہ مجسٹریٹ بیگن پلی، اخی محترم جناب یوسف مرزا صاحب قبلہ (حیدرآباد دکن) عم محترم مرزا محمد بہادر صاحب بار ایٹ لا جج و مجسٹریٹ ضلع کریم نگر حیدرآباد دکن محبی سید کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اٹیہ برادر محترم جناب میر فراست حسین صاحب فراست رئیس زید پور، جناب میر فضل حسین صاحب نائب وکیل کوٹہ سید اکبر مہدی صاحب سلیم رئیس جرول[2]۔

---

[1] اسمین شک نہیں کہ جناب شمس بالقابہ نے بڑے بڑے قومی کام انجام دیے ہماری قوم کے بہت سے اہل قلم کے کارنامے جناب سید صاحب موصوف کی وجہ سے باقی رہ گئے۔ جناب ممدوح کی مجھپر خاص عنایت ہے چنانچہ میرے مصنفہ مرثیون کی ایک جلد بھی اپنے اہتمام اور اخراجات سے آپ طبع کرنے والے ہین۔ حقیر خبیر ۱۲

[2] عرصہ ہوا کہ خان بہادر نواب مظفر علیخان صاحب بہادر متخلص بہ کوثر رئیس جالنسٹھ کی تحریک سے لکھنؤ مین تو پر کلب کا افتتاح ہوا تھا جس مین تیس روپیہ (۳۰) کے قریب چندہ فراہم ہوا مصارف جلسہ ابتدائی وطباعت رسید فارس وغیرہ نکال کر ۲۵ میرے پاس جمع تھے۔ اس کے متعلق جتنے کاغذات تھے وہ مین نے نواب صاحب موصوف کو دے دیے تھے اس چندہ مین حضرت نائب اور حضرت سلیم مدظلہم العالی کی رقم بھی شامل تھی مین نے ان حضرات سے درخواست کی کہ وہ اب یہ رقم واپس لے لین کیونکہ اب دبیر کلب کا وجود ہی نہین رہا وہ صرف احباب کا وقتی جوش تھا مگر ان حضرات نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور مجھکو اجازت دی کہ وہ رقم اس جلد کی طباعت مین صرف کر دی جائے۔ حقیر خبیر

[3] برادر یوسف مرزا صاحب نے بی اس سی کا امتحان پاس کیا پھر نظام گورنمنٹ کی طرف سے مختلف کارخانون مین مکینکل انجینرنگ کا

برادر عزیز لفٹنٹ آغا ذاکر حسین صاحب سلمہ ایڈی سی ہز ہائنس نواب صاحب بہادر رامپور
نے میری پہلی آواز پر لبیک کہی جن کا مین تہ دل سے ممنون ہون۔

چندہ کی مجموعی رقم بہتر روپیہ ہوئی کیونکہ مین نے پانچ روپیہ سے کم اور دس روپیہ سے زیادہ کسی صاحب سے چندہ لینے کی درخواست نہین کی تھی خیال یہ تھا کہ دس دس پانچ پانچ کرکے اتنا روپیہ جمع ہو جائیگا جو مصارف طباعت کے واسطے کافی ہوگا۔ جب اتنی معمولی رقم کا دینا بھی بعض احباب پر اسقدر بار ہوا کہ اکثر حضرات نے مجکو میرے جوابی خطوط کا جواب بھی نہ دیا بعض نے جواب صاف دیا اور بہت سے احباب نے برابر وعدے فرمائے مگر اُنکے وعدے اب تک وعدے ہی رہے

یہ صورت دیکھ کر مین نے تہیہ کر لیا کہ اب بقیہ مصارف مین خود برداشت کرونگا چنانچہ ایک معتدبہ رقم مجکو اپنے پاس سے صرف کرنی پڑی۔ درحقیقت مجھ ایسے بے بضاعت کی اتنی ہمت کہان تھی کہ اس کام مین زر کثیر صرف کر سکتا یہ سب حضور پُرنور اعلیٰ حضرت ہز ہائینس نواب میر فضل علیخان صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہم العالی والی ریاست عالیہ بگین پلی کے اُس گران بہا عطیہ کا اثر تھا جو سرکار عالی کئی سال سے اس ہیچمدان کو ماہ محرم مین عطا فرماتے ہین۔ کارساز حقیقی سرکار عالی کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے ایسے وضعدار کریم النفس منکسر المزاج بیدار مغز اور منظم روسا ہندوستان مین خال خال ہین حضور پُرنور کے جد امجد نواب میر فتح علی خان صاحب بہادر خلد منزل کے عہد مین حضرت قمر مرحوم (خویش حضرت دبیر رح) مدت مدید تک سرکاری مجالس پڑھا کیے اور اب یہ ہیچمدان زمانہ محرم مین یہ مجلسین پڑھتا ہے اس صورت سے اس ریاست عالیہ مین مرزا دبیر مرحوم کے خاندان کا کلام مدت سے پڑھا جاتا ہے اور یہان کے حکمران قدر فرماتے رہتے ہین یہی وجہ تھی کہ مین نے اس متبرک مجموعہ کا انتساب بھی سرکار عالی کے نام نامی سے فال نیک سمجھا اور سرکار عالی کی شبیہ مبارک سے اس کتاب کو زینت دی۔

اس جلد کے نام کے متعلق اتنا عرض کرنا ہے کہ مرزا دبیر مرحوم کے خاندان مین مرثیہ شروع کرنے سے پہلے فاتحہ کہتے ہین جس کو سُن کر اہل مجالس بھی سورۂ حمد پڑھتے اور خود ذاکر بھی۔ سورۂ حمد کو سبع مثانی بھی کہتے ہین اسلیے کہ اس سورہ مین سات آیتین ہین اور یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوا علاوہ برین ہر نماز مین یہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے اس لیے مین نے اس چودہ مرثیون کے مقدس مجموعہ کا نام سبع مثانی رکھا۔

اس جلد کی طباعت مین پروف کی تصحیح بھی مین نے اپنے ذمہ لی تھی اور جہان تک ہو سکا یہ خدمت بکمال ذوق انجام دی مگر بڑا ہو میری ناتندرستی کا کہ پھر بھی چند معمولی غلطیان رہ گئین

جن کے لیے غلط نامہ کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن مین نے احتیاطاً غلط نامہ دے دیا ہے ناظرین باتمکین قبل مطالعہ اگر صحت فرمالین تو بہتر ہے

ناظرین! بس مین نے بہت زحمت دی اتنا اور کہدون کہ مجکو نثر لکھنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے اسلیے عبارت کی ناہمواری کا قصور قابل عفو ہے۔ مجکو اس تمہید کی ضرورت اس لیے اور محسوس ہوئی کہ اگر قوم کے ہونہار افراد کو کسی ضروری کام مین اس قسم کی مشکلون کا سامنا کرنا پڑے تو وہ ہمت نہ ہارین کار ساز حقیقی اُن کو ضرور کامیاب کریگا۔

پروردگارا! میری یہ کوشش ایسی مقبول ہو کہ مرزا دبیرؒ مرحوم کا سب کلام اس سے بہتر صورت مین شائع ہو سکے فقط

حقیر سید سرفراز حسین خیبر رضوی لکھنوی
اقل تلامذہ حضرت اوجؔ مغفور

ایک ضروری اعلان

اس جلد کے چند نسخے اعلیٰ قسم کے آرٹ پیپر پر بھی چھاپے گئے ہین
قیمت فی جلد غیر مجلد ۵؎ مجلد ۶؎

منیجر ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

سبع مثانی کی جلدین کتبخانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہین

عطیہ بزرگ محترم عالیجناب میر افضل حسین صاحب ثابت ضوی لکھنوی مدظلہم العالی

مولف و مصنف حیات دبیر و دربار حسین برق غم و مہدیہ مسلم وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولہ الحمد و الرجوع الیہ

اللھم صل علی محمد و آل محمد

میرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین ابن مرزا غلام محمد خلف میرزا محمد رفیع۔ پسر ملا ہاشم شیرازی برادر عینی ملا اہلی شیرازی صاحب مثنوی سحر حلال تھے۔ مرزا دبیرؒ مرحوم کی تاریخ پیدائش ۱۱ جمادی الاول ۱۲۱۷ھ و تاریخ وفات ۳۰ محرم ۱۲۹۲ ہجری ہے۔ مولد شہر دہلی محلہ بلی ماران۔ مدفن لکھنؤ محلہ نخاس (کوچہ دبیرا) مکان مسکونہ میں ہے۔ اس حساب سے ۷۴ برس کے قریب (بحساب قمری) زندہ رہے۔ اسی کو شمسی حساب سے ۷۲ برس کے قریب عمر سمجھنا چاہیے۔

مرزا غلام حسین صاحب کا سال ولادت ۱۱۹۰ھ ہجری بمقام شہر دہلی ہے۔ دبیر مغفور کے بڑے بھائی مرزا غلام محمد نظیر تخلص مرثیہ گو شاعر تھے جن کا سال وفات ۱۲۹۱ ہجری ہے۔ کہ جس سنہ میں جناب میر انیس نے انتقال فرمایا چنانچہ میر انیس مرحوم کے قطعہ تاریخ وفات میں مرزا صاحب نے اس کا اشارہ فرمایا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

دادر نیا دینی و عینی دو بازو یم شکست — بے نظیر اول شدم امسال و آخر بے انیس

حالات بزرگان مرزا دبیرؒ

مرزا صاحب کے بزرگوں میں مرزا محمد رفیع۔ رفیع تخلص[1] اور جد اعلیٰ ملا ہاشم شیرازی کے حقیقی بھائی

---

[1] ملا محمد رفیع صاحب رفیع مرحوم کا ایک مصنف قصیدہ در وصف رضوان طبع ہوا ہے جس کے چند اشعار نذر ناظرین ہیں —

اے شہنشاہ ولی ملک و تہ ای کشور — وا بضحی رہی و تو طلعت و لیلم فسر — قل کفی تحت و فتحنا علم روحی لہ پر — عرش ایوان فلک فرش و ملائک لشکر

کسوت قدر ترا آمدہ بالا ک طراز — خلعت جاہ ترا ہست لعمرک زیور — گردراہت ہمہ آماج لقد کرمنا — خاک پایت ہمہ اسرمۂ ما زاغ بصر

طوطی گلشن تنزیل تو ما ارسلناک — بلبل روضۂ تبلیغ تو یٰسین و زمر — در شبستان قم اللیل تو انوار تلالہ — شمع ناہید درمحفل ارباب و قمر

از گلستان کمال تو گل اعطینا ک — وز بہار شرفت سالفہ اکالکوظر — خواجۂ ختم رسل صاحب دیوان رسل — مقصد اقرأ و مزمل سر و مدثر و ذی فر

کعبہ بطحا بحرم قبلہ و منبر معراج — مکہ مولود و وطن یثرب و اعلیٰ منظر — ماحی بت شکنی و راحی فردوس برین — حافظ امتی و شافع یوم المحشر

در اوصاف تو منفق بخود مدح — لرچہ کار شعرا ایں روز و حسب شاعم شعر

ملا اہلی شیرازی فارسی کے مستند شاعر گزرے ہین جن کی مشہور و بے مثل مثنوی سحر حلال ہے۔ جسکے ہر شعر مین
دو قافیہ ہیں اور ہر شعر دو بحرون مین پڑھا جاتا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

اے ہمہ عالم بر تو بے شکوہ ۔۔۔ رفعت خاک در تو پیش کوہ

قاضی سید نور اللہ شوستری شہید ثالث نے اپنی مشہور کتاب مجالس المومنین مین ملا اہلی شیرازی کا
ذکر خیر اچھے الفاظ مین فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شعراء و فضلا مین مشہور۔ اور فقر و مسکنت اور بے
التفاتی اہل دنیا مین معروف ہین۔ یہ رباعی اُن کے حسن عقیدت پر دلیل قاطع ہے ؎

یارب سگ کوے مقبلی ساز مرا ۔۔۔ آئینہ ز عشق منجلی ساز مرا
اقبال جہان مراجے نیست قبول ۔۔۔ مقبول محمدؐ و علیؑ ساز مرا

اکثر شاعرون سے مہارت فن شعر کی وجہ سے امتیاز رکھتے۔ ہر وقت شعر کہتے تھے۔ سحر حلال ایسی لاجواب
مثنوی کہی ہے جسکا ہر شعر دو بحرون مین پڑھا جاتا ہے۔ اور ہر بیت مین دو قافیے ہیں اور سلمان ساوجی کے مشہور قصیدہ صنعتی کے
جواب مین ایک قصیدہ میر شیر علی شیر کے نام پر کہا تھا جس مین چند صنعتین سلمان مذکور کے قصیدہ سے بھی
زیادہ تھین خود میر علی شیر نے انصاف کی داد دے کر قصیدہ سلمان سے بہتر کہا۔ دیوان اہلی کا ارباب نظر
کی نظر مین مسلّم۔ اور شعر سعدی کی چاشنی اُن کے کلام مین ہے۔ اہلی نے عمر طبعی پاکر شیراز مین انتقال فرمایا
سنہ نو سو بیالیس مین وصال ہوا ملا میرک مشہور شاعر نے انکی تاریخ وفات کہی تھی۔ مولوی احمد علیصاحب
سندیلوی اور دیگر تذکرہ نویسون نے لکھا ہے کہ وہ خواجہ حافظ و مرزا نظام دست غیب کے پاس ایک ہی
مقبرے مین مدفون ہوے سنگ مزار پر یہ غزل کندہ ہے ؎

جانم بروز واقعہ پہلوے او کنید ۔۔۔ او قبلۂ من است رخم سوے او کنید

ملا میرک کا قطعۂ تاریخ یہ ہے ؎

در میان شعراء و فضلا ۔۔۔ پیر با صدق و صفا بود اہلی
سال فوتش ز خرد جستم و گفت ۔۔۔ بادشاہ شعرا بود اہلی

ثابت نے سچ کہا ہے ؎

طبع حافظ سے نہ کم تھی طبع اہلی شعر مین ۔۔۔ مر کے بھی ہمنشین ہین حافظ شیراز کے

ملا اہلی جس طرح نظم مین یکتاے زمان تھے۔ اُسی طرح نثر مین ملا ہاشم۔ رشید و طواط تھے۔ زمانہ بھی
اتفاق سے موافق پایا۔ ہندوستان مین آکر شاہان مغلیہ کے عہدۂ جلیلہ منشی پر معین و سرفراز ہوے

اُن کے بعد اُسی عہدۂ جلیلہ پر اُن کے فرزند مرزا محمد رفیع - اور پھر مرزا غلام محمد ممتاز رہے - اور اپنے کار متعلقہ کو نہایت دیانت و لیاقت سے انجام دیا - اسکی تصدیق اُس فرمان شاہی سے ہوتی ہے جو حیات دبیر مین لفظ بلفظ مرقوم ہے - اور یہ بھی فرمان مذکور سے ظاہر ہے کہ مرزا غلام محمد مرحوم نے آخر عمر مین عبادت خدا کے شوق مین خانہ نشینی اختیار کی قدرشناس بادشاہ نے دہلی کی سرکار سے چار ہزار سات سو ایک روپیہ سالانہ پنشن پائی اور ہر چند ملا محمد رفیع کے ساتھ برہان الملک بزرگ نوابان اودھ نے صیغۂ اخوت بڑھایا تھا اور کثیر بار احسانات ہو چکے تھے مگر مرزا غلام حسین صاحب نے لکھنؤ مین نوکری نہین کی - نہ کسی نواب اودھ کے پاس گئے - بلکہ اپنے بزرگون کی بقیہ دولت و ثروت سے عمر بسر کی - مرزا غلام حسین موصوف کے نانا - عنایت اللہ جان بن ابوالفتح خان ناظم صوبہ کشمیر اور شہامت علی خان مامون خوشنویس شاہزادون کے اُستاد خط نستعلیق لکھواتے تھے -

مرزا غلام حسین جب ۱۱۹۰ھ مین پیدا ہوے تو دایہ خرچ کے نام سے مبلغ سو روپیہ ماہوار وظیفہ خزانۂ شاہی سے مقرر ہوا تھا - جیسا کہ فرمان شاہی مندرجہ حیات دبیر سے ظاہر ہے دہلی سے لکھنؤ مین آکر مرزا غلام حسین نے شادی کی اور پھر دہلی حفاظت جائداد کے لیے چلے گئے چنانچہ مرزا صاحب کی دو بہنین اور خود دبیر مرحوم اور اُنکے بڑے بھائی نظیر دہلی ہی مین پیدا ہوے - اور پھر بچپن مین اپنے والدین کے ساتھ لکھنؤ آئے جب کہ وہ سات سال سے زیادہ عمر کے نہ تھے اور پھر یہین کے ہو رہے -

مرزا دبیر پر بے بنیاد الزام

اکثر مستند شعرا کے نسب پر اہل زمانہ حملے کرتے آئے ہین چنانچہ میر مسلم الثبوت اُستاد کو کہہ گیا کہ وہ سید ہی نہ تھے حالانکہ خود میر صاحب فرماتے ہین ؎ پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہیں ؛ اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی اگر وہ سید نہ ہوتے تو یہ شعر کبھی نہ کہتے - ناسخ مرحوم کو غلام اور خیمہ دوز بتا دیا - پھر مرزا دبیر اس نعمت سے کیون محروم رہتے - میر محسن علی صاحب تذکرۂ سخن نے صفحہ ۱۰۸ پر تذکرہ مذکور مین لکھا کہ مرثیہ گوئی مین طاق صفدر علی اور مضمون نویسی مین شہرۂ آفاق مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین متعلقان آغا جان کاغذ فروش ہے اور پھر صفحہ ۲۱۵ پر تحریر کر دیا کہ مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش - یہان مرزا صاحب کے خود والد ماجد کو کاغذ فروش لکھ گئے اسکا جواب باصواب وہی فقرہ مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد - اور منکر شہادت امام حسین ع مرزا حیرت نے چراغ دہلی مطبوعہ ۱۹۳۰ء کے صفحہ ۳۴ پر مسلم کا لیتھ ہی لکھدیا حیرت نے جب ممدوح دبیر حضرت سید الشہداء کی تنقیص پر کمر کسی تھی کہ شرف شہادت سے انکار کیا تھا - تو اُن سے حضرت کے نکاح کے نسب پر حملہ کرنا کچھ بعید نہ تھا - اسلیے حیرت کے جواب مین اگر مین کوئی لفظ نہ لکھون تو مقام حیرت نہین -

مختصر حالات سید انشا

مرزا صاحب کی زوجہ صحیح النسب سیدانی سید انشائے جعفری کی حقیقی نواسی سید معصوم علی مرحوم کی بیٹی تھیں۔ جناب مرزا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری نانی دختر سید انشا نے بہت بڑی عمر پائی اور انھوں نے مرزا محمد طاہر رفیع سلمہ کے پیدائش کے مدت بعد انتقال فرمایا۔ اپنے والد ماجد میر انشا کے اکثر حالات جنھیں دیدہ بیان فرمایا کرتی تھیں۔ جب آب حیات آزاد مرحوم کی آئی اور میں نے ان کو میر نظام الدین کے تمام واقعات سنائے تو انھوں نے ایک آہ بھر کر کہا افسوس اکثر واقعات بالکل جھوٹ لکھدیے ہیں والدہ کے انتقال کے وقت میں بچہ نہ تھی تیرہ برس کے قریب عمر تھی۔ تمام حالات میں نے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ یہ اکثر باتیں بالکل فرضی اور مصنوعی ہیں جیسے رنگین کی آخری ملاقات۔ اور والد ماجد مرحوم کا برہنہ بیٹھا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین معاف فرمائیں۔ میں میر کے حالات لکھتے لکھتے انشا کے احوال میں پہونچ گیا۔ گو انشا کا ذکر میر میں مناسب تھا۔ مگر اس مختصر رسالہ میں اوروں کے ذکر خیر کی گنجائش کہاں۔

مرزا سلامت علی سے دبیر کب اور کیونکر ہوئے۔ اسکو بھی مختصر طور سے سن لیجیے۔ لکھنؤ میں مرزا صاحب نے سات برس کی عمر سے بارہ برس تک میں فارسی اور تھوڑی سی عربی پڑھی۔ قدرتی شاعر دیکھ کر انکے والد ماجد۔ میر ضمیر مرحوم کی خدمت میں (سنہ ۱۳۳۰ھ میں) لائے۔ کہ شاگرد کرادو۔ اور اپنی تمنا ظاہر کی

میر ضمیر۔ (مرزا سلامت علی سے)۔ صاحبزادے آپ کا نام؟

مرزا صاحب۔ ..... سلامت علی۔

میر ضمیر۔ کیا پڑھتے ہو۔

مرزا صاحب۔ جو جو کتابیں پڑھتے تھے بتائیں۔

میر ضمیر۔ (دل میں خوش ہو کر کہ لڑکا ذہین ذی فہم ہے) تم نے کچھ کہا ہو تو مجھے سناؤ۔

مرزا صاحب۔ حضور ایک قطعہ بے ثباتی دنیا میں کہا ہے۔

میر ضمیر۔ پڑھو۔ میر صاحب[1]

مرزا صاحب۔ کسی کا کنارہ نگینے پہ نام ہوتا ہے ۔ کسی کی عمر کا برتر جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جسمیں شام و سحر ۔ کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

[1] میر ضمیر صاحب پنگھوڑہ ضلع گڑگاؤں کے رہنے والے تھے مگر بچپن سے اپنے والد ماجد کے پاس لکھنؤ میں پرورش پائی تھی بلا کے طبیعت دار۔ اور مزاج میں مزاح اسقدر تھی کہ گویا سودا کی روح اُن میں حلول کر گئی تھی۔ یا ابن ہمہ ہر چھوٹے بڑے سے میر صاحب کہکر کلام کرتے تھے ۱۲

میر ضمیر اور تمام حاضرین پھڑک گئے کوئی بولا چشم بد دور بلا کی طبیعت پائی ہے۔
کوئی کہنے لگا۔ ماشاءاللہ۔ یہ بچپنے کی ہین باتیں شباب کیا ہوگا۔
میر ضمیر۔ تخلص کیا کرتے ہو۔
مرزا صاحب۔ ابھی کوئی تخلص نہین رکھا۔ جو حضور رکھین۔
میر ضمیر۔ دبیر۔ اور پھر مسکرا کر یہ فقرہ مشہور پڑھا ۔۔ بر دبیراں روشن ضمیر مخفی و محتجب نماند،
اور مسکرا کر فرمایا۔ کہ صاحبزادے مین نے اپنے نفس و نام پر تم کو مقدم کر دیا کہ اس جملہ مین دبیر پہلے اور ضمیر بعد کو ہے۔ مین تم کو بتا دون گا۔ ضرور کہا کرو۔

لوگ کہتے ہین کہ شاعر کی زبان فال ہوتی ہے جو کچھ روشن ضمیر سید ضمیر مغفور نے فرمایا تھا وہی ہوا کہ آج دبیر کو ضمیر پر لوگ مقدم سمجھتے ہین ضمیر کو دبیر کا استاد کہکر لوگ کہتے۔ اور لکھتے ہین استاد سے زیادہ شہرت و عزت اور شاگرد پائے۔ خود میر ضمیر مرحوم[1] نے ایک آخر عمر کی رباعی مین فرمایا ہے رباعی یہ ہے ؎

پہلے تو یہ شہرہ تھا ضمیر آیا ہے ۔ اب کہتے ہین استاد دبیر آیا ہے ۔ کر دی مری پیری نے مری قدر سوا ۔ اب قول یہ ہے سب کا پیر آیا ہے

یہ عجیب بات ہے کہ ایک ایک تخلص کے اکثر چند شعرا تذکرون مین ملتے ہین مگر دبیر تخلص کا کوئی شاعر مرزا صاحب سے پہلے نہین ملتا۔ ضمیر مرحوم نے گویا اسی موقع کے واسطے فرمایا ہے ؎

شاعرانِ حال کیا مضمون تو باندھین گے میر ۔ ڈھونڈھتے ہین یہ تخلص پر نیا ملتا نہین

مرزا صاحب تو فرماتے ہین ؎ کیا ملتا ہے گر کوئی جھگڑتا ہے کسی سے ۔ مضمون بھی ہمارا نہین لڑتا ہے کسی سے
مین کہتا ہون مضمون تو مضمون تخلص بھی کسی سے نہین لڑتا۔

حلیہ۔ بچا سا نولا رنگ۔ کسی قدر کشیدہ قامت ماتھا بڑا۔ جسپر کثرت سجود سے سجدہ کا نشان سویدائے قمر کی طرح خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ آنکھین بڑی بڑی ایرانی الاصل ہونے کا پتہ دیتی تھین گول دوہرا ڈیل۔ ورزشی معلوم ہوتا تھا۔ دو انگشتی ڈاڑھی۔ بڑی پاٹے دار مگر دلگداز آواز جو ذاکر کو واعظ کے لیے نعمت خداداد ہے مگر حسد بری بلا ہے۔ کچھ لوگ اس بڑی آواز پر آوازے کستے تھے۔ جس کا اشارہ خود مرزا صاحب نے اس رباعی میں کیا ہے ؎

جب شاہ نجف معین و ناصر ہوئے ۔ کیون سب مین نہ ممتاز یہ ذاکر ہوئے
آواز ہو بھاری تو ہو پر بات یہ ہے ۔ مجلس مین سخن نہ بار خاطر ہوئے

لباس۔ سر پر پنجگوشیہ ٹوپی جسکے اندر شلوکہ (بنیان) اور پھر ڈھیلا کرتا جو گھٹنون سے نیچا

[1] میر ضمیر مرحوم کی مطبوعہ جلد مین چھپا ہے "جلد مراثی میر ضمیر و مرزا دبیر" حقیر شبیر ۱۲

ہوتا تھا۔ اُسکے نیچے ڈھیلا پائجامہ۔ پائجامے کے نیچے ایک جانگیہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے پاؤں میں گھیتلا پہنتے

غذا۔ بڑھاپے میں۔ صرف ایک وقت دن میں فرد بجے نوش فرماتے۔ رات میں ایک کلچہ کھا کر چائے پیتے تھے۔ اور جو اُن کے درباری شاگرد و احباب موجود ہوتے تھے سب کو ایک ایک پیالی چائے کی اور ایک ایک کلچہ تقسیم فرماتے تھے۔ (سحر لکھنوی)

کھانے نے کھایا ہیں کھانا جو تنہا کھایا ساتھ کھایا کسی مہماں نے تو کھانا کھایا

آخر عمر میں تپ محرقہ میں مبتلا اور صحت یاب ہونے پر غذا شب کو بھی حکیموں کی رائے سے کچھ دنوں کھائی پھر نماز شب میں دقت ہونے کے خیال سے ترک کردی۔ جو لوگ رات کو حاضر ہوتے تھے وہ بارہ بجے کے قریب اپنے اپنے گھر جاتے ادھر مرزا صاحب نماز شب میں مصروف ہوتے تھے آدھی رات تک علم و فن کے چرچے رہتے تھے بقول ثابت لکھنوی ؎ صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یاد ہیں ۔ کیسی کیسی صحبتیں تھیں اب پریشاں ہو گئیں

استعداد علمی۔ مشہور و صحیح ہے کہ تمام کتب درسیہ معقول و منقول عربی و فارسی کی باقاعدہ مستند اُستادوں سے پڑھی تھیں کتب درسی فارسی و صرف و نحو و منطق و ادب و حکمت مولوی غلام ضامن صاحب فاضل متبحر و حاضر جواب و طبیب حاذق سے اور کتب دینیہ حدیث و اصول حدیث مولوی مرزا کاظم علیصاحب مشہور اخباری (پدر مرزا محمد رضا صاحب برق) اور مولوی فدا علی صاحب مستند اخباری اور اصول فقہ وغیرہ ملا مہدی صاحب مازندرانی مجتہد مستند سے پڑھی تھیں۔

مذہب۔ مرزا صاحب کے کئی اُستاد معتمد و مستند اخباری عالم تھے۔ اسلیے بعض حضرات مرزا صاحب کو بھی اخباری مسلک سمجھتے تھے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک محتاط اصولی شیعہ تھے۔

فن شعر میں وہ صرف میر مظفر حسین صاحب ضمیر کے شاگرد تھے گو ان سے اور اساتذہ مذکورہ سے بہت سے فوائد شعر بھی حاصل ہوئے اور فارسی کا کلام خصوصاً شمس المشرقین و مخمس سبعۃ سیارہ ملا کاشی حضرت مازندرانی مرحوم کو دکھایا تھا۔ یہی سبب ہے کہ ہر بند کے پانچوں مصرع ایک ہی شخص کے کہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں وہ تمام اُستادوں کو نیکی سے یاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سید حسین صاحب لطافت مرحوم نے پوچھا حضور کو کیا دلگیر مرحوم سے بھی تلمذ تھا فرمایا۔ اگر ہوتا تو میرا فخر تھا مگر جھوٹ بولنا گناہ ہے اسلیے افسوس سے کہتا ہوں کہ مجھے یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

اگر کبھی کسی شاگرد نے شاگردی سے انکار کیا تو سکوت اختیار کرتے تھے چنانچہ نواب مرزا محمد تقی صاحب (مخلص مرثیہ گو نے جن کا بے نقط مرثیہ ہے دہم طالع ہما مرا دہم سا صبا) ایک بھری مجلس میں یہ مضمون کہ بہت لوگ حقیر کو مرزا دبیر کا شاگرد کہتے ہیں ان کا شاگرد نہیں ہوں اور اگر وہ خود بھی ایسا دعویٰ کریں

تو اُن سے کہدیجیے گا کہ وہی میرے شاگرد ہیں۔ رات کے معمولی جلسہ میں جو زنانہ شاہی میں ۵۰ - ۶۰ آدمی سے کم ہوتا تھا بہت سے احباب اور شاگردوں نے بالاتفاق یہ ذکر کیا۔ سب کی سُن کر یہ مصرع کہہ دیا ؎ شاگرد ہوں سبھوں کا سب اُستاد ہیں مرے۔

مرزا صاحب کی شاعری تحصیل علم۔ مرثیہ گوئی۔ عمر۔ عناصر اربع کی طرح ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہیں۔ ذہین و ذکی بالطبع تھے اور اُسپر طرّہ یہ کہ حافظہ بہت قوی تھا۔ جوانی میں ہی اسقدر شہرت و ترقی ہوئی کہ بجائے چار مشہور مرثیہ گویوں ضمیر۔ خلیق۔ دلگیر۔ فصیح کے (مع دبیر) پانچوں مانے جانے لگے جس گڑ پی کو ہم گوشیہ کہتے تھے گویا اب اُسکو پنج گوشیہ کہنے لگے۔ شاعری کو خداداد ذہانت و علم نے۔ علم کو حلم نے۔ حلم کو تقویٰ اور حسن خلق و انکسار و مہمان نوازی نے چمکایا۔ الناس علیٰ دین ملوکھم مشہور و مستند جملہ ہے۔ بادشاہ (یعنی نواب) اودھ شیعہ مذہب رکھتے تھے۔ اسی کے پہ تو یہ وہاں کے سُنّی و صوفی بلکہ ہندو تک وہاں تعزیہ دار تھے۔ مجالس عزا وہ گرما گرمی اور حُسن انتظام سے ہوتی تھیں کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو۔ غزل گوئی لکھنؤ میں معراج کمال پر پہونچ چکی تھی۔ مگر مرثیہ گوئی نے اُسکو اسقدر دبا دیا اور پیچھے ہٹا دیا کہ مشہور مثل "بگڑا شاعر مرثیہ گو" غلط ثابت ہوئی۔ بعض مشاق غزل گو اُستادوں نے (مثل مرزا مہدی صاحب قبول و برق و میر علی اوسط صاحب رشک و اسیر مرحوم و امانت مغفور نے) خوب خوب مرثیہ و سلام کہے۔ مگر وہ مقبولیت نہ ہوسکی جو مرزا صاحب کو منجانب اللہ تھی۔ بقول حافظ شیراز۔ قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است۔

شاعروں کا فرمہ اکثر بادشاہوں اور امیروں کی بدولت ہوا کیا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو جو کچھ ترقی و عزت ملی وہ محمدؐ و آل محمدؐ اور شہدائے کربلا کی بدولت تھی کسی امیر یا بادشاہ کی دربارداری اُنھوں نے نہیں کی بلکہ اکثر امیر و عالم و شاعر اُن کے رات کے دربار میں حاضر ہو کر فوائد اُٹھا اُٹھا کر کامل و مستند ہوگئے اُن میں سے مولوی علی میاں صاحب کامل۔ اور نواب مرزا صاحب شوق۔ اور میر علی محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی اور منشی مسیر مغفور۔ میر ذکی بگرامی اور منشی دیا شنکر یکجان صاحب مشہور غزل گو لکھنوی ہیں

ان ذکی بگرامی کے مرثیہ اور زبان و طرز بیان میر انیس مرحوم سے بہت مشابہ ہے۔ جب میر صاحب حیدرآباد میں پہلی مجلس پڑھنے تو ایک منصب دار زیر منبر بولے ہائے ذکی۔ اُنھیں کے پہلو میں میر ذاکر حسین شمشیر اور شکر اللہ خان صاحب تھے۔ دونوں تلامذہ دبیر بیٹھے ہوئے تھے اُن سے خطاب کرکے میر صاحب بولے۔ کیوں صاحبو لکھنؤ میں مرزا صاحب کے سوا کوئی حقیقی مدمقابل ذکی کو بھی سمجھا ہے دونوں بولے حضور نہیں اور ذکی تو درحقیقت مشیر کے شاگرد ہیں ایک دو مرثیہ مرزا صاحب کو بھی ضرور دکھائے ہیں ذکی کے ایک شاگرد نواب مشتاق مرحوم لکھنؤ میں تھے جن کے بہت سے کامل شاگرد ہیں ۱۲

(جو پہلے موجی رام موجی شاگرد مصحفی کے شاگرد تھے یہ بھی درباری مرزا صاحب کے تھے) اور ان کی غزلیں ارباب نشاط مجلس شادی میں رات دن گاتے ہیں اور جن کا ایک مشہور شعر یہ ہے ؎

خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے　　نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آ ہی جاتی ہے

چنانچہ خود ایک مرثیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

خاقانی و فردوسی و سعدی و نظامی　　شاہوں کی مدد سے ہوئے آفاق میں نامی

عباسؑ ہیں اس بندۂ درگاہ کے حامی　　دنیا ہے سخن لکھ کے مجھے خطِّ غلامی

ہیں دو ہی دو ہیر اس میں نہیں ایک کو شک ہے　　منبر مری جاگیر مقام اس کا فلک ہے

مرزا صاحب کا شاہ اول اودھ نے بلوا کر مرثیہ سنا۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا شہرۂ کام وکمال سن کر پہلے بادشاہ اودھ مرزا غازی الدین حیدر مرحوم نے چوبدار بھیج کر اپنے عزاخانہ میں مرثیہ پڑھنے کو بلوایا۔ مرزا حسب معمول پنسیں میں سوار ہو کر اپنے معمولی لباس میں پہونچے۔ عزاخانہ میں بادشاہ موصوف بیٹھے ہوئے تھے، بعد سلام لینے کے مرثیہ پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ مرزا صاحب نے منبر پر جا کر حمد و نعت میں ایک ایک رباعی پڑھ کر یہ بند مسدس کا پڑھا جو فی البدیہہ راہ میں کہہ لیا تھا ؎

واجب ہے حمد و شکر جناب الٰہ میں　　فضل خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں

مجھ سا گدا اور انجمن بادشاہ میں　　چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اسوقت راہ میں

نرتے پہ چشم مہر ہے مہر منیر کو　　حضرت نے آج یاد کیا ہے دبیر کو

پھر مرثیہ پڑھا جو اُسی زمانے میں کہا تھا۔ ؎ داغ غم حسینؑ میں کیا آب و تاب ہے۔

جب مرثیہ میں اس مقام پر پہونچے کہ جناب سکینہؑ امام حسینؑ کی چار برس کی صاحبزادی نے یزید سے اُسکے لشکر کے ظلم کی روداد بیان کر کے فریاد کی ہے اور داد چاہی ہے تو بادشاہ موصوف چیخیں مار مار کر بے اختیار رونے لگے۔ وہ بند یہ ہے ؎

جب روز کبریا کی عدالت کا آئے گا　　جبّار بادشاہوں کو پہلے بلائے گا

انصاف و عدل اُن سے بہت پوچھا جائیگا　　تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا

گل کر دیا ہے دونوں جہاں کے چراغ کو　　لوٹا ہے تیرے عہد میں زہراؑ کے باغ کو

بادشاہ نے خواجہ سرا کے ذریعہ سے مرزا صاحب سے یہ بند دو بارہ پڑھوایا۔ یہ بند گویا تازیانۂ عبرت ہو گیا۔ مرزا صاحب تو مرثیہ پڑھ کر چلے آئے۔ مگر بادشاہ کو رات بھر خوف خدا سے نیند نہ آئی۔ بار بار کہتے تھے کہ خدا نے مجھے بھی بادشاہ کیا ہے مجھ سے بھی سخت باز پرس ہو گی۔ دیکھیے میری غفلت مجھے کیا دکھاتی ہے

سویرے معتمد الدولہ آغا میر وزیر کو انصاف کے بارہ مین بہت تاکید فرمائی - یہ مرثیہ دفتر ثالث کی پہلی جلد مین چھپ چکا ہے -

مرزا صاحب کا کمال ہر موقع پر ظاہر ہے - بادشاہ کی مدح کی ہے تو کس انداز سے کہ اس مین بھی خدا کی حمد اور شکر ہے - اور سچی بات نظم کی ہے کہ جب لوگون نے سنا ہوگا کہ بادشاہ نے مرزا صاحب کو یاد فرمایا ہے تو ضرور چرچا کرتے ہوں گے -

مرزا کی شہرت زمانہ مذکور مین ہونے کی ایک دلیل روشن فسانۂ عجائب کی عبارت بھی ہے - یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ خود مرزا سرور نے لکھا ہے کہ فسانہ عجائب اُنھون نے غازی الدین حیدر شاہ اول اودھ کے زمانہ مین لکھنا شروع کیا - اور عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ ثانی مین وہ اختتام کو پہونچا - چنانچہ سرور کا مشہور مصرع ہے ؎ یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ سے لکھنؤ - عہد مذکور مین جن مرثیہ گویون کو شہرت ہو چکی تھی اُن سب کے نام ایک تسلیم کے ساتھ سرور نے لیے ہیں - اصل مدح وثنا تو وہ دلگیر مرحوم کی فرماتے ہین - کہ جن سے سرور کو بہت محبت تھی - سرور پر کچھ موقوف نہین اُس زمانے کے اکثر شعرا ہستند اور اہل کمال دلگیر سے بہت محبت رکھتے تھے - خود مرزا دبیر - اور شیخ ناسخ - اُستاد دلگیر کو بھی دلگیر سے کمال اتحاد تھا - چنانچہ ناسخ کا یہ مشہور مطلع اسپر دلیل قاطع ہے

متحد ایسے زمانے مین کہان ہوتے ہین آپ دلگیر سے ناسخ جو ہے دلگیر جدا

یہ مقطع اُس زمانے مین کہا تھا جب ناسخ - الہ آباد مین مقیم تھے - دلگیر عجب وسیع الاخلاق نیک نہاد بزرگ تھے بہر کیف وہ عبارت یہ ہے - مرثیہ گو بے نظیر میان دلگیر - صاف باطن - نیک ضمیر - خلیق - فصیح - مرد مسکین - مکروہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا - اللہ کے کرم سے ناظم خوب - دبیر مرغوب - سکندر طالع - بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اُٹھایا - اس تین سطر کی عبارت مین دس مرثیہ گویون کے نام لے دیے جو اُس زمانہ تک گزرے یا موجود تھے - اس مین سے پر دبیر کا نام موجود ہے -

میں اوپر لکھ چکا ہون کہ مرزا صاحب کے بزرگون میں بعض شاہزادگان دہلی کے اُستاد تھے - شاید اسی رعایت سے یا مرزا صاحب کے کمال ذاتی کی وجہ سے اودھ کے اکثر نواب زادے اور شہزادے مرزا صاحب کے شاگرد ہوے اُن مین سے نواب اقتدار الدولہ مستقیم الملک مرزا کلب علیخان ارسلان جنگ - نواب سعادت علیخان صوبۂ اودھ کے فرزند - اور مرزا غازی الدین حیدر اول شاہ اودھ اور مرزا محمد علی شاہ سوم شاہ لکھنؤ کے بھائی تھے جن کا مفصل حال تذکرۂ در باد حسین مین صفحہ ۱۱۵ پر اُنکے پوتے نواب مرتضیٰ حسین خان صاحب ٹرسٹی حسین آباد لکھنؤ کے حوالہ سے درج ہے نواب اقتدار الدولہ مرزا صاحب سے عمر مین بڑے تھے کہ ان کی ۱۲۱۳ھ کی ولادت ہے - اور مجمع کمالات تھے کہ اُس زمانہ مین (جبکہ ملک مین انگریزی خوان بہت کم تھے

اُنھون نے عربی و فارسی کے علاوہ انگریزی بھی پڑھی تھی۔ نسخ و نستعلیق دونون خطون کے با قاعدہ خوشنویس بھی تھے۔ تیراندازی۔ تفنگ بازی و شمشیر بازی و شہسواری۔ بیج بہادر مرہٹہ و دلیل خاں دکھنی سے حاصل کی تھی۔ یہ ان کا انتظار تخلص کرتے تھے[1]

دوسرے نواب ممتاز الدولہ تیسرے نواب والا قدر شہزادۂ اودھ عرف نواب وزیر مرزا صاحب مرحوم جو بھاکھا مین ٹھمری لاجواب کہتے تھے جنکے نام سے لکھنؤ چینی بازار مین ایک سڑک آج تک موجود ہے جسکو والا قدر روڈ کہتے ہین (ان کا حال بھی تذکرۂ دربار حسین صفحہ ۱۰۷ پر ہے) چوتھی ملکہ زمانی زوجہ محترمہ نواب نصیر الدین حیدر شاہ دوم اودھ۔ پانچوین انکی صاحبزادی نواب ممتاز الدولہ مرحوم کی زوجہ سلطان عالیہ سلطان تخلص چھوٹی حاجی بیگم صاحبہ دختر محمد علی شاہ۔ (شاہ سوم اودھ)

مرزا صاحب کے در دولت پر بڑے بڑے شہزادے اور حکام اور اہل علم حاضر ہوتے تھے۔ اہل حاجت کی حاجت روائی کو مرزا صاحب سب سے بڑی عبادت اور فرض انسانی سمجھتے تھے جسکی ہزارون حکایتین مشہور ہین۔ میر ضمیر مرحوم سے کس طرح لوگون نے بگڑوا دی۔ اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کے کمال کی شہرت ہوئی تو حاسدون کے دل مین آتش رشک بھڑکی۔ مرزا صاحب خود صاف دل تھے کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہین۔

حاسد کو ہے پیچ و تاب کیون موج کی شکل ۔۔۔ یان مثل حباب کچھ نہین ہے دل مین

بعض شاگردان میر ضمیر صاحب نے جو پہلے کے شاگرد تھے مرزا صاحب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ فکر کی کہ استاد و شاگرد مین بگڑوا دو۔ مرزا صاحب بے اصلاحی کلام پڑھین قلعی کھلے۔ لوگون کو اعتراض کا موقع لگے۔

لکھنؤ کے ایک مشہور دریادل امیر نواب افتخار الدولہ کے یہان ماہ رمضان مین شبون کی مجلسین (۱۹-۲۰-۲۱ کو) بڑی دھوم دھام اور اہتمام سے ہوا کرتی تھین اور دونون استاد و شاگرد پڑھا کرتے

[1] معلوم ہوتا ہے کہ انھین کی صحبت مین مرزا صاحب نے بھی ان فنون جنگ مین مہارت یا وقفیت پیدا کی تھی چنانچہ ایک بزرگ ناقل تھے کہ ایک روز مرزا صاحب محلات شاہی کے دفتر سے نکل کر آتے تھے کہ ایک ہاتھی مست بھاگتا ہوا آیا۔ مرزا صاحب نے اُسکو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ اور سب آدمی اُسکے خوف سے بھاگ بھاگ کر چھپ گئے ہین دلیری کا کمال یہ تھا کہ حواس بجا رہے برابر چبوترہ تھا اُسپر کچھ برچھے رکھے ہوئے تھے چبوترہ پر چڑھ کر ایک برچھا لیا اور جب وہ ہاتھی قریب آیا۔ تو مین سے اُسکی مستک پر اس طرح تاک کر مارا۔ کہ ہاتھی چنگھاڑ کر بھاگ گیا۔ اُس دن لوگون کو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ان فنون جنگ مین بھی دخل رکھتے ہین۔ نجابت ۱۲

تھے۔ ۱۹ روپیہ کو نواب موصوف نے دونوں صاحبوں سے نئے مرثیے پڑھنے کی فرمائش کی۔ جواب میں دونوں صاحبوں نے انشاء اللہ و بشرط فرصت۔ کے الفاظ کہے۔ مرزا صاحب کی مشق سخن بڑھی ہوئی تھی رات بھر میں یہ مرثیہ کہہ کر سویرے میر ضمیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا ؎ ذرہ ہے آفتاب سے بوتراب کا پوچھا حضور نے بھی کچھ فکر فرمائی۔ جواب ملا کہ مجھ کو اتنی فرصت کہاں پہلے کے ایک مرثیہ میں چند شعر نئے کہکر لگائے ہیں۔ وہی پڑھ دوں گا۔ مرزا صاحب کے مرثیہ کو پڑھکر استاد نے بہت پسند کیا اسکی زبان سلیس۔ بندش چست طرز بیان دلکش۔ شوکت الفاظ مؤثر تھے۔ مرثیہ کی بہت تعریف کی۔ مرزا صاحب یہ سب حضور کا صدقہ ہے۔ میں کس قابل ہوں۔ اسے کل حضور ہی پڑھیں۔ میں کچھ عذر کر دوں گا۔ میر ضمیر صاحب۔ نہیں میرا صاحب۔ یہ تم ہی پڑھو۔ میر عابد علی صاحب بشیر بھی اٹھیں حاسدوں میں تھے بولے میں مرزا صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ بے شک یہ نامناسب ہے کہ شاگرد نیا۔ اور استاد پرانا مرثیہ پڑھے۔

میر ضمیر صاحب۔ اور میرا صاحب ایسی باتیں میرے ذہن میں نہیں ہیں خیر تم کہتے ہو تو یوں ہی سہی پھر ایک مرتبہ مرثیہ کو دیکھ کر بولے اوپر کا ٹکڑا فضائل کا تم پڑھو اخیر کا حصہ مصائب کا میں پڑھوں گا۔ میرزا صاحب۔ بہت خوب جہاں تک استاد نے حکم دیا تھا وہ ورق پھاڑ لیے باقی مرثیہ وہیں چھوڑ آئے

۲۱۔ کو افتخار الدولہ نے اول مرزا صاحب سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفا (کریم وعدہ کو پورا کرتا ہے) نیا مرثیہ پڑھیے۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ جناب استاد قبلہ کا نیا مرثیہ ہے نصف میں نصف استاد پڑھیں گے یہ کہکر منبر پر گئے ان کا معمول تھا کہ فاتحہ کہکر دیر تک سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ اتنی دیر میں بشیر مذکور نے میر ضمیر صاحب کے کان میں کہا کہ اول کا ٹکڑا بہت چست۔ اور اخیر کا سست ہے۔ میں مرزا صاحب کو منع کیے دیتا ہوں کہ یہ مرثیہ نہ پڑھیں اور کوئی پڑھ دیں۔ میر صاحب نے جواب دیا اب یہ مناسب نہیں مگر یہ کہے جاتے تھے مرزا صاحب کو پہلے ہی آنکھ کے اشارہ سے منع کر چکے تھے وہ منبر پر چپ چاپ کچھ پڑھ رہے ہیں مجلس تصویر حیرت بنی ہوئی ہے کہ بشیر نے قریب منبر پہونچکر مرزا صاحب کے کان کے پاس اپنے ہونٹ لیجا کر آہستہ آہستہ کہا۔ استاد فرماتے ہیں تم یہ مرثیہ نہ پڑھو کوئی اور مرثیہ پڑھ دو۔ مرزا صاحب۔ میں اور کوئی مرثیہ نہیں لایا۔ اگر واقعی استاد کی یہی مرضی ہے تو وہ خود مجھے آنکھ سے اشارہ فرما دیں میں رباعیاں پڑھکر منبر سے اتر آؤنگا۔ تمھارے کہنے کا مجھے اعتبار نہیں انھوں نے جاکر میر صاحب سے کہا۔ یا سلامت علی کہتے ہیں آج ہی تو مجھکو استاد کا امتحان منظور ہے۔ دیکھو میرے بعد وہ کیا کرتے ہیں۔ میر صاحب یہ سن کر آگ بگولا ہو گئے ادھر مرزا صاحب بار بار استاد کا منہ دیکھتے ہیں وہاں اشارہ کیسا ہر فروشگی کے سبب سے سر نیچا پر ہے ناچار مرزا صاحب نے چند رباعیاں پڑھ کر وہی مرثیہ پڑھا سبحان اللہ

واہ واہ صل علےٰ کے نعروں سے تمام مجلس گونج اُٹھی۔ جہاں تک حکم تھا پڑھے آگے نہ بڑھے۔ منبر سے کامیاب اُتر ے۔ میر ضمیر تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھکر اور یہ فرماکر کہ یہ مرثیہ انھیں کا ہے۔ کسی پُرانے مرثیہ کے چند بند اور نثر کے چند فقرے پڑھکر منبر سے اُتر آئے۔ مجلس کے بعد دو خلعت آئے۔ میر صاحب نے اپنے خلعت پر ٹھوکر مار کر فرمایا لے جاؤ۔ اور اُٹھ کھڑے ہوئے (یہ یہ اہل کمال کی ناز برداریاں ایسے ایسے امیر کبیر کرتے تھے۔) مرزا صاحب نے اپنا خلعت یہ کہکر واپس کر دیا کہ جو اُستاد کے فائدے پر اپنے فائدے کو مقدم رکھے وہ ملعون ہے۔

اب زمانے نے دوسرا رنگ بدلا۔ مرزا صاحب نے بے اصلاحی نئے مرثیے کہہ کہکر پڑھنا شروع کر دیے۔ ہر مہینہ میں ایک نیا مرثیہ کہتے اور پڑھتے تھے۔ میر ضمیر صاحب کے شاگردوں کا ایک جتھا تھا جو ہر مرثیہ کو سُن کر ۱۰-۲۰ ضرور اعتراض کرتا تھا۔ میر کلو عرش میر تقی میر کے فرزند رشید کو بعض ناسخ والوں نے کہدیا تھا کہ ناسخ سے اصلاح لے چکے ہیں۔ یہ اتہام عرش کے شاگردوں کو عموماً۔ اور ایک خاص شاگرد آغا ابو تراب خان کو (جنکا کشمیری لکھنؤ میں ہے) خصوصاً سخت ناگوار ہوا۔ آغا صاحب نے اپنا تخلص (بصیغۂ افعل التفضیل ناسخ کے مقابلہ پر) انسخ رکھا اور اعتراض کی بوچھار کر دی۔ ناسخ کے اس مشہور و مقبول مطلع پر ؎

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا　　طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

یہ اعتراض تھا کہ مصرع میں مشرق تھا تو دوسرے میں بجائے طلوع مطلع لانا چاہیے تھا۔ ان انسخ کو بھی دبیر مرحوم کے مخالفوں نے ملا لیا تھا۔ افسوس تمام اعتراضات معلوم نہو سکے ورنہ لکھتا۔ معترض اگر نیک نیتی سے صحیح اعتراض کرے تو اُس سے نقصان کم فوائد زیادہ ہوتے ہیں بقول ثابت۔ ؎

خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی　　ہم ان کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں

مرزا صاحب ۱۱ دین کو مجلس کر کے اپنے گھر میں نیا مرثیہ پڑھتے تھے اُدھر میر ضمیر کے شاگردوں نے ۱۳ دین کو ایک مجلس مقابلہ پر مقرر کی۔ میر ضمیر کے ایک شاگرد شہرت تخلص نیا مرثیہ پڑھتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں خود میر ضمیر کہدیتے تھے۔ مگر شہرت کو شہرت نہونا تھی نہوئی۔ اور مرزا صاحب کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہانتک کہ خود شاہ اودھ واجد علی شاہ اختر مرحوم اور وزیر اودھ نواب علی نقی خان مرحوم مرزا صاحب کے کلام کو دل سے پسند کرنے لگے۔ اسی زمانے میں حضور عالم نواب علی نقی خان مرحوم نے ایک بہت بڑی مجلس کی تھی جس میں مرزا صاحب نے یہ مرثیہ پڑھا تھا ؎ اے عرش بریں تیرے ستاروں کے تصدق۔ میر ضمیر مرحوم بھی موجود تھے حضور عالم نے جب ایک موقع پر بہت تعریف کی۔ تو مرزا صاحب نے میر ضمیر صاحب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے آواز بلند کہا کہ یہ سب فیض و تصدق جناب اُستاد کا ہے۔ بعد ختم مجلس میر ضمیر مرحوم نے اُٹھکر گلے سے لگایا۔ اور اصل واقعہ سُن کر میر عابد علی بشیر سے ناراض ہو کر بولے اب یہ شخص اس قابل نہیں ہے۔ کہ ہمارے

یہاں آئے مرزا صاحب نے اُنکی بھی خطا معاف کرائی - اور پھر میر ضمیر صاحب مرحوم کے گھر کی ماہواری مجلس ہوا کرے معالی خان لکھنؤ مین مرزا صاحب انتقال میر ضمیر مرحوم تک برابر پڑھتے رہے میر محمد رضا صاحب ظہیر مؤلف تنقید آب حیات جو تقسیم (تبرک) اُس مجلس مین کرتے تھے وہی اس واقعہ کے راوی و ناقل ہین

اُسی زمانہ مین جب تمام پیر بھائی مرزا صاحب کے مخالف ہو رہے تھے - مرزا صاحب نے یہ مرثیہ بھی کہا تھا ؎ بانو کے شیر خوار کو ہفتم سے پیاس ہے - اس مرثیہ کی بہت شہرت ہوئی اور آج بھی اُن کے مخالفین تک اسکو پڑھکر مرزا صاحب کی فضیلت و فضیلت کا اقرار کرتے ہین - چنانچہ مولوی شبلی صاحب بھی موازنہ کے صفحہ ۲۷۹ پر اسکے چند بند اس تمہید سے لکھتے ہین کہ "اس واقعہ کو میر ضمیر صاحب سے لیکر آج تک نئے نئے پیرایوں میں لوگون نے ادا کیا میر انیس صاحب نے مختلف مرثیون مین یہ واقعہ لکھا اور یہ واقعہ (تمام) واقعات کربلا مین نہایت درد انگیز ہے مگر مرزا دبیر نے جس بلاغت سے یہ مضمون ادا کیا ہے اور جو درد انگیز سمان دکھایا ہے وہ میر انیس صاحب یا اور کسی سے آج تک ادا نہو سکا" یہ خدا کی شان اور توفیق جبری تھی کہ مولوی شبلی صاحب کی زبان قلم سے بے اختیار ایسے کلمے نکل گئے ورنہ یہ مولوی شبلی صاحب وہ بزرگ ہیں جو موازنہ مین جا بجا لکھتے آئے ہیں کہ مرزا صاحب کے کلام کو بلاغت چھو بھی نہین گئی - اُنکے کلام مین بلاغت کا شائبہ بھی نہیں ہے - تمام اہل کمال کے اس مقولہ کو کہ مرزا صاحب کا کلام بلیغ زیادہ ہے مولوی صاحب جھٹلاتے جھٹلاتے اخیر پر اپنی آپ تکذیب کرنے لگے مقولہ مشہور صحیح ہے الفضل ماشہدت بہ الاعداء ع دشمن بھی شہادت دین فضیلت ہے تو یہ ہے - اسی مرثیہ کے مقطع مین اُس زمانہ کی مخالفت کی مرزا صاحب یون تصویر کھینچکر اپنے آئینۂ دل کی صفائی کو سراہتے ہین ؎

برعکس ہے کوئی تو کوئی برخلاف ہو　　آئینۂ دل اپنا ہر اک رو سے صاف ہے

مرزا صاحب مرحوم کا سکہ اُس زمانے کے شعرا و اساتذہ اور اہل کمال کے دلون پر ایسا پڑا تھا کہ ہر شخص مداح تھا - مامسیح مجالس وغیرہ مین جانے سے اکثر پرہیز کرتے تھے - البتہ اپنے شاگرد نواب حسین علی خان (جو کی مجالس مین مرزا صاحب کو سُننے آتے تھے اور شوق سے سُن کر داد دیتے تھے ہان آخری زمانے مین وہ بسرو بڑے بڑے مشاعرون مین بھی نہ آتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جوانی مین کشتہ کھا گئے تھے جس سے انتلاج قلب ہوتا تھا اور بڑے مجمع مین بیٹھنے سے گھبراتے تھے - مگر جب بھی مرزا صاحب کے بعض مرثیے اور بعض بند اُن کے شاگردون سے گھر پر پڑھوا کر سُنتے تھے لوگ کہتے ہین میر ضمیر سے اور اُن سے چشمک تھی - اسلیے کبھی کہہ اُٹھتے تھے ہائے ایسا ذہن - اور میر ضمیر کا شاگرد ہو مرزا صاحب سے جب کوئی یہ مقولہ ذکر کرتا - تو وہ فرماتے - کہ ہمارے اُستاد سے شیخ صاحب کو کیا نسبت ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک - زمانہ مخالفت مین بھی کبھی اُستاد کی

تنقیص سُننے کے روادار نہوے۔

آتش مرحوم کی نسبت سنان دل خراش مین منشی اسمعیل حسین صاحب میرٹھی مرحوم لکھتے ہین کہ جب عہد فرمانروا مجد علی شاہ ۱۲۵۱ھ مین مرزا صاحب نے پہلے پہل یہ مرثیہ پڑھا تھا ؎ کوہ رقیم پر جو علی کا گزر ہوا۔ تو مرزا صاحب کے سُننے کو خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بھی ضعف پیری و نابینائی کے عالم مین آئے تھے بعض بعض مضامین عالیہ اور نازک خیالیان سُن سُن کر سر مجلس پکار پکار کر آتش مرحوم کہتے تھے۔ کہ ارے میان اگر ایسے مضامین کہوگے تو تم مرجاؤگے یا خون تھوکوگے۔ امراؤ دولہا سے ناواقف یہ کلمہ سُن کر تعجب سے کہتے تھے کہ یہ بوڑھا آدمی کون ہے جو ایسے کلمات خلاف شان مرزا صاحب سے ایسی بے باکی سے کہتا ہے اور منبر پر مرزا صاحب بآواز بلند تسلیم کرتے جاتے ہین۔ بعد مجلس ایک صاحب دولہا صاحب نے ناچار ہوکر مرزا صاحب سے پوچھا کہ یہ پیر شکستہ حال ساکون ہے۔ جب مرزا صاحب نے سمجھا دیا۔ کہ یہ حضرت آتش غزل کے اُستاد دیگانہ ہین خود خواجہ آتش نے ایک زمانہ مین مضامین کہنے مین سخت محنت کی تھی تو خون آنے لگا تھا۔ وہی اپنا تجربہ فرما رہے تھے۔

مرزا صاحب غزل مین آتش کا رنگ لکھنؤ والون مین اور غالب کا۔ دہلی والون مین بہت پسند کرتے تھے۔ باین ہمہ کبھی کسی دوسرے اُستاد کو کلمات ناسزا سے یاد نہ کرتے تھے ایک اور کمال اُن مین یہ تھا کہ اگر کنایۃً بھی کوئی معترض ہوتا تھا تو سمجھ جاتے تھے اور جس اُستاد کا وہ معترف یا شاگرد ہوتا تھا اُسی کی نظیر مین نظم سُنا کر اُسکو چپ کر دیتے تھے۔ چنانچہ نواب مرزا صاحب شوق صاحب مثنوی زہر عشق وغیرہ نے جو مرزا صاحب کے دربار مین اکثر شب کو آیا کرتے تھے۔ ایک مجلس مین یہ مصرع سُن کر ؎ صندوق مشرقی سے نکالی کتاب صبح۔ نہایت ادب سے کہا کہ حضور اسے پھر عنایت فرمائین۔ مرزا صاحب نے دوبارہ مصرع پڑھکر فرمایا کہ یہ مصرع یون بھی ہوسکتا ہے ؎ صندوق آسمان سے نکالی کتاب صبح۔ مگر مجھے مشرقی پسند ہے۔ رات کو جب شوق صاحب آئے تو کہا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جو مصرع آپنے دوبارہ پڑھوایا تھا اُس مین مجھے مشرقی کیون پسند ہے وہ بولے نہین حضور۔ فرمایا اسلیے کہ ایسے الفاظ ترکیبی آپکے اُستاد دباب آتش کو پسند ہین وہ فرماتے ہین ؎

ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہین یادرہے — اور زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پھر فرمایا مجھے منبر پر بھی یہ شعر یاد تھا مگر مین نے عمداً نہ پڑھا کہ شاید کوئی شخص حضرت آتش کی توہین کا پہلو یہ کہکر نکالے کہ اس شعر مین نیرنگی بہت اچھی طرح آسکتا تھا۔ پھر مصنف نے نیرنگی کیون باندھا جس مین [illegible] بھی بدلتی ہے۔ مرزا شوق مرحوم نے معذرت کی کہ یون ہی میرے دل مین آگئی تھی جو مین نے یہ مصرع [illegible]

مرزا صاحب کے اُستادوں مین مرزا محمد رضا صاحب برق مرحوم کے والد ماجد جناب مرزا کاظم علیخان صاحب بھی تھے (جیسا کہ مین پہلے لکھ چکا ہون) اسلیے برق صاحب کا بھی وہ بہت لحاظ و پاس کرتے تھے وہ مشاعرون مین جاکر عام طور پر غزل نہ پڑھتے تھے - مگر برق صاحب نے جب ایک دھوم دھام کا مشاعرہ کیا اور مرزا صاحب سے آکر اصرار کیا کہ آپ ضرور غزل کہین اور تکلیف فرماکر پڑھین تو مرزا صاحب نے (مشہور) غزل کہی اور مشاعرے مین پڑھی جس کا مشہور مطلع یہ ہے ؎

دفن کرنا مجھکو کوئے یار مین　　قبر بلبل کی بنے گلزار مین

جو رنگ مرزا صاحب کو ناپسند ہوتا تھا - وہ اپنے شاگردون یا بے تکلف دوستون سے صاف کہدیتے تھے - چنانچہ منشی سید محمد اسمٰعیل حسین صاحب منیر جب کالے پانی سے چھوٹ کر آئے تو ایک روز اپنی چند غزلین سنانے بیٹھے دیوان خانہ مین مرزا صاحب ہین اور یہ ہین - مرزا فتح مرحوم فرماتے تھے کہ مین اور میرے چھوٹے بھائی عطارد اور کئی لڑکے بھی غزل سننے کو دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے - منیر نے مطلع پڑھا ؎

چھڑا جلا فلک پہ بت خانہ خیگ کا　　چھوٹا ہے نیل گاؤ پہ کتا تفنگ کا

مین اور سب ساتھی لڑکے یہی مصرع پڑھتے ہوئے باہر سے باہر بھاگے - چھوٹا ہے نیل گاؤ پہ کتا تفنگ کا - مرزا صاحب نے منشی منیر سے کہا کہ آپ ایسے اعلےٰ درجے کے شاعر ہو کر اس متبذل رنگ کو کہین چھوڑ دیکھیے بچے تک ہنستے ہین کاٹیے - منیر مرحوم نے عرض کی - بہت بہتر - اور فوراً یہ مطلع کاٹ دیا غالباً اسی وجہ سے دیوان مطبوعہ مین یہ مطلع نہین - لکھنؤ وغیرہ مین مشہور رہا ہے -

حضرت آتش کے شاگردون مین جو سلام وغیرہ اصلاح کے واسطے اُنکے روبرو پیش کرتا تو وہ کہتے تھے کہ جاؤ میر سے سلام و مرثیہ وغیرہ پر اصلاح لو جو نیا شاگرد مستطیع ہوتا تھا - تو منیر بھی بہت سی لاتا تھا جناب امیر کی نذر دے کر اپنا تلامذہ اور احباب مین بڑھاتے تھے - جو بکثرت تھے

اصلاح دینے کا طریقہ یہ تھا کہ خود مرثیہ پڑھکر یا مصنف سے سن کر لفظ بناتے اور وجہ بتاتے جاتے تھے اور اگر لفظ اگر موجود نہ ہوتا تو وجہ اصلاح مختصر لفظون مین حاشیہ پر لکھدیتے تھے صغیر بگرامی لکھتے ہیں کہ مین نے ایسی معلومات کا شاعر دوسرا نہین دیکھا

مرزا صاحب علاوہ اردو کے ہندی اور فارسی کے بھی شاعر تھے - فارسی کا بعض کلام تو دیوان مین چھپ گیا - بعض چھپا رہا - مگر ہندی کا ایک چھند مجھ یاد رہا جو مرزا نصیر الدین حیدر مرحوم شاہ اودھ کی فرمائش پر اُنھون نے کہے تھے وہ مرزا فتح صاحب مغفور فرماتے تھے کہ اب تک محفوظ ہین - الا خطہ ہو ؎

حسین

صفحہ ۱۰۴ نواب والا قدر شہزادہ اودھ جو بھاکا کے مستند شاعر مانے جاتے ہین اُن کو بھاکا میں اصلاح دیتے تھے - ایک اُن مین یہ بھی کمال تھا کہ جس رنگ کی طبیعت شاگرد کی ہوتی تھی اُسی طرز کی اُسکو اصلاح دیتے تھے - چنانچہ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام محمد صاحب نظیر کے کلام پر اصلاح دینے مین ویسے الفاظ بنا دیتے تھے جو گویا زبان انیس مغفور کے سمجھے جاتے تھے اور جن سے خود مرزا صاحب اپنی تصنیف مین بچتے تھے - جیسے لغہ بے پیر - کڑیل جوان وغیرہ

اصلاح دینے کا طریقہ

شیخ گوہر علی صاحب مشیر مرحوم کے ہر سیون مین ویسے بازاری محاورے اور الفاظ رکھتے تھے جو ہر سیون کی شان کے شایان ہیں آج مزاحیہ کلام اُن کا علیحدہ نہین ملتا اس کا سبب شاید یہ ہو کہ ایسا کلام سب مشیر مرحوم کو بخشدیا تھا ہزارون محاورے ہر سیون میں ایسے نظم کیے ہین جو اور کسی شاعر کے کلام مین نہ ملین گے -

نوحون پر اصلاح کا طریقہ

نواب شہید سید اسد علی صاحب متین کے نوحون مین ایسے مُسکی الفاظ رکھتے تھے جو خاص نوحہ کے واسطے زیبا ہیں - یہی وجہ ہے کہ متین کے نوحے اپنے طرز مین بے مثل ہین - نواب شہید ممدوح اور مشیر سنا ہے ایک ہی دن مرزا صاحب کے شاگرد ہوے تھے - مگر مشیر کی طبیعت ہر سیہ کے لیے موزون پائی اور متین مغفور کو نوحہ کہنے کے قابل پایا - دونون کو ایک ایک ڈھرے پر لگا دیا -

مرزا دبیر کے شاگرد

یہ عجیب حُسن اتفاق ہے کہ مرزا صاحب کے شاگردون مین سے جو دوسرے شہرون یا دیہات کے رہنے والے ہین وہ اپنی اپنی بستی یا شہر مین قابل تقلید کامل مانے جاتے ہین - مولوی نفیر حسین صاحب عظیم - مولانا شاد عظیم آبادی وصفیر بلگرامی وخان بہادر سی ایس لے ڈپٹی سید اولاد حسین صاحب مداح پیر سری اور مولوی اسد علی صاحب صفیر - اور نواب متین اور حکیم قدیر الدولہ سید محمد علی صاحب قدیر مولوی ظفر مہدی صاحب ایتم جرولی مولوی غلام عباس صاحب تنہا اور میرٹھ کی بلگرامی اپنی اپنی بستی اور شہرین نہایت معزز اور قابل تقلید مانے جاتے ہیں تفصیل اسکی آپ کو تذکرۂ دربار حسین سے معلوم ہو گی -

خط - مرزا صاحب عموماً جس کسی کو خط لکھتے تھے فارسی مین لکھتے تھے - وہ خط شفیعا عمدہ اور جلد لکھتے تھے - مگر اُس زمانہ کی روش کے موافق حرفون پر نقطے بہت کم لگاتے تھے - اُسکا نمونہ حیات دبیر کے صفحہ ۴۹ پر چھپا ہے جس مین ایک جگہ کاپی نویس نے اس مصرع مین تغیر کر دیا ہے - طعنہ دیتے تھے سلح سازکا سے قوم وغل - لفظ سلح کو صلح (صاد سے) لکھدیا ہے -

جناب حاجی محمد جعفر عرف پیارے صاحب شمس آبادی نے مؤلف حیات دبیر کو مرزا صاحب کے خط کا نمونہ حیات دبیر مین دیکھ کر لکھا تھا کہ میرے والد ماجد مرحوم (نواب حکیم سید محمد علی خان عرف نواب دولہا صاحب

رئیس شمس آباد کے پاس جو خط مرزا صاحب کا آتا تھا وہ خوشخط خط شفیعا میں لکھا ہوا ہوتا تھا۔ مجھے خیال تھا کہ کوئی خوشنویس ملازم ہوگا آج یہ خط کا عکس دیکھکر معلوم ہوا کہ جناب مرحوم خط شفیعا خوب لکھتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ایک خط مرزا صاحب کی نقل بھی بھیجدی تھی جو نواب دلھا صاحب مرحوم کے پاس ۱۹ شوال ۱۲۸۳ھ ہجری کو آیا تھا کہ یہی تاریخ موصولہ پشت خط پر درج ہے۔ اس خط میں القاب و آداب بھی خاص تحریر فرمایا ہے۔ اور خط فارسی میں ہے اور اُس زمانے میں عموماً دہلی و لکھنؤ میں فارسی زبان میں اہل علم کتابت کرتے تھے یہ فخر صرف مرزا غالب مرحوم کو ہے کہ انھوں نے زمانے کا رنگ دیکھکر اُردو میں خط لکھنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ اُردو کی نسبت۔ وہ فارسی میں اکمل تھے جیسا کہ خود انکا دعویٰ ہے۔ ؎

فارسی بیں تا ببینی نقش ہائے رنگ رنگ ۔ بگزر از مجموعۂ اُردو کہ بیرنگ من است۔ اب وہ خط نقل کرتا ہوں۔

بسم اللہ خیر الاسماء مضاف مضاف الیہ صدق وصفا۔ موصوف صفت مہر و وفا۔ اقبال مصاحب۔

جناب نواب محمد علیصاحب دام مجدہٗ۔ بعد سلام خلوص انضمام و تمنائے گل چینی حدیقۂ مودت مسرت انجام۔ مرفوع ضمیر خورشید تنویر باد کہ دریں ایام مفارقت و عدم مراسلت آنچہ از حجاب غیبی بظہور آمدہ نیاز نامہ دیگر متضمن تفصیل آن عنقریب ارسال می نمایم۔ دریں وقت مقتضے بلکہ منتظرے از دفتر فضائل و محامد جناب سید جمال الدین حسین صاحب قبلہ ولد سید نجم الدین حسین صاحب مرحوم ابن مولوی نظامی صاحب مغفور بخیر تحریر می آرم کہ جناب ممدوح اباً عن جد بخلعت سیادت پیراستہ و تاج سعادت آراستہ و جد مہتب شیبی اظہر من الشمس و ابین من الامس ہستند۔ و مخلص با جناب ممدوح نیاز قدیم می دارد و از عقائد مستحکم و انعقاد مجلس عزا کہ بدولت خانہ جناب مکرم الیہ می شود اکثر شرف اندوز مشارکت شدہ۔ خاطر شریف مطمئن باد۔

مرزا اسلام علی
متخلص دبیر

عفا عنہ ربہ القدیر

جوش معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے کہ سامعین مدح کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ باتوں کے کرنے میں جتنے ہاتھ آنکھ وغیرہ سے آدمی اشارے کرتا جاتا ہے اُس سے زیادہ منبر پر ہاتھ نہ اُٹھانا نہ بتانا چاہیئے۔ انکا کلام خود تمام واقعات کا مرقع پیش نظر کر دیتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ ارتھ موسیقی میں داخل ہے مگر سوز خوانی میں بھی بتانے کو معیوب قرار دیا گیا ہے۔ پس مرثیہ خوانی سے بتانے کو کیا علاقہ ہے۔ اس رباعی میں اسی بات کا اشارہ ہے۔ ؎

ناحق کا نہ چیخنا نہ چلانا ہے ۔ بیکار نہ ہر بند پہ بتلانا ہے ۔ ابن شہ مرداں کا ثنا خواں ہو میں ۔ صد شکر کہ پڑھنا مرا مردانہ ہے

انھوں نے کبھی کسی شاگرد کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا نہ کسی شخص کو بجز ایک شاگرد آغا حیدر مرحوم کے انکا طرز آیا یہ آغا حیدر صاحب آغا حسن صاحب مرحوم کے حقیقی بڑے بھائی تھے آغا حسن صاحب از ل میر حسن صاحب مولف واقعات انیس نانا۔ اور نواب مرزا صاحب

ع۵ مرزا دبیر مرحوم کے اکثر خطوط سید مسعود حسن صاحب ایم اے ادیب ریڈر لکھنؤ یونیورسٹی نے رسالہ ادب لکھنؤ میں متواتر آثار ادبیہ کے عنوان سے شائع

صاحب مثنوی زہر عشق سے ملا تھے آغا حیدر صاحب کی پاٹ دار آواز مرزا صاحب کی آواز سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اور اسی طرز سے وہ پڑھتے بھی تھے۔ جو شاگرد مرزا صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھے مرثیہ پڑھنا سکھایئے تو میر شرف الدین یا میر محمد رضا صاحب ظہیر یا میر مفضل صاحب کے سپرد کر دیتے تھے۔ یہ صاحب اس خاندان میں عمدہ پڑھنے والے تھے۔ مرزا مغل مرحوم کے ایک شاگرد نے بھی پڑھنے میں کمال پیدا کیا تھا جنکا نام میر اولاد حسین صاحب اور تخلص قوی تھا۔ اور مرزا صاحب کے خویش میر بادشاہ علی صاحب بقا۔ (خلف میر صبا) اور مرزا محمد عباس سفیر بھی اچھا پڑھتے تھے۔

مرزا صاحب کے مرثیہ پڑھنے میں عجب وقار تھا۔ اُسکے ساتھ دو ایک نشر کے فقرے سونے میں سہاگہ ہو جاتے تھے۔ بین تو وہ اس طرز سے پڑھتے تھے کہ مجلس میں روتے روتے اکثر آدمی بے ہوش ہو جاتے تھے کیونکہ بین کے موقع پر بہت بنانے سے اکثر رقت سلب ہو جاتی ہے۔

مسٹر نواب حامد علی خاں مرحوم و مغفور حیات دبیر کے پندرھویں باب میں لکھتے ہیں کہ لندن کے زمانہ قیام میں ملٹن اور شیکسپیر کا کلام میں نے پروفیسر مل سے پڑھا۔ اور شعر پڑھنے کے اصول اور طریقے پروفیسر ہارٹلی سے سیکھے وہ ہر مقام کو خوب ہی ادا کرتے تھے۔ آواز اور صورت سے گویا بولتی ہوئی تصویر کھنچ جاتے تھے ہاتھ سے زیادہ بتانے کو منع کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب سے بہتر پڑھنے والا لندن کا بھی مرزا صاحب سے متفق الرائے تھا۔ فی زمانہ۔ مرثیہ پڑھنے میں بتانے کی لے ایسی پڑ گئی ہے جس کو لوگ رقص منبری کہنے لگے ہیں۔

لندن کا بہترین پڑھنے والا دبیر کی عظمت کا قائل تھا

تصنیف کی خصوصیات۔ مرزا صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر موقع کے واسطے خاص زبان استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً رخصت کے موقع پر جو الفاظ لاتے ہیں۔ وہ سراپا میں آپ نہ پائیگا۔ سراپا کی بندش الفاظ کی شان جدا ہے۔ رجز میں علیحدہ ہے۔ رجز میں بھی خصوصیت ہے کہ اگر وہ امام حسین کی زبان اقدس سے ہے تو ایسی عالمانہ شان نمایاں ہوگی کہ بڑے سے بڑا عالم شاید ویسی نصیحت نہ کر سکے۔ علم دین و دنیا کا سبق حاصل ہو۔ لڑائی میں بالکل رنگ بدل جائیگا۔ مناجات کے لفظ ہی کچھ اور ہیں۔ بین میں وہ سلاست ہے کہ گویا یہ دوسرا شخص نظم کر رہا ہے۔ اسبات کو خود مرزا صاحب کہہ گئے ہیں ؎

ہے رزم سراپا تو زباں اور ہی ہے اور بین کے ماتم کی بیاں اور ہی ہے — گہوارہ جنبانی تری فکر دبیر کہتی ہے زمیں آہ کہاں اور ہی ہے

پھر خوبی یہ ہے کہ سلیس و عام فہم کلام کے بھی دریا بہائے ہیں۔ اور دقیق اور بلیغ کلام کی تو کچھ حد و نہایت ہی نہیں مضمون آفرینی تو اس بلا کی ہے کہ اکثر شعرا تو پست نظر آتے ہیں۔ مولوی شبلی صاحب سے منکر کمال کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ صنایع و بدایع میں بے تکلف کلام بھی دبیر کا حق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زبان پر انکو کس قدر قدرت تھی۔ رعایت لفظی ایسی ہے جو دل کو پسند ہو۔ ادھری ہوئی اور بھونڈی نہ ہو۔ اس کے ثبوت میں حیات دبیر اور المیزان میں کلام دبیر دیکھئے۔

تفاصیل کلام دبیر

ع۵ بقام مرحوم کے ایک شاگرد نواب میر عبد الحسین خاں صاحب بہادر ریاست عالیہ بیگن پلی میں جاگیردار ہیں خاکسار حقیر نے جناب ممدوح کو سنا ہے نہایت خلوص سے مرثیہ پڑھتے ہیں۔ حقیر خبیر ۱۲

اور پورے چند مرثیے اس کتاب سبع مثانی میں ملاحظہ ہوں واقعات کی تصویریں بولتی ہوئی بھی ہزاروں آپ کو ملیں گی۔ بعض معاصر کہتے ہیں کہ مناظر قدرت اور ظرافت کی کمی ہے مگر مرثیہ میں ظرافت کی ہرگز گنجائش نہیں ورنہ مجلس عزا میں رقت جاتی رہے۔ مرزا صاحب کی ظرافت مشیر مرحوم کے ہر سیپارہ میں آپکو نظر آئیگی۔ خصوصاً سب سے زیادہ جو مشہور و مقبول ہر سیپارہ جس میں مغل کی زبان بعینہٖ نظم کردی ہے جسکا مصرع مشہور یہ ہے ؎ مغلی نبی تھی چاہے سو کشمیری ہوگئی۔ یہ مسدس اگر کل نہیں تو اکثر مرزا صاحب نے کہکر مشیر مرحوم کو بخشدیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُسکے بعد کے اور ہر سپارے مشیر مرحوم کے اس پایہ کے نہیں ہوسکے۔ مناظر قدرت۔ کچھ تو دفتر تاسم میں جلدوں میں ملتے ہیں۔ مگر اُسکا بڑا حصہ اوں مرثیوں میں ہے۔ جو جناب مرحوم کے وارث وقابض ۶۰ ۔ ۷۰ برس تصنیف کو گذر جانے کے بعد بھی نہیں نکالتے۔ نہ معلوم اب اُس سے وہ کیا کام لیں گے۔[ع۵]

واقعات حزن وملال کی تصویریں جیسی مرزا صاحب نے کھینچی ہیں۔ مجھے تو اوروں کے کلام میں ملتی نہیں۔ ایک یہ بھی عیب بیان کیا جاتا ہے کہ ہر مرثیہ مطلع سے مقطع تک مسلسل نہیں۔ دبیریوں انیسیوں کی بحث میں یہ بات سنتے سنتے اگر کان بہرے نہیں ہوئے تو کانوں میں یہ آواز گونج تو گئی ہے۔ انیسیے کہتے ہیں کہ ایک بند سے دوسرا بند مرزا صاحب کے یہاں مسلسل نہیں ہوتا۔ دبیرے جواب دیتے تھے۔ بشریت سے ممکن ہے کہ ایسا کہیں ہوگیا ہو مگر میر صاحب کے کلام میں تو غضب یہ ہے کہ کبھی ایک ہی بند کے مصرع باہم مسلسل و مربوط نہیں ہوتے۔

حیات دبیر میں اسکی مفصل بحث کی ہے۔ اور سب سے بڑے بڑے مرثیہ گویان عرب وعجم۔ ہند (یعنے دعبل خزاعی و ملا محتشم و مرزا رفیع سودا) کے مرثیے لکھکر ثابت کیا ہے۔ کہ مرثیے میں مثنوی اور قصہ کا ایسا تسلسل کسی اُستاد کے کلام میں نہیں جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ایشیائی قصوں اور مثنویوں کے لئے ہی یہ بات لازم ہے۔ اُردو مرثیہ اصناف سخن کی جان ہے۔ اُس میں کہیں مثنوی کہیں قصیدہ۔ کہیں غزل۔ کہیں واسوخت۔ کہیں ترجیع بند کی شان ہوتی ہے۔ ایک صاحب اسپر یہ اعتراض فرماتے ہیں کہ دعبل و محتشم و سودا مرثیے کے اُستاد سہی۔ مگر معصوم نہ تھے۔ سب سے غلطی ہوئی پس ایسے بزرگوار کے سامنے جناب امیر کے دیوان سے وہ مرثیہ پیش کردینا چاہئے۔ جو اُن جناب نے حضرت ابوطالب و جناب محمد مصطفےٰ و فاطمہ زہرا کی وفات پر کہے ہیں۔ اور عرض کرنا چاہئے کہ لیجئے جناب کلام معصوم بھی سند میں موجود ہے بایں ہمہ ؎ ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں۔ تسلسل کلام میں ہونا ایک اعلیٰ درجہ کا ہنر ہے۔ مرثیہ میں ہونے سے دلکشی کی شان بڑھ جاتی ہے۔ مگر جو لوگ ان بزرگوں کے کلام کو مخلوط کرچکے اونکی دست برد کا کیا علاج ہے۔ آپکو موجودہ جلدوں میں میر انیس صاحب کے بند کے بند بے ربط و بے سلسلہ ملیں گے۔ مرزا صاحب کے موجودہ مرثیے

ع۵ استاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی نے جب سبع مثانی کے مرثیوں کا مقابلہ اصل مرثیوں سے فرمایا تو وہ تمام بند جو پہلے شائع ہونے سے رہ گئے تھے عنایت فرمائے چنانچہ مناظر قدرت کی بھی بہتریں مثالیں اس جلد میں ملیں گی۔ حقیر خبیر ۱۲

بھی اس عیب سے خالی نہیں اور بقول مرزا صاحب مرحوم کسی کو کیا معلوم کہ دبیر کے کتنے اصلاح دینے والے ہیں[۱]۔
مہمان نوازی۔ سخاوت۔ عدالت۔ بندگان خدا کی حاجت میں سعی اور کوشش کرنا۔ متانت۔ خود
داری۔ وضع داری حاضر جوابی ایفائے وعدہ[۲] خوش اخلاقی۔ غیرت۔ آن بان۔ شجاعت۔ اپنے دوستوں
اور شاگردوں سے سچی محبت۔ اور انکی قدردانی۔ یہ باتیں مرزا صاحب میں خدا نے گویا کوٹ کوٹ کے بھری تھیں
میر انیس مرحوم کا کوئی شاگرد یا طرفدار بھی آتا تھا تو انکے پاس سے کامیاب اور خوش ہو کر جاتا تھا میر شرف الدین
صاحب جو نواب دولھا صاحب رئیس شمس آباد کے بہنوئی تھے (اور جنکے فرزند ارجمند نواب منے صاحب سے حیات دبیر
میں بہت سے حالات مولف نے لکھے ہیں) اُن کے فرزند کی تحریر مندرجہ حیات دبیر سے آپکو معلوم ہوگا کہ ۱۲۶۹ھ ہجری
میں جب میر شرف الدین مرحوم ہوئے تو یہ نواب منے صاحب ڈھائی برس کے بچہ تھے انکو شاہ اودھ کے دربار میں لیجا کر
اُنکے والد کی جگہ سواروں میں نام لکھایا اور پھر اُنکے شمس آباد والد کے ساتھ آنے پر برسوں تنخواہ خزانہ شاہی سے
لے لیکر بھیجا کئے میر شرف الدین مرحوم کا نام آگیا ہے تو انکی بھی مختصر لائف لکھدوں تمام لکھنؤ میں مشہور ہے کہ بین پڑھنے
والا دوسرا ذاکر اُن سے بہتر نہ تھا جب میر انیس صاحب مرحوم عہد امجد علی شاہ مرحوم میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے (میر خلیق
زندہ تھے) میر شرف الدین مرحوم کے مرثیہ پڑھنے کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ ایک مجلس میں میر انیس صاحب بمبر در
کے مرثیہ پڑھنے کے بعد بانی مجلس نے میر شرف الدین صاحب سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اب حضور داخل ثواب ہوں
میر شرف الدین صاحب بے تکلف اُٹھ کر منبر پر گئے صرف پندرہ بند پڑھے تھے کہ مجلس میں پٹس پڑ گئی۔ میر انیس صاحب
بار بار اُنکو دیکھتے تھے۔ اور غالباً دل ہی دل میں کہتے تھے۔ سرکار حسینی میں ہے حصہ سب کا (اس حکایت کو علاوہ نواب
منے صاحب کے بہت سے معمر آدمیوں نے بیان کیا ایک اُن میں سے حکیم محمد تقی صاحب ہیں جنکا مطب نخاس میں کٹڑہ
گنج کے پل کے پاس ہوتا ہے) ان میر شرف الدین مرحوم کی محرم کی مجلس میں مرزا صاحب یہ رباعی کہکر پڑھے تھے ؎
شاگرد عزیز ہے غضب چھوٹ گیا عشرت کا چمن لشکر غم لوٹ گیا شیشہ جو شکستہ ہو تو دیتا ہے صدا ظاہر یہ نعاں سے ہے کہ دل ٹوٹ گیا

[۱] ہمچو ران دبیر نے اسی جلد کی تمہید میں وہ اسباب لکھے ہیں جن سے اب مطبوعہ جلدوں میں اکثر مرثیے ایسے ملتے ہیں جو مربوط ہیں۔ اب ناظرین اس جلد "سبع شدادی" کے مرثیوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں قریب قریب ہر مرثیہ اصل سے مقابلہ کے بعد طبع کیا گیا ہے حقیر ۱۲

[۲] اس بیت کے متعلق شاید عارف مرحوم نے مجھ سے کہا تھا۔ آتا ہے بادشاہ جوانان خیر و صل علی نبی کا مرقع ہے ردیف کسی نے چلا کر کہا حضور یہ قافیہ سمجھ میں نہ آیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا آپ زحمت کر کے غریب خانہ پر تشریف لائیے یا بعد ختم مجلس پوچھئے بندہ نواز! آدمی را آدمیت لازم ست۔ عود را اگر بو نہ باشد ہیزم مست اشارہ یہ تھا لازم کی "ے" کو کسرہ ہے ہیزم کی "ز" کو کسرہ نہیں اسیطرح خوبروی کی "ب" ساکن ہے مبرد کی (ب) متحرک معترض صاحب پھر بولے قافیہ صحیح سہی مگر صلاح فلاح کیا ایسے قافیوں کے لانے سے مرزا صاحب نے فوراً فرمایا صلاح کار کجا و من خراب کجا یہ بیت تفاوت رہ از کجاست تا بکجا کہکر مرثیہ شروع کر دیا۔ حافظ کے اس شعر میں یہ دکھادیا کہ خراب کی (ب) ساکن تا بکجا (ب) متحرک ہے ۱۲

اور قبر پر کندہ کرنے کو جو قطعہ تاریخ کہا تھا اُسکے مادہ کا مصرع یہ ہے ۔ لحد ذاکر مقبول حسین ۔ جس سے ۱۳۶۹ھ نکلتے ہیں ۔ یہی سال وفات اُن مرحوم کا ہے ۔

مرزا صاحب کی وقعت و عزت اہل علم و اہل کمال کے دلوں میں اسقدر تھی کہ بڑے بڑے مجتہد و محدث و رئیس و حکام انکو اپنا بزرگ قابل تعظیم سمجھتے تھے ۔ چنانچہ سید محمد خلیل صاحب بلگرامی سابق مہتمم مطبع اثنا عشری دہلی ۔ ناقل تھے کہ مولوی امداد امام صاحب کے والد ماجد صاحب حد تحقیق "صدر الصدور" ایک شام یا صبح کو مرزا صاحب سے ملنے دولتکدۂ سیدۂ جلیلہ امام باندی بیگم صاحبہ پر (پٹنہ میں) آئے ۔ اور انکی پوشاک حسب معمول اس سردی میں بھی ایسی تھی جیسی گرمی میں عام لوگوں کی ہوتی ہے ۔ یعنی ایک تنزیب کا کرتہ اوپر تنزیب کا انگرکھا زیب تن تھا ۔ مرزا صاحب سے ملے ۔ مگر مرزا صاحب سے یہ نہ کہا کہ میں کون ہوں ۔ مرزا صاحب اپنے دل میں سمجھے کہ یہ سفید پوش کوئی مفلس ہیں ۔ الگ انکو بلایا اور یہ دریافت کرکے کہ یہ سید ہیں ایک لکھنؤ کی فرد روپئے دار اور پانچ روپیہ اسپر رکھکر کہا کہ میں مغل ۔ سادات کا غلام ہوں یہ غلام کا ہدیہ قبول فرمایئے ۔ انھوں نے رضائی یہ کہکر لیلی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور مرنے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کر دونگا کہ میرے کفن میں لکھنیا غفور الرحیم شاید اسی بہانہ سے مجھے بخشدے ۔ صرر یہ کہکر واپس کر دیئے کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں اگر حاجت ہوتی تو ضرور لیتا ۔ وہاں سے آکر منشی فرزند احمد صاحب صفیر سے تخلیہ میں یہ تمام واقعہ دہرایا ۔ صفیر مرحوم نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے عرض کی جنکو آپ نے رضائی اور صرہ تخلیہ میں دیئے تھے وہ ایک خاندانی امیر کبیر صدر الصدور ہیں ۔ مرزا صاحب نے کہا کہ بھی مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سردی کا کوئی دوشالہ نہیں ہے ۔ یہ بزرگوار بھی مرزا صاحب کے کلام و کمال کے عشاق میں سے ہیں اب زمانہ کا انقلاب و تنزل دیکھئے ۔ کہ انھیں صدر الصدور صاحب مرحوم کے قابل و لائق فرزند شمس العلما مولوی امداد امام صاحب نے (باوصفیکہ انکو منشی سید فرزند احمد صاحب صفیر شاگرد حضرت دبیر مغفور سے کچھ فیض بھی پہونچا ہے جیسا کہ سنا گیا ہے) مثل مولانا شبلی کے تو نہیں مگر دوسرے طرز پر مرزا صاحب کے کمالات سے ایسی چشم پوشی کی ۔ کہ مولوی حکیم محمد مظہر الہادی صاحب سہیل مرحوم امروہوی کو تقریظ حیات دبیر میں لکھنا پڑا کہ شمس العلما علامہ شبلی جیسے مشہور فاضل اور قابل مصنف اور شمس العلما مسٹر امداد امام صاحب ایسے لایق اہل قلم کی نسبت سخت حیرت ہوتی ہے کہ انکو کس قسم کے دبیر کے دشمنوں میں شمار کیا جائے[ع] ۔ ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت شبلی کا پایہ عربیت گو کتنا ہی بلند ہو اور جناب مسٹر امداد امام صاحب انگریزی کے آسمان کے چاند ہی کیوں نہ ہوں مگر شاعری فصاحت و بلاغت میں غالب کے پایہ کے نہیں پس اس نقاد سخن کی تحریری شہادت سے جناب مرزا صاحب کے فضل و کمال اور مرثیت کے میدان میں یکہ تاز ہونے کا ثبوت دیکھنے کے بعد ان معترضین کی

ع اس اجمال کی تفصیل اسی مضمون میں آیندہ درج ہوئی ہے حقیر خبیر ۱۲

کی شان میں بھی کہنا پڑتا ہے ع معذور دارمت کہ تو اور اندیدہ، اب یہ بھی عرض کردوں کہ وہ غالب مرحوم (شاعر غالب) کی تحریری شہادت کیا ہے اور کہاں ہے۔ اور کن راویوں کے ذریعہ سے ہم تک پہونچی۔ ایک راوی تو منشی سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی آنریبل مقامی ہیں جو اپنے تذکرہ جلوۂ خضر جلد اول کے صفحہ ۲۲۵ پر ۱۳۲۵ھ ہجری میں بمقام دہلی اپنا پہونچنا اور مرزا صاحب موصوف کا مصنفہ مرثیہ سنانا اور اسکے وہ تین بند لکھکر لکھتے ہیں کہ یہ بند مجمع حاضرین میں پڑھکر مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ واقعی یہ حق دبیر کا ہے۔ دوسرا اس راہ میں قدم نہیں اٹھا سکتا۔ دوسرے شاہد مولوی محمد امجد علی صاحب ریاض تخلص ہیں جو دہلی دیکھنے محرم ۱۲۷۶ھ میں دہلی گئے۔ اپنے سفرنامہ کا نام سرور ریاض رکھکر چھپوایا۔ یہ ۶ محرم کے واقعہ میں لکھتے ہیں کہ مرزا غالب نے تین بند اپنی تصنیف مرثیہ کے سنائے لوگ روئے پیٹے چلائے۔ وہ بند میں نے طلب کئے۔ مرزا نے اپنے دست خاص سے لکھدئے (اس موقع پر وہی ۳ بند لکھے ہیں جو حقیر نے لکھے ہیں) پھر ریاض مرحوم لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب خود فرماتے تھے کہ یہ حصہ دبیر کا ہے۔ وہ مرثیہ گوئی میں فوق لے گیا ہم سے آگے نہ چلانا تمام رہ گیا۔

یہ تو دو شہادتیں دو کتابوں میں چھپی ہوئی ہیں اب ایک چھپی ہوئی شہادت بھی سن لیجئے جو بعد اشاعت حیات دبیر صاحب حیات دبیر کو جناب نواب سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب مرحوم موسوف نے بعدیل نے ایک خط میں لکھکر بھیجی ہے۔ حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میرے والد مرحوم جناب حکیم سید محمد علی صاحب عرف نواب دودھا صاحب شمس آبادی سے مرزا غالب مغفور نے دہلی میں کہا تھا کہ بھائی مبدۂ فیاض کا دار دغہ دبیر سے سے ملا ہوا ہے۔ جو نیا مضمون ہوتا ہے وہ لیجا کر دبیر کو دے آتا ہے۔ دبیر نظم کر دیتے ہیں اور سب شاعر معاصر منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ ایک غالب مرحوم پر منحصر نہیں بلکہ اس زمانے کے عموماً اہل کمال مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ مرزا دبیر کے ایک منکر کمال نواب نصیر حسین خاں صاحب خیال (سید علی محمد صاحب شاد مرحوم کے تعلیم یافتہ بھانجے۔ علوم جدیدہ معزیہ سے آراستہ) بھی دکن ریویو کے پرچہ دسمبر ۱۹۱۰ء میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ اپنے زمانے میں جناب مرزا صاحب سب سے بہترین شاعر تصور کئے گئے۔ اور بڑے بڑوں نے اسوقت اُن کے کلام کے آگے سر ڈال دیا۔ ملاحظہ ہو دیباچہ حیات دبیر صفحہ ۲۸۔ اتنا اور بتادوں کہ اُن بڑے بڑوں میں نواب خیال صاحب کے نانا مرحوم اور اُن مرحوم کے بھائی بھی شامل ہیں۔ جو عاشق کلام و کمال دبیر تھے۔ اور تو اور مرزا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم مصنف آب حیات بھی (باوصفیکہ میر انیس ہی مرحوم سے ۱۸۵۴ء میں ملے۔ اور انہیں کے خاندان سے راہ و رسم تھی کہ آب حیات میر نفیس مرحوم کو ہدیۃً بھیجدی انہوں نے جب رسید نہ دی تو دوسرے اڈیشن میں اسکی شکایت بھی کی ہے) نفس مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب کے حال میں میر صاحب کا مقابلہ کرنا لکھکر صفحہ ۵۵۲ پر لکھتے ہیں کہ دونوں کے کمال نے سخن شناسوں کے ہجوم کو دو حصوں میں بانٹ لیا۔

آدھے انیسے ہوگئے آدھے دبیرئے۔ ان کے کلام میں محاکمہ کرنے کا لطف جب ہے کہ ہر اُستاد کے ۴-۴-۵-سوم سُنے بجائے خود پڑھو اور پھر مجلسوں میں سنکر دیکھو کہ ہر ایک کا کلام اہل مجلس پر کسقدر کامیاب یا ناکام رہا ہے اسکے مزہ نہیں ہیں اس نکتہ پر میر انیس کے حال میں کاوش کرونگا۔ میر انیس کے حال میں خاتمہ کتاب سے پہلے صفحہ ۵۶۲ پر لکھتے ہیں کہ یہ بات درست ہے (میں اوپر لکھ چکا ہوں یہ بات درست نہیں) کہ مرزا دبیر کے پڑھنے میں وہ خوش ادائی نہ تھی لیکن حسن قبول اور فیض تاثیر خدا نے دیا تھا۔ ان کا مرثیہ کوئی اور بھی پڑھتا تھا تو اکثر رونے رلانے میں کامیاب ہوتا تھا۔ کہ یہی اس کام کی علت غائی ہے۔

مرزا صاحب کے پسند کرنے والوں میں بڑے بڑے کامل و اکمل علما و شعرا و حکما ہیں۔ اس مختصر مضمون میں صرف نام لکھے دیتا ہوں۔ تفصیل حیات دبیر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آزاد مرحوم اگر میر مرزا صاحب سے بھی ملتے اور دونوں کو سن لیتے تو پڑھنے پر بھی مرزا پر میر کو غالباً تفضیل نہ دیتے۔ جن لوگوں نے دونوں کو سنا ہے وہ بالاتفاق کہتے ہیں کہ ایک کے سننے کے بعد ہم دوسرے کو بھول جاتے تھے۔ اگر مرزا کے پڑھنے میں خوش ادائی نہ ہوتی تو مدمقابل کو نہ بھول جاتے۔ ایک ایک مصرع کو دو دو تین تین طرح پڑھ کر مختلف معانی پیدا کرنا یہ کمال مرزا ہی کے پڑھنے میں تھا۔ ملاحظہ ہو حیات دبیر جلد اول میں دستور علی صاحب بلگرامی کی زبانی مرزا صاحب کے پڑھنے کی خوبی۔

۱- علامۂ جائسی جناب مولوی سید علی حسن صاحب قبلہ مغفور شمس العلما۔ محدث کامل۔ مولوی سید سبط حسن صاحب کے مربی نانا۔ ۲- جناب غفرانمآب مفتی میر عباس صاحب مرحوم۔ نے اپنی کتاب مطبوعہ عشرۂ کاملہ میں مولوی مقرب علی خاں صاحب و مولوی خلیفہ سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم پٹیالہ وصاحب اعجاز التنزیل کو (اُن کے اس سوال کا دبیر و انیس میں سے کسکو ترجیح ہے) یہ جواب صاف دیا ہے کہ میر صاحب کا کلام فصیح دلپذیر۔ اور مرزا صاحب کا (کلام) دقیق اور نمکین ہے۔ ہر شخص کا ذائقہ و مذاق ہے (کوئی شیریں کوئی نمکین کو زیادہ پسند کرتا ہے) تو ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیجا سکتی۔ مرزا صاحب کے کلام پر جو ایک اعتراض کا جواب دیا اور شرح فرمائی ہے وہ حیات دبیر یا اصل کتاب عشرۂ کاملہ سے آپکو معلوم ہو سکتی ہے۔ ۳- سید المتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین شمس العلما مولانا سید حامد حسین صاحب فردوس مآب۔ ۴- مولوی سید علی حسن صاحب شمس قبلہ وکیل ہائی کورٹ لکھنؤ تاریخ وفات میر انیس صاحب مصنفہ مرزا دبیر صاحب پر جو اعتراضات کرکے اودھ اخبار میں کسی صاحب نے چھپوائے تھے۔ اُن کے معقول و دندان شکن جواب ان عالم کامل نے دیکر بصورت کتاب چھپوایا ہے اور اس کا تاریخی نام جلوہ عجیب سخن فہمی ہے۔ ۵- مولانا سید غلام حسنین صاحب علامۂ کنتوری مغفور۔ جنکے تصانیف لاجواب ماتین فی الفضائل الاسلام و لائف وغیرہ ہیں۔ ۶- مولوی سید صدیق حسن خاں صاحب۔ محدث کامل۔ ۷- مولوی عبدالحق صاحب لکھنوی فرنگی محلی حنفی عالم کامل۔ ۸- مولوی عبدالعلی صاحب اُسی مدرسہ کے لکھنوی حنفی عالم کامل

۹۔ مولوی سید احمد حسن صاحب فرقانی مرحوم رئیس میرٹھ۔ ۱۰۔ منشی مظفر علی خاں صاحب اسیر مغفور۔ ۱۱۔ منشی امیر احمد مینائی۔ ۱۲۔ منشی سید اسمٰعیل حسین صاحب منیر مرحوم۔ ۱۳۔ مسٹر نواب حامد علیخاں صاحب حامد مغفور۔ ۱۴۔ مرزا حاتم علی صاحب مہر۔

علاوہ ان کے اور بہت سے کاملان مرزا صاحب کے کمال کے معترف ہیں کون ایسا بیدرد ہے جو مولوی شبلی صاحب کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اور ان سب کو بدمذاق بتائے۔ ان میں بعض مرزا صاحب کو بہتر بعض دونوں کاملوں کو برابر سمجھتے ہیں۔ شبلی صاحب کے نزدیک یہ بدمذاقی کی لے بڑھ گئی ہے۔ لیکن بقول مولف یادگار انیس مولوی علی احمد صاحب علوی (بی اے) یہ بدمذاقی اس قسم کی تھی۔ کہ سارا لکھنؤ جو اسوقت شعر و سخن کی ٹکسال تھا (رند) رند کھل جاتا ہے یاں کھوٹے کھرے کا پردہ۔ لکھنؤ اہل ہنر کیلئے ٹکسال ہے آج اسی بلا میں گرفتار تھا۔ اور ان دونوں باکمالوں کو حریف مقابل سمجھتا تھا۔ موازنہ ہندوستان کے ایک مشہور انشا پرداز کے قلم سے نکلا۔ اور اُس میں خیالات کا اظہار نہایت بے باکی اور دلیری سے کیا گیا۔ سارے ملک میں آگ لگ گئی دبیر کے تو نارامن ہوئے ہی۔ بعض انیسیے بھی خوش نہ ہوئے۔ اسکی تردید میں کئی کتابیں شایع ہوئیں جن میں سے المیزان ادب اردو میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ دبیر کا بہترین کلام علامہ شبلی کی نظر سے نہیں گزرا تھا۔ ورنہ وہ دبیر کی بابت ایسی غیر منصفانہ رائے قائم نہ کرتے جیسی کہ موازنہ سے ظاہر ہوتی ہے" اعلیٰ زمانہ میں کہ جب لکھنؤ شعر و سخن کی ٹکسال اور مجمع اہل کمال تھا۔ مرزا صاحب جن جن مجلس میں پڑھتے تھے اسکا مختصر ذکر حیات دبیر سے لکھتا ہوں۔ اسی کا اقتباس مولف یادگار انیس نے بھی اکثر جگہ کیا ہے۔ ملکہ زمانی بیگم نصیر الدین حیدر و نعم شاہ اودھ مرحوم کی مجالس عشرۂ محرم میں پڑھتے تھے ان کی سرکار سے مرزا صاحب کو ماہوار تنخواہ بھی ملتی تھی اور سالانہ بعد عشرہ عزا معقول نذرانہ بھی۔ اور مرزا صاحب کی سفارش پر ہزاروں اہل حاجت کو ہزاروں روپیے ملتے تھے۔ یہ بڑی فیاض اور سیر چشم بیگم تھیں جنکا مقبرہ ابتک لکھنؤ میں یادگار موجود ہے۔ انھیں کی صاحبزادی سلطان عالیہ سلطان تخلص نہایت ذکی علم مرثیہ گو۔ شاعرہ زوجہ نواب ممتاز الدولہ (شاہزادہ اودھ) تھیں۔

۲۔ مہاراج میوہ رام ہدایت علی خاں نواب افتخار الدولہ مرحوم جو نہایت سیر چشم سخی۔ عزادار گذرے ہیں پہلے میر ضمیر مرحوم کے مرثیے پر صرف مرزا صاحب پڑھتے رہے یہاں تک کہ نواب صاحب ممدوح کربلائے معلےٰ زیارت کو گئے وہاں کلید بردار روضۂ حضرت ہوگئے (اوج مرحوم) آیا در حسین پہ سوئے جناں گیا۔ پہونچا کہاں کہاں سے کہاں سے کہاں گیا۔ اُن امیر باذل کی تاریخ وفات کلیات منیر مرحوم میں ہے۔ مادۂ تاریخ کا مصرع ہے۔ ۳۔ دین پناہ وصالح و زوار امیر و متقی۔ جس سے ۱۳۸۴ھ نکلتے ہیں۔ ۳۔ حسین علی خاں اثر

(از تذکرہ ہمیشہ بزرگی بزرگی مجلس ۱۲)

عہ پورا قطعہ یہ ہے۔ افتخار الدولہ میوا رام مہراج زمن۔ والہ نام علی و تابع شرع نبی۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ ہو

خلف حیدر بیگ (نائب آصف الدولہ بھی ایک نہایت دولتمند امیر کبیر) کے یہاں تمام چہلم کی مجلسیں اول اکیلے مرزا صاحب پڑھتے رہے۔ اثر شیخ ناسخ کے شاگرد تھے صرف انکے یہاں شیخ صاحب آتے اور مرزا صاحب کو سنکر داد دیتے تھے پھر بعد کو جب عہد امجد علی شاہ مرحوم میں میر انیس فیض آباد سے آکر لکھنؤ میں پڑھے۔ اور میر خلیق نے پڑھنا ختم کر دیا تو اثر مرحوم کے مجالس عزا میں ایک روز مرزا صاحب ایک روز میر صاحب پڑھتے تھے میر صاحب کیوجہ سے مرزا صاحب کو یہ راحت ملی۔ کہ ایک دن سستا لیتے تھے۔ انھیں مجالس میں آواز بلند حاضرین کہا کرتے تھے کہ آج ذاکر کو سنکر کل کے خواننده کو ہم بھول گئے۔ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے لکھا ہے۔ اثر خود بھی شاعر تھے۔ انکے کلام میں رعایت لفظی بہت ہے۔ میر باقر تاجر مرحوم کے امام باڑہ واقع چوک لکھنؤ کی مجلس میں رجب و ذی حجہ میں سالانہ دو مرثئے مرزا صاحب ۲۵ کو پڑھتے تھے۔ یہ مجلس بہت پرانی تھی۔ پہلے میر ضمیر مغفور پڑھتے تھے۔ جب وہ حسینیہ حسین آباد مبارک میں بعہد محمد علی شاہ ملازم ہو گئے تو خود انھوں نے مرزا صاحب کو اس مجلس کے پڑھنے پر مقرر فرمایا۔ میر باقر تاجر اور مرزا صاحب ساتھ کھیلکر بڑے ہوئے تھے۔ بعد غدر ۱۸۵۷ء اسی مجلس کے مقابلہ پر ۲۵ رجب کی سالانہ مجلس میر اعظم علی صاحب کے نام سے میر صاحب کے قدر دانوں نے مقرر فرمائی تھی جو مدت تک چوپٹیوں پر۔ دلارام پنڈت کی بارہ دری میں ہوتی رہی۔ اور اب جناب سید تقی صاحب مجتہد مرحوم کے مقبول امام باڑہ (عقب مسجد تحسین علیخاں) چوک میں ہوتی ہے۔ اور تاجر مرحوم کے امام باڑہ کی مسجد اسی میں ہے۔ وہاں میر صاحب کے وارث یہاں مرزا صاحب کے جانشین ایک ہی وقت میں پڑھتے ہیں۔ اگر ایکدن ایک جگہ دوسرے دن دوسری مجلس ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ ۵ کوئی سُنے نہ سُنے ہم تو اپنی کہتے ہیں۔ ۵۔ نواب علی نقی خاں مرحوم وزیر شاہ اودھ کی عشرۂ محرم کی مجالس میں تین روز تک تین استاد پڑھتے تھے ساتویں کو میر انیس۔ آٹھویں کو مرزا دبیر۔ نویں کو میر ضمیر مرحوم۔ جیسا کہ دربار حسین میں مفصل ذکر ہے۔ ۶۔ آخری شاہ اودھ واجد علی شاہ مغفور کے امام باڑہ میں بھی ایک یا دو دن مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ انہیں مجالس میں سے کسی ایک میں منبر کے اوپر کاشانہ میانہ ہوا سے پرآگندہ ہونے پر خود بادشاہ قدر شناس و علم دوست نے چپر لگایا تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ ملاحظہ ہو۔ سند آرائے امارت مہر برج احتشام۔ ابر جود و کلزم فیاضی دریا دلی۔ آبروئے زہد و تقوے گوہر برج ورع۔ صائم دہر روزہ و شب زندہ دار دائی۔ گنجہائے شائگاں صرف عزاداری نمود۔ کس ندیدم ہمچو او در لکھنؤ را دودمی۔ اکتساب دولت و حج و زیارتہا نمود۔ شد مقیم کربلا در خدمت سبطینی شہرہ شد اوصاف او در ہند و ایران و عرب۔ ذکر خیرش بر زبانہا ہم خفی و ہم جلی۔ در ثبات و صبر و تسلیم و رضا کوشا و احتیاط۔ از میان اہل ایماں بردہ گوئے فرخی۔ حالیا رخت سفر بربست در کرب و بلا۔ ساکن گلزار جنت گشت چوں سر و سہی سال مرگ اندر صفا تش نظم کردم لے منیر۔ دیں بناہ و صالح و زوار امیر و متقی ۱۲۸۴ھ

نسخہ ۔ اب یہ مجلس پھر دلارام (بارہ دری میں ہوتی ہے۔ مقرر جنتری

جیسا کہ شمس الضحیٰ اور حیات دبیر سے روشن ہے اسی زمانے کا حال غفرانمآب علامہ جائسی کے حوالے سے حیات دبیر میں یہ لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے باتوں میں شاہ اودھ ممدوح کو معمولی لفظ خداوند سے مخاطب نہیں کیا۔ یہ لفظ (خداوند) گویا اہل دربار کا سخن تکیہ تھا خلوت میں بعد مجلس ایک مصاحب نے بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ کو خداوند کہنے میں شاید مرزا صاحب کو اکراہ ہے۔ عالی ظرف بادشاہ نے بات کو سنکر ٹالدیا۔ دوسرے دن کی مجلس میں مرزا صاحب نے یہ دو رباعیاں منبر پر پڑھیں۔ (۱) ناداں کہوں دل کو کہ غرد مند کہوں۔ یا سلسلہ وضع کا پابند کہوں۔ اک روز خدا کو منھ دکھانا ہے دبیر۔ بندوں کو میں کس منھ سے خداوند کہوں۔ (۲) حیدر کو غنی سب کو غرضمند کہوں۔ بیحد ہیں شرف انکے میں تا چند کہوں۔ ہے شیر خدا میں بخدا شان خدا۔ اس بندہ کو سو بار خداوند کہوں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ خاصان خدا کی شان میں کہنا زیبا ہے۔ بادشاہ نے اون مصاحب خاص سے خطاب فرمایا سنئے۔ کیوں ان شاعران اہلبیت کو الہام ہوتا ہے یا نہیں کچھ سمجھے۔ ان مصاحب نے دست بستہ عرض کی۔ بے شک۔ اُن رازدار مصاحب سے ایک شخص نے یہ سب حال پوچھا جب یہ معما کھلا اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی فطرتی شاعری کو مال دنیا کے لالچ میں آکر اہل دولت کی خوشامد میں ضائع نہیں کیا۔ وہ خوشامدیوں کی یوں مذمت کرتے ہیں۔ (رُباعی) پیش امرا طالب زر جھکتے ہیں۔ سجدے کی طرح مجرے کو سر جھکتے ہیں سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی طرح۔ ہو مال سوا جدھر اُدھر جھکتے ہیں۔ وہ کبھی کسی بادشاہ یا امیر کبیر کی مجلس میں درباری پوشاک پہنکر نہیں گئے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کے درباری ہیں شاہان دنیا کی دربارداری اور درباری پوشاک سے ہمکو کیا تعلق۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

سرکار سلاطیں سے سروکار نہیں۔ جز مجلس مولا کوئی دربار نہیں۔ مداح ہوں میں امام بے سر کا دبیر
سامان کیسا کہ سر بھی درکار نہیں۔ افسوس کہ ایسے بزرگوار پابند وضع کی نسبت بھی بعض مولفین حالات انیس نے لکھدیا کہ مرزا صاحب ملکہ کشور والدہ واجد علی شاہ کی مجلس میں مرثیہ پڑھنے کو قبائے درباری پر عمامہ باندھے ہوے اور میر صاحب سادہ لباس سے گئے۔ مرزا اوج صاحب مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بہتان عظیم ہے اور ملکہ کشور مرحومہ کی مجلس میں تو وہ عمر بھر کبھی مرثیہ ہی نہیں پڑھے جسطرح کہ سلطان عالیہ یا ملکہ زمانی کے یہاں میر صاحب نہیں پڑھے ہم حلف سے اس شہادت کے دینے کو تیار ہیں۔ اور آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے کسی بادشاہ کی مدح میں کچھ کہا اور میر صاحب کی نظم دولتمندوں کی محفلوں کی آرایش کے گلدستے نہیں ہوئے۔ اس کا جواب حیات دبیر کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶ میں آپکو ملے گا اور وہیں میر صاحب کی وہ نظم بھی ملے گی جس میں شاہ دوزیر دکن۔ بیگم شاہ اودھ کی مدح اور

دعا ہے۔ ۵۔ وہ پھول ہے کہ رنگ بھی[ع] ہے جس میں بو بھی ہے۔ ۶۔ وزیر خاں داروغہ دیوانخانہ شاہ اودھ کے یہاں۔ لکھنؤ مفتی گنج احاطۂ مرزا علیخاں میں ہر مہینے کی تیئیسویں کو عہد واجد علی شاہ میں مرزا صاحب اور اُسی تاریخ اُسی وقت (۱۱ بجے سے ۳ بجے تک) اونکے مقابلہ پر میر صاحب محمد خاں داروغہ فیل خانہ شاہی کے یہاں پڑھا کرتے تھے۔ وہ بھی اُسی محلہ میں رہتے تھے۔ ۷۔ جواہر علیخاں خواجہ سرائے ملکۂ کشور کے یہاں بائیسویں اور نواب ناظر فیروز الدولہ کی مجلس میں بارھویں کو ہر مہینے میں مرزا صاحب گولہ گنج لکھنؤ میں پڑھتے تھے۔ ۸۔ ہر مہینے کی گیارھویں کو جو تاریخ ولادت مرزا صاحب تھی اپنے گھر کی مجلس میں پڑھتے تھے۔ مرنے کے بعد روز وفات اُنکی قبر پر تیسویں کو (یا پہلی کو) مجلس ہوتی ہے۔ ۹۔ ہر مہینے کی تیرھویں اور ۱۳ صفر کی اٹھارھویں کو احمد علیخاں سوز خوان مرحوم کے یہاں مرزا صاحب بہت بڑی مجلس پڑھتے تھے ادھر حیدر خاں مرحوم کے گھر میں میر صاحب اُسی وقت پڑھتے تھے۔ آغا باقر مرحوم کے مقبول و مشہور امام باڑے کے پاس یہ دونوں بزرگوار رہتے تھے اور خود میر صاحب کا دولت خانہ بھی یہیں تھا۔ اسی مجلس میں مرزا صاحب کو سننے مجتہد العصر سید العلما عرف جناب میرن صاحب تشریف لاتے تھے بڑا مجمع اہل علم کا ہوتا تھا۔ ۱۰۔ داروغہ میر واجد علیصاحب تسخیر مرحوم کے امام باڑہ گولہ گنج لکھنؤ میں اکیسویں ماہ رمضان کی ایک یادگار مجلس مرزا صاحب پڑھا کرتے تھے جس میں دُور دُور مقامات سے لوگ سُننے کو آتے تھے۔ ۱۱۔ کنکر کے کنوئیں پر خان بہادر شیخ الطاف حسین کے یہاں ۱۸ صفر کو مرزا صاحب اور اسی محلے میں اسی وقت داروغہ شیخ محمد عباس صاحب کے یہاں میر صاحب پڑھا کرتے تھے۔ ۱۲۔ نواب ممتاز الدولہ مرحوم شاہزادۂ لکھنؤ کے یہاں چہلم کے زمانے میں کبھی ایک کبھی دو مجلسیں مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ ۱۳۔ نواب آغا علیخاں ناظم مرحوم کے امام باڑے میں کنکر کے کنوئیں پر بھی ایک مجلس مرزا صاحب نے پڑھی تھی۔ ۱۴۔ غدر ۱۸۵۷ء میں وہ سیتا پور جا کر اپنے ہمنام و دست مولوی میر سلامت علی صاحب کے مہمان ہوئے اور ایک فقیر نی کے یہاں ایک ٹوٹے ہوئے مونڈھے پر بیٹھکر مرثیہ پڑھتے تھے۔ سیتا پور کے اکثر معمر بزرگوار یہ واقعہ کہا کرتے تھے بعد غدر ۱۸۵۷ء۔ وہ عظیم آباد حسب الطلب گئے راہ میں بھی بنارس و الہ آباد و آرہ و حسین گنج وغیرہ میں بہت سی مجلسیں

ع رد سارے دکن کی شان میں جو رباعیاں میر انیس صاحب نے تصنیف فرمائی تھیں وہ واقعات انیس میں بھی درج ہیں اسپر مولف واقعات انیس نے یہ لکھدیا کہ میر صاحب دولت مندوں کی محفلوں کی آرایش کے گلدستے نہیں ہوئے میرا یہ مطلب نہیں کہ اُمرا کی تعریف گناہ ہے بلکہ جو مدح کا اہل ہو اُسکی ضرور مدح کرے البتہ مولف واقعات انیس کی صدق بیانی پر تعجب ہے۔ میر انیس صاحب مرحوم کے ایک سلام کا مقطع ہے۔ خدا آباد رکھے اے انیس آغا علیخاں تم کو اگر کچھ قدر ہے تو ان کے یاں صاحب کمالوں کی۔ حقیر جنیر ۱۲

پڑھیں حیات دبیر کے صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے کہ شاید ۱۸۵۸ء میں کانپور کے مشہور زمی علم امیر کبیر نواب وٹھا صاحب نے بلایا اور عشرۂ محرم میں وہاں مرزا صاحب پڑھے۔ اس میں سنہ کی غلطی ہے۔ جناب حاجی سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب مغفور نے اپنے ہمشیرزادے نواب سید سلطان حسین صاحب نبیرۂ نواب دوٹھا صاحب کانپوری سے اس واقعے کی صحت چاہی تو ۱۴ رشوال ۱۳۳۱ھ کو نواب صاحب موصوف نے اپنے ماموں صاحب کی خدمت میں لکھا کہ جناب مرزا صاحب مغفور جد امجد مبرور کے یہاں مرثیہ پڑھنے کو حسب الطلب سنہ ۱۲۹۰ھ میں تشریف لائے تھے اُس سے ایک سال پہلے جناب میر صاحب تشریف لاکر پڑھ چکے تھے میری عمر دس سال کی اور بھائی نواب سید خاقان حسین (صاحب) کی پانچ سال کی تھی۔ مرزا صاحب ایسے ضعیف تھے کہ ہر شخص خیال کرتا تھا کہ شاید دو چار بند سے زیادہ نہ پڑھ سکیں مگر منبر پر جاتے ہی اس زور و شور سے رباعیاں اور سلام و مرثیہ پڑھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا یہ اور کوئی ہیں ایک شعر مرزا صاحب کا شاندار پڑھنا یاد ہے اور وہ پاٹ دار آواز کانوں میں گویا گونج رہی ہے۔ وہ شعر تلوار کی تعریف میں یہ ہے ؎ اُٹھی گری بلند ہوئی پست ہوگئی۔ پی پی کے کشوں کا ہوست ہوگئی۔ سید خاقان حسین (صاحب) نے یہ شعر حفظ کرلیا تھا اور بہت دنوں تک پڑھتے رہے تھے ایک مجلس میں پڑھا ؎ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ سامعین سے ارشاد فرمایا۔ کہ اسپر مصرع لگانے کی میں فرمائش نہیں کرتا محض مضمون بتا دیجئے۔ چند منٹ تک تمام حاضرین مجلس نے غور کرکے اعتراف عجز کیا۔ اسوقت بیت پڑھے ؎ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ یہ مصرع تاریخ وفات جزو کل ہے۔ تعریف اسپ امام میں یہ بیت تھی یہاں کے حضرات کو بہت پسند آئی تھی ؎ آئینہ اسکے منھ پہ جو وا اپنا در کرے۔ یہ اُس میں اپنے عکس سے پہلے گذر کرے۔ ایک اصاحب ملازم سے جو امجد بہت خفا تھے اُنکو علیحدہ کردیا تھا مرزا صاحب نے سفارش فرمائی اُنھوں نے اُسی وقت بحال کردیا۔ رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا۔ مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا ۱۲۹۱ھ کے قریب قریب بینائی بالکل جاچکی تھی یہ حال شاہ مرحوم کو مٹیا برج میں معلوم ہوا۔ ایک جرمنی ڈاکٹر خاص آنکھوں کا بنانے والا اپنے فن میں یکتا۔ بادشاہ کا مہمان ہوا۔ شاہ مرحوم نے ایک مصاحب سے خط لکھوا کر مرزا صاحب کو آنکھیں بنوانے کو مٹیا برج بلایا۔ مرزا صاحب وہاں پہنچکر نواب معین الدولہ کی کوٹھی میں مقیم ہوئے۔ عرضداشت حاضری کی بھجوائی۔ جس کو قدر شناس بادشاہ نے ان الفاظ (شعر) دستخط خاص سے مزین فرمایا۔ ؎ گر بسر و چشم من بیائی ببر قلب نہم کہ کیمیائی۔ دیکھئے مشہور شعر ؎ گر بسر و چشم من نشینی۔ نازت بکشم کہ نازنینی۔

مرزا دبیر کا آنکھیں بنوانے کیلئے کلکتہ جانا اور دو ماہ کا مہمان ہونا ۱۲

۱؎ سید کاظمی صاحب جو لکھنؤ گولہ گنج میں رہتے تھے کہتے تھے کہ مرزا صاحب پہلے ایک خانہ خیمہ میں ٹھہرائے گئے بادشاہ نے پوچھا مرزا صاحب آپکو کوئی تکلیف تو نہیں ہے جواب دیا جہاں پناہ تکلیف کیسی میں تو زندہ بہشت میں حضور والا کی بدولت پہونچگیا بہشت میں تکلیف کیسی بعد ملاقات بادشاہ نے اُوس افسر سے جو مہمانی کی خدمت پر مامور تھا پوچھا کہ چوکی پاخانہ کی مرزا صاحب کے خیمہ سے کتنی دور ہے بقیہ صفحہ ۳۷

کو کسقدر قابلیت سے بدلا ہے۔ کہ وہ الفاظ مرزا صاحب ایسے مقدس بزرگ کی شایان شان نہ تھے۔ ان کو کیمیائی سعادت سمجھا۔ ہمارے بعض معاصرین کو افسوس ہے کہ میر و مرزا کے بعد اُن کے جانشین اُس پایہ کے نہ ہوئے۔ اگر یہ شکایت صحیح بھی ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اُن بیچارے جانشینوں کو ویسے قدر شناس کب ملے۔ قدر شناسی سے اہل کمال کے جوہر کھلتے ہیں۔ ورنہ ہزاروں پھول کھلکے مرجھا کر خاک ہو جاتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی بعض وقت کسی کامل و قابل کی تعنیف دیکھکر دل بے اختیار کہہ اُٹھتا ہے کہ ہائے زمانے نے اسکو اُبھرنے نہ دیا ورنہ یہ شخص بھی اُستادوں کی ٹکر کا ہوتا۔ مرزا صاحب آنکھیں بنواتے رہے۔ اسی درمیان میں عشرہ محرم آگیا۔ ڈاکٹر نے ممانعت کر دی تھی۔ اس لئے وہ ایک مجلس بھی نہ پڑھ سکے دو روز بعد کلکتہ میں کسی نے اڑا دی کہ آج مرزا صاحب ٹیا برج میں پڑھیں گے۔ بہت سے ذی علم شائق کلکتہ سے ٹیا برج میں آئے۔ ایک مجلس میں بادشاہ نے مرزا اوج کو پڑھوایا۔ دوسری میں خود پڑھے۔ چہرہ کے بندوں میں مرزا صاحب نے کمالات کا ذکر فرمایا تھا۔ جس میں سے یہ ایک مشہور بیت بھی ہے۔ ؎ بچپن سے ان کے دام سخن میں اسیر ہوں۔ میں کم سنی سے عاشق نظم و نثر ہوں۔ قدح چشم سے بعد بینائی ایسی ہو گئی تھی جیسی ۳۰۔۴۰ سال سے آدمی کی ہوتی ہے۔ خود ایک رباعی میں تاریخ کہی وہ یہ ہے ؎ امداد علی گاہ خفی گاہ جلی ست۔ بر من زازل عین عنایات ولی ست۔ چوں مادہ رفع شد بگفتم تاریخ چشم بہ دور عین اعجاز علی ست۔ انیسیوں اور دبیریوں میں رات دن جھگڑے رہا کرتے تھے مشہور و مقبول ولاجواب ہاجی مشیر مرحوم مرزا صاحب کے شاگرد رشید اور اپنے فن (ہجو قالان حسین) میں اکمل روزگار تھے۔ وہ ان بحثیوں سے تنگ آکر کہتے ہیں جھگڑا اکبر کا ہے نہ جناب امیر کا۔ اب قصہ رہ گیا ہے انیس و دبیر کا۔ مگر کون سنتا تھا تحقیق کرنے سے اور خود جناب اوج مرحوم کی زبانی معلوم ہوا کہ اس زمین میں مرزا اوج صاحب نے سلام کہا تھا انیسیوں کو۔ مکینوں کو۔ پھر میر صاحب نے بھی سلام فرمایا۔ میر مونس نے بھی سلام کہا۔ اور ۲۶ کو نواب میر محمد حسین صاحب کی ماہانہ مجلس میں پڑھا۔ جس میں نواب ممتاز الدولہ وغیرہ بہت سے مرزا صاحب کے شاگرد و طرفدار تھے یہ طنزیہ شعر نواب ممتاز الدولہ کو مخاطب کر کے پڑھا۔ بھلا تردد دے جائے ان میں کیا حاصل۔ اٹھا چکے ہیں زمیندار جن زمینوں کو۔ اشارہ یہ تھا کہ میر انیس مرحوم کے مقابلہ پر مرزا اوج نے کیوں سلام کہا۔ حالانکہ معاملہ برعکس تھا۔ مرزا اوج پہلے کہہ چکے تھے۔ مگر میر مونس کا یہی خیال تھا کہ بعد کو کہا ہے پھر یہ

انیسیوں اور دبیریوں کے جھگڑے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۔ اُس نے عرض کی جہاں پناہ آٹھ دس ڈیرے بیچ میں ہیں۔ فرمایا اخاہ یہی مرزا صاحب کو تکلیف ہے جبھی وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میں زندہ بہشت میں پہونچ گیا مرزا صاحب کی آنکھیں ابھی بیکار ہیں جب آنکھیں بنوائیں گے بینائی آجائیگی اُن کو مونس الدولہ کی کوٹھی میں ٹھہراؤ اور حجو کی قریب لگاؤ یہ بادشاہ مرحوم کی ذہانت کی معراج کمال اور مرزا صاحب مرحوم کے طرز بیان کی بلاغت

شعر پڑھا ۵ نیا مزہ ہے کہ مضمون تو دستیاب نہیں۔ مقابلے پہ چڑھاتے ہیں آستینوں کو۔ یہ شعر طنزیہ سنتے ہی نواب صاحب ممدوح چپ چاپ مجلس سے اُٹھکر چلے آئے۔ مرزا صاحب کے شاگردوں وغیرہ کو مشیر مرحوم کو خبر ہوئی۔ انھوں نے ایک سلام کسی بڑی مجلس میں کہکر پڑھا جس میں سے چند شعر لکھتا ہوں۔ اساتذہ کی ہیں غزلیں سلام بھی اکثر۔ نیا سمجھتے ہیں پھر لوگ ان زمینوں کو۔ جلی کٹی مرے اوستاد سے کرے جو کوئی۔ تو پھونک دوں مع خرمن میں خوشہ چینوں کو۔ جنھیں ہے پھوٹنے کا ڈر وہ خود بچالیں گے۔ مری بلا سے لگے ٹھیس آبگینوں کو۔ ہزار بار سزا پاسکے منھ پہ چڑھتے ہیں۔ مشیر کیا کہوں ان احمق الذینوں کو لگاکے سرمہ تربت بہشت دیکھ لیا۔ خجل کیا مری آنکھوں نے دوربینوں کو۔ آخر الامر میر صاحب کے حکم سے میر ہونس۔ اور مرزا صاحب کے فرمان سے شیخ مشیر نے میر و مرزا سے ہاتھ جوڑ کر اپنے قصور معاف کرائے۔ یاد ہے کہ اُس زمانے کی ہر مجلس میں (قریب قریب) انیسیوں دبیریوں میں جلی کٹی ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ جب انیسے کہتے تھے بتایئے اس شعر کا کیا جواب ہے ۵ یہ جھریاں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری نے۔ چناہے جامہ ہستی کی آستینوں کو۔ دبیرے کہتے تھے۔ حضرت ان سے بہتر مختصر لفظوں میں سو برس پہلے میر فرما چکے ہیں ۵ ہیں ضعف سے جھریاں بدن پر۔ ہستی جامے کو چن رہی ہے۔ ال سرقہ کا جواب ہم کیا دیں نظیر برادر دبیر نے بھی ایک مقطع سلام میں اُسی زمانے میں کہا تھا ۵ طعنہ زن ہوتے ہیں جو بیٹھ کے منبر پہ نظیر۔ کیا نہیں جانتے وہ اہل زباں اور بھی ہے۔ انیسے کہتے تھے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ چچا ہٹاؤ انگوٹھا یہ سطر دکھلا دو سطر میں دم کا پہلو ہے۔ دبیرے کہتے تھے کچھ پڑھا بھی ہے۔ وہ ستر تائے قرشت سے بکستا ہے۔ یہ سطر طائے حطی سے ہے۔ اس میں دم کا پہلو کہاں ہے[ع] دم کا پہلو دیکھنا ہو تو یہ مصرع میر صاحب کے پڑھئے ۵ پامال نہ ہوں پھول جو گلزار پہ دوڑے۔ سم تر نہوں گر قلزم زفار پہ دوڑے۔ اس طرح رگ ابر گہر بار پہ دوڑے۔ جس طرح سے نغمہ کی سدا تار پہ دوڑے۔ یہ چار پد دوڑے چار مصرعوں میں ہو گئے۔ انیسے کہتے تھے جناب عالی وہ پد دوڑے بضم دال۔ اور یہاں پد دوڑے میں دال کو فتح ہے۔ آپکے مرزا ادیب صاحب فرماتے ہیں۔ ۵ میں پہلوان چیں ہوں مرے خوشہ چیں ہیں یہ۔ یہ کیا چیں جبیں لگائی ہے۔ دبیرے جواب دیتے تھے۔ آپ کے میر ہونس نے تو اور ستم ڈھایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ۵ میری تھیں میں جان ہے گو بے حواس ہوں۔ تم مڑکے دیکھ لینا میں پردے کے پاس ہوں۔ ذرا تقطیع تو کیجئے پہلے مصرع میں ہو نکلتا ہے۔

ع۵ ہیچمداں خبیر کی نظر سے ایک مرثیہ میں یہ مصرع یوں گزرا ہے۔ ع۔ پھوپا ہٹاؤ انگوٹھا یہ لفظ دکھلا دو۔ یعنے بجائے "سطر" کے "لفظ" ہے قرین قیاس "لفظ" ہے کیونکہ انگوٹھے سے "لفظ" کو چھپا سکتے ہیں "سطر" نہیں چھپ سکتی۔ حقیر خبیر ۱۲

انیسے۔ حضرت مرزا صاحب نے فصاحت کی حد کر دی ؎ پامال کر و لاشوں کو ٹاپوں سے کچل کے۔ دبیرے یہ آپکی سمجھ کا پھیر ہے۔ اس میں کوئی لفظ اصول فصاحت سے گرا ہوا نہیں ہے۔ انیسے آپ فصاحت کو کیا جانئے۔ آپ تو ایسے مصرع کی تعریف کریں گے ؎ جو روپہ چڑھا اُسکو دوپارا کیا اس نے۔ دبیرے یہ آپ لوگوں کی ستم ظریفیاں ہیں خود مصرع کہکر (جب کوئی اعتراض نہیں سوجھتا) دبیر کے سر تھوپتے ہیں اگر آپ سچے ہیں تو بتائیے مرزا صاحب کے کس مرثیہ میں ہے۔ انیسے یہ تو معلوم نہیں۔ خیر یہ مصرع اونکا نہ ہوگا اور بہت ایسے مصرع ہیں۔ دبیرے۔ فصاحت تو اس مصرع میں ہے ع موسیٰ اسے پکڑیے ہوا حکم کبریا۔ اور سنئے ؎ بولی وہ عندلیب چمن پرور بتول۔ طرہ وہی ہے سب میں مہیشر چڑھے جو پھول۔ مہیشر بت کا نام ہے شاہزادہ علی اکبر ہم شبیہ پیغمبر کو اس پھول سے تشبیہ دینا جو بت پر چڑھایا جائے۔ کیا بلاغت اسی میں ہے۔ انیسے۔ جناب یہ روزمرہ ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ آپ ہی فرمائیے محاورہ میں یوں ہی بولتے ہیں یا اور کچھ۔ دبیرے۔ مسجد میں بھی پھول چڑھتے ہیں یوں کہنا چاہئے تھا۔ طرہ وہی ہے سب میں کہ مسجد چڑھے جو پھول۔ ادب خاندان رسالت کا ملحوظ رکھنا یہ حصہ دبیر کا ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں۔ کعبہ میں غل تھا اشہد اں لا الہ کا یہ تو کلمہ کفر ہوگیا۔ خدا سے انکار نکلتا ہے۔ انیسے۔ خواجہ معین الدین چشتی کی رباعی کا مصرع آپ بھول گئے۔ حقا کہ بنائے لا الہ ست حسین۔ جس طرح انھوں نے لا الہ سے مراد لا الہ الا اللہ لی ہے یہاں بھی وہی صورت ہے۔ دبیرے۔ وہ صوفی ہیں اُنکے یہاں جائز ہے۔ شیعوں میں ناقص کلمۂ شہادت نہیں کہا جاتا۔ انیسے مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ حسینی علم کی خیر۔ یہ شہدوں کی زبان ہے۔ اس میں ابتذال ہے۔ دبیرے فقیروں کی بھی یہی زبان ہے۔ پھر ابتذال کہاں دم قدم کی خیر البتہ ابتذال اس میں ہے ؎ کہیں کو ثر کے تو چھینٹوں میں نہیں آیا ہے۔ چھینٹوں میں آنا شہدے بولتے ہیں۔ انیسے۔ یہ مصرع میر صاحب نے ابن سعد کی زبانی کہا ہے اُسکو وہ شہدے سمجھتے ہیں۔ دبیرے۔ میر صاحب فرماتے ہیں ؎ گردن پہ نمایاں کئی جاگہ خط خنجر۔ یہ جاگہ کیا فصیح ہے انیسے جی ہاں متروک لفظ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎ اک سو رو سے آیا پرے سے صفت شیر۔ یہ ولے پرے لکھنؤ

بیچداں خبیر نے ایک مرثیے میں عرض کیا ہے۔

عطائے خاص کی شہرت ہو فیض عام کی خیر — خدا رکھے تری عزت کو تیرے نام کی خیر
گھڑی گھڑی کی بلا رد ہو صبح و شام کی خیر — سبو کی خیر صراحی کی خیر جام کی خیر
قدیم تیری گلی کے فقیر ہم بھی ہیں
حریص بادۂ خم غدیر ہم بھی ہیں

بیشک فقیروں کی بھی زبان یہی ہے۔ حقیر خبیر ۱۲

والے مدت سے چھوڑ چکے۔ دہلی کی زبان ہے۔ دبیرؔ۔ مرزا صاحب کی شاعری میر صاحب سے قدیم ہے یہ اُنکے ابتدائی مرثیے کا مصرع ہے اُسوقت یہ بولتے تھے ہاں میر صاحب فرماتے ہیں ؎ پہونچے نہ صبا اوسکے کبھی گرد کے دنبال۔ دنبال کیا بیہودہ خلاف فصاحت اور متروک ہے۔ اور لیجئے ؎ جب تیغ سے نیزوں کو قلم کرتے تھے شبیر۔ جاتا تھا اشاروں میں کناروں پہ جو تیر۔ کیوں جناب یہ جوں تیر کیا۔ کیا جوں متروک نہیں۔ اور سنئے۔ پے کرکے اُنھیں پھیرتے جب رُخ شہ دلگیر۔ آتا تھا پیادوں پہ سواروں کی صفیں چیر صفیں چیر کرکہنا چاہئے تھا۔ یہ بھی وہی متروک بندش ہے۔ اب لیجئے۔ مرزا صاحب نے ٹھہر کو خیر کا قافیہ کردیا۔ اس سے بڑھکر کیا ستم ہوگا۔ دبیرؔ۔ اس میں کیا قباحت ہے۔ جب ٹھہر بولتے ہیں تو خیر دیر کا قافیہ بھی ہوسکتا ہے۔ میر صاحب تو فرماتے ہیں۔ بخدا فارس میدان تہور تھا حر۔ اس سے حضرت کی علمیت ظاہر ہے۔ جناب عالی تہور و جبن دونوں مذموم ہیں صرف شجاعت ممدوح ہے۔ تہور اُسکو کہتے ہیں کہ بے ضرورت اپنی جان دیدے۔ اور شجاعت۔ اُسکو کہتے ہیں کہ جہاں مرنا مستحسن و ممدوح ہو وہاں کام آئے حضرت حر نے تہور سے نہیں بلکہ شجاعت سے کام لیا اگر کوئی عربی کتاب آپکو دستیاب نہیں تو اخلاق ناصری ہی پڑھ لیجئے۔ اب لیجئے۔ کوئی متلاشی ہے سد المحفل غم کا متلاشی غلط ہے۔ دبیرؔ۔ متلاشی یا متلاشی لوگ رات دن بولتے اور لکھتے ہیں۔ البتہ غلط لفظ یہ ہے ؎ حر کون تھا اور کون بن قین بجلی۔ بجلی کے لام کو تشدید کیسی بجلی بلا تشدید صحیح ہے بقول میر انشا۔ تشدید در لفظ چرا بنا شد۔

جو چوٹیں چلتی تھیں وہ بڑی طولانی اور مزہ دار ہوتی تھیں۔ جہاں نقصان تھا وہاں بہت سے مسائل بھی علم ادب کے حل ہوتے جاتے تھے ؎ خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی۔ ہم اُن کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں۔

اسی سنہ ۱۲۹۱ھ میں مرزا صاحب کو سخت سے سخت صدمہ پہونچے سنہ ۱۳۹۲ھ میں جمادی الاول کی پانچویں کو نوجوان فرزند محمد ہادی حسین عطا ہوئے ۲۰ برس کی عمر میں تخمہ کرکے انتقال کیا ؎ کہتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے۔ اٹھائیسویں صفر سنہ ۱۳۱۵ھ کو حقیقی بڑے بھائی اور شاگرد رشید مرزا غلام محمد نظیر چل بسے۔ سب سے بڑھکر اور آخری صدمہ میر علی صاحب انیس مغفور کے مرنے کا تھا۔ جنکا بروز دوشنبہ ۲۹ شوال سنہ ۱۳۹۲ھ قریب مغرب انتقال ہوا۔ شاعری۔ مرثیہ گوئی۔ مرثیہ خوانی۔ زندگانی سب باتوں کا لطف اوٹھ گیا۔ اونکی تاریخ وفات جو مرزا صاحب نے کہی وہ حیات دبیر جلد اول کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ پر درج ہے۔ یہاں پہ صرف تین شعر آخر کے لکھوں گا۔ سال تاریخش بزبردہ پیشہ شد زیبا نظم۔ طور سینا پے کلیم اللہ و منبر انیس۔ ہفتمین عیسوی تاریخ گفتم صاف صاف۔ گر بطبعم بود مجنون نکردے انیس

آسماں بے ماہ کامل سدرہ بے روح الامیں ۔ طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس ۔ میر صاحب تو فرما چکے تھے ؎ جب ہم نہ رہے تو کچھ بکھیڑا نہ رہا ۔ مگر ان ۱۸۷۴ء کے طرفداروں نے ثابت کر دیا کہ بعد مرنے کے بھی جھگڑا رہ گیا ۔ اور کہنا شروع کیا کہ سنہ مطلوبہ نہیں نکلتے ۔ بعض اب تک کہے جاتے ہیں جناب جی سید محمد صاحب قبلہ عرف نواب پیارے صاحب شمس آبادی (جو تاریخ گوئی میں تمام ہندوستان میں بے مثل تھے) فرماتے ہیں ۔ حاسدین و جہلا سے بحث نہیں کہ اُن کا جہل و تعصب مانع تحقیق ہے ۔ علما و شعرا اکثر ناواقف فن ہیں ۔ فن تاریخ گوئی فی الواقع علم شعر سے بھی الگ ہے ۔ اگر اسکو علم جفر کی ایک شاخ کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں ۔ افسوس کہ کسی مورخ نے بھی خیال نہیں کیا ۔ کہ ایسا یگانۂ دہر ایسی فاحش غلطی کریگا ۔ جناب مرزا صاحب ایک مرثیہ میں گھوڑے کی تعریف میں فرماتے ہیں ع یہ مثل واو عطف زبر و فلک میں ہے ۔ اور ثابت کر دیا ؎ سال تاریخش بزبر و بینہ شد زیب نظم ۔ اگر اس ترتیب میں کہ پہلا لفظ زبر میں دوسرا بینہ میں ہو فرق آگیا تو خوبی کیا ہوئی ۔ حساب دیکھ لیجئے ۔

زبر	بینہ	زبر	بینہ	زبر و بینہ	زبر	بینہ
طور	سینا	بے کلیم	اللہ	و	منبر بے	انیس
۲۱۵	۲۲۷	۱۱۲	۱۹۳	۱۳	۳۰۴	۲۲۷

میزان ۱۲۹۱ھ

کم فہم خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں واو عطف کی خاصیت کو ملاحظہ فرمائیے اس کا تعلق زبر و بینہ یعنے اول و آخر دونوں سے ہے لہذا صرف اُسی کے زبر و بینہ دونوں میں اعداد لئے ۔ ترتیب صنعت زبر و بینہ کی بدستور قائم ہے ۔ اعداد مطلوبہ حاصل ہو گئے ۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۱۳ء سید محمد جعفر ۔

صدمات مذکورہ سے مرزا صاحب مرحوم جانبر نہ ہوئے اور آخر ورم کبد میں تیسویں ماہ محرم ۱۲۹۲ھ کو قریب صبح صادق یہ آفتاب شاعری و مرثیہ گوئی غروب ہو گیا ۔ دن میں جنازہ اُٹھا ہزاروں علما و شعرا و کملا جنازے کے ساتھ ساتھ اون مرحوم کی یہ رباعی پڑھتے ہوئے غسل میت کو دریا پر لے گئے ۔ ؎ رحمت کا تری اُمیدوار آیا ہوں ۔ مُنھ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہوں ۔ چلنے نہ دیا بارگنہ نے پیدل ۔ تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں ۔ جناب شمس العلما سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد العصر نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ بعد غسل دریا سے آکر اپنے گھر میں مدفون ہوئے ۔ جو چھوٹا مقبرہ آجتک برقرار ہے مرزا اوج مرحوم اور بہت سے کاملوں نے تاریخ وفات کہی ہے ۔ میر مرحوم کے کلیات میں بھی پندرہ تاریخیں

ہیں مگر مجھے میر مرحوم کی ایک مختصر سی تاریخ بہت پسند ہے۔ مصرع مادہ میں کمال کیا ہے کہ وقت و تاریخ و روز سب کچھ ہے گویا یہ تاریخ صوری و معنوی ہے۔ وحید عصر جناب دبیر معجز رقم۔ کہ سرعطارد گردوں بپائے او سودہ۔ ازیں سرائے سہ پنجی چو رخت خود برداشت۔ بہ نزد آل نبی در بہشت آسودہ۔ میر سال فوت روز و وقت تاریخش۔ پنجاہ و سلخ و سہ شنبہ سہ عزا بودہ۔ مرزا صاحب کی طرف سے اکثر اُن لوگوں نے منھ پھیر لیا ہے جنکے بزرگ مرزا صاحب کے فدائی تھے۔ بعض ہمارے دوست ہم کو یہ کہکر تسکین دینا چاہتے ہیں کہ میر صاحب کے کلام کی سادگی و تاثیر زندہ رہے گی۔ اور مرزا صاحب کی شوکت الفاظ و بلند پروازی مٹ جائے گی۔ کہ صنائع و بدایع کے سمجھنے والے ہی نہ رہے اور آیندہ اور نہ رہیں گے۔ اگر اس کو شکر یہ کے ساتھ قبول بھی کر لیا جائے تو پھر اسکا کیا جواب ہے کہ جو کلام کہ سادہ اور موثر ہے اُسکی طرف سے کیوں چشم پوشی کی جاتی ہے۔ اور جو صنایع و بدایع میر انیس مرحوم کے یہاں ہیں اُن کی شناکس منھ سے کی جاتی ہے۔ دیکھئے بہارستان سخن شمس العلما نواب سید امداد امام صاحب قبلہ کی۔ استعارہ و تشبیہ و غلو کی مبالغہ کے ساتھ مذمت فرماتے ہیں مگر جہاں کہیں یہی چیزیں مرزا سودا۔ میر حسن۔ میر انیس کے کلام میں ہیں انکی یہ کہکر مدح فرمائی ہے کہ سلیقہ سے برتا ہے۔ پھر دبیر کے کلام کو بھی کیوں نہیں کہتے کہ سلیقہ سے برتا ہے۔ یا بد سلیقگی سے۔ یہ عذر کیسا کہ یہ تذکرہ نہیں جو ہر شاعر کا ذکر کیا جائے۔ دبیر کا فصیح و سلیس و موثر کلام بھی کچھ کم نہیں۔ ایک دبیر ہی ایسا شاعر ایکپوئے گا جس کا کلام ہر رنگ میں اور پھر بکثرت ہے۔ اگر آپ کے دل و دماغ میں خدا نے انصاف کا مادہ ودیعت فرمایا ہے تو ایسے ہی کلام کی آپ داد دیجئے خدا کے لئے بیداد نہ کیجئے تعصب کی عینک آنکھوں پر سے اوتار کر دیکھئے۔ کیا دبیر کا کل کلام صنایع و بدایع ہی میں ہے۔ وہ کون سا رنگ ہے جو انیس کے یہاں ہے۔ دبیر کے کلام میں بالکل نہیں۔ حکیم سنائی کے اخلاق حسنہ کی تصریح فرما کر یہ لکھنا کہ انسان کے اخلاق و اطوار اُس کے علم و فضل میں تمامتر دخل ہوتا ہے۔ حکیم ممدوح کا جیسا مزاج تھا ویسا ہی اسکے کلام میں اثر ہے۔ اور مرزا صاحب کی سخاوت۔ ایثار۔ عبادت۔ شرافت۔ علم و فضل غیرت۔ انکسار۔ فروتنی کی صفحہ ۳۳۵ پر مدح کر کے رہجانا۔ کیا ثابت کرتا ہے۔ اگر مرزا مرحوم کا وعظ ہی کلام تھوڑا سا لکھدیا جاتا تو ہمکو شکایت کا موقع نہ باقی رہتا کیا عادتوں کا اثر مرزا مرحوم کے کلام میں نہیں۔ ہے۔ ضرور ہے۔ مگر دیکھے کون۔ سادہ و موثر ایک مرثیہ کا مطلع بھی لکھدیا۔ جب حرم قلعہ شیریں کے برابر آئے۔ مگر چند بند اسکے بھی نہ لکھے۔ اگر اُن کے پاس یہ مرثیہ نہیں تھا تو مرزا داج مرحوم کے منگوا لیتے جو انکے گہرے قدر شناس۔ دوست تھے۔ اور تو اور کوئی تضمین سلام بھی دبیر کی نہ لکھی حالانکہ دفتر ماتم کی جلدوں میں سے پوری ایک جلد تضمینوں کی ہے۔ سلطان عالیہ کے سلاموں کو جو مرزا صاحب نے تضمین

مرزا دبیر کی طرف سے کن لوگوں نے منھ پھیر لیا کی ۱۲

مولانا امداد امام صاحب کی روش مرزا دبیر کے ساتھ ۱۲

فرمایا ہے اس میں غلو و تشبیہ و استعارہ کہیں کہیں برائے نام سلیقہ سے ہے۔ نہایت سادہ و موثر نظمیں ہیں دبیر کی رُباعیاں بھی گھٹیا۔ اور کم درج ہیں اگر دفتر ماتم میں ڈھونڈھنے سے تکلیف ہوتی تھی (حالانکہ رباعیات کی بھی ایک علیحدہ جلد ہے) تو حیات دبیر ہی سے چوٹی کی رباعیاں لکھ سکتے تھے۔ کلام دبیر کا نمونہ بہت مختصر ہے۔ اور گھٹیا کلام چھانٹ چھانٹ کے اگر نہیں لکھا گیا تو کم سے کم بے توجہی سے تو ضرور کام لیا ہے۔ مرزا کو خالی سلطان الذاکرین لکھدینے سے نواب صاحب حق دبیر سے نہیں ادا ہو سکتے۔ اگر کسی ایسے انیسئے کی خاطر سے کتاب لکھی یا چھپوائی ہے کہ جس کے دل میں مرزا صاحب کے محامد سخن دیکھنے (پڑھنے) سے جلن ہوتی ہے۔ تو نواب صاحب قابل معافی ہیں۔ کیونکہ بعضے انیسئے ضرور ایسے ہیں جنکو ذرا سی مرچ بھی مرزا صاحب کی بری معلوم ہوتی ہے مگر ایک عالم کی شان سے یہ بالکل بعید ہے کہ کسی دوست کی خاطر سے کسی کامل کے کلام سے بالکل آنکھ بند کرلے گو مولوی امیر احمد صاحب علوی بی اے مولف یادگار انیس بھی ایسے عاشق انیس ہیں کہ دبیریوں کی نظر بچا کر اشاروں میں انیس کو تفضیل دینا چاہتے ہیں۔ (جیسا کہ صفحہ ۵۸ پر خود لکھ گئے ہیں) مگر انہوں نے یہ ستم ظریفی نہیں کی۔ جہاں مرزا کا کلام بہت بڑھ گیا ہے وہاں اشارہ کر گئے یا صاف لکھدیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۹۹ پر میر صاحب کے اس مرثیئے کا ذکر کرتے ہوئے ؎ جبکہ تیروں سے بدن شاہ کا غربال ہوا۔ یہ بند میر صاحب کا لکھتے ہیں۔

حلق پر تیغ ہو اور سینے پہ ہو وے جلا د — ہے یہ امید کہ اسدم بھی نہ بھولے تری یاد
نہ غم اہل حرم ہو نہ خیال اولاد — کان تک میرے سکینہ کی نہ پہونچے آواز

دھیان بیٹے کا نہ بیٹی کا نہ ہمشیر کا ہو
ذکر تسبیح کا تہلیل کا تکبیر کا ہو

مرزا دبیر نے یوں ادا کیا ہے۔

مولوی امیر احمد صاحب علوی مولف یادگار انیس ان اشاروں میں میر صاحب کو مرزا صاحب پر تفضیل دی ہے مگر انہوں نے یہ ستم ظریفی نہیں کی

عہ شمس العلما مولانا امداد امام صاحب بالقابہ نے بہارستان سخن میں مرزا دبیر مرحوم کے متعلق عبارت میں جو طرز اختیار فرمایا ہے اس میں توریہ کی شان پائی جاتی ہے۔ میرے پاس یہ کتاب تھی مگر میرے ایک دوست سید کبیر حسین صاحب سوہانی نے مجھ سے عاریتاً مانگی اور پھر واپس نہ کی۔ اگر اسوقت وہ کتاب میرے پاس موجود ہوتی تو میں اُس عبارت کا اقتباس اپنے دعوے کی دلیل میں پیش کرتا اسوقت صرف ایک فقرہ یاد ہے۔ مولانائے موصوف۔ مرزائے مرحوم کے متعلق لکھتے لکھتے فرماتے ہیں کہ شاعری سے علیحدہ ہو کر مرزا صاحب ..... تھے" "شاعری سے علیحدہ ہو کر" میں جو معنوی ابہام ہے وہ نکتہ سنجوں سے پوشیدہ نہیں کاش مولانائے موصوف مرزا مرحوم کا ذکر ہی اس کتاب میں نہ فرماتے۔ ہیچمدان غفیر ۱۲

تو شہنشاہ شہنشاہ پکارا ہے بار خدا ہیں برابر تری درگاہ میں سب شاہ و گدا
خاطر عاشق جانباز ہے البتہ جدا اے خوشا حال کہ مجھ سے ہو ترا عشق ادا

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے
لب پہ ہو نام ترا دل میں تری یاد رہے

سبحان اللہ کہ کسقدر صاف بندش ہے۔ اور کیسا موثر طرز بیان۔ دونوں بزرگوں نے ایک ہی مضمون نظم کیا۔ مگر مرزا صاحب نے لب پہ ہو نام ترا اضافہ کرکے شعر میں جان ڈال دی اور میر انیس کا سارا بند ایک ٹیپ سے گرد کر دیا۔ یہ مرزا دبیر کی نازک خیالی سے ترقی پاکر سہل ممتنع ہو گیا۔ حاشیہ پر خود مولف لکھتے ہیں:۔ ناظم کہتے ہیں کہ یہ حکایت یادگار سے نکال ڈال۔ اس قصہ سے میر صاحب کی تنقیص ہوتی ہے اور اگر اس کے درج کرنے پر اصرار ہے تو یہ شعر بھی لکھدے۔ ؎ گاہ باشد کہ کودک ناداں۔ رغلط بر ہدف زند تیرے۔ نقل کفر کفر نباشد مرزا صاحب کی شان میں راقم الحروف ایسی گستاخی ہرگز نہیں کرسکتا ہے۔ اور نہ اس حکایت کو حذف کرکے الضاف کے گلے پہ چھری چلا (پھیر) سکتا ہے۔"

اس اقتباس سے مطلب یہ ہے کہ شاید شمس العلما موصوف کو بھی کوئی ایسے ہی ذی فہم ملگئے ہوں اور انکی خاطر سے انہوں نے مرزا صاحب مرحوم کو پوری داد نہ دی ہو اور کلام پر نظر غور نہ کی ہو تو اب غور فرماکر کمی کو پورا فرمادیں۔ ورنہ ایسا ہی افسوس رہ جائے گا۔ جیساکہ خان بہادر مولوی سید محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی کو نواے وطن میں مرزا صاحب کے کمالات کا اعتراف نہ کرنے سے مرتے مرتے رہا جیسکا حال اُن خطوں سے معلوم ہوسکتا ہے جو مولف حیات دبیر کے پاس اُن مرحوم کے قلمی دستخطی موجود ہیں اور جنکا تھوڑا اقتباس حیات دبیر میں کیا گیا ہے۔ مولف کے بزرگوں کے ملنے والے اور مداح کمال۔ یہ جناب شمس العلما ہیں اسلئے عرض کرنا پڑا۔ ؎ گستاخ ہوکے عرض کیا ہے معاف ہو۔ خاتمہ پہ عرض کرتا ہوں کہ مقبرۂ انیس۔ یادگار انیس نہ بنا آخر الامر جناب علوی نے اپنی کتاب کا نام یادگار انیس رکھ لیا۔ یا خدا کیا ہم مقبرۂ انیس و دبیر پختہ و شاندار نہ دیکھیں گے۔ اور یہ کام آیندہ نسلیں انجام دیں گی۔ ۱۷ برس کی عمر میں ثابت کی یہ آرزو سننی کے قابل معلوم ہوگی۔ مگر میں لاتقنطو من رحمۃ اللہ کی تلاوت کرکے کہتا ہوں کہ دونوں مقبرے میری زندگی میں بنیں گے۔ دبیر کے فدائی اگر النادر کالمعدوم کے مصداق ہیں تو انیس کے شیدا کیا زبانی جمع خرچ کرکے رہجائیں گے۔ اور دکھانے ہی کی یہ سب محبت و قدر شناسی ہے جو ہمکو تسکین دیتے ہیں کہ دبیر کے پسند کرنے والے نہیں رہے۔ وہ فسانۂ عجائب کیطرح

فسانہ ہوگئے۔ ہم ان کو یہ جواب نہ دے سکیں کہ تم بھی میر صاحب کے عاشق یا قدرشناس نہیں ہو۔ اگر واقعی قدرداں ہوتے۔ تو ۲۰ ہزار روپیہ لگاکر مقبرۂ انیس بنوا دیتے تم میر انیس مرحوم کا مقبرہ پختہ اور عالیشان بنوا دو کارساز حقیقی دبیر مرحوم کے مقبرہ بنے کا بھی سامان کر دیگا۔ کارساز بالفکر کارسا۔ ورنہ انیسے ہونے کا نام نہ لو۔ ہم تو نادر ہیں خدانخواستہ تم معدوم نہ ہو جاؤ۔ اللہ بس باقی ہوس۔

راقم

دہی پرانا خادم ثابت علی عفی عنہ

۱۱/۱۷/۳۰

ے دبیر انیس ایسی ہستیاں اگر یورپ میں ہوتیں تو ان کے مقبرے سونے کی اینٹوں سے بنوائے جاتے بقول مدیر سرفراز کہ دونوں کے کلام پر چھپتیں اڑانے والے دیکھیں کہ ان بزرگوں کی خوابگاہوں کی چھتیں تک شکستہ ہیں افسوس صد ہزار افسوس۔ حقیر خبیر ۱۲

مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی دو جلدیں "ہفت آیات" اور "ہشت بہشت" مرتب ہیں انشاءاللہ جلد تر لذت افزائے اہل ذوق ہوں گی"

منیجر ممتاز بک ایجنسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا دبیر علیہ الرحمہ

رقمزدہ جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی مظلم سپیشل مجسٹریٹ و رئیس مہابن ضلع متھرا۔

تلمیذ مرزا اوج صاحب غفرہ اللہ مصنف المیزان و حسنات عزم وغیرہ

اگر نہ رتبۂ نظم است از چہ رو صائب	مقام ہر سر چشم است بیت ابرو را

شاعری انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کا نام ہے، جس کا عکس اشعار کے آئینون مین جلوہ گر ہوتا ہے اور یہی جذبات شاعری کی روح رواں ہین۔ جذبات و احساسات کا اظہار انسان ہر زبان مین اور نثر و نظم دونون طرح کیا کرتا ہے۔ مثلاً درد و سوز کے واقعات نثر مین بھی ادا کیے جاتے ہین اور وہ گو نہ موثر بھی ہوتے ہین، لیکن اظہار جذبات مین دلکشی اور دلنشینی جس طرح ایک فصیح و بلیغ، اور جذبات کی صحیح تصویر کھینچنے والا شاعر کر سکتا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کے نثر نگار سے ناممکن ہے خواہ وہ کتنا ہی جادو نگار کیون نہو۔ یہ نظم ہی کا ساحرانہ اثر ہے کہ میدان کارزار مین رجز کے ایک شعر سے بلا کا تلاطم برپا ہو جاتا ہے اور جذبات تھوری اور رگ حمیت مین غضب کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اسپیکر اپنی نثر عبارت مین کبھی کبھی مختلف اشعار سے اپنے کلام کو موثر اور دلنشیں بنانے کی کوشش کیا کرتے ہین اور وہ اشعار ان کے تمام کلام مین ایک خاص کیفیت پیدا کر دیتے ہین، اور دلون مین مسرت و جوش کے جذبات موجزن ہو جاتے ہین۔ نثر کی اعلےٰ تصانیف تواریخ و سوانح عمریون مین بھی جا بجا پر کیفیت اشعار نظر آتے ہین جو تمام نثر کو پر لطف بنا دیتے ہین۔

جس طرح انسان خوش اسلوب خوش آیند مناظر دیکھ کر فرحان و شادان ہوتا ہے اور اسکے مرجھائے ہوئے دل و دماغ مین ایک قسم کی تازگی آجاتی ہے، اسی طرح خوش ترکیب، خوش معانی اور پر تاثیر اشعار سے سچی خوشی۔ سچا جوش۔ روحانی مسرت اور جذبات مین ایک موثر تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک درد رسیدہ اپنے محبوب کے مصائب و آلام فراق کو نظم کی بدولت ایسے درد انگیز اشعار مین بیان کر سکتا ہے جس سے سننے والون کے جگر بھی پاش پاش ہو جاتے ہین اور صاحب درد کے رنج و غم کا مرقع انکی آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے۔

فارسی اور اردو گو شعرا نے اپنی عمرین قصائد گوئی۔ مثنوی گوئی مین ختم کر دین اور حق یہ ہے کہ ان مین سے بعض شعرا اپنی صنف خاص مین ممتاز عالم ہو گئے ہین اور ان کی نظمین زبان کی شستگی خیالات کی جدت۔ الفاظ کی دلکشی۔ طبیعت کی روانی۔ نکتہ سنجی۔ اور بلند پروازی کے لحاظ سے

بے مثل و لاجواب ہین، اور اُن کی خصوصیات مین آجتک کوئی اُن کا سہیم و شریک پیدا نہین ہوا
گو زمانہ دراز گذر گیا اور بہت سے نازک خیال شعرا پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہتے ہین قصائد گو
شعرا نے بیش بہا صلون اور جاگیر و انعامات کی خاطر اپنے ممدوحون کی صفت و ثنا مین قلم توڑ دیے
ہین، اگو دُنیاے فانی کی خاطر معمولی اُمرا کو جمشید شوکت سکندر حشمت۔ رستم عصر حاتم دوران۔ قصائد
نوشیروان زمانہ بنا دیا ہی اور کذب و دروغ گوئی و خوشامد سے ایسے مبالغہ آمیز الفاظ استعمال کیے ہین
جنہین حقیقت و اصلیت کا شائبہ بھی نہین پایا جاتا۔ غزل گوئی کے مخرب اخلاق لٹریچر نے عشق و محبت
کی تصویرین کھینچ کر نوجوانون کے دلون مین شہوانی جذبات اور صنم پرستی کے خیالات قائم کر دیے ہین غزل
اور اُن سے اخلاقی فضا مکدر ہو گئی۔ گندہ اور کھلے ہوے فحش الفاظ جن کا عام صحبتون مین زبان سے
نکالنا اور کانون سے سُننا خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ غزل گوئی کے پیرایہ مین وہ بلا تکلف اور بغیر
کسی شرم و حیا کے بیان کیے جا سکتے ہین۔ یہانتک کہ بزرگون کا اپنے بچون اور خدمتگارون کا اپنے بزرگون
کے سامنے بھی ان حیا سوز حرکات کو مذموم نہین سمجھا جاتا[1]۔

ایسے شعرا کے بعد وہ جادو نگار ارباب نظم پیدا ہوئے جنکے دلون مین مرثیہ گوئی کا شوق پیدا ہوا مرثیہ گو شعرا
کیونکہ یہ صنف ایسی جامع اور وسیع تھی جس کے ذریعہ سے اُن کو جملہ اصناف سخن مین طبع آزمائی کا
موقع مل سکتا تھا، اور طبّاع شعرا کے اشہب خیال کو بہت بڑی جولانگاہ میسر آ سکتی تھی اور اُن کے
کلام سے انسان ہر قسم کے مضامین کا لطف اُٹھا سکتا تھا۔ مثلاً حمد و نعت مناقب بزرگان دین خلاق
مضامین۔ رزم۔ بزم۔ سراپا۔ ساقی نامہ۔ مناظر قدرت۔ صنائع بدائع تشبیہات و استعارات وغیرہ وغیرہ
چنانچہ مرثیہ گو شعرا تمام اصناف شاعری اور جذبات روحانیہ و خیالات عالیہ کو مرثیہ۔ سلام و
رباعی میں ایسی فصاحت و بلاغت شستگی زبان کی پاکیزگی۔ حسن محاورہ۔ خوبی بندش۔
الفاظ کی دلکشی۔ اور شاعرانہ لطافت کے ساتھ ختم کر گئے ہین کہ دُنیا کے شعرا مین ان کو ایک

[1] یہ خیال عام غزل گو شعرا کی نسبت ہے جن کی ملک مین اکثریت نظر آتی ہے لیکن متقدمین و متاخرین غزل گو شعرا مین
بعض نکتہ متین اور سنجیدہ طبیعت شاعر بھی پائے جاتے ہین جنکے کلام مین اکثر ایسے نفیس اور بے بہا اشعار نظر آتے
ہین جن مین حسن اخلاق بے شمار دُنیا اصلاح تمدن اور تعلیم اخلاق کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور بعض بعض صوفی مزاج
اہل دل ۱۰ اہل درد فارسی و اُردو شعرا کی غزلین تو عمدہ عمدہ مضامین، پاکیزہ جذبات روحانی اور
اعلےٰ خیالات سے سرتاپا مملو ہین ایسے غزل گو ہمارے لیے سرمایہ ناز ہین ۱۲

امتیاز شعرا در مرثیہ گو

عظیم الشان امتیاز حاصل ہوگیا۔ اُن کی رباعیان اور سلاموں کے اکثر اشعار علم اخلاق و تمدن کے لطیف نکات سے معمور نظر آتے ہین۔ میرا خیال ہے کہ شعرا کے تمام کلام مین کوئی ایسی نظم نہین جس مین مرثیون کے برابر اخلاقی مضامین کا ذخیرہ موجود ہو۔

واقعۂ کربلا

واقعات عالم مین معرکۂ کربلا ایک ایسا جانسوز اور جانکاہ واقعہ تھا جسکے مقابل مین دنیا کے کسی واقعۂ رنج و غم کی مثال پیش نہین کی جاسکتی۔ ضرورت تھی کہ ایسے دردناک تاریخی واقعہ کے واسطے نظم سے کام لیا جائے کیونکہ نظم ہی ایک ایسی پُراثر چیز تھی جو دردانگیز واقعات کا سچا منظر آنکھون کے سامنے پیش کرے، تاکہ دردانگیز جذبات پہلے شاعر کے دل مین پیدا ہون اور اُسکے قلب کو متاثر کرین اور پھر اُسی دلی جذبہ سے بے اختیار ایسے وقت خیز اور پُردرد الفاظ نکلیں جو سامعین کے دلون کو بھی متاثر کرین اور ہر شعر مین دلی جذبات کا پرتو نظر آئے، اور مرثیہ کا اصلی مقصد یعنی گریہ و بکا جو باعث ثواب آخرت ہے بخوبی حاصل ہو۔

مرزا صاحب درد انگیزی

مرزا صاحب کو اس فن خاص مین یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تمام مرثیہ گویون سے زیادہ اُنکے مراثی درد و غم کا مرقع ہوتے ہین جو مرثیہ کی علت غائی اور اسکا موضوع حقیقی ہے اسکے علاوہ اُنھون نے دوسرے مضامین مین بھی اپنی پُرزور اور مضامین آفرین طبیعت سے وہ جدتین پیدا کی ہین جنکو سُن کر اصحاب ذوق پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

مرزا صاحب کے کلام مین سادگی و صفائی

یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے کلام مین سادگی، صفائی اور شستگی نہین ہے لیکن اس کی وجہ مولانا اشہری صاحب بہت صحیح لکھتے ہین کہ "مرزا صاحب کو عربی کے ادب سے خاص دلچسپی تھی اور فارسی کی اعلیٰ تصنیفات ہمیشہ زیر نگاہ رہتی تھین، اسلیے عربی اور فارسی کی ترکیبون اور شکوہ کلام نے اُن کی شاعری مین ایک خاص طور کی آمد اور آورد کو جگہ دی تھی اور وہ اُردو کے لفظون مین عربی اور فارسی کے بڑے بڑے مطالب لانا چاہتے تھے۔ مرزا صاحب کے کلام سے بے انتہا اعلےٰ مطالب کا اقتباس کیا جاسکتا ہے"

سادگی کے معنی

سادگی کے معنی اور معیار کو مرزا سلطان احمد صاحب کتاب فن شاعری مین لکھتے ہین کہ "وہ شاعر جو ہمیشہ اعلیٰ مضامین اعلےٰ پیرایہ مین بیان کرتے ہین اُن کی سادگی ہمیشہ اعلےٰ پیمانہ پر ہوتی ہے اگرچہ یہ لوگ مضامین کو نہایت سادگی ہی سے بیان کرتے ہین مگر پھر بھی عامیانہ مذاق اور سمجھ سے بالاتر ہوتے ہین، اور محدود الخیال لوگ یہ کہنے لگ جاتے ہین کہ اُن مین سادگی نہین ہے"

مرزا صاحب کے طرز کا

مرزا صاحب کے زمانہ مین جنھون نے میر صاحب سے پہلے شاعری کے کوچہ مین قدم رکھا تھا

دہی علم لوگون کے کانون مین فارسی شعرا کی نازک خیالیون کے مضامین گونج رہے تھے وہ اپنے مذاق کے مطابق سادہ کلام سے لطف اندوز نہ ہوتے تھے اس لیے اُن کو زمانہ کا رنگ دیکھ کر اُسی طرز کو زیادہ اختیار کرنا پڑا۔

مرزا صاحب میر صاحب کے یکسان بکمال ہونے کی دلیل

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب و میر صاحب مرحومین کے زمانہ مین دقیق مضامین کے شائقین اور سلاست پسند طبائع کے لوگ مساوی تعداد مین موجود تھے اور دونون صاحبون کے قدرشناس لوگون کی جماعت یکسان تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونون باکمال بزرگون کو یکسان شہرت و ناموری حاصل نہ ہوتی ایک صاحب کے کمالات کی فوقیت و برتری دوسرے صاحب کی فضیلت و ناموری کو مغلوب کر دیتی، ان مین سے ضرور ایک حریف کا نام گمنامی کے پردہ مین چھپ کر رہ جاتا، ملک مین انیسؔ و دبیرؔ کا نام ساتھ ساتھ زبانون پر جاری نہ رہتا اور آجتک نقادانِ سخن اس سرگردانی مین مبتلا نہ رہتے کہ ان مین سے ترجیح کا مسند نشین کس کو کیا جائے۔

دوسری دلیل

لکھنؤ مین دونون صاحبون کے پڑھنے کی ایک خاص مجلس بالکل ایک ہی وقت شروع ہوتی تھی جسمین شائقین سخن ایک وقت مین صرف ایک ہی صاحب کے کلام کو سُن سکتے تھے لوگ کہتے ہین کہ دونون مجلسون مین یکسان مجمع کثیر ہوتا تھا اور نقادان کلام دونون مجلسون سے یکسان محظوظ و مسرور ہوتے تھے اور کسی کو افسوس نہ ہوتا تھا کہ ایک ہی وقت مین ہونے سے ہم دوسری مجلس مین شریک نہ ہو سکے

مرزا صاحب نے اپنا طرز کیون نہین چھوڑا

اگر مرزا صاحب یہ محسوس کرتے کہ آج لکھنؤ مین میر انیسؔ کے طرز کے شیدا بکثرت ہین اور اُنھین کا رنگ زیادہ پسند کیا جاتا ہے تو اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھا کہ وہ اپنے طرز سے ہٹ کر میر صاحب کا طرز اختیار کر لیتے کیونکہ وہ اسی لکھنؤ کے رہنے والے تھے، وہین آنکھین کھولین وہین زبان کھولی لکھنؤ کی اُسی ٹکسالی زبان اور محاورات کے جاننے والے سمجھنے والے اور بولنے والے تھے۔ اگر اُنھون نے ایک مشکل اور دقیق طرز مین کمال حاصل کر کے ایجاد مضامین کے دریا بہا دیے تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ایک نسبتہً سہل طرز مین اپنی شہرت کا ڈنکہ نہ بجا دیتے۔ اگر شاعر کو خدا نے موزون طبیعت دی ہے اور کمالِ فن حاصل ہے تو صرف رُخ اور پہلو بدلنے کی ضرورت ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہین کہ موجودہ زمانہ کا عام مذاق اور اُردو کے عام رجحان طبائع کو دیکھ کر استادی معظمی مرزا اوج صاحب مرحوم اور نکتہ سنجی مرزا محمد طاہر صاحب بہت کچھ مرزا صاحب مرحوم کے رنگ سے الگ ہو گئے اور دونون صاحبون کے کلام مین انیسیت کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔

مرزا صاحب کا زیادہ تر کلام

باوجود اس کے مرزا صاحب نے جہاں سادگی و صفائی پر توجہ کی ہے وہان اس طرز مین بھی اُنھون نے اپنے کمال کا بخوبی اظہار کر دیا ہے جسکی بیشمار مثالین مین نے اپنی کتاب انیسان مین درج کی ہین اور

یہ اُن کی قادرالکلامی کی دلیل ہے کہ وہ کسی طرز میں لکھنے سے عاجز و مجبور نہ تھے۔

خصوصیت کلام عام

مرزا صاحب کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اُن کے ہاں دونوں طرز کا کلام موجود ہے باریک و دقیق مضامین سے اہل علم اور صاحبانِ فضل و کمال اور دقیق النظر لوگ متمتع ہوتے ہیں اور سادہ و صاف کلام سادگی و صفائی پسند سامعین کو محظوظ کرتا ہے۔ رقت خیز اور درد انگیز مضامین جو مرثیہ کی علت غائی ہے اُن کو سن کر اہل مجالس بیتاب ہو جاتے ہیں اور کثرت گریہ و بکا سے مجالس میں قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سوز خوانی میں تمام شہروں اور قصبات میں مرزا صاحب ہی کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ خصوصاً زندانِ شام اور رہائی کے حالات میں تو اُنھوں نے اس کثرت سے اور ایسے درد و سوز کے پیرایہ میں مرثیے لکھے ہیں جن کا شمار نہیں۔

دوسری خصوصیت

مرزا صاحب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اپنے خاندان میں صرف اُن کی ذات واحد نے شعر گوئی کے کوچہ میں قدم رکھا، اُن کے خاندان یا قریبی آباؤ اجداد میں کوئی شاعر نہ تھا کہ گھر میں شعر و سخن کا چرچا نظر آتا اور بزرگوں کے کلام اور اُن کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا، باایں ہمہ اُنھوں نے صرف اپنی جودتِ طبع کے زور سے وہ مرتبہ حاصل کر لیا کہ میر صاحب مرحوم کی طرح جو خاندانی شاعر تھے، آج وہی مرثیہ گوئی کے رُکن رکین مانے جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کے مضامین کا ذخیرہ شعرا کو مہیا کرنا

مرزا صاحب کی شاعری سے ملک کو یہ فائدہ پہونچا کہ اُنکے کلام سے مضامین کا ذخیرہ شعرا کو مہیا ہو گیا جس میں تغیر و تبدل اور اختصار و اضافہ کر کے شعرا سیکڑوں مرثیے نظم کر سکتے ہیں۔

مرزا صاحب کے کلام کے کم توجہی کے اسباب

مرزا صاحب کے کلام سے روز بروز کم توجہی کے اسباب غالباً یہ ہیں کہ اُنکے زمانہ کے بعد ذی علم اور اہل فضل لوگوں کی جماعت اور اس طرز خاص کے قدردان لوگ رفتہ رفتہ کم ہوتے گئے اور پھر ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ ایسے ادق مضامین کا سمجھنا اُنکی سمجھ اور قابلیت سے باہر ہوتا گیا۔ چونکہ مرزا صاحب کا زیادہ کلام ایسا ہی ہے جو شاعرانہ نکات و غوامض سے بھرا ہوا ہے، وہی زیادہ تر اُن کے کانوں میں پڑتا رہا اسلیے وہ باقی سادہ اور صاف کلام سے جو نسبتہً اُن کے ہاں کم ہے دست بردار اور بدظن ہو گئے اور غلطی سے یہ اعتقاد دلوں میں قائم ہو گیا کہ اُن کے ہاں سادہ اور سلیس کلام نہیں ہے حالانکہ یہ خیال واقعیت سے بہت بعید ہے۔

دوسرا سبب

مرزا صاحب کے کلام سے دن بدن کم توجہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام مرثیہ گویوں نے زیادہ اُن کا کلام نہایت غلط چھاپا ہے اور اکثر مرثیوں میں دوسرے معمولی شعرا کا کلام مخلوط ہو گیا ہے جس نے تمام مرثیہ کو معیوب و قابل اعتراض بنا دیا ہے۔ اُن کے اہل خاندان کا یہ فرض تھا کہ وہ

اس خرابی کو رفع کرتے اور مرثیون کو اصل سے مقابلہ کرکے صحت و تصحیح کے ساتھ طبع کراتے اور یہ بات اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھی کیونکہ اصل مرثیے اُن کے قابو مین تھے اور وہ خود یا اُن کے معتقدون اور شاگردون کا گروہ کثیر اُس کلام کو نہایت صحت اور آب و تاب کے ساتھ طبع کرا دینے کی استطاعت رکھتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اُنھون نے کبھی اپنے اس فرض کو محسوس نہین کیا اور تمام توجہ اپنی تصانیف۔ اپنی ترقی و شہرت۔ اور اپنے لیے داد و تحسین حاصل کرنے پر محدود رکھی اور نہ اپنے بزرگ خاندان کو جس کی مبارک ذات نے خاندانی وقعت کی بنیاد قائم کی تھی بالکل فراموش کر گئے۔ میر انیس صاحب مرحوم کا کلام بھی تھوڑا بہت اس خرابی سے خالی نہیں ہے لیکن چند ہمدردان و شائقین کلام ممدوح نے اس کی تصحیح پر توجہ کرکے اسکا صحیح اڈیشن طبع کرایا ہے۔ یہ حضرات تمام کے بیحد شکریہ کے مستحق ہیں اور اُن کا یہ فعل نہایت داد و تحسین کے قابل ہے۔ ضرورت تھی کہ میر انیس کی طرح اُن کے ہم عصر مرزا صاحب مرحوم کا کلام بھی صحت کے ساتھ اصل مرثیون سے مقابلہ کرنے کے بعد طبع کرایا جائے اور نہ جو کلام دوسرے لوگون کا اُس مین مخلوط ہو گیا ہے اُس کو نکال کر اصل مرثیے شائقین کلام کے سامنے پیش کیے جائین تاکہ اہل مذاق کو مرزا صاحب کے نفیس و نادر کلام سے محظوظ ہونے کا موقع ملے اور اُن کے کمالات کا اعتقاد دلون مین قائم ہو۔

آفرین ہے جناب سید سرفراز حسین صاحب رضوی جنبیر لکھنوی وقاہ اللہ الی اوج الکمال شاگرد مرزا اوج صاحب مرحوم کے پاکیزہ خیال اور کد و کاوش پر کہ اُنھون نے اس طرف توجہ فرمائی اور جو فرض خاندان مرزا صاحب مرحوم کا خصوصاً اور مرحوم و مغفور کے تمام شاگردون اور معتقدون کا عموماً تھا اُس کو ادا کر رہے ہین۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

مرحبا کارے عجب کردی جنبیر | در میان خلق باشی سرفراز | فقط

احقر سید نظیر حسن فوق رضوی مہابنی عفا اللہ عنہ
سردار منزل۔ مہابن ضلع متھرا
مورخہ یکم نومبر سنہ ۱۹۳۰ء

قطعات تاریخ ترتیب و طباعت سبع مثانی از شعرائے نامی بحساب ابجد

قطعہ تاریخ طبع مثانی از نتیجہ فکر والد محترم جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز

ارشد تلامذہ جناب مشتاق مرحوم و حضرت آوج مغفور

اللہ اللہ ترا فیض دبیر کامل — تیرے اخلاف کی ہر فرد ہوئی اہل کمال
تیرے شاگرد بھی اُستاد زمانہ ٹھہرے — کوئی ہمپایہ عرفی کوئی ہم شان جلال
دستیاب اُن کو ہوئے چودہ[۱۴] معانی ایسے — ہین جو دنیا سے بلاغت مین عدیم المثال
آب گوہر سے لکھا جائے یہ مجموعۂ نظم — معدن فضل کا الماس ہے چودہ[۱۴] مثقال
بوترابی نے لکھی یون صفت آل عبا — نام کو دامن دل مین نہ رہی گرد ملال
کیا عجب ساقی کوثر سے یہ کہتے ہون دبیر — جام جم سے کہین بہتر ہین مرے جام سفال
مستقل ہے ہی دنیا مین کمال انسان — از سر نو ہو جسے عود ہنگام زوال
کیا کہون اسکے سوا تھی مدد صاحب عصرؑ — کہ رہا ایک ہی سا ماضی و مستقبل و حال
کیون دم نظم نہ مین عرش کے تارے توڑون — آوج و مشتاق سے حاصل ہو جو معراج کمال
نادہ ہے مبدء فیاض کی فیاضی پر — مجکو سب کچھ وہ عطا کرتا ہے بے قصد سوال
خودستائی کی یہ اچھی نہین عادت اعجاز — وہ لکھو مصرع تاریخ جو ہو سحر حلال

کیون نہ ہو اہل سخن کے لیے دستور عمل
ہے پئے چارؔدہ معصومؑ یہ قانون خیال

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید ممتاز حسین تصویر عرف سید صاحب (پسر اکبر خبیر)

شکر صد شکر مرتب ہوئی اک ایسی کتاب — جس کا ہر مژدہ دنیا مین ہے بمثیل و نظیر
نام بھی سبع مثانی رکھا اے صل علیٰ — شان مین چارؔدہ معصوم کی جو ہے تحریر
سن ترتیب یہ مکتب مین لکھا مین نے بتصویر

چودہ نایاب ہین مکتوب دبستان دبیر
۱۳۴۸ھ

قطعہ تاریخ ترتیب سبع مثانی مصنفہ برادر عزیز سید واجد حسین مظہر سلمہ

علامت بخش ہے سبع مثانی اے تعالی اللہ ہوا قند مکرر ذائقہ شیریں زبانوں کا
سن ترتیب لکھو اے مظہر اسوقت تم ایسا فزوں ہو حسن ظن دنیا میں جیسے بدگمانوں کا
خدا کی شان ہے اس دور میں اہل نظر دیکھیں
زمین شاعری پر دور چرخ آسمانوں کا (الف ممدودہ کے دو عدد لیے گئے ہیں)
۱۳۴۸ھ

قطعہ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید اعزاز حسین نصیر عرف محمد محسن سلمہ (پسر اصغر خبیر)

بلند آوازۂ نقارۂ شہرت ہے دنیا میں تعالی اللہ اے شان دبیرؒ و اصف حیدرؓ
خدا بخشے خدا بخشے دبیرؒ و ادیبؒ کا مل کو کیا ہے مرکے بھی احیائے ذکر آل پیغمبر
نصیر اب میں سن پاکیزۂ ترتیب لکھتا ہوں
منزہ ہے یہ مے چاردہ معصوم کا دفتہ
۱۳۴۸ھ

قطعہ تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر بلند جناب سید اکبر مہدی صاحب قبلہ متخلص بہ سلیم رئیس جرول شاگرد رشید حضرت افق مرحوم

سند فرد است خدمتش بخدا اے زہے سعی و انتظام خبیر
نظم استاد را حیات دہی زندہ باش اے جوان خوش تدبیر
بدنہان جوہر جمال سخن چون در ابر سیاہ ماہ منیر
شدہ مطبوع عام۔ طبع کلام چون بہ زیور عروس حسن پذیر
فکر تاریخ کرد طبع سلیم
گفت خامہ "سبع نظم دبیر"
۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر عالی جناب سید فراست حسین صاحب قبلہ متخلص بہ فراست رئیس زیدپور

شاہ اقلیم سخن بود بلسبع دوران حبذا اوج خدا داد زہے شان دبیرؒ

نامور شد بہ ثنا خوانی اولاد رسولؐ — لب انصاف جہان ست ثنا خوان دبیرؔ
قدرت خالق یکتا چو دہد گویائی — فن بگوید کہ منم بندۂ احسان دبیرؔ
شد ز نا فہمی دنیا بہ کلامش تحریف — رفت در دست ستم گنج فراوان دبیرؔ
سوے این چند رائی نظر قدر کنید — گرچہ مقدار قلیل ست ز سامان دبیرؔ

سال طبع ست فراست چمن آرائے رقم
چاردہ روح فزا گل دگلستان دبیرؔ

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ طبع سبع مثانی مصنفہ حقیر سید سرفراز حسین خبیر رضوی

کیا وفا اللہ وفا کیش ہیں تلمیذ دبیرؔ — ایسے شیدائے وفا ہیں کہ وفا جن پہ نثار
ہے سدا کوشش احیائے صفات امہات — حاصل زیست سمجھتے ہیں یہی خوش اطوار
ان کی کوشش سے وہ ہاتھ آئی خضاب بستہ — رنگ سے جسکے نہ واقف تھا کبھی دست نگار
شکر صد شکر ملے چودہ مرائی ایسے — جنکے ہر لفظ سے ہے نظم کے گلشن کی بہار
نام بھی سبع مثانی ہے بلاغت آگیں — سات سے سات ملیں جب تو ہو چودہ کا شمار
قابل حمد ہے یہ اسم گرامی ایسا — ترک اگر ہو تو مصلی کی عبادت بیکار
ابتدا فاتحہ سے کیوں نہ کریں اہل خرد — ہے عبادت بخدا مجلس شاہ ابرار
عملی دے گئے تعلیم بھی اس کی مرحوم — اے دبیر سخن آرا تری عادت کے نثار
دین و دنیا کے محاسن مری اک ذات میں تھے — اس کے اثبات میں ہو جو دلائل ہیں ہزار
اب سن طبع کی کچھ فکر مناسب ہے خبیرؔ — ان محاسن سے نہیں ایک کو تاب انکار

مجکو دنیا میں ملی گلشن جنت کی سند
چودہ پھولوں کا یہ گلدستہ کیا ہے تیار

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی اسپیشل مجسٹریٹ و رئیس مہابن ضلع متھرا ارشد تلامذہ حضرت اوج مرحوم

ذاکر و مداح سبط مصطفےٰ مرزا دبیر — جامع علم و فضائل شاعر شیریں زباں

شکر ہے مجموعہ اُنکے مرثیوں کا چھپ گیا — جس کے اک اک شعر کے مداح ہیں سنکتہ داں

اے زہے الفاظ دلکش اے خوشا نظم بلیغ — حبّذا لطف کلام و مرحبا حسن بیاں

داد کے قابل ہے یہ فیض خبیر ذی شرف — دے جزائے خیر اُن کو خالق کون و مکاں

سلک در نظم پاکیزہ ۔ ہے سال طبع فوق — یا صلہ ہر بیت پاکیزہ کا ہے بیت جناں

۱۳۴۹ھ — ۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودھری سید مسعود الحسن صاحب قیس رضوی خلف عالیجناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رئیس مہابن ضلع متھرا

شاعر خوش بیاں جناب دبیر — کرد احوال شاہ بطحا نظم

قیس از بہر سال طبع او — گفت پاکیزہ ۔ طرفہ ۔ زیبا نظم

۱۳۴۹ھ

دیگر از جناب ممدوح

چھپی ہے اندنوں نظم دبیر شاعر خوشگو — فصاحت اور بلاغت میں کوئی جنکا ثانی

دعا اے قیس ہے اپنی یہ مرغوب جہاں ہووے — ہے سال طبع اُسکا نسخۂ زیبا ہو لاثانی

۱۳۴۹ھ — ۱۳۴۹ھ

یہ قطعات بہت دیر میں موصول ہوئے اسلئے ترتیب سے درج نہ ہو سکے ۔ خبیر ۱۲

صرف چند صریح غلطیوں کی تصحیح کیواسطے غلطنامہ درج کیا جاتا ہے

اسکا تعلق محض حصۂ نظم سے ہے

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۱	۴	۵	قبضہ میں وہ ملک آئے۔ محکوم خزاں ہو	قبضہ میں وہ ملک آئے جو محکوم خزاں ہو
۷	۲۵	۱	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرا بیٹا	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرا بیٹا
۱۰	۳۸	۳	پیاسے . . . . . قطر	پیاسے . . . . . قطرا
۱۴	۵۲	۶	ہاں . . . . . کوئی جانے نہ پائے	ہاں . . . . . کہیں جانے نہ پائے اس مصرع کا نقطہ بھی چھپنے سے رہ گیا وہ یہ ہے مسلم سے خبردار کہیں جانے نہ پائے
۵۶	۸۰	۱	انھوں . . . . . گھڑی	آنکھوں . . . . . گھڑی
۷۰	۱۳۳	۳	یہ پانچ مہریں نور و لا سے ہیں جلوہ گر	یہ پانچ مہریں نور و لا سے ہیں جلوہ گر
۷۶	۱۵۷	۳	ناوک نے . . . . . زباں	ناوک نے . . . . . زباں
〃	۱۵۸	۳	باد . . . . . بھی	آباد . . . . . تھی
۸۶	۷	۵	تیار مرے دوست . . . . . کرو	تیار مرے دوست . . . . . کرو
۹۰	۲۳	۳	بانو یہ کہتی ہے مری خاطر ہے تو نشاں	بانو یہ کہتی ہے مری خاطر تو ہے نشاں
۹۱	۲۷	۳	بھائی کسی خبر کی بہن کو خبر نہو	بھائی کسی خبر کی بہن کو خبر نہو
۹۳	۳۲	۶	اور آنکھ اشارے . . . . . کیا	اور آنکھ کے اشارے . . . . کیا
۹۷	۵۱	۴	کوفہ . . . . . ملک و شام بھی	کوفہ . . . . . ملک شام بھی
۹۹	۵۸	۴	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی کو پیجئے	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی تو پیجئے
۱۰۸	۹۳	۱	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بدسگال	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بدسگال
۱۱۳	۱۱۳	۲	ہے دوران گلو کے بیاں سے گلے کی بو	ہے دوران گلوں کے بیاں سے گلے کی بو
〃	۱۱۴	۵	عباس کی طرح پہ کرم انپہ کیجئے	عباس کی طرح سے کرم ان پہ کیجئے
〃	۱۱۶	۱	زینب کا حر کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں	زینب کا حر کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں

۵۲

تخت نشیں ہوا جو شاہ بہاری
فرمان کیا نہ کے جاسوس پہ جاری
قیدخانہ میں وہ تلک آئے محکوم خزاں ہو
حکم اسی شاہی کا نامہ میں رواں ہو

۵۳

سلطان بہاری نے تجمل جو دکھایا
ہر برگ ہر گل دستِ ادب باندھے کھڑا ہے
رومال تگاوفہ نے غلامانہ ہلایا
پیتاب نے پرچم کی جگہ گل کی چھڑی لی
تسبیح گری ژالۂ شبنم کی زمیں پر

۵۴

وہ موسمِ گل تاک کو فتح کے چمن میں
شبنم تھی کہ موتیوں کے ڈھیر عدن میں
دندان نظر آنے لگے غنچے کے دہن میں
بلبل کی طرح جان پڑی گل کے بدن میں
پرزے بلبلِ بستانِ نجف مرثیہ خواں تھا
زمزمہ کا چمن فصلِ بہاری میں خزاں تھا

۵۵

گو فرمیں بہار آئی ہو گلگشت چمن کو
ترسا نے نگارنگ زمیں چرخِ کہن کو
رگ رگ سے ملی نبضِ رواں گل کے بدن کو
لالے نے کیا کھل کے سبک لعلِ یمن کو
ہر برگِ وبنا شکلِ زبانِ شوقِ سخن میں
قولے درِ افشاں ہوئے تعریفِ چمن میں

۵

پھر یہ کیا فکر فردا ہے بیدار ہو اٹھو
اب رات کا آنچل بھی ستاروں سے ہے خالی
ہاں دیکھ زمستاں کی پریشاں سحری سے
خورشید جہاں تاب کی امید چمکتی
ہے دل کے گلستاں میں ابھی نیم بہاری
ہاں بادِ صبا دیکھ کہیں تو بھی نہ جاگی
ہاں اٹھ کہ ترے گرد یہ ہنگامہ ہے کیا کیا
ہاں اٹھ کہ یہ سب تیرے نگہبان ہیں تیرے
ہاں اٹھ کہ تری قوم کی نازک ہے گھڑی اب
ہاں اٹھ کہ ترے دیس پہ یلغار ہے سر پر
ہاں اٹھ کہ ترے گھر کی فضا تار ہے اے دوست
ہاں اٹھ کہ تری قوم پکارتی ہے تجھ کو

۶

لیکن وہ درختوں کی گھنی چھاؤں کہاں ہیں
ہیں پھول بہت پھول میں وہ بات کہاں ہے
ہیں نغمہ سرا طائر خوش رنگ ہزاروں
بلبل سے نہ کہہ دیکھ کہیں کچھ کہا جائے
ہر پھول ہے اک جام لبالب مئے گل سے
لے جا کے ترا ہاتھ ہی ہونٹوں سے لگا دے
ہر سمت ہے اک بزم طرب عام ہے ساقی
ہر سمت ہے اک بزم طرب عام ہے ساقی

۷

ناگاہ وہ بجلی سی اٹھا جنگل کو بادل
کر کیسے بنا عرصہ دی لرزہ سیراں
بجلی تھی کہ نالوں کا ترے تیر و سناں تھا
غرّہ سے ترے لرزہ بر اندام تھا عالم
بادل تھے ترے اسپ سبک پا کے شتابی
ہاں طنطنہ تیرا تھا کہ گونجا تھا زمیں پر

۸

ہر نغمہ ہے زنجیر ترے پاؤں کی جھنکار
ہر گام پہ ہے تیرے لیے بزم کا ساماں
ہر سمت ہے اک بزم طرب عام ہے ساقی
ہر سمت ہے اک بزم طرب عام ہے ساقی

۱۰

وہ جن دو جسم بنے کا بنا فرش بنے
تھا صحن گلستاں کہ حسینوں کا بنا تھا
وہ حسن کہ ہیں جسم کی کھلے ہوئے زیور
وہ پھول کہ گلزار کا وہ بہار پہن تھا
پھیلا نہ زمیں پر کبھی ایسا چمن زار
سبزے میں وہ بیٹھی تھی کہ بیٹھی تھی بنا تھا

۱۱

وہ پتلی پتلی ابرو کھنچا کھنچا سا غصہ
وہ جن کی آنکھیں کہ سحر کرے تیر کا نشانہ
تیوری کا وہ خم کہ کھنچے ہوئے کمان
بھویں کا وہ خم کہ صفحہ پہ کاتب کا ہو دہانہ
کس کس کا نہ مضمون خیال باندھا ہے
قدرت نے قلم سے نوک پلک سنوارا ہے

۱۲

ہونٹوں کی وہ نازکی کہ گلبرگ تر
وہ دانتوں کی آب کہ موتی کا ہو دانہ
ہر بات پہ ہنسنا کہ گلوں کا کھلنا
ہر بار کی باتیں کہ ہزاروں کا ترانہ
لیکن نہ کسی کا دل آزار کبھی تھا
الفت کا تھا وہ پیکر اطوار کی بھولی

۱۳

ہے وہ بھی کوئی حسن کا پیمانہ گزار جہاں ہے
کہہ دیجیو فاطمہ تیرے بن یہ سارا جہاں ہے
کہتی ہیں بہار اور مدینہ بن خزاں ہے
وہاں نہ تیرے بن یہاں ہر ایک غم کا نشاں ہے
پھل پھول سکھ سب تیرے ہی دم سے ہیں فاطمہ
اس نخل کا تو ہی ہے بانی تیری خاطر

۱۴

کہتی ہیں بہار اس کی نہ پانی سے تیرے بن
یہاں فاطمہ تجھ کو ہے پکارے کیا آزار
کہتا کیا نہ تجھ بن فراق شہ ابرار
وہاں حسن کا کھلا ہے ہر سو گلشن بہار
کہتی ہیں تیرے بن یہاں ہر ایک کی ہے یہ ہار
یہ تیرے یہاں نہ تھی ہے تیری خاطر

۱۵

یہاں سے تیرے بن ہے ہر ایک کا پیرہن
یہاں فاطمہ تجھ کو ہے پکارے کیا آزار
کہتی ہیں یہ سارا تجھ بن ہے پیرہن
یہاں بیٹھ کے بھی ہے یہ دعا ہر ایک کی
وہاں بھی تیرے بن ہے ہر ایک کا یہ حال
ہر ایک ہے تیری خاطر

۱۶

دیکھے کوئی انصاف کی نظروں سے خدارا
بچہ کوئی بھوکے سے بھی روتا ہے سدھارا
ہر ایک ہے بیتاب ہر ایک ہے بیقرار
یہ کہتے ہیں کہ رخصت کا اختیار
بن کہے بھی کہہ رہے ہیں یہ بن
اجی ابھی آ ابھی دنیا سے چلیں

۱۷

لکھیں یہ خط کو کیونکر تیوں سے اشک خونبار
سرسبز ہیں ہمارے دامن لالہ زار
بے آب پڑا ہے کرمان کا کھیت سارا
جلدی کرو دیتاب آوے کہ مشتاق ہیں بیمار
مضطر کھلے گا کیونکر یہ عقدۂ عنایت
کیا امت عاصی کی ہدایت نہ کرے گا

۱۸

گذری ہے بگاہ شہر والا سے یہ تحریر
قاصد ہیں کیا ملوت ہے خط کا خط تقدیر
مفراست جدا ہو چکا اب بات ہیں تیر
دیتا ہے بشیر تجھ کو مبارکباد ہیں پیر
دلبند دل کے رونے کو بھر آ چکی
اے لال مرے میں ترے ہر آ چکی

۱۹

غش آ گیا ہے جب سے بن ناکام تھا رے
بالیں جدا کے پھاڑ دوں میں پیرہن پیارے
رخصت کا پڑھ فاتحہ کر دفن پیارے
پھر آ نہیں سکتے جو اب پیارے سدھارے
رونے کی نہ زہرا کے رضا حق کی یہی ہے
اس ماں سے بھی اب تیری قضا تنگ یہی ہے

۲۰

اقدس یہ کیا ہے جگر سید والا
کہتے ہیں اس کو جگر میں یہ کہتی ہیں زہرا
لیتی ہیں ہر دم جو حسین آہ و بکا
بے چین ہیں ہر ایک کی فریاد و بکا
تو لاش سے کہتی ہے لپٹ کر بابا
نیند آ گئی ہے تجھ کو بھی اب مر کے بابا

۲۱

رہ رہ کے یہ کہتے تھے نگارِ ہرکارہ
بتلاؤ ہے روضہ کا جاتا بھی ہے تم
ہر چند کہ جاتا ہوں گنہگار ہوں لیکن
رحمت سے ہے اُمید کہ بخشا جاؤں گا
رحمت کو تو شفاعت کی ضرورت ہی نہیں
وہاں جاتا ہوں یہ کہتے ہوئے شرماؤں گا

۲۲

تھا پیر نے عمامہ کا کچھ زیر کیا رکھا
ہاتھوں کو اٹھا کر یہ کہا یا رب العلیٰ
اس خاک میں جو تو نے ہے اس نور کا ملایا
دل بیتاب سے کہ رہا ہے کہ دور ہے مدینہ
آنکھوں سے سر اشک کہ ہے کوئی نظر آئے

۲۳

دربار نبی جاتے ہیں یاں کاش کہ واں ہوں
بیکار ہے دربار میں آؤں یہ ارماں
دنیا سے کفن کا بھی نہ لوں سر پہ یہ احساں
ہاں ہاں یہ اٹھوں ہمت مردانہ کروں میں
رحمت تری للہ شہ بحر و بر آجائے
اعمال میں ہیں یہ نہ وہ کفن کا ہو بھروسا

۲۴

تن خاک میں جا ملتے ہیں ارواح نہاں ہیں
ہر ان نبی کے ہیں گدا یہ کون نہ جانے
تربت سے مری بھی کسی کے نہ پکارے
تسبیح و تری تیسرے دن پڑھی جائے
تابوت سے عیسیٰ کی ہے بہتر مری تربت
تیرا ہی ہے روضہ کہ جو ہے خاک شفا کی

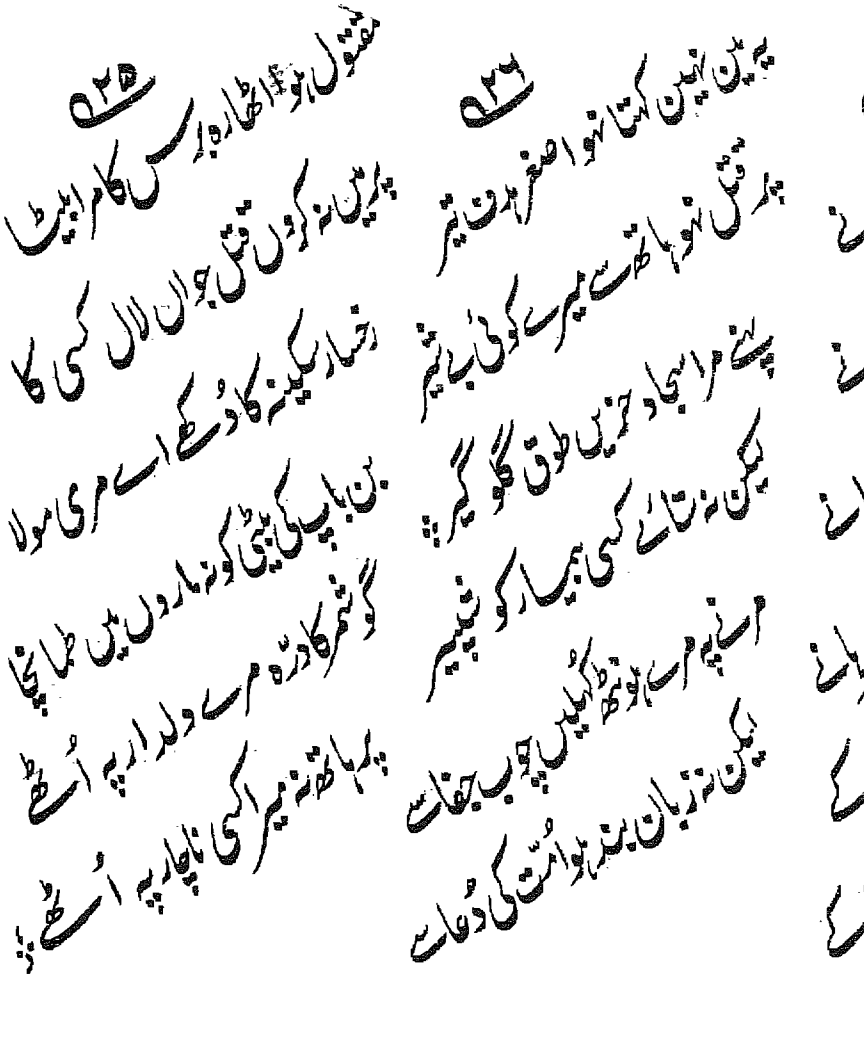

۲۵

مقبول ہو گیا ہے دعا کا اثر مرا
پر میں نہ کروں قتل جوان لال کسی کا
رخسار پہ کینہ کا دُکھے اے مری مولا
بن باپ کی بیٹی کو نہ ماروں میں طمانچا
گر شرم کا ذرّہ مرے دلدار پہ اُگے
پر ہاتھ نہ میرا کسی ناچار پہ اُٹھے

۲۶

پر بین نہ کہتا ہو اصغر ہوں تیر
پر قتل نہ ہو ہاتھ سے میرے کوئی بے پیر
پہنچے مرا بیجا و حزیں طوق گلو گیر
لیکن نہ ستائے کسی بیمار کو شبیر
منہ پہ مرے ہو تھپڑ کہ طمانچ جفا سے
لیکن نہ زبان پر ہو اُمت کی دُعا سے

۲۷

کونین کی روا دیا مولا کی دُعا نے
آیین کہی قرین محبوب خدا نے
مقبول دعاؤں کو کیا رب ہُدا نے
پھروا نے گئے تربت زہرا کے سرہانے
تعویذ گلے بنوی ہاتھ بڑھا کے
رو رو کے گرا قدم سے تعویذ پہ جا کے

۲۸

جب پینہ اُٹھانے لگے تلوے سے تھوڑا
مرقد سے ندا آئی تھی کچھ مجھ سے پڑھا جا
رو رو کے بقیعہ میں تڑپتی رہی زہرا
کعبہ کو مدینہ سے چلا قبلہ دیں کا
پیغام قضا پہونچ نہ دیں جب ہم آئے
سب منزلوں میں قاصد کو تھم نظر آئے

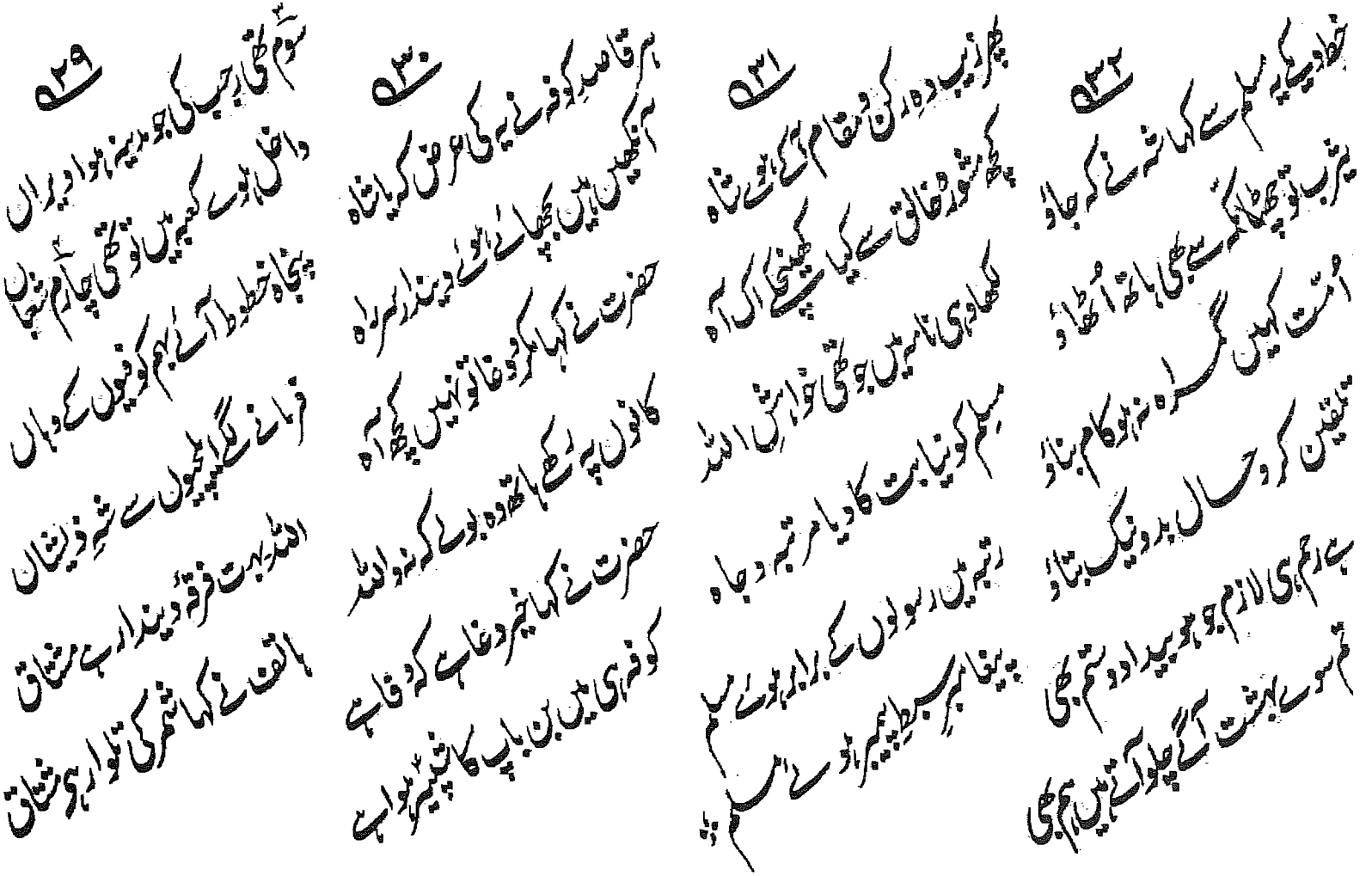

۵۲۹

سوم گئی رجب کی جو مدینہ ہوا ویراں
داخل ہوئے کعبہ میں تو گئی چار شنبہ
پہنچا خطوط آئے ہم کو فیوں کے وہاں
فرمانے لگے پیچوں سے شہِ ذیشاں
اللہ بہت فرقۂ دیندار ہے مشتاق
ہاتف نے کہا شہر کی تو ار ہے مشتاق

۵۳۰

ہر قاصدِ کوفہ نے یہ کی عرض کہ یا شاہ
ہم آنکھیں ہیں بچھائے ہوئے دیندار سرِ راہ
حضرت نے کہا گر تو خاتو نہیں بچے آہ
کانوں پہ رکھے ہاتھ وہ بولے کہ نہ واللہ
حضرت نے کہا خیر دعا ہے کہ وفا ہے
کوفہ ہی میں بن باپ کا شبیر ہوا ہے

۵۳۱

پھر زیبِ دہِ رکن و مقام آئے ہوئے شاہ
پھر شورِ خلائق سے کیا پھینکے اک آہ
لکھا ہی نامیں جو تھی تو اہش اللہ
مسلم کو نیابت کا دیا مرتبہ و جاہ
رتبہ میں رسولوں کے برابر ہوئے مسلم
پیغامبر بسیط پیمبر ہوئے مسلم

۵۳۲

خط دیکھ کے مسلم سے کہا شہ نے کہ جاؤ
یثرب تو پہنچ کر سبھی ہاتھ اٹھاؤ
امت کہیں گمراہ نہ ہو کام بناؤ
تیقین کرو حال بدو نیک بتاؤ
بے رحم ہی لازم جو ہو پیدا دو ستم بھی
تم سوئے بہشت آئے چلو آئے ہیں ہم بھی

۳۳۴

کیسے کیسے چلا رہی ہے ناب سیدر
ہم کو اپنے سے ان کے دور نہ کر
سعدیؔ ان سے ثابت تھا ان کا
کہ نہ ہم ہوں جو ان کے ساتھ ان کے
نہ تھی تھا فراق میں نہ تھا
یار کی تھی نظیر نہ کی راہ

۳۳۴

وارد ہوئے اس بادیہ میں شدت سے دو چار
جو کام تھا ہمارے قیامت سے دو چار
تھا نام محقق کا کہاں ہو بیان
اس شہر جو درد سے تھے بیمار
جہاں عقب رہا تھا
لیکن وہ مقصد ہم نہیں پا سکے تھے

۳۳۵

پانی نہ ہست ان ہم دن سے دن ہوئے
جو قوم ہم اب اور ہی ہوئی سو نہ پھر ہوا
کبھی یہ دل داں ہمارا تھا یا کبھی کا دریا
جلے تھے قدم تب رہا تھا جادہ صحرا
جز ہم ایک نظر نہ تھا
تھا اب بھی وا ہم نہیں تھے

۳۳۶

لکھا ہے علم راہ عدم ہم سے گئے راہ بر
ہر ایک قفا کے بھی نکل ہیں تڑپ کے
بچوں کو دے کے بڑے
اک چشم مار راہ ہیں پر لب نہ سکے
بچوں سے اپنا ہیں لطف ہیں
دو راہ سے سلمانوں کے غنی ہیں

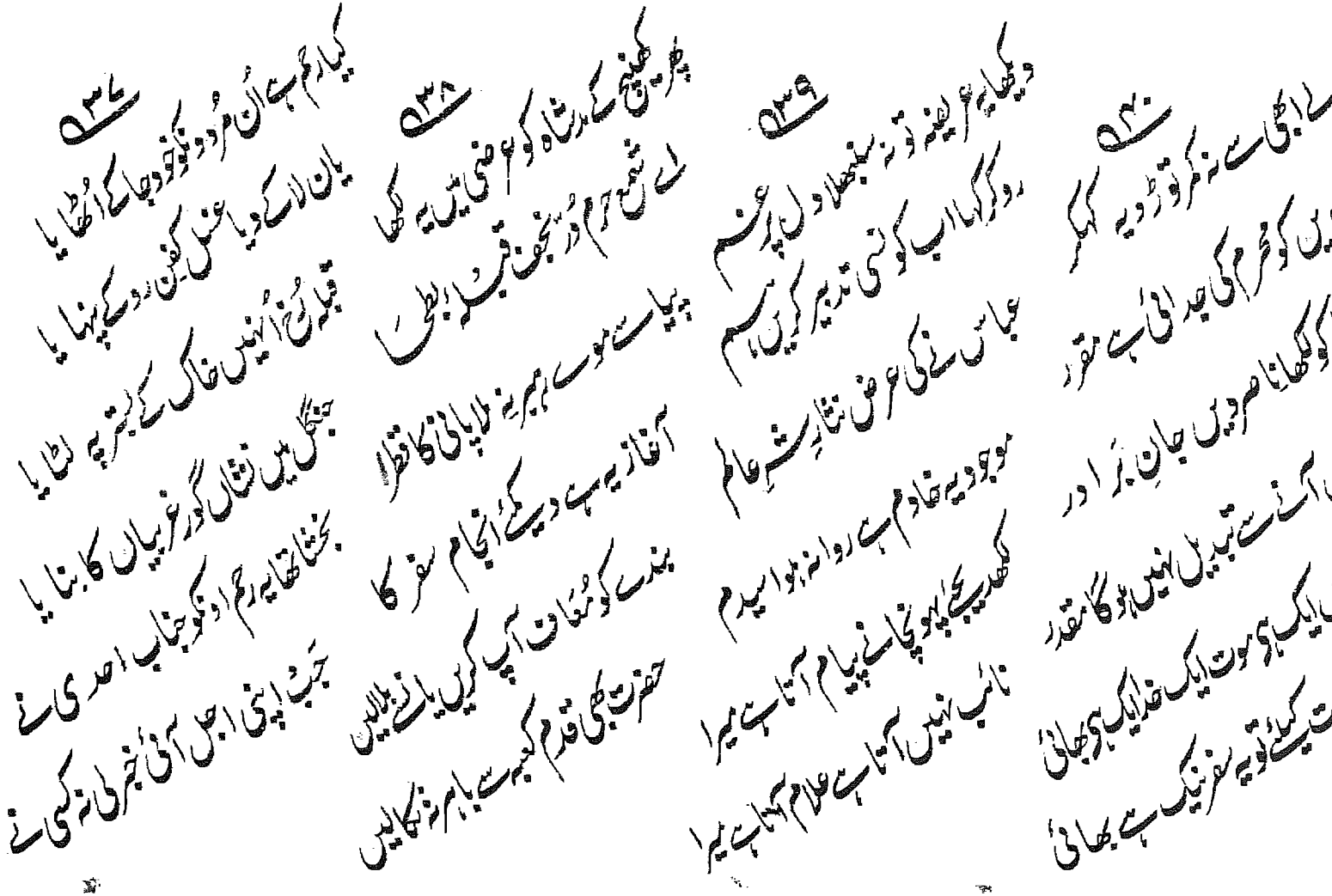

۳۴۰

شروع اپنی سے نہ کر توڑ دیا کہکر
دشمنی کو محرم کی جدائی ہے مقرر
مسلم کو لکھانا صم دیں جانِ برادر
ہاں اس نے سے تبدیل نہیں ہوگا مقدر
جاں ایک ہے سوت ایک خدا ایک ہی بھائی
امت کیلئے تو یہ سفر نیک ہے بھائی

۳۴۱

دیکھا یہ غم تو نہ بیٹھا دل پر غم
رو کر کہا اب کوئی تدبیر کریں ہم
عباس سے نکی عرض بشاہِ عالم
موجود یہ خادم ہے روانہ ہو اسیدم
لکھدیجے پوچھانے پیام آتا ہے میرا
نائب نہیں آتا ہے غلام آتا ہے میرا

۳۴۲

پھر مل کھینچ کے رشاہ کو عرض میں یہ کہا
اے شمع حرم در بخ قبلہ بطحا
پیاسے ہوئے ہیں نہ لا پانی کا قطرا
آغاز یہ ہے دیکھئے انجام سفر کا
بندے کو مناسب آپ کریں یا نہ بلائیں
حضرت بھی قدم کعبے سے باہر نہ نکالیں

۳۴۳

کیا رحم ہے ان مردوں پہ خود جا کے اٹھایا
یاں لاکے دیا غسل کفن دے کے پہنایا
قبلہ رخ انہیں خاک کے بستر پہ لٹایا
جنگل میں نشاں گور غریباں کا بنایا
بخشا تھا یہ رحم اور کو جناب احدی نے
جب اپنی اجل آئی خبر کی نہ کسی نے

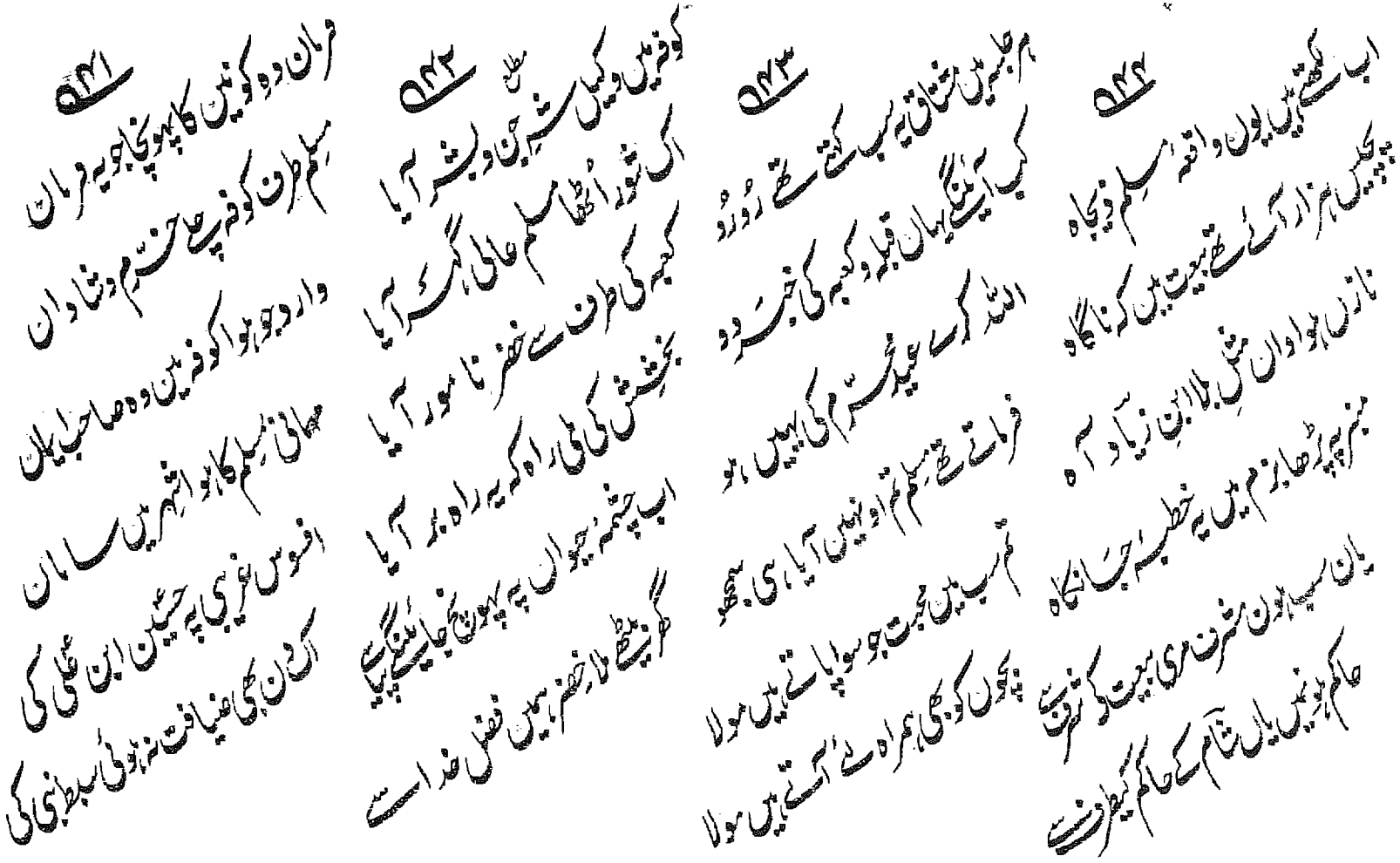

۵۴۱

فرمان روِ کونین کا پہونچا جو یہ فرمان
مسلم طرف کوفہ چلے حضرتِ ذیشان
وارد جو ہوا کوفہ میں وہ صاحبِ ایمان
مہمانیِ مسلم کا ہوا شہر میں سامان
افسوس غریبی پہ حسینؑ ابنِ علیؑ کی
اک دن بھی ضیافت نہ ہوئی سبطِ نبیؐ کی

۵۴۲

کوفہ میں وکیلِ شہِ جن و بشر آیا
اک شور اٹھا مسلمِ عالی گہر آیا
کعبہ کی طرف سے خطرِ نامور آیا
بخشش کی ملی راہ کہ یہ راہبر آیا
اب چشمِ جہاں پر پہونچ جائیں گے بینا
گر بیٹھ گیا ناخدا ہیں فضلِ خدا سے

۵۴۳

ہم جلسہ میں مشتاق یہ سب کہتے تھے روروُ
کب آئینگے یہاں قبلہ و کعبہ کی خبر دو
اللہ کرے عید محرم کی یہیں ہو
فرماتے تھے مسلم تم اوہیں آیا ہی سمجھو
تم سب میں محبت جو سوا پاتے ہیں مولا
بچوں کو بھی ہمراہ لے آتے ہیں مولا

۵۴۴

اب لکھتے ہیں یوں واقعہ مسلم ذیجاہ
پہنچیں ہزار آئے تھے بیعت میں کر نگاہ
نازاں ہوا واں مثلِ بلا ابنِ زیاد آہ
بزم پہ پڑھا بزم میں یہ خطبہ جانکاہ
یاں سیاہ ہوں شرف مری بیعت کو ترسے
حاکم ہو نہیں یاں شام کے حاکم کیطرف سے

۴۴

بسکہ ہے ہر بن مو سے دردِ محبت آشکار
زندہ ہے ہر ذرہ میں خاکِ شہیدِ کربلا
نیزہ و خنجر کی خاطر دشت میں ہے کارزار
بن گیا ہے ہر بیاباں کربلا کا ہم دیار
بسکہ ہر ذرہ ہے اپنے دل میں داغِ لالہ زار
ہے زمینِ کربلا بارانِ خونِ نوبہار
بسکہ ہر قطرہ ہے دریائے فنا سے آشنا
ہے حبابِ بحرِ ماتم کربلا کا ہر سرشک
بسکہ ہر ذرہ ہے اپنے دل میں داغِ لالہ زار
ہے زمینِ کربلا بارانِ خونِ نوبہار
بسکہ ہر قطرہ ہے دریائے فنا سے آشنا
ہے حبابِ بحرِ ماتم کربلا کا ہر سرشک

۴۵

بسکہ ہے ہر بن مو سے دردِ محبت آشکار
زندہ ہے ہر ذرہ میں خاکِ شہیدِ کربلا
نیزہ و خنجر کی خاطر دشت میں ہے کارزار
بن گیا ہے ہر بیاباں کربلا کا ہم دیار
بسکہ ہر ذرہ ہے اپنے دل میں داغِ لالہ زار
ہے زمینِ کربلا بارانِ خونِ نوبہار
بسکہ ہر قطرہ ہے دریائے فنا سے آشنا
ہے حبابِ بحرِ ماتم کربلا کا ہر سرشک

۴۶

بسکہ ہے ہر بن مو سے دردِ محبت آشکار
زندہ ہے ہر ذرہ میں خاکِ شہیدِ کربلا
نیزہ و خنجر کی خاطر دشت میں ہے کارزار
بن گیا ہے ہر بیاباں کربلا کا ہم دیار
بسکہ ہر ذرہ ہے اپنے دل میں داغِ لالہ زار
ہے زمینِ کربلا بارانِ خونِ نوبہار
بسکہ ہر قطرہ ہے دریائے فنا سے آشنا
ہے حبابِ بحرِ ماتم کربلا کا ہر سرشک

۴۷

بسکہ ہے ہر بن مو سے دردِ محبت آشکار
زندہ ہے ہر ذرہ میں خاکِ شہیدِ کربلا
نیزہ و خنجر کی خاطر دشت میں ہے کارزار
بن گیا ہے ہر بیاباں کربلا کا ہم دیار
بسکہ ہر ذرہ ہے اپنے دل میں داغِ لالہ زار
ہے زمینِ کربلا بارانِ خونِ نوبہار
بسکہ ہر قطرہ ہے دریائے فنا سے آشنا
ہے حبابِ بحرِ ماتم کربلا کا ہر سرشک

۱۴

کرتی ہے زباں ہاتھ اٹھا اٹھا کر باتیں
والعصر نے کھولی ہیں گلستاں کی باتیں
کہتی ہیں کہ آنکھوں کا یہ کھلنا بند ہے
ہر ذرہ کی پیشانی پہ لکھی ہے خدا کی
مسلم کا نشاں کھا نہ زمانے سے کہیں
ہیں ڈھونڈتی پھرتی جو زمیں کی آنکھیں

۱۵

یہاں ہر شے ہے تسبیح خداوندی میں مشغولا
دل حق سے تعلق ہو تو ہے تاثیر بھی پیدا
ایماں کی طرح جاں بھی ہے تسبیر کی پابند
فطرت کی کتابوں میں یہ تحریر ہے پیدا
مسلم کی کتابوں میں یہ تحریر ہے پیدا
ہر ذرہ میں پوشیدہ ہے انوار کی دنیا
ہیں اس کی نگاہیں جو خدا بیں خدا جو

۱۶

وہ نغمہ زیر لب جو کسی کو سنا نہ تھا
جلوہ کسی نگاہ نے جس کا گلہ نہ تھا
بار گشت زیر و بم سے جو دل کا خمیر تھا
پھر تا نہا میں کیف کا وہ تیر آج تک
بیٹھا ہے دل میں بن کے تمنا وہ آج تک
اک لمحہ زندگی کا بلا ہو گیا تھا کیا

۱۷

کرتی ہیں جو باتیں بلا ہو گئے ہیں
ہر شے میں تری جلوہ نما ہو گئے ہیں
پیچیدہ سے بھی غیب میں جا ہو گئے ہیں
صدیوں سے طلبگار رضا ہو گئے ہیں
ہر ذرہ زمانے کے لئے درس خودی کا
ہر شاخ ہے گویا ترے جلوؤں کی پیامی

۱۴۵

اک دوست جو مہمان تھا اپنا بڑا پیندہ خوار
پھر اس کی تین رہنے کا کوئی نہ دادار

خاطر ان سے بڑی بنتی تھی قدم کو دم رخصار
پھر کیسے یہ کہتے تھے کہ یہ جیٹھ کرے کار

ہم کو تو یہ میں نہ تھا کوئی یہ کہ آئے نہ جائے
مہمان یہ پھر ہم کو کبھی ملنے نہ پائے

۱۴۶

دارد بڑا ناکام و بڑا عسر پہ تشدد
تیس کف خاکستر اس میں بھی ہے مقصد

حضرت نے کہا خنک زبان اپنی دکھا کر
یہ ہے ہمارے ملک کا پانی کا بھاؤ

احسان کا اندیشہ ہے کم ہے کہ زیادہ
پانی سے بجھے پیاس کی کڑوا نہ ہو شربت

۱۴۷

ہم کو کئی اور بام کہ بالب دیا لا کر
حضرت نے پیا بیٹھ کے دروازے کے اوپر

پھر کوزہ کو رکھ کے وہیں آنکھ لگا کر
دیکھا کہ مہمان بیٹھ کے باہر ہے ٹہلتا

دل میں کہا اس شخص کو ہم گھر میں تھے رکھتے
باہر ہی سے کرتا ہے جو رخصت کی دعا سلام

۱۴۸

کہہ کر کہا ہم نے کہ بیگم دیں دیں
بی بی نے کہا بانی نہ رکھا ہے نہ ہیں

دیکھا ہے نہ سنا ہے نہ کہیں ہے نہ کہیں
باتھوں میں کٹورے نہ لبوں کے نہ ہوں گے

اس وقت میں ہر ایک سے کتراتے ہی بھاتی
دنیا بھی نہ ہوگا جو ہمارا نہ ہوا ہے

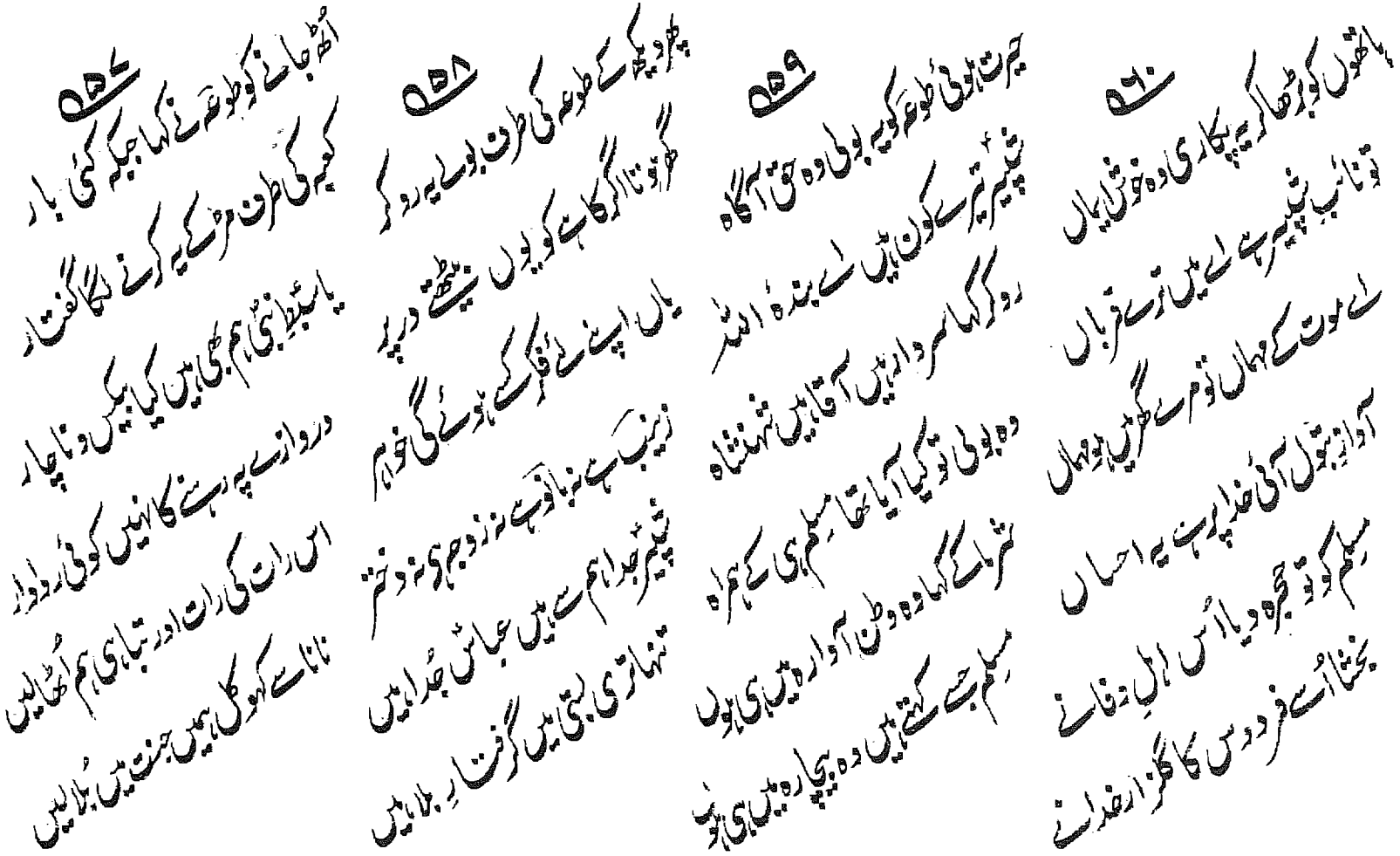

۵۵۷

اُٹھ جانے کو طوطے نے کہا جیکم کئی بار
کیم کی طرف مڑ کے یہ کرنے لگا گفتار
پاسبطِ نبی ہم بھی ہیں کیا پیکس و ناچار
دروازے پہ رہنے کا نہیں کوئی روادار
اس رات کی رات اور بتا ہی ہم اُٹھا لیں
نانا سے کہو کل ہمیں جنت میں بُلا لیں

۵۵۸

پھر دیکھ کے طوطے کی طرف بولے یہ رو کر
گر تو نہ آگے کہ یوں بیٹھتے در پر
یاں اپنے تئیں پھینک کے ہوئے کی گے ہم خوار
زینب ہے نیا وقت ہے نہ زوج ہے نہ دختر
شبیر جدا ہم سے ہیں جاتیں جُدا ہیں
تنہا تری بستی میں گرفتارِ بلا ہیں

۵۵۹

حیرت ہوئی طوطے کو یہ بولی وہ حق آگاہ
شبیر ترے کون ہیں اے بندۂ اللہ
رو کر کہا ہم وارثیں آقا ہیں شہنشاہ
وہ بولی تو کیا آیا تھا مسلم ہی کے ہمراہ
تڑپا کے کہا وہ وطن آوارہ میں ہی ہوں
مسلم جسے کہتے ہیں وہ بیچارہ میں ہی ہوں

۵۶۰

ہاتھوں کو اُٹھا کر یہ پکاری وہ خوش ایماں
تو نائبِ شبیر ہے اے میں ترے قرباں
اے موت کے مہماں تو ہم سے گریزاں
آواز بتول آئی ہے یہ احساں
مسلم کو تو تحفہ دیا اُس اہلِ وفا نے
بخشا اُسے فردوس کا گلزار خدا نے

٤١

کھا بے زبیں رات کی ذات کی یہ آہ
بسیر کفن دھوے کھلی نا گاہ
سر بجدہ ہیں لب زکیں اور دل سوئے
جب آنکھ کھلی تو منہ پہ کیا تھا نہ گیا
فردوس کی بیخ کے تلے دیر کے ہیں
کل عرض کیا ہم نے کہ یاں کی ہم نے

٤٢

بالم پیر طوعہ مذیم بذکر کن یاں
کی خاک شفق نے کہیں کھا ہار نہ ٹوٹ جائے
بیٹھے ہیں جو کھا کھا کے خبر اس کی نہ ہم نے
بیٹھا ہے کھڑا کھڑا کہ کیا جانے کیا ہے
وہ آئے نہ آئے ہاں مگر کہ آئے
ہاں بھی نہ ہوئے ہم کہ آئے

٤٣

زنگی کی ہوئی قافلہ طوعہ یہ سرا ہی
ہیں نہ یہاں جائے ہزار ایچی اٹھائی
ہیں سیاہیوں کی طوعہ مذاہ اور نہ ہی
ہیں اور کہ ہیں جا کے ہیں جا کے ہیں جا کے
کھا طوعہ کھا کھا کے ہیں جا کے ہیں جا کے
یہ کہہ دیں کہ انبوہ ہے اک جان کی جان کا

٤٤

یہ زیب کے سامنے کی بدر کرنے کے آرزو
اس سوئے مذیم ارسے بھیجے کے بھیجے
تم آن کے دیکھ جاتا ہے لے کر ہوا
یہ کہہ کے بھیجے کے بھیجے
یہ کہہ کے بھیجے کے بھیجے
ہم ایسے کے بھیجے کے بھیجے

۶۵

فریب کھا کے اکیلوں ان نے پاؤں اکھڑ کیا
یہ کوئی نہیں لوگوں ہی عالم سے ہی ایسا
کچھ نہیں حشمت نہیں پھر نفس یہ کیسا
تعجب بھی کوئی نہ بچارہ کسی سے نہیں لیتا
کہیں لڑنے کو کب ہے آسے یہ ان کی ادا
بچارہ دم سے جب ہے یہ قائم ہے بڑا ہی

۶۶

پھر اتھام لیا ہم نے ظلم کا داماں
آئی ہی تھا نہ بچا ہیں نہ سے تھے ہیں
ہاتھ کہیں ہے ایسی ہے اب اے ہم ہاں
ہے نہ کہیں نہیں ہے ہی ہے ہی ہے
ہمان اس کھڑے ہے کہ ہے
ہمارے سے ہے ہے ہے ہے ہے

۶۷

ہم نے کہا فنا میں جنت ہیں ہیں ہیں
ہے ہی ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۶۸

ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۵۶۲

کہتے ہیں جسے روح وہ کیا ہے بدن انکا
مشہور ہے جو کون وہ ہے پیرہن ان کا
رضواں کا شرف یہ ہے کہ ہے ہمسر ان کا
جیسی ہے دہن انکا ہے خلقِ ہے سخن ان کا
جنتی ہے جو دربار میں وہ پاؤں سے ہیں
دنیا صفتِ نقشِ قدم چھوڑ چلے ہیں

۵۶۱

تاریخ ہے نہم صبح شہادت ہے نمودار
رہوار پہ اسوار ہے وہ بیکس و بے یار
ہر چار طرف سے ہیں احاطے کئے کفار
گرداب میں ہے دُرِّ گراں مایۂ اسرار
ظلمات میں یہ خضر بیاباں بلا ہے
یا دائرہ میں نقطۂ انوارِ خدا ہے

۵۶۰

ہاں لشکریاں تشنہ لبِ برہنہ فصاحت
ہاں جو ہریاں درِ معنیٔ بلاغت
بس قدر شناسی ہے مری نظم کی قیمت
حق بخشنے کا قصرِ درِ یکدانۂ جنت
وہ صاف بیاں ہو کہ گہر نظروں سے گر جائے
مسلم کی سواری کا سماں آنکھ میں پھر جائے

۵۶۹

بیٹھے ہوئے ہیں سب یہ محبِ شہِ ابرار
برخاستہ دل طولِ سخن سے نہیں زنہار
سب مڑ کے موہو دیں سب روئے کو تیار
مسلم کے تو پیچھے ہوئے پہنچے عزادار
الفت جو بہت ہے اُنہیں زہرا کے خلف سے
تھا فاتحہ مرداں نے رکاب آکے نجف سے

۱۴۱

القدر کی تنہا سے فیاض رنج افزود
ہے مرغ بلاے وطن آئینے کا دود
عکس رنج جہاں بخش سے آتا ہے بہار
آئینہ میں ہے بفرداں ہم رنگ جوہر
یہ کیا ہے جو آئینہ کو رنج انکا جلاد ہے
جا ہے تو یہ آئینہ سکندر کو جلاد ہے

۱۴۲

آئینہ اس سکندر دلی کا بیان کیا ہے
یہ رنج جو ہے آئینہ وہ کیا ہے
پھر آئینہ در زنگ میں ہو سکندر

۱۴۳

دیوان ہے رنج ہا کی سے الفت کا تقریر
یہ ہے ہاں صحف ہے نبوا کی تحقیق
سورہ کہیں خط کا ہے کہیں فال کی آیت
ہمارے کتابی سے عیاں فاتحہ سال
است پیام زنا دہ ہے یہ سطر نبی کا
بیشک ہے رسول ہاں کتاب ابن علی کا

۱۴۴

آئینہ ہوا اس رنج کا حضور کہ غیراں
بدعت سے گل رنج کے وہ ہو گیر بیاں
اس سایہ کا کل سے ہے بنبل رشتہ داراں
اس عکس کی بل سے ہے طوطاں زبانداں
ناد کی میں مرغ زخم ہے زخم انکو دیا ہے
جو ہم سے دل آئینہ کو بیم کیا ہے

۱۴

ہم نے دیکھا ہے بہاروں کو چمن میں پیدا
کتنی نوخیز امنگوں کو کفن میں پیدا
ہم نے دیکھا ہے کہ ہر دور میں ہر دور کے ساتھ
ہوتے رہتے ہیں نئے دار و رسن میں پیدا
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم

۱۵

ہم نے دیکھا ہے کہ ہر دور میں ہر دور کے ساتھ
ہوتے رہتے ہیں نئے دار و رسن میں پیدا
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم

۱۶

ہم نے دیکھا ہے کہ ہر دور میں ہر دور کے ساتھ
ہوتے رہتے ہیں نئے دار و رسن میں پیدا
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم

۱۷

ہم نے دیکھا ہے کہ ہر دور میں ہر دور کے ساتھ
ہوتے رہتے ہیں نئے دار و رسن میں پیدا
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم
دیکھتے ہیں اس قدم قدم پہ بہاروں کا جنم

۸۱

اس بس کے پیچھے دل نام بیقرار
بیماری تشنہ بیمرین صحن مزار
ہے ان کو کیا تیمار کی تاثیر کیا علاج
آنکھیں دو سیلاب تم تیغ تشنہ زیر
لاکھان ترنی کے دوار دوسنے ہیں
دو تنا ہوں پہ دو بال ہما یہ کیے ہیں

۸۲

باہیں دو دوار دو ہے بیال بنی اور
دو بیلوں بیل پیار ہے ملنے ہمیر
ہے جو دو کی تیغ ہے جو بنی اور
اس تیغ سے دو تیغ ہے جو بنی اور
بالا سے لب دو زیر بیل اسکا گذر ہے
ہے چرخ پیار م یہ قدم اوس پہ سر ہے

۸۳

ابرو کے تلے کیچ بنی کاجل زار
گویا یہ محراب ادوں کا ہے انار
زن ابرو سے نیا ہے یہ عین ہمکار
ان جرخ سے بدر مزار اوں کا ہلال
دو بیبی کی نام ہے ہے وہی کا
وہ زن بنی کا ہے یہ عین علی کا

۸۴

یہ سب لو عبارت ہے ہما کی زلف زلیخا
ممانع نے یہ دی ہے کتابی کیا بنا
انگشت کی چھ پور ہے یہ نور ہے
دریا فتی کر ہے عالم صفا کی ہے دو تار
وہ ہیں یہ ہے لذت کہ زبان نہیں جاتی
ممانع سے اب انگشت اٹھائی نہیں جاتی

۸۵

پیدا ترے بوسے کا کل سے سیہ روزی اعدا
کہتے ہیں شب قدر ہوا اس کے لیے اچھا
ہر بار ترا نقطۂ خط اگتے ہیں تجھ لب
سب بھی ہو فن زلف نہ اک مو کا بڑھوتا
گر بیچ کے خط سے ترے رخسار ہے پیدا
یہ سلسلہ ہے نوش کا وہ بیچ خطا کا

۸۶

کاکل ہے کہ ہے راستہ گلبرگ رخسار
بادہ ہے کہ لب ریز ہے خمخانۂ گلزار
پیدا ہے لب یار پہ خط کا نہ نشاں اب
ہوتا ہے کہیں سبزہ بھی اس نخل پہ بیکار
طوطی کو ترے لب سے نہیں قند کی حاجت
کرتا ہے یہ بوسے ہی سے شیرینی کو بیدار

۸۷

زلفیں ترے مکھڑے پہ ہیں یوں نور پہ ظلمت
الٹی کی صفت کا ہوا ارنگ ہویدا
نکلے ہے دہن تنگ سے اک لفظ ذرا سا
جیسے کہ کم مہ سے کی ہو ہالے میں پیدا
یہ لب ہیں یا لالے کے دہن بند کیا غنچہ
تھا بس کہ کم حرف ہوا تنگ سخن کیا غنچہ

۸۸

غنچہ نہ کہوں لب کو کہ غنچہ ہے تنگ ظرف
عرفی کی ثنا کو ہے گرہ تنگ ظرف
تر کی لب لعل کی کہوں کیا کہ ہے اک حرف
بھر جائے ہے یاقوت کا قلم خرد تنگ ظرف
گر ذکر لب لعل کرے کوئی یہیں ہیں
یوں تنگ ہیں ہونٹوں پہ لعل ہوتے جیسے نگیں

۵۸۹

ہے گوہرِ دنداں کا ترے خشک میں شہرا
موتی بایں پہ اُسکے کہ جو ہے نور کا دریا
ہے جوش پہ آبِ درِ دندانِ مُصفّا
پرعکس اُودہر سے ہے اودہر صاف ہویدا
دُرجِ دہنِ تنگ تو غائب ہے نظر سے
پرگن سے بیش ہگ سب سنے اودہر سے

۵۹۰

اب چاہِ زنخداں کا سنو تازہ بیاں وہ
یوسف کی طرح خضر کو یاں گرنی ہے چاہ
عاشا جو کہوں چشمۂ حیوان اسے واللہ
یہ چشمہ ہے وہ قطرہ ہے یہ بحر ہے وہ چاہ
ہے کرّوِ تنسیم میں جوش اس کی ولا کا
ہر دم چمن خلد میں ہے شور نشا کا

۵۹۱

پرسنے کو لکھوں سطر اب دُرِ غلطاں
ہے ڈر سے لرزیدہ سر چشمۂ ایماں
رشتے ہیں قیاسے کہ عیاں موجِ عرفاں
ظاہر ہے کہ سب راز خفی ایمیں ہیں پنہاں
اسکو نہ کسی بندۂ آگاہ سے پوچھو
یہ غیب کے اسرار ہیں اللہ سے پوچھو

۵۹۲

نازک شکم صاف پہ یوں ناف نمایاں
آئینہ پہ گویا کہ ہے ساکن دُرِ غلطاں
یا نیم کفِ دست تلک قطرۂ نیساں
یا غنچۂ جنت ہے طبق میں سے رضواں
رنگ اُسکا نرالا ہے کہ صنعت ہے خدا کی
بندہ ہی ہو کیا وصف یہ قدرت ہے خدا کی

۹۳

اے نکتہ آشنائے محبت نہ بن سکا
زنہار کر کسی کا کہا تو بھی یہ سنا

ہاں دیکھ اس صحیفۂ ایمان کا بھی ورق
پارینہ ہو کے بھی ہے جو صد پارہ اجزا

تحریف کر دیا ہے بہم کس نے یہ
تحریف کر دیا ہے بہم کس نے یہ

تحریف بن بال آیا ہے خاص کن ہے

۹۴

قرآں کو ہم کہوں کہ رگِ جانِ برابر
یہ بھی ہے بیش بہا دو جہاں کے برابر

ہر حرف اس کا ہے یدِ بیضا کے برابر
ہر ایک الف ہے یمن و اماں کے برابر

ثابت قوی سے ہے یہ زمین پر کہ ہے
قرآں بن اس کا جا ہے الف ہے حرکت ہے

۹۵

دیکھ کس رعب سے یہ در اقدس کا عالم
یاں سے یہ افضال ارزاں ہے بہم

ہے جو حق کا شعلہ ہے راہ اس کی ہے
ہے دھواں کریم دور راہ اٹھا ہے کم

یہ ہے فرقان یہ ہے ہم دم یہ ہے ہم
ہے کلام فرد یہ ہے ہم دم یہ ہے ہم

۹۶

ہاں کس کے منہ سے یہ قول سنتے ہیں
یہ تو وہ الا سوا ہے جس سے ہے

پھر ہیں ان دو انواع اعجاز کے
دل نے کی وہ فاطمہ و مریم سے

دل دھوئے ہم ہیں ہاتھ اس سے اٹھائے
انگلیاں ہیں ہم کر دیتے ہیں

۹۶

گر خطا شاہی کی ہو تو لاکھ ہاں ہو
نیز ہے کی بھی کاذب کی شہریاں ہو
جب بجز بخیل نہ ہو یہ شیخ کنسان ہو
بد دعا نہ ہو جو حرم ہو طائر حرم ہاں ہو
ذکر صفت تیرے دشمن کا زبان پر کیسے
نام کیسے تباہ اور کہاں کا فغاں ہو

۹۷

واب عبادت ہے یہاں آپ کی گویا
کرتی ہے یہاں دوش تو فرش سجدہ
بندہ بنا ہے بنا چلہ اسی سے تو یہ
خالی گیا اس سے جو ہو دل نہ بنا
خراب حرم رشک ہے دیوار سے تیرے
اور کی کہاں ہیں یہ تو اس کے

۹۸

کیا وہ ہے اس سے تو شیخ کہاں سے آئے
وہاں اور ہے اور کی کام کہاں سے آئے
خوباں اور ہے جا کہ بہ یہ کہاں سے آئے
دریا کے اور ہے جنگ زبان سے آئے
تو دل ہے ہاں ہے تو ہم سے نہیں بجز ظلم
پھر اس سے اور کی دل جانب سے آئے

۹۹

نظم

کیا وصف ہو تو کا کہ ہے تین مضمون
زیبا ہے ہاں لیے عقلا ہے یہ کاموں
بے نظیر ہے ہاں دل جنوں
نہیں کی فضا اور ہے ہاں کی افزوں
اس صفت کی ہے قسمت ہاں نظر قضا کے
ہے جو تو ہے تک بڑھ ہاں

۱۱۱

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

لے گیا چین مرا کون ستمگر ظالم
بیقراری تری اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

اس کی آنکھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے نظیرؔ
کیفیت ان میں یہ قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی

۱۱۲

یہ پری چہرہ اہل کس کے ہیں
حور و غلماں ہیں یا فرشتے ہیں

کیا ہی مخمور کرنے والی ہیں
کیا ہی مستانہ ان کی آنکھیں ہیں

ان کی باتوں کا کیا بیان کروں
جو ہیں منہ سے نکلتے موتی ہیں

کیا ہی شیریں ہیں ان کے لب یارو
کیا ہی نازک بدن کے پتلے ہیں

ان کی چتون کا کیا کہوں عالم
کیا ہی تیکھے نظر کے تیور ہیں

ان کی زلفوں کا کیا بیان کروں
کیا ہی پیچیدہ کیا ہی عنبریں ہیں

ان کی باتوں کا کیا بیان کروں
کیا ہی شیریں ہیں کیا ہی رنگیں ہیں

ان کی چتون کا کیا کہوں عالم
کیا ہی تیکھے نظر کے تیور ہیں

ان کی زلفوں کا کیا بیان کروں
کیا ہی پیچیدہ کیا ہی عنبریں ہیں

۱۱۳

غنچہ سے جو لبِ نازک ہیں کسی کے پیارے
ہیں عجب سے وہ دہن بھی کسی کے پیارے

ہیں عجب سے وہ بدن بھی کسی کے پیارے
ہیں عجب سے وہ چلن بھی کسی کے پیارے

ہیں عجب سے وہ سخن بھی کسی کے پیارے
ہیں عجب سے وہ نین بھی کسی کے پیارے

ہیں عجب سے وہ دہن بھی کسی کے پیارے
ہیں عجب سے وہ بدن بھی کسی کے پیارے

۱۱۴

کیوں ہو نہ تعریف ترے لفظ لفظ کی
بیٹھا ہے جو رنگ میں اب تک گاؤں کی

ہر دم ہے تیرے رنگ سے گاؤں بھائی
گھر بار چھپا ہاں ہے تری بچوں سے بھری

اب یہ ہے کہ بھجن ہے یہ جان کرتے
تیرے کرشن کی کیا یہ ہیں لیلا کرتے

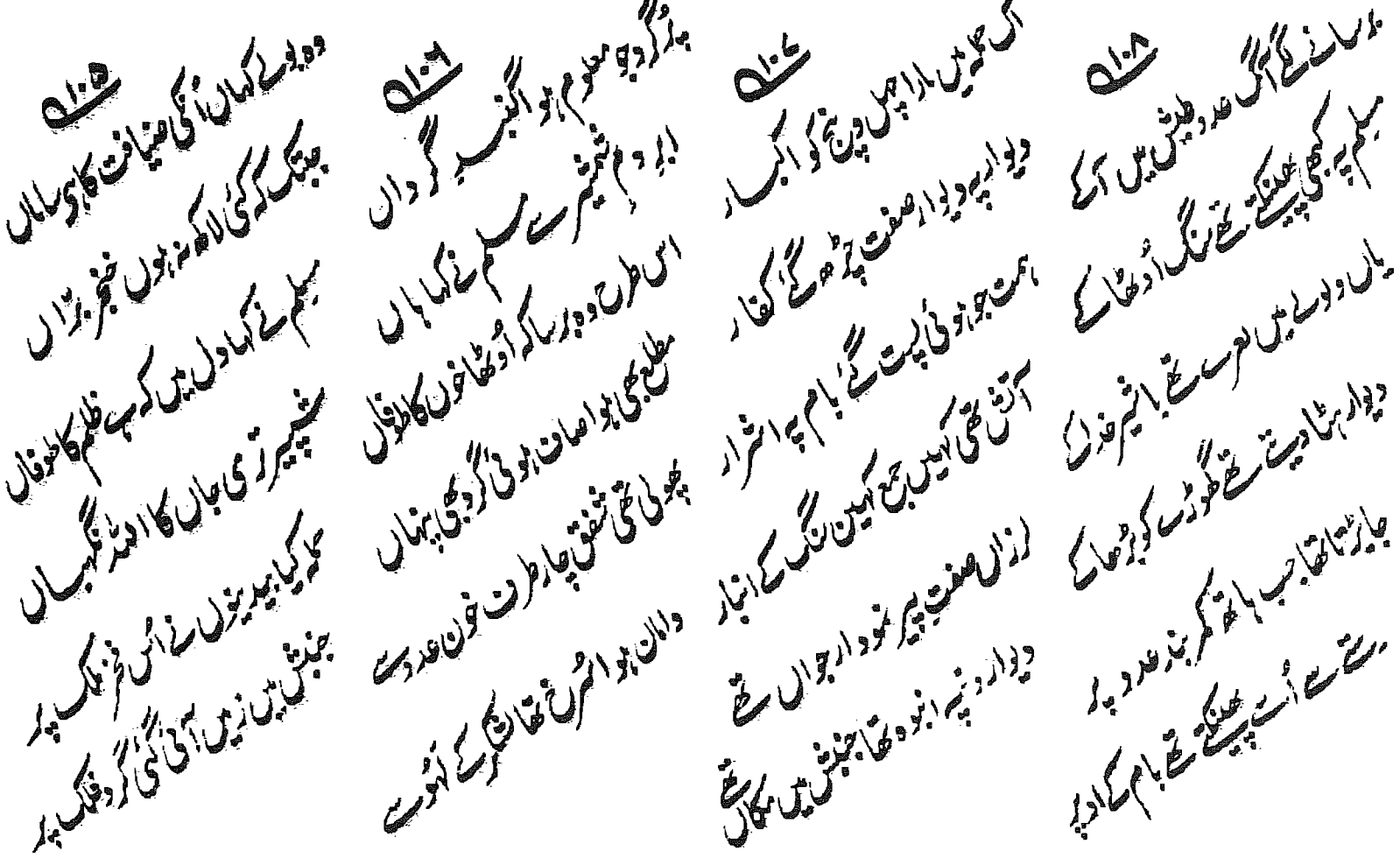

۱۰۵
ہمارے نے آگ عدو پر لیش میں آ کے
مسلم پہ کبھی پھینکتے تھے تنگ اُٹھا کے
یاں وہ سے میں تھے اثر خذر کے
دیوار ہٹا دیتے تھے کوٹھے کو ڈھا کے
جاتا تھا جب ہاتھ کمر بند عدو پر
رستے سے اُسے پھینکتے تھے بام کے اوپر

۱۰۶
اک گھر میں ہمارا چمل پنج کو اکسار
دیوار پہ دیوار صفت چڑھ گئے کفار
ہمت جو ہوئی پست گئے بام پہ اکثر
آتش تھی کہیں جمع کہیں تنگ کے انبار
لرزاں صفت پیر نمودار جواں تھے
دیوار و تہ ابنوہ تھا جنبش میں مکاں تھے

۱۰۷
پھر گر دیو معلوم ہوا گنبد گردان
ابر و مہ شیشہ سے مسلم نے کہا ہاں
اس طرح وہ برسا کہ اُٹھا خون کا طوفاں
مطلع بھی ہوا صاف ہوئی گرد بھی پنہاں
پھولی تھی شفق چار طرف خون عدو سے
داماں ہوا اس رخ تھا شفق کے لہو سے

۱۰۸
وہ دیوے کہاں اُن کی مہمانت کا ہے ساماں
جب تک کہ کئی لاکھ نہ ہوں خنجر براں
مسلم نے کہا دل میں کہ ہے ظلم کا طوفاں
شمشیر تری جاں کا اللہ نگہباں
حکم کیا پھر یتوں نے اُس فرخ ملک پر
جنبش میں زمیں آ گئی گر و فلک پر

۵۱۰۹

یاں سے تو سر پہ پاؤں دھر کر چلا تھا میں
یارو گرے تھے ہاتھ سے کیا کیا کہاں کہاں
کوہ و دمن وہ یاں ہو اکل حشر تھا بپا
دیوار نیشنوں پہ ہو فرماتے تھے حجر
دیوار سر کہ جاتی تھی کفار سے پہلے
گرتی تھیں صفیں خاکیہ دیوار سے پہلے

۵۱۱۰

بیلاب دم بخم کی تھی چار طرف گشت
آہو کی کوہ و دشت کی ویران صفت دشت
یا بام سے رسوائی اعدا کا گرا خشت
دیوار گرے تیغ سے رستم تن سے کا پشت
ناخن ہی نہ تھا حرب جنگ سے تھے دور
تر دور تر سے تو تر زنگ سے تھے دور

۵۱۱۱

اعجاز عمل اپنی کرشمہ نے دکھایا
واں کوکبہ شعلہ آہ نے نہ پایا
کاکل کی طرح سے جو دہان گرد سر آیا
ہر بم کی قامت نے اسے سرو بنایا
سر تار شہ رحافظ بلوس بقا تھے
آتا تھی تحقق رنگ پہ تو رشید لقا تھے

۵۱۱۲

چھالے تن نازک پہ تھرا تے تھے صدہا
روشن فلک پہ تھا عقد ثریا
یا رخت حباب آپ کے ہر عضو نے پہنا
تھے صاف مگر قلزم رحمت کے ہویدا
رشتہ کے تحوق ہر رگ جان پیش نظر تھی
اعضا کے لئے کو تبیح گہر تھی

۱۱۳

ان آبلوں میں گرم روانی کا ہے سماں
دیکھیں نہ ریگزار کی طرف کبھی یہاں
چلتا ہے آبلوں میں سرِ ہر ایک خفتہ سے
خوش ہے یہ تھا نہ ہو کبھی بیدار گام یہاں
کہتے ہیں کس کے سامنے گئے جو بزم سے
ڈرتے ہیں حور و غلمہ کے بھی بال کھولتے

۱۱۴

نیزہ کہیں مرکز ہوا گان جب لگا
پھر تیغ کس سے بھی کہلا تیم کرے کا
اعدا کی کماں سے الف تیر بھی سر کا
سر زہ دم جنگ ہوا میں سر کا
خوباں بھی زہ دیتے ہیں تیر سے رن میں
قبضہ سے بھی زہ تیغ سے لگنت دہن میں

۱۱۵

دریا پہ پڑھا فاتحہ لوں کے خون کا اک بار
راہیں ہوئیں تر بہا بجل اس میں کے ہوار
طلاع اجل بن کی کتے کی سلم تیز
جنبش میں بھی اس کے ہے کتے کی اجل یار
ہیں بن گئے اس لشکر بے کتے کی لاشیں
اسوار دل خستہ ہیں پیادے کی ہیں لاشیں

۱۱۶

نیزہ جب کہ فرہاد دل تنگ
ہیں اس سے اور ہم اور دانگی ہے جنگ
پھر بھی ہی آتش و تی بیداد دی جنگ
سر کھا کن سے بھل ہا اگر نگ
جب نیزہ ہیں کھا ہے تیغ ہیں

۱۱۷

ناگہاں ہم نے جو دیکھا کہ وہ ظالم جفاکار
بے خطا ہم کو لگا تیر ستم کا ہر بار
پہلے ہی تیر میں کر ڈالا تھا بسمل ہم کو
اس کو کیا ضد تھی کہ پھر تیر لگاتے تھے ہزار
آخر کار وفا کی یہ پکائے وہ ستم گار
ہم نے اس کو نہ کیا یاد بھلا دی کی خبر
وہ ہمارا نہ ہوا ہم نہ ہوئے اس کے یار

۱۱۸

ہوش سب لے گیا جو غمزہ خوں ریز ترا
پر نہ نکلے ہی تھے کہ تو نے کیا پھر تیز ترا
پھر تو کیا کیا نہ ستم تو نے کیے اے ظالم
ابھی کیا کچھ نہ ہوا تھا ہدف اک چیز ترا
تجھ سے کیا کیا نہ کیا عرض کہ اے بے پروا
ظلم ہے بھیجے کو تری ہاں ہے غماز ترا

۱۱۹

ہو گئے جاں سے گئے ہائے ترے ہاتھوں سے
ظلم کیا کیا نہ ترے ہاتھ سے ہم پر گزرے
ہم پہ کیا کیا نہ ترے ہاتھ سے ہم پر گزرے
دیدۂ تر سے ہمیشہ ترے دامن پہ گرے
دل کو ہم تیرے لیے کر چکے قربان ولے
جاں بلب ہوں اور ہیں یاں بھی ترے دل میں دھڑکے

۱۲۰

کشتنی ہیں کہ کیے جاتا ہے ظالم کہ ہنوز
اب بھی ہیں ہاتھ میں تیرے وہی خنجر وہی تیر
اب بھی ہیں ہاتھ میں تیرے وہی خنجر وہی تیر
ہم ہیں اور خاک پہ بسمل ہیں تڑپتے ہر سو
دل کو ہم تیرے لیے کر چکے قربان ولے
ہاں ہمارے لیے ہیں یاں بھی ترے دل میں دھڑکے

۱۲۱

چڑھا دو سولی پر ظالموں نے لگا دو پیالا
پیئے گا جو کوئی نہ ہوگا بچنے کا حوالہ
دنیا میں بھی گا سب جام باقی میں ڈالا
دیدہ دلیری کے ساتھ ہم بار بار پئے گا
اب ساقی کوثر نہیں میرے کریں گے
پیاسے مرد پیئے بھی پیاسے ہی مریں گے

۱۲۲

بالقسم کہ حاکم نے جو حضرت بلایا
اور وہ حاکم نہ بچ سکا نہ سنایا
جس نے بلایا اٹھ کر اس کو نہ پایا
حکیم نے ہاتھوں کو دوا بہت دیا
حاکم نے کہا کہ میں بھی ہاتھ سے گیا
اب خیر بیمار ہی بچے یہ بچا

۱۲۳

فرمایا کہ قاضی جو تھا مفتی بھی ایسا
رخصت ہے اگر کوئی بھی ایسا وہ میرا
نہ دیر ہے نہ حرم اور نہ وقت ہے نہ ہوا
کچھ بھی نہ بس سکا نہ کر سکا کہنا
کہ یہ فقط مال کی نظر سے بھی
بھیجا نہ بھیجا ان کا مقدر ہے بھی

۱۲۴

حاکم کا جو فرمان ہوا سید سے یہ جا کر
نیچے ہو وہ فتوا سے اور فیصلہ سے پھر
بیٹھے نہ رہے پھر وہ کبھی مسند پہ آکر
اور بیٹھ رہے پھر وہ کبھی مسند پہ آکر
لکھا تھا وہ الا کہ کیا حال رقم نے
افسوس ہے کہ خط لکھے ہیں ان کے قلم نے

۱۲۵

دن بھی کی فوں نے عزم کا دن قتل کا ماں
یا عید یہ ہے آپ پہ اور نا ہوں ہیں قربان
نمرود کا اور شاہ کا اللہ نگہباں
کہتا ہوں رقیہ کی نفار ہیں ہوں جاں
کرم کرم کے صدقے میں نوم ارکھ بچانے
صدقے ہیں یہ کے رقیہ مری بچانے

۱۲۶

یہ وہ ہے ای ہوا ہر عباس دلاور
دو تیر ان کو دو یہ کہتا ہے تیر
ریت بھی بابا سے پیر کے
ایا نہ تیر سنہ پہ کے اوز سے سر
عباس دلاور کے بدلے ہیں ہوں
ہاتھ کی وہ لوٹی ہیں غلام ہوں

۱۲۷

روداد ہدایت و ظلم اے شاہ خوش کلام
جلاد سر پہ تیغ لیے ہو رہا تھا صاف
ہیں تیر ای خط ہے کی آخری پیام
اب کون ہیں آنکھ کی لینا نہ بھی نام
خط پہ طلب کی جو ہوا درد سے لکھا ہے
ہیں نے ہیں لکھا ہے تقدیر نے لکھا ہے

۱۲۸

نقطہ ہیں کی ہے یہ رہ جا
کیا جانتا تھا خنجر یاں تیز نہ ہوا
اللہ رے بیاں تیز نہ ہوا
اور تیز ہے ہم آنا اوز نہ ہوا
روئے گا وہ زخم اللہ ہیں گھر کی
اے نیچے ہیں ای ہیں ہے ہیں کی

۱۲۹

جھاڑ کے عمر کو دیا اور ریاضت یہ مری
فرقۂ زہد میں سب نے مجھے ممتاز کیا
بھیجا نامہ کہ جب یہاں ہوں تم والا
اور رقم نام ترا زر سے زیادہ دینا
گنتی کی جانتا کہ ہے کیا قیمت
پر کیا کروں میں ان کو کوئی نہیں ہے

۱۳۰

جہاں کے فرزند سے حاکم ہوا گویا
اب دیر نہ کر یہاں ہم کو تو لے جا
لیکا ہے دروغ میں سر کاٹ کے لیجا
اور ہاں سے بالائے زمیں پھینک کے آیا
ہاں باندھ کے پھر لائیں گے یا وہیں کہ مارا
تیغ کرا دو ہم کو یا دارہ و رسن کو بھیجو

۱۳۱

بلا دست باز و سے بسمل کو لیا تھام
ہاتھ اس کے نبی سے ہے یہ سنا کام
ہر زینے پہ معراج شہادت کی ہے گام
اور ہاں پہ جا کر ہے فردوس بریں بام
چپ بیٹھے ہیں تسلیم و رضا میں صمصام
تھی خلق تماشے کو کھڑی بام کے نیچے

۱۳۲

دیکھ کر کہتا تھا باوا سے مرے اللہ
مہمان سے کوئی بھی یہ کہتا ہے کہیں آہ
بھیجیں جناب عیدی کی سید کا سر واہ
جا جی کا کٹا کاٹ دیں ہم کو بدخواہ
کہتا تھا لڑکا کوئی کیا خطرہ یا حق
اک بندہ ہیں یہ پھر کوئی بیٹی کی باقی

۱۳۲

کہ فوراً طرف شاہ سے تیغہ اپنا پھرایا
سیر انیوں نے مجلس سے پردہ اوٹھایا
الیشہ نے مسلم کو جاں ان کو دکھایا
بیٹھا ہوا تو اور کے نظر آیا
پیچھے ہی نظارہ دل میں صدمے کی
بان فاطمہ کی بھی بان علی کی

۱۳۳

کہ فوراً کی زینب نے سر رفعت کیا پیدا
چہار سو کی زمین نے ہوا زلزلہ برپا
پھٹے سے رکاب تین اسپ تیز دوڑا
اور ہم گئے سب لشکر و زینت زہرا
ہاتف نے ندا دی یہ پیمبر کے خلف کو
بیٹھا بھی دیکھ کے فوج کی طرف کو

۱۳۴

کہ بس اوی کی زور اور ہوئے شاہ
بیٹھا تو بکا اور رکھے پیر سر راہ
بیبیوں نے کی زینب سے کہا آہ و بکا
ہاں حکم قضا سے تو بنا بی ہو واقف
مسلم پہ ظلم کی تصویر کو دیکھے
پیچھے اسے دیکھے یہ پیمبر کو دیکھے

۱۳۵

کہ فوراً زینب نے سر رفعت کیا پیدا
چہار سو کی زمین نے ہوا زلزلہ برپا
پھٹے سے رکاب تین اسپ تیز دوڑا
اور ہم گئے سب لشکر و زینت زہرا
ہاتف نے ندا دی یہ پیمبر کے خلف کو
بیٹھا بھی دیکھ کے فوج کی طرف کو

۱۳۷

تیرے بیمار کو بابا بہت دور
یہ خانۂ خمار کو اب لیلیٰ ہے انتظار
قاسم سے وہاں کہتے گئے مسلم زار زار
حسرت ہی رہی ہائے نہ دیکھی ہوئی صورت
اب کاٹ کے سر کیجیے رخصت کو روانہ
اکبر اس وقت تجھے دیکھ رہا ہے

۱۳۸

پھر بیٹے کے سر تھا سا حضرت کو پکارا
آیا ہے چچا جان وہ ماں باپ تمہارا
ذات ہے یہی عقدہ کشا سب کی بپتا کا
اصغر کے لیے دیکھ صغیر کی یہ ہے ہار کی
دیتی ہوں سکینہ کی قسم جاتے ہو جب تم
بابا کو مرے تم نہ کبھی بیچ میں لانا

۱۳۹

کیا دن تھے وہ جب تم مرے بابا کو پکارا
بچپن کا ترے پیار سے کوئی وہ زمانہ
زینب پھوپھی اس وقت سے مجھ کو ہے جلاتا
یہ حضرت عباس علمدار کا ہے تیر
بھیا علی اکبر یہ بن تیری ہے بلا سے
لونڈی کی دعائیں تیری کام ہیں آئیں

۱۴۱

فلاں نے بلایا فلاں نے سلام بھیجا ہے
کسی کے پیار کا ایسا بھی اک انداز ہوتا ہے
کوئی بیٹھا ہے گویا جوتیاں سیدھی کیے
کہا ہے کیا کہا اور کیا نہیں کہنا ہے
تمہارے عشق میں ہم کیا نہیں کرتے
تمہارے عشق میں ہم کیا نہیں کرتے

۱۴۲

لو پیش خدا جاتے ہیں اب بندہ و آقا
ہو جو رستہ حاکم کی طرف سے فرمان جاری
ہیں کیا کہوں ایک سے بڑھ کے ایک
پھر لاش کے اوپر ہے کفن کی کوئی بازی
یہ بیوپار ہے کیسا یہ بیوپار ہے کیسا

۱۴۳

ہزاروں کوس کوچوں میں یہ راتیں ہیں یہ گھاٹ ہیں
وہ سنگ و خشت و خار و خس سے آنکھ کی راہ
اک بی بی بھی بیوہ ہوئی ہے ان لڑائیوں کے بیچ
بچا تھا ایک وہ دو دن کی آس کے بیچ
جب پوچھا کہ آگے کی کرنے کا کیا ہے
کہی بھی ہیں تاحال مشغول یہ بیچ

۱۴۴

نظامی سلیم اب تو بیچ کر
اس سر زمیں کو اپنا خون دے کر
ہر لحظہ بڑھتی قربت اضافیت عطا کر
وہ زندہ جن سے ہے یہ بیان
تمام تر

جب ماہ نو نے اوّل شب کو ادا کیا
ہم نے تو سر جھکا دیا جس نے ادا کیا

مسجد میں کون جائے ہے اب دیکھیں کیا ہو کام
اک بار ہم گئے تھے سو وضو کیا نماز کیا

مسجد میں کل گیا تھا بتوں کی جفا سے میں
یک دم تو ان نے آ کے دلا سا بھی یا نہ کیا

دیکھا ہے جب سے ہم نے بتوں کو جھکائے سر
کیا جانیں کیا خدا نے انہیں اور کیا نہ کیا

ہے کس کی بندگی میں خمیدہ ترا قد اے
کس بت کو تو نے سجدہ کیا کس کو جا نہ کیا

ہے مسجد و کنشت و بتکدہ میں تو مذکور
مرغوب تیرا نام کہاں کیا کہاں نہ کیا

ہے کس کی بندگی میں خمیدہ ترا قد اے
کس بت کو تو نے سجدہ کیا کس کو جا نہ کیا

مسجد و کنشت و بتکدہ میں تو مذکور
مرغوب تیرا نام کہاں کیا کہاں نہ کیا

۲۴ بطن

ہے کچھ تفاوت اہل ہنر میں ہنر سے آہ
ہے کچھ تفاوت اہل ہنر میں ہنر سے آہ

ہے کچھ تفاوت اہل ہنر میں ہنر سے آہ
ہے کچھ تفاوت اہل ہنر میں ہنر سے آہ

۲۵ بطن

ہے کچھ تفاوت اہل ہنر میں ہنر سے آہ
ہے کچھ تفاوت اہل ہنر میں ہنر سے آہ

ہے کچھ تفاوت اہل ہنر میں ہنر سے آہ
ہے کچھ تفاوت اہل ہنر میں ہنر سے آہ

۵۵

بڑھ کر فلک پہ نور پکارا سحر سحر
تھی آسماں سے بادِ بشارت بدر بدر
ڈھارس ہر اک دعا کی ہوئی بے اثر بہ بہ
دل دل میں تھا ملال تو لب پر تھا غم بہ غم
بجتے تھے ہر طرف غمِ ناکامی کے گجر
تھی صبح انتظار کی کب شام کی سحر

۵۶

یوں دل میں ہر زبان پہ تھی التجا یہی
کنعاں کے ماہ اور سے یوسف عیاں ہوا
یعقوب کی نگاہ کا تارا جدا ہوا
یوسف کے غم میں آنکھ سے آنسو رواں ہوا
بجھتی گناہ گاروں کی کشتی کی جاں کی
بجھتی گناہ گاروں کی کشتی کی جاں کی

۵۷

یعقوب میں جگر کی تڑپ ہائے ہائے تھی
سلطان کی نظر کی تمنا لگی ہوئی
دریا دلی نے بادشہ بحر و بر کی
بہبود فرزنداں کی تھی آباد گھر گھر
دریا دلی نے بادشہ بحر و بر کی
بجھتی گناہ گاروں کی کشتی کی جاں کی

۵۸

بڑھ کر فلک پہ نور پکارا سحر سحر
تھی آسماں سے بادِ بشارت بدر بدر
ڈھارس ہر اک دعا کی ہوئی بے اثر بہ بہ
دل دل میں تھا ملال تو لب پر تھا غم بہ غم
بجتے تھے ہر طرف غمِ ناکامی کے گجر
تھی صبح انتظار کی کب شام کی سحر

۹۰

کانٹوں میں جو گرا وہ اٹھا مالک جہاں
ہر زخم باغ دہر ہے اب آشیانِ خزاں
سطحِ زمینِ صبح ترے دم سے ہے جواں
بجز ترا نہیں کسی آہوں کا آسماں
شبنم تباہ ہو گئی غنچے ہیں بے زباں
خاکِ نزار سے بھر گیا خاکِ بے نشاں

۹۱

مغرب میں غل مچا گئی آخر کہاں کہاں
شرقوں میں جا کے گل ہوئی یہ شمعِ ضیفشاں
رنگِ اڑا کی جا کے ہوئے لالہ ارغواں
تخمِ زمرد کی یہ دیدہ بند شفق کی لال
نسخہ دہ پیڑ لگ گئے نخلِ بنفشہ کے
ضحی نے باندھا اختر گلاب کا

۹۲

بابِ مقامِ سیر سے باغِ نظر پڑے
غنچہ دہانِ فکر میں پھول کے تنگ پڑے
طائرِ بوئے اسے خاک پہ آ کے نظر پڑے
ہنگامِ تنگ خانۂ گل سے گذر پڑے
فرصتِ عرضِ حال کی ہم کو کدھر پڑے
اٹھ گئے تم جو بزم سے ہم بھی ادھر پڑے

۹۳

کہسار اور بیابانِ قدرت سے دنگ تھے
بیٹھے ہوئے بساط عجائب پہ تنگ تھے
دارفتہ باد حق میں غزالِ پلنگ تھے
کیا کیا متاعِ فکر میں صنعت کے رنگ تھے
کیا جانے کس کے ہاتھ سے کیا کیا ہوا ہے
پھولوں سے تھا بہار کا دامن لٹا ہوا

۱۳

بھوت سے ڈرتے ہیں جو خراب فلاں ہے
فلاں کرم سے ہیں نہیں نشیں مباح
نعم الکریم در دہاں تھا علی الصباح
کہتے تھے ابر کو پیام رسل الریاح
تیغ خزاں کی بن میں یہ عالم کی تھی
لرزہ زبان غار پہ جو خندق کی تھی

۱۴

تھا شام سے یہ بن تب جم پر پرست
فکر شیر نگاہی اوسے غرب بن پرست
زنار کہکشاں کمر ایک شکست
ہنگام جنگ بلوے شامیان پرست
اوڑھے گیا آفتاب پھاڑ سے بن میں
زہرا کا آفتاب پھاڑ سے بن میں

۱۵

دیکھا جو حسن خانہ زخم پرست نے کیا
تیغ کو مخفی نظر دست عمل کیا
زماں تھا نے نشانہ کی تقدیر کر دیا
کر کے موافق اوس کے بسر یا
یہ آخر کی پیاہ حسینی کا فوج ہے
ماہی سر حسین نیزہ پہ فوج ہے

۱۶

کھولا زبان حسینی کا خود فاں
اوٹھا تھا صور دار سر وہ بھی بلا جلا
تیغ اوسکی زخم افاق غم ملال
عمدہ بہادر فوج کا کر دو بجال
دنیا میں سر خ پیش ہا زم حضور کے
تھی بن میں غل غلہ کے اوٹھے نفیر کے

۱۷

تیرے بے نازیوں کے ناز اٹھائے
کیا کوئی حسن کا مقابل ہے
کیا ترے حسن پر ہیں تازہ جواں
کیا ترے عارض و لب و گیسو
کیا ترے حسن کا ہے یہ عالم
کیا ترے حسن کا ہے یہ عالم

۱۸

وہ نوازے کسی کو وہ صبح اجل نہ
وہ نہ آواز دان دو اقامت وہ معجزا
یہ بھی ہیں انتظار کی ہیں انتہا
پھر وفور میں بلا دیں نہ کہیں یہ
یاد کی کہ لا نہ سکے جو تھا منہ پر آفتاب
عالم بھی ہم آفتاب سے دور آفتاب

۱۹

کوئی صدا سے خضر کہ لبیک یا امام
سارے اولیا بھی مسکنوں میں آ بر بقا مام
کوئی پکارا زیر قدم ہیں کروں مقام
باران نے دی ندا کہ رہے گا غلام
تشریف لے اپنے خان سے وضو اب کریں ہم
پانی کا کر جانے دو یہ سم کریں ہم

۲۰

کھا ہے باوضو تھے امام مکان خصال
جاگے تھے رات بھر پے طاعات ذوالجلال
پڑھ کر نماز فجر لفظ صبح نشیب مقال
بچوں کا وضو کی برتر تھا خیال
دھویا وضو سے ہاتھوں کو اور کیا کمی
بیٹا کفن ہمارا کا زیبا طلب کیا

۲۱

نام سلام کے لئے حرم پہ پھری بی بی
اٹھی سلام لانے کو زہرا کی لاڈلی
سنتی ہے آہ راستے میں کیا وہ دل جلی
کر زار زار ہی ہے کہ فرما دیا علی
بھیجی بھلا ابھی بہن میں کیا ہے بی بی
یہ سن کے فاطمہ ہے کہ خیمہ میں آئی ہے

۲۲

کھٹکم کو پکاری وہ تیرے کی بتلا
پھپھو نہیں مری ماں کی ہے یہ صدا
آئی سلام خانے میں لو در غل مچا
کی ہر طرف نگاہ کہیں باجرا نہ کیا
کیا دیکھتی ہے بیٹی بی بی کے وزیر کی
رونی ہے ذوالفقار جناب امیر کی

۲۳

یوں بھی بھرم غلاف میں ہے تیغ آبدار
پھر دھات ہیں وقت ہم جنسے سوار
پھر قبر دیکھ روئیں بیٹھ کے ذوالفقار
دل میں کہا کہ تیرے ہیں کرتے یہ کردگار
دو اس کی بھی ہے تیغ میں تاثیر کی ہے
حضرت سوار ہوتے ہیں اور تیغ کی ہے

۲۴

فرمایا ذوالفقار سے بابا وقت یاوری
شہزادہ دران پہ چڑھا ہے اور کمر کسی
بجھ ہر دکھانا فتح کے اسے تیغ حیدری
وہ بولی آہ آہ زری بے برادری
بھلا ن تمام سے ہیں تمہارے تم تلک
اب نہ بھی حسین کی ہے دو دیم تلک

۲۵

زینبؑ کا سینہ پھٹ گیا جی سنبھل گیا
لاکر سکینہؑ گود میں اور غش میں آگیا
کرکے بھروسہ صبر کا دل کو سنبھالا
اپنی زرہ کو موج میں دریا سا ڈال گیا
یا بھی جو ذوالفقار نبیؐ کے وہ زور کی
قبضہ میں آکے شان جناب امیرؑ کی

۲۶

ناگاہ اودھ بھی آہ فغاں زار ہو گئی
ہر گرز ہوں اپنے سامنے کو رد گئی
بانو پکاری یا علمدار کی تقدیر سو گئی
بچوں کو پیاس بے کسی بے بس کر گئی
بولی نہ یا پیاسے پدر مہماں ہمارے ہیں
والی یہ ہیں شہ ہیں امیر کی آس ہے

۲۷

بولے حسینؑ کیا خدا تو ہے راضی نہیں
بہن کا اس سے اور غم عالم نہیں نہیں
اولاد کی جو صورتیں بیمار نہیں نہیں
بچوں کی بے چین اور بے تاب نہیں نہیں
غم خوار سے بھی بیشتر ہے وقت بے قرار ہے
ہمکا ہمکا ہے بلا ہے اور غم کا دور ہے

۲۸

فاروقؓ کا کیا مجھ کیا شاہ سا نہ ہوا
ایسے پیمبر کا امانت معبود والا
لاکھوں میں ایسا کوئی مہمان مصطفیٰ
نام اور عیال کے لئے ہیں ایسے جدا جدا
کرتا ہے ناناجان سے بھی خصمت جاں تلک
بیٹا ہے بھائی مانتے ہیں آخر زباں تلک

۲۹

تکلیف ہر اک کی ہے اسیں حسب حال
چیدہ کہ کھم خانہ نشینی تھا پیش سال
بھائی کو بر صلح تھا فرمان وذر اجلال
کار حسین پاشا کے بجز ے افضال
وہ بلا لا میر سے واسطے کیا نامہ ہے
فرمایا تا زیبا نے ہیں اور یہ پیغام ہی

۳۰

یہ کہتے ہی کر جانب پہلو پڑی نظر
دیکھا کہ نیزہ دار ہے پیچھے پہ رہ گیر
اور ہاتھوں پر لپٹا ہے دامن کو کھینچ کر
فرمایا چھوڑ دو کہ نہ ہو سر ہی پر بسر
جانے ہیں اسے دادا جان سے لگن جائیں
جانے ہیں اسے تیغیں بھی ہیں ہم بلائیں

۳۱

یہ سنتے ہی سکتہ ہوا شیشہ دلوں
حضرت سے روٹھ کر یہ پکارے وہ بیرحیں
تکیں کہاں بھائی سا ساتھ دوسرا پائیں
فرزند یں بلائیں گے بیٹی کو تا دیں
بابا حسین ہم ہیں ہمارا کہا جائے ہو
ٹھہرو کہ ہم بھی آتے ہیں تیاں بلا ئے ہو

۳۲

وعدہ نہ کر سکا تھا اگر ہو تو ہم
امت ہے ہم کو پیاری ہے ہم کو
کیوں کر لگے ہیں دیکھ کر یہ کھم کیا ہے
امت ہی نے حسین سے کر کیا ہے
ماں بلا کے پانی سے تر یا یا ہے
ہار اکنار نہ بی سے فوج سے کٹ

۳۳

القصہ اُس کو دیکھ کے جی ہزار بار
رخصت ہوا یہ کہہ کے کہ فرزند مر گیا

باہم سر اٹھا کے پھر وہ خطاب کرم سرا
مرنے کا گھر بنا ہوا اکبر میں جی گیا

اکبر بڑھے جناب کا بیڑا اٹھا لائے گا
فتح آئی بارگاہ کا بیڑہ اٹھا گیا

۳۴

تشریف جانب در دولت جبیں لائے
فتحِ نشانے بارگاہ کے پرچے اڑا اٹھائے

غلام بیچ کے نوبت بجا کے آئے
باہر تو واہ واہ بھی اندر بھی ہائے ہائے

یوں فتح کر کے فتح نشاں جا کے آئے
جیتے پھرے ہو دن کو خدا تم کو آفتاب کرے

۳۵

بھرا طلوعِ صبح کے ہوں کے فروزگار
فتح صبح دیکھ کے لگی بیڑی کی بار بار

کھڑکیں نوبتیں بجے نفیر و کار
فتح کی طرح صبح نے بخت کیے ہزار

خط شعاع صبح کے دست نیاز ہے
فتح کی بلائیں لیتے ہم دم دراز ہے

۳۶

جو آئی بارگاہ میں اکبر اور ہر
تیر و نشان ایک ہاتھ میں تیغ ایک میں سپر

باہر بجا کے نوبتیں اندر ہوئی خبر
کہنے لگی زمین فلک سے پکار کر

لاکھ ہو بخت تم سے درخشاں کوئی نہ ہو
جیتے رہو تم آفتاب تمکتا ہے جب سے تو

۳۴

بیٹی برات بار کناں آباد و شاد باد
تیرا عمل قیام تو فیروز عزت علی الفلاح
یوں نعرہ زن تھا جیسے مؤذن علی الصباح
اٹھ کر بجوہ نبی کی محراب میں بیاں
دل چیں بہ پیشانی کاوش دمے کشا
تسلیم تو وہ دم تھا پہ ہوا اسے بھی کشا تھا

۳۵

پھر لیٹ ہوئے رکاب و عنان چھوڑ شاد باد
پیران با کمال و جوانان نامراد
یہ دیکھ کر سوار ہوئے شاہ خوش نہاد
لیکن رکاب تھامنا نیت کا آ یاد
ہر کھول کر بن پھیر کی حسین کی
یا رب دکھا یہ بھی سواری حسین کی

۳۶

پھر فوج ہزاروں با ہزاروں سے ہو دچار
فی الحال کیا وہ تابہ سپہ سالار شہسوار
ہاں یا رد — موریہ پہ سے نعرہ زن ہوا
تکبیر زناں سے نعرہ زن ہوا
عباس تشنہ کام کے سر پہ کھلے گے
یا کھلے تھے پیش پیش بھی نہ لے گے

۳۷

عصمت سراسیمہ جگر آبلہ دل داغ
عباس لالہ سرکب این ابوتراب
حامل علم جعفر طیار بے نقاب
پیچھے عزیزاں سے ہاتھ گری یا ہاں رکاب
جب زینب آہ و اشک حزیں ہمراہ ہوا
فی الحال کم تھی ہمت ہمراہ کی تھی ہوا

۴۴۱

رن کو دوں سواری سلطان دیں ہوئی
لیکن کہ کے نشان یم تیغ بین ہوئی
دھڑ سے جدا ہوا تو اٹھا کر لگیں ہوئی
پیچھے ہٹا رہے کی طرح سے زمیں ہوئی
تھیں یم سر گرد سواری سے کر دیا
نیزے فلک کا کل کا ہوا سر سے بھر دیا

۴۴۲

کیا شاہ کی شکوہ سواری کہوں میں واہ
فوارہ آسمان جلا جل طمطراق راہ
ساتوں بحر عالم ماہی بیں بار راہ
سطح زمیں بحر عالم طلاب پناہ
اقبال جس کا عرش بنا وہ اک غلام تھا
فتح و ظفر فقیروں کی جو ڑی کا کام تھا

۴۴۳

جلوہ فلک فلک تھا تجلی زمیں زمیں
جرار قدم قدم تھا تو سجدہ جبیں جبیں
جنبان دور دور طلائک قریں قریں
خورشید ذرہ ذرہ تھا سایہ کہیں کہیں
اجلال کی حشم نے بسمل تیغ غضب کیا
ابہام نے بڑھا کے گزشت بر نیم لب کیا

۴۴۴

سب باہر دشت شاہ پہ باہر کے ہوئے
مرنے پہ دل دئے ہوئے بانکے بنے ہوئے
جاں باز لائے رن کی تمنا کئے ہوئے
لبہائے خشک دیدۂ گریاں سے ہوئے
آہن کے موکہ میں بڑا بھڑ کے ہوئے
فولاد کے حصار میں بکتر کے ہوئے

۴۸۱

وہ تن یہ زیب اک خرقہ صف کی کان
وہ تیغ کی جان وہ تیر کی نشان
وہ باتیں وہ ترارت وہ سرخی وہ بیان
وہ تن کے سیمان فضا ان کی میہان
تم کہ محب حبیب دل زن کے تھے
بیل تھے اس چمن کے تیتھل اس کے پیڑ

۴۸۲

آقا تھے رنج چار دعا ہم یہ جاں نثار
ایک ایک بیت کتنے ہزار جنت کا تاجدار
یوں نرخ سے وہ دل کی متاع گراں بہا
جیسے خلا مصر عزیز یک دو جہاں کے
جیسے یہ چار غزل نرخ بخشاں کے

۴۸۳

یوں نرخ کی درست صف بیع بیع
جیسے ترح دوش راست پہ بکی زیب
بانہا جو بیسہ تو ہو اکفر اور درست
پھر قیمت دوح یاد خدا سے کیا درست
کیا کہئے کیا یہ لیکن قدرت تھی وہ بھی
گھٹتی تھا آسمان تھا وہ بڑھتا تھا کہ رہے

۴۸۴

وہ تن یہ زیب اک خرقہ صف کی کان
وہ تیغ کی جان وہ تیر کی نشان
وہ باتیں وہ ترارت وہ سرخی وہ بیان
وہ تن کے سیمان فضا ان کی میہان
تم کہ محب حبیب دل زن کے تھے
بیل تھے اس چمن کے تیتھل اس کے پیڑ

۱۴۵

اک ایک جھڑکی پہ لاکھوں دل قافلہ
تیرے ان تیوروں پہ دست و دلِ ان پہ دل
لیتا تھا نشتر جو تن سے تجھ کو نکالے کہ
ہم سے بھی فرد اک لیا تھا پہ ہم نہ تھا کھلا
نیلا ہوا تیرے غم میں جو اک دم رہا
بے درد کھا گیا ہے تجھے کس کا غم ترا

۱۴۶

فارغ نماز روزہ و تسبیح و رکعت سے
تھیلی سے پول علیحدہ دن بیچتے ہیں
رسنے سے تیرے دیکھ کر دھوکا رات کے
دنیا سے پول کنارے ہے جیسے کہ آبِ جو
کہتے ہیں پول کر کے بیچتے ہیں
دل آشنا ہے تیرا شیشہ سے بھی سوا

۱۴۷

کیا کہیے تجھ پہ جب کہ پڑے ہے سے ہے
کیا فرد ان کا لکھا ہوا قسمت کا پڑھتے ہے
بیکار خط ہے ان کی فضیلت کا پڑھتے ہے
جز پول صفحہ ان کی عزت کا پڑھتے ہے
وہ عاشق جاں نثار ترا عاشق ہے
ہر پول پہ اس جاں نثار کا نام لکھا ہے

۱۴۸

بے درد کیوں کہ بیچتے ہیں تجھ کو دوستاں
غالب بلند پیشہ ہے تجھ سے دوستاں
لاکھوں میں کوئی بیچتے ہیں تجھ کو دوستاں
ایک غلام ترے ہے ستمگار کو ہزار
ہر رکاب دیدہ ور بیچتے ہیں
ہزارہ دیوتوں سے جو ہر اوتار ہیں

۱۴۹

۱۴۲

بلبلِ بیتاب کو زخمِ جگر بہتر نمک
کوہ کن کی بیکسی کا تیشہ یاور نمک

کس کو ہے ذوقِ تماشا کس کو یارائی نگاہ
برق کی سمت اک کھلا رکھا ہے چشمِ تر نمک

اندر اک طرفہ تماشا ہے دلِ شوریدہ کا
کچھ فشارِ خونِ حسرت ہے کچھ آبِ نیشکر نمک

قہر ہے وارفتگی نظارہ ہائے شوق کی
ہو نہ حیرت آئینہ دارِ تماشا کیوں نہ ہو

لذتِ زخمِ جگر احساں نمکدانِ نشتر
اے خوشا قاتل کہ ہے اندازِ قاتل کیا نمک

۱۴۳

ہر بُنِ مو سے ٹپکتا ہے مژہ کا نمک جا بجا
ہے ترے بیمار کی ہر کروٹ اک دریا نمک

ہے نمک پروردہ ناز و ادا کا ہر بُنِ مو
ہے ترے بیمار کی ہر کروٹ اک دریا نمک

ہے نمک پروردہ ناز و ادا کا ہر بُنِ مو
ہے ترے بیمار کی ہر کروٹ اک دریا نمک

۱۴۴

نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ پارس
سبز ہ زار ہر لبِ جو تختۂ دامانِ حور

ہے ازل سے تا ابد فصلِ بہار اندر بہار
اس زمین و آسمان کا باغباں ہے کردگار

۱۴۵

بہ ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

تو اے سروِ سہی بالا سلامت
بہ ہر باغے کہ روئی سبز و خرم

۱۴۶

ہے ترے اوصافِ عالی کا بیاں کس کی مجال
ہو نہ ہو ہر شخص کو اپنے بیاں کا اک طریق

ہے ترے اوصافِ عالی کا بیاں کس کی مجال
ہو نہ ہو ہر شخص کو اپنے بیاں کا اک طریق

۱۴۷

ہے ترے اوصافِ عالی کا بیاں کس کی مجال
ہو نہ ہو ہر شخص کو اپنے بیاں کا اک طریق

ہے ترے اوصافِ عالی کا بیاں کس کی مجال
ہو نہ ہو ہر شخص کو اپنے بیاں کا اک طریق

۱۱۱

ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج
ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج

۱۱۲

ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج
ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج

۱۱۳

ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج
ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج

۱۱۴

ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج
ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج

۱۱۵

ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج
ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج

۱۱۶

ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج
ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج

۱۱۷

ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج
ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج

۱۱۸

ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج
ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج

۱۱۹

ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج
ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج

۱۲۰

ہے عید کا ہلال کہ ہے ماہ سال آج
ہر ایک کی زبان پہ ہے ذکر وصال آج

۱۱۱

الناد و کر دیوں سے نہ کیا ہمارا ہیں جیتے مقام
سب اہل شام کو قوم پر صنے کا کلام
کا عرف نام ہے کہ سب الملک الام
جنتیں ہیں یہ سب سے عمل سب شاہ نبی کلام
قدرت کا کمال کھلے ہیں کا نات ہیں
بیچ کے پھول پھر نہ بنا نات ہیں

۱۱۲

پیغام خطاب تا ریوں سے شعر نہ یہ کیا
ذات کے حفظ کرنے میں اور وقف دانا
پر حفظ اور دے بیر نہیں ذرا
منی کا کچھ کر رہے حرف آتش ان کی
مصحف سے کیا ہے اللہ حضرت کی
زینت کیا ہے زینت ما کی حیثیت کی

۱۱۳

زینت میں ہے خطبہ تعریف مصطفیٰ
ہیں اہل اتقا میں منقبت شاہ الاتقیا
وا لغرض ہیں حسنہ کا ہے ذکر جا بجا
تا ریوں سے ہے ہم کی زبان میں ظہور
وا تفع مرتبے میں علی و بتول ہیں
وا لد زہرا سے تا ہم رسول ہیں

۱۱۴

وا لغرض ہے آج کی ہے اسے کر وہ تمام
ہیں ہے کی حسنہ میں نہیں کچھ کلام
ہے نہ ہے ترجمہ تا ریوں کا بھی تمام
وہ نہیں ہیں یہ ہیں رہا جنتیں ہیں نہ کلام
ان نہیں مطلع حسنہ سے ہے
نہ نہیں ہے کہ کم بلا سے ہے

۶۴

میں ہوں اور ایک بیکراں تنہائی
جس میں گونجی ہوئی ہے میری صدا

۶۵

ہے مرا نام بھی مرا دشمن
کیا کروں اپنی زندگی کا گلہ

۶۶

ہے مرا نام بھی مرا دشمن
کیا کروں اپنی زندگی کا گلہ

۶۷

ہے مرا نام بھی مرا دشمن
کیا کروں اپنی زندگی کا گلہ

۶۸

ہے مرا نام بھی مرا دشمن
کیا کروں اپنی زندگی کا گلہ

۱۱۶

پیش قسمت اور دوست ما بیگم و مزید ہوں
کس قدر نشیب تخت بنا ب ایمہ ہوں
بیک بیل ہوں قائم کیوں ہوں
بیا در دیدہ ہوں تیم و ایمہ ہوں
کیوں ہوں نیم فوکی جام ہوں
ہے یہ ہم آن بیر قائم گذر تا ہے

۱۱۷

بیچا ر گر کہن تو نہ ما نو گا نہیں
ہمال بیدہ ہوں کا کچھ پیا ر ہا نہیں
ہو کر نیچ تھیں تو ف خدا نہیں
چکا ر ہے کہ ہم کو جا نہیں
آ ر ا ظام ہم کو ہے فرش تھیں
ما ر ا ن آ ہم سے فاقہ ہے

۱۱۸

ہو چا ہی ہے بتر سے خطا ب بجا ب ا ر
بیر کر دخ ا ر ہے دیکھ ہے ما ر ا
با لفرض ہے نفس ہے ہم ر ا
بھی غذا ر ہے دو ا نہیں
جھ سے ہیں ہے ہم ر ا
فاقہ قیا م ہے عدلت ہی ہے آ ہ

۱۱۹

تھیں ہے کا ہے دہ ہاں عطا ہو تھیں
کس ہے ہے کا طر دہ ہم ر ہے نہیں
ہ ر ہے ہے کا ہے ہاں ہیں
با ی ہے ہے کہ دہ ہے ہیں
ہے کا لفت ر ا ہے دہ ہے
ہے کا ا ر تھا ہے دہ ہے کا ر

۱۳۱

ہر لفظ کے الف نے زمیں کو دکھا دیے
ہر با علم نے ذہن کی کھڑکی کھلا دیے
ہر نقطے نے عطا کیے پرواز کو پر
ہر شوشے نے بخشے ہیں کتنے ہی در
ہر دائرے نے ہاتھ میں کاسہ تھما دیے
ہر زیر نے زبر نے پیش نے
ہر مد نے شد نے جزم نے
ہر نقطے نے عطا کیے پرواز کو پر
ہر شوشے نے بخشے ہیں کتنے ہی در
ہر دائرے نے ہاتھ میں کاسہ تھما دیے

۱۳۲

ہر حرف نے زمین کو آئینہ کر دیا
ہر لفظ نے کتاب کو گنجینہ کر دیا
ہر نقطے نے عطا کیے پرواز کو پر
ہر شوشے نے بخشے ہیں کتنے ہی در
ہر دائرے نے ہاتھ میں کاسہ تھما دیے
ہر زیر نے زبر نے پیش نے
ہر مد نے شد نے جزم نے
ہر نقطے نے عطا کیے پرواز کو پر
ہر شوشے نے بخشے ہیں کتنے ہی در
ہر دائرے نے ہاتھ میں کاسہ تھما دیے

۱۳۳

ہر حرف نے زمیں کو آئینہ کر دیا
ہر لفظ نے کتاب کو گنجینہ کر دیا
ہر نقطے نے عطا کیے پرواز کو پر
ہر شوشے نے بخشے ہیں کتنے ہی در
ہر دائرے نے ہاتھ میں کاسہ تھما دیے
ہر زیر نے زبر نے پیش نے
ہر مد نے شد نے جزم نے
ہر نقطے نے عطا کیے پرواز کو پر
ہر شوشے نے بخشے ہیں کتنے ہی در
ہر دائرے نے ہاتھ میں کاسہ تھما دیے

۵۶

دنیا جو تری حق سے ہے بیزار تو کیا غم
تو صاحبِ کردار ہو واعظ تو یہ کیا کم
مطلب مرا سمجھا نہ کوئی اس میں تو کیا غم
مشکل ہے کہ اک بندہ حق بین و حق اندیش
اے رہروِ منزل ہے ترا کام چلے چل
منزل کا تعین ترا کام نہیں ہے
ہے تیرے لیے زہر قرار چمن آب و ہوا بھی
اے مرغِ چمن طائرِ سدرہ نہیں تو بھی
ہو تیرے بیاباں کی ہوا تجھ پہ حلال بھی
ممکن نہیں سبزے کا ہو پروردہ سحاب
اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوریا سے پرویزی

۵۷

نہ تخت و تاج میں نے غیر کی ہے نہ کلاہ میں
جو سر بہ سجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آشنا ہوا
میں اسی فرنگ کا ساحر ہوں جو فرنگ کا ہے خدا
وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی
یہ شہادتِ گہ الفت میں یہ قدم قدم بلا ہے
نہ یہ تن سلامت رہے نہ یہ جاں بچے نہ دل رہے
یہ جنوں کی راہ میں کامیاب ہو کوئی بلا نہ ہو
کہ یہ عشق کی ہے کرامتوں کہ یہ عقل کی ہے شعبدہ
جو مجھے نہ دے سکا آسماں وہ امانت اس کو دی
جو دلوں کو چاک کر دے وہ نگاہ کیا وہ ادا کیا
جو نہ بجلیوں میں جلا ہو وہ مرا نشیمن کیا
جو نہ بجلیوں میں جلا ہو وہ مرا نشیمن کیا

۸۱

آوازِ دی غلام کو کام مجھ سے کیا ہے

بیٹھا ہوں کاوشت ہے تم دواں کا کام ہے

دریا ہے پھل سمندر کی میرے کلام ہے

الفاظ ان لعینوں سے جلد انتقام ہے

درد اجر امیر ہے

کیا جانے باب کیا ہے یہ کیا ہے کلام ہے

۸۲

ذوالفقار حیدر شاہ دو الفقار

ابرو اشارہ غلام سے خم کو کیا سوار

دریا ہے غیب نوح کو آیا وہ نابدار

آئی یہ گفتگو دل میں صدا کی بیقرار

دریا میں غیب کی یہ پانی نہ پیجیو پیجیو

اور پیجیو تو خاطرِ امیر کو نہ کیجیو کیجیو

۸۳

ترشے کہا خدا کی طرف سے ہے یہ برا

پھر بادباں کے منھ سے لگام اس کی باندھ لا

پانی لگا پلانے لگا گھوڑے نے دی صدا

آقا نہیں نہیں نہ پلا پانی ہا ہا

پیاسا جناب صاحب دل کا لال ہے

پانی نہ بھلا حرام ہے اب یا حلال ہے

۸۴

دریا سے مڑ فوج کے آیا وہ نابدار

کھولے ہوئے اتاری قبا تن سے ایک بار

غصہ لگا کہ ہونے بڑا دریا سے ہمکنار

بھالا ہوا کہ ہونے لگا گھر سے تیار

حرفِ گلہ نہ پھر کسی بے جا زبان پر تھا

پانی نہ بھر کسی کی بجز دیدبان پر تھا

۵۸۵

یہاں ہاں بیاں کرو کہ تو لاہور سے چلا
یہ سنکے سدھارا ہوا فرخ اقبال
زردوس کی ہوا میں اڑا جاتا تھا
جیسے کہ پڑی کہاں کا ہوا کا ہوا
پھر ہم نے بیٹھ کر کی وہ لیٹیں کہ
جھالا سے آسمان کی اور زمین کی

۵۸۴

دیکھا نہ زمین پر کوئی ایسا دیا
دستِ خدا نے جلایا خدا دیا
تین ہزار کرم ہوئے کر مصطفیٰ دیا
دیکھا کہ اپنے عجز کو مولا نے کیا دیا
میلوم ہوا کہ اگر یہ تھا سب کیا دیا
بندہ وہ جیدر کی ہے کہ جانا تھا جو دیا

۵۸۳

یہاں ہاں بیاں کرو کہ تو لاہور سے چلا
یہ سنکے سدھارا ہوا فرخ اقبال
زردوس کی ہوا میں اڑا جاتا تھا
جیسے کہ پڑی کہاں کا ہوا کا ہوا
پھر ہم نے بیٹھ کر کی وہ لیٹیں کہ
جھالا سے آسمان کی اور زمین کی

۵۸۲

دیکھا نہ زمین پر کوئی ایسا دیا
دستِ خدا نے جلایا خدا دیا
تین ہزار کرم ہوئے کر مصطفیٰ دیا
دیکھا کہ اپنے عجز کو مولا نے کیا دیا
میلوم ہوا کہ اگر یہ تھا سب کیا دیا
بندہ وہ جیدر کی ہے کہ جانا تھا جو دیا

۵۸۱

یہ قبل ہوا خدا کے ہاتھ سے تیر ابر کی طرح
اب جلد اس کی کرو کہ ہے کرنا انتظار
حوریں سب آرزو میں ہیں یک بیقرار
ہاں جان فاطمہ دل جاں ہے بیقرار
ضعفِ نبی یہ بار ہے بندہ کا حسین
رویاں فاطمہ کا ہے کا حسین

۵۸۰

یہ سنکے آگیا ہوا فرخ اقبال
اس ہاتھ پہ دم ہوا ہوا جلا سا تیر ہاتھ
ہاتف نے دی ندا کہ مبارک ہو بہن
اب لو خدا کے ساتھ خدائی ہے ساتھ ہے
یہ مہ جبیں ہے یہ جمیدر کا ہاتھ ہے

فتح مکہ جب ہوئی سیکڑوں سے حرم مسلماں جدا ہوا

۸۹

ظلمت سے نور کفر سے ایماں جدا ہوا
نفرانیوں سے عیسیٰ دوراں جدا ہوا
بادل سے آفتاب درخشاں جدا ہوا
گرنا ہوا تھا کی ہڈی سے سنجھل گیا
مغرب سے جا ملا پھر مشرق سے چل گیا

جنتا کو اس طریقے سے حرم محل کیا

۹۰

دریا کی طرح موج میں آیا تھا بار بار
اس میں گرا نہنگ تھا ہر تین ہم شمار
حرف ابابیل کی کشتی کا یم تھا سوار
جبکہ کہ ناخدا تھا سر اور دو زر گذار
کعبہ کو کر گیا ظلم سے گرداب کر گیا

فیل تھا وہ ذوالجلال سے ہو گیا ذلیل کیا

۹۱

پتیوں کے تیل کیا بڑھا کنکر پہ ہم
کی حق نے اس پہ سنگ ریزوں کی ہم ستم
پھینکا کیا نہ بھاگ سکے کھا کے دن و رم
بیٹھا جو جست کر کے تو بن گیا یہ شتر
زندہ وہ بالمر سے نہ یہ بیر بن گیا

پھر آگ سے عیاں نہ نکالا جن گیا

۹۲

دھاروں کا ابر بڑھ کے جو آیا تھا گرجتا
پانی نہ بھیجا قطرہ قطرہ تھا برستا
بیڑہ وہ کنعان کا تھا اس جا پہ ڈوبتا
یہ کشتی نوح کی تھا کہ سوں خاک ہو گیا
دو الہ بجلیاں تھیں اور اک بخار تھا

دل بادفا کا فضل خدا سے نہال تھا

۶۴۲

یہ بیکسی زینب فدا جب وہ ہوئی
بیٹا چچا ہو اجنبی سے کیا کریں جا بجی
ہاں بیٹا اے امام کے اصحاب و انصار
ہاں بیٹا تا قیامت بھولیں نہ بھولیں گے
آتا ہے وہ فرس کی ادھر باگ پھیرے
لایا ہے کربلا میں جو سب کو گھیرے

۶۴۳

زینب کے کان میں یہ جو پہنچی صدا یہاں
بیٹا ہوئے وہ دور بھی یہ آئی وہ حرم جاں
ہر ایک کی ہے آنکھ جو عباس ہیں کہاں
جان حسین کے رہیں ہمکنار ہمیاں
کہدو یہ سب سے شیر سے بیٹے ہیں شیر کے
ہیں دودھ دودھ کی ہاں بنا رہیں گے

۶۴۴

پاس آ کر دیکھا خیموں سے ادھر ادھر
پوچھا کدھر کدھر ہیں بتلا دو مجھ پھر
دیتے ہیں ہاتھ ڈالا حضرت کی باگ پر
اب کیا خیال ہے ادھی ہے بیان کے
زینب کے تیر بیچ پھوپھی سے تول کے
لیکا ہے یہ تین تیر رکھ کھول کے

۶۴۵

دیکھی جو شش ماہ شیر آ گیا
آواز دی کہ روکنے کے کیا ہے یہ رہا
نقصیر وار ہوں تو جناب حسین کا
جائیں جو کہیں بھیجے ہیں یہ دیں نذر
بچوں وہ ہم غلام امام کریم کا
زیبا ہے جو یہ بچوں میں تم تیغ باز

۹۶

خود منصفی ہاں بھاگیو کس کا ظرف ہو
مرکر کرے تو عذر نہیں اس غلام کے
جینا گناہ ہے تو گناہ بدتر اس سے ہے
مانگ لو نیک دید کے ہیں سلطان نیک پے
آقا کے پاؤں پڑ کے خطا بخشوا نے دو
ہیں اپنا خون کرتا ہوں ایمان بھی نئے

۹۸

کھلی ہے کیا سلام ہی سے پیدرش کا حال
پھر بات سے پکار کہ اے فاطمہ کی لال
زخمی ہی ہیں کھڑا رہے کیا ہیں شکستہ بال
بے حد حسین جان ہے یہ ہم ایمان ہے

۹۹

یہ تھوڑی سی ہے عمر اتنا ہی
الزام دینا میری حیا کے خلاف ہی
یہ تو ہے بیک بد سے بچا دل نیا ہی
کیا گناہ کیسی خطا سب معاف ہی
حاضر ہو یار دو کہ گزرتی ہے جان ہے
دعا بتول حسین ہے آنا دو نا دو

۱۰۰

یہ کیا ہے تیر کہ ہے زہر آب دار سے
لاتے ہو اور تیز ہے تلوار سے
گھوڑے سے پاؤں ٹیک کے گرا وہ بادشاہ
بے دل کلام لطف سے نکلا پھر آہ
جھک کر بڑی ہے سر اقدس پہ کیجئے
بسم کیا ہے رب بسم بھی دیجئے

۱۰۱

پیش خیمہ ہوں میں علم کردہ چیدر کی ہوا چلا
ابر نظر نہیں بجنبش سے کہ گرد کارواں رہا
کہتے ہیں کہ لیٹ کے سے سے سر پہ
جان ابھی تن میں ہے کہ آیا چلا
کام ہوں اس سے فتح کی سوغات ہے

۱۰۲

فتنہ بیکار ہوں یہ آئی ہوں آئی ہوں
لکھا ہوں کی خزاں دی کا ہوں آئی ہوں
دوانے پہ ہوں یہ ہوں آئی ہوں
ہوں کہ ہوں آئی ہوں
زینب ہوں آئی ہوں

۱۰۳

آقا کے ساتھ حرمت عصمت سدا رہی
تنہا ہزار دی کے سلام کہ کہتا ہوں
زینب ہوں آئی ہوں
کہ ہوں آئی ہوں
ہوں کہ ہوں آئی ہوں

۱۰۴

کہ ہوں آئی ہوں
دیکھا ہوں آئی ہوں
کہ ہوں آئی ہوں
ہوں کہ ہوں آئی ہوں
ہوں کہ ہوں آئی ہوں

غزل

میں خواب میں بھی بھلا کوفیوں کی بات کروں
بلا کہ اک صفِ ماتم بپا کروں کیا بیاں
بچھڑ گیا ہے جو حسین و حسن کی شان
پیا ہوا ہے جو زہرِ ستم کہاں کہاں
وہ بولتی ہوئی آنکھیں وہ لب وہ دستِ حنا
لہو میں ڈوبی ہوئی ہے قلم کی لاش پڑی

غزل

دیکھی کوفیوں سے ہیں بیعتیں ہے بیوفائی کی
ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں تیر و تلوار
پیاسے لبوں پہ ہے ستم و جفا کی
وار سہے ہیں زخم کھائے ہیں
یہ بھلا بھی چکے ہیں جو دیکھے ہیں
تیغ و تیر و سناں ہیں نوکِ خار

غزل

روبرو ہیں اس بیان پہ روبرو ہیں
ہم کہ اک سکے کا ہوتا ہے
وہ کہ قدم بھی نہ رکھا کرتا
کس لئے وہ لاکھ سمجھاتے ہیں
یہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں
اور ان کے ساتھ ہیں دو رسالتی کی

غزل

جب کہیں بھی بجھا کوفی وہ بیکار کی
کیوں بھلا کی ہے بھول ہم نے
ہیں سنانے کو ہم بھی احساں کر
سن سکتی ہیں یہ تیرے ہم کہ
پیالے لاکھ پیار سے پیار حسین کے
تیغ و زخم کے بھی ہیں ہمار سے حسین کے

۱۱۰

زینب بیمار کی یہ بیکسی یہ بیکسی
حیدر کرار بھی جلتی تھا بھی فاقہ کشی
دونوں سے اگر دیکھ سنے کوئی بیگانہ بھی
زینب سے کی یہ عرض کہ اے نیک بخت
واجب ادب ہے بھی کہ مالی وقار ہے
ہمشیر تجھ کو اب نہ مناسب کہ قام سوار ہے

۱۱۱

بڑھکر سوار ہوں نہ بھلا تم کو نا روا
زینب نے دونوں لاڈ سے ہاتھ اور لیے
پھیلا کے کرتے اور جا سے بھائی کے لپٹ گئے
یہ سنکے کہہ سنے روکھا بھائی نے
زینب کی یہ بات بھائی نے ٹالی نہیں
جھک کے بہن نے بھائی کے پیروں کو چوم لی

۱۱۲

زینب بیمار کی یہ بیکسی یہ بیکسی
حیدر کرار بھی جلتی تھا بھی فاقہ کشی
دونوں سے اگر دیکھ سنے کوئی بیگانہ بھی
زینب سے کی یہ عرض کہ اے نیک بخت
واجب ادب ہے بھی کہ مالی وقار ہے
ہمشیر تجھ کو اب نہ مناسب کہ قام سوار ہے

۱۱۳

بڑھکر سوار ہوں نہ بھلا تم کو نا روا
زینب نے دونوں لاڈ سے ہاتھ اور لیے
پھیلا کے کرتے اور جا سے بھائی کے لپٹ گئے
یہ سنکے کہہ سنے روکھا بھائی نے
زینب کی یہ بات بھائی نے ٹالی نہیں
جھک کے بہن نے بھائی کے پیروں کو چوم لی

۱۱۴

بالا ہمارے بھائی کی دونوں کی تھی مراد
ایسی بھی کچھ سے اور بھی اسم
بڑھ کر بھی یہ آگے رہے تکیہ بیمار کے
عباس کر بلا نے یہ حرمت کی بات سے
زینب کی سب کی بیکسی بیچارگی کا ساتھ
جاتے ہیں گلے لگ کے بہن کی زیارت کی بار

۱۱۵

زینب بیمار کی یہ بیکسی یہ بیکسی
حیدر کرار بھی جلتی تھا بھی فاقہ کشی
دونوں سے اگر دیکھ سنے کوئی بیگانہ بھی
زینب سے کی یہ عرض کہ اے نیک بخت
واجب ادب ہے بھی کہ مالی وقار ہے
ہمشیر تجھ کو اب نہ مناسب کہ قام سوار ہے

۱۱۳

زمیں ہوئیں زبان کرم سے گرفتاں
فغاں بنا ہے آہ پیغمبرین کا سماں
اور ہم عزیز اپنا سمجھتے ہیں بیگماں
جانوں سے ہو سوا رہا حیدر نگاہ میں
بچھڑے سبھی کو ملتا ہے یوسف کا کارواں

۱۱۴

روشن ضمیر نے زمیں ہو ظفر نمودہ تمسوار
نصف النہار میں کیا خورشید نے قرار
روشن ہوا ہے چہرہ اعزا کا سا بیار
ہیبت سے فوج اہل جفا کی ہوئی فگار
بڑھتی ہی جا رہا ہے اگر دباؤ ہی

۱۱۵

اب ہے یہاں اشارہ تا بہ کجا کیا
نیکل ہر اول شہ دیں کھینچ کر رکھا
فرمان اس اشارہ کے اس لطف پر ہوا
اپنی کسی نے خوب کلیجا بھرا ہوا
لشکر نے نیم نیم سے ہو فدا کا جھرا ہوا
بضعہ بن نبی کے حصہ کا یہ تھا دم ہوا

۱۱۶ مطلع

بن کوروں ہے تا بہ فرداں حسین کا
ہر گھاٹ پیاسا ہے جو مہماں حسین کا
طبعی ہے جگ کو پیاس دہاں حسین کا
بچہ ذبح ہے وہ حسین کا سلماں حسین کا
کیا دبدبہ ہے دل میں شاہ ہدا کا ہے
نصرت جلو میں لشکر یزداں خدا کا ہے

۱۱۶

کیوں یارو دے گئے نام مرے آزادی کے
مطلوب ہے تو بلا رہی ہے زنجیر

۱۱۷

مسلمان کا فخر ہے یہ مسلمان باوفا
سب سے پہلے ہم مسلماں ہیں پاکستان
اور ہم کہ پہلے ہیں قومیت کی ڈوبی جا
مسلمان سے جو زیادہ ہے پیارا ہے
یہ جائیں دوب جو ہے ہمارے نہاں کی

۱۱۸

سلطان حسن۔ تو کار خانہ بند کیوں ہے
اور آپ کے غلام جناب ایم ہے
پھر تو ہمارے پاس بھی کچھ نہیں ہے
اس بادشاہ حسن کا پھٹا ہے
فانوس ظالم لیتے ہیں نام بیک ہے

۱۱۹

بھولوں کی فاک لعل کی آگ اور گلاب
بدلے ہوئے ہے حرص و ہوا کے بدلے ہے
پھر نا ریوں کا خون ہے کیوں بے حجاب
ہر گل ہے اب آہ و فغاں کی جگہ
آنکھ سے خون اب دہکا کی ہے

۱۲۱

بانداز اتش عشق ریا نہیں ہوا
وہ خرمن اسکے حسن کا جسکو فنا نہیں ہوا
فکر بلند اور دل پیام کے لاکھ دل نشیں ہوا
لاکھوں جبیں جبیں سے فلک سر جبیں ہوا
پیدا ہے ایک جلوہ کہ ہر جا جدا جدا ہیں
کہنے کو ایک ہیں مگر آئینہ دار بیشمار ہیں

۱۲۲

کیا وصف خال رخ کا کہ عنبر کہیں جسے
اس بدنصیب کو کوئی کیا دل کہیں جسے
دل میں ہے رخ سے کھنچ کے لب پر نہیں جسے
نقطہ پہ فرخ خانہ سے وہ چین کہیں جسے
وصف جبین و عارض و زلف و دہن کے بعد
فکر رہا ہیں فکر کے قرطاس و خامہ ہیں

۱۲۳

رخ اجیر بطالعہ میں قاف میم سے
اور چشم و زلف و خط و جبیں عین لام سے
نام علی مرتضیٰ کے ہے روشن پڑھا سے
یہ لام عین میم کو اور دونوں کاف سے
جسمیں کہ نام ہی ہے علی شیر اور نہیں
اس نام کی کتاب خدا سے سوا نہیں

۱۲۴

یہ باتیں کرکے وہ ہم کو جسکا کہ دل نہیں
یہ باتیں وہ ہیں جسکا کہ دل نہیں
یہ پیچ زلف ہیں یہ سر زلف نہیں
آئینہ دار صبح تجلی ہے یہ جبیں
ہے ان حسن خال سے سارا زمانہ ہے
باطن میں خرمن اور یہ ظاہر میں دانہ ہے

۱۲۵

عارف سے بڑھ کر ہوئے مہمان نوازی میں یگانہ حال
اردو سے بڑھ کر ہے تیرے بیٹے کا اجنبی حال
کاکل سے لگ کر ہے سر پہ ٹوپی کا اجنبی حال
فرزند کا ہے بگڑا ہوا بنگلہ کا حال حال
خیر اپنے کوٹھی آئے گا کرنا منا کرے
ماتا رہے بجا یہ خوشی دوا کرے

۱۲۶

بیٹی کے گرد پھر رہی ہے اردو بیمار حال
ہے شمع آفتاب کے پہلو میں اس طرح
پیارے ہے آفتاب کا ادھر ہمیں کبھی
شہباز جیسے صید جہاں کو جھپٹ لے
بیٹی کی اردو کے لئے یہ دل ہے
اک خان صاحب سدرہ نشیں ہے

۱۲۷

ہر اک یہ لب ہیں وہن جا
اس بڑھ کے ہیں ہیں کام زبان میں
دونوں خدا کے کام ہیں مشرق و مغرب
دانتوں کے اندر سے ہے کانٹا نکلتا
کرتے ہیں جو وہ کام زبان کے
رکھتے ہیں اردو سے تو ان کے وہ پیار

۱۲۸

دانتوں کو موتی کہتے ہیں اہل سخن تمام
پھر تنہا اس کے ہے یہ سخن کا مقام
ہے مشتبہ اس سے اگر دندان کی
یہ دانت ہیں کہ کہتے ہیں اہل سخن کی
دونوں ہیں یہ کہ قدر زبان ہے
یہ جان ہیں سخن کی سخن اہل جان ہے

۱۲۹

بیٹیاں باپ کی کرتی ہیں سحر و شام سلام
بیٹیاں باپ کی کرتی ہیں سحر و شام سلام
بیٹیاں باپ کی کرتی ہیں سحر و شام سلام

۱۳۰

بانجھوں کو بھی نہ ہو کبھی ایسی اولاد کا غم
بانجھوں کو بھی نہ ہو کبھی ایسی اولاد کا غم
بانجھوں کو بھی نہ ہو کبھی ایسی اولاد کا غم

۱۳۱

ہر بیٹی ہے جہاں پہ قدرت کی ایک وفا
ہر بیٹی ہے جہاں پہ قدرت کی ایک وفا
ہر بیٹی ہے جہاں پہ قدرت کی ایک وفا

۱۳۲

دل ماں سینہ باپ بدن ماں باپ دعا
دل ماں سینہ باپ بدن ماں باپ دعا
دل ماں سینہ باپ بدن ماں باپ دعا

۱۳۳

وصف زرہ سے شاہ کا ہوا جب بیاں تمام
اب دیکھیں یار آپ میں کیا کیا ہیں اور کیا تمام
تیر و سناں و خنجر و شمشیر و برچھا
ہیں ساتھ اس کے نیزہ و بھالا و گرز و لاٹھ بھی
ہیں ساتھ اس کے ڈھال و سپر و تیغ و تیر و کمان
ہیں ساتھ اس کے جوشن و خفتان و زرہ و بکتر
ہیں ساتھ اس کے ترکش و جیغہ و کلغی و سرپیچ
ہیں ساتھ اس کے بانات و مخمل و زربفت و کمخواب

۱۳۴

آنکھوں کے حلقے اب ہیں زرہ بیچ یوں چھپے
جیسے کہ یار آنکھوں سے جاتا ہے یوں چھپے
جیسے کہ ہو حباب میں ہوا جوں چھپی ہوئی
جیسے کہ تن میں جان ہے یا دل میں ہے یقیں
جیسے کہ ہو صدف میں گہر آب میں نمک
جیسے کہ ہو چمن میں صبا باغ میں ثمر
جیسے کہ ہو فلک میں ستارے زمیں میں کان
جیسے کہ ہو بدن پہ لباس اس زرہ میں شان

۱۳۵

یار آیا بیٹھنے کو جو دربار کی طرف
یا آمد آمد آپ کی سن کر سپاہ نے
زانو زرہ کی آنکھوں سے جوں جوں چھپا دیا
آنکھوں پہ یار جیغہ کی جوں جوں چھپا دیا
جیغہ کے بیچ کلغی کا جوں جوں چھپا دیا
جیغہ کلغی سے بیچ عمامہ کی جوں چھپا
جیغہ کلغی عمامہ کے بیچ آ کے یار نے
جیغہ کلغی عمامہ کے بیچ آ کے یار نے

۱۳۶

یار آیا بیٹھنے کو جو دربار کی طرف
دیکھے ہیں شاہ جی نے جو گاہ و بیگاہ یار
بیٹھے ہیں شاہ جی کے جو نزدیک ہو کے یار
بیٹھے ہیں یار آ کے جو شاہ زماں کے پاس
شاہ زماں کے پاس جو بیٹھے ہیں یار آ
دیکھے ہیں یار آ کے جو شاہ زماں کے پاس
دیکھے ہیں یار آ کے جو شاہ زماں کے پاس

۱۳۶

تیرِ بیداد دہ نزدیک ہے تلوار کی دھار سے تیز ہے یاراں
کہ ہے رسمِ کلاہ داری یہاں لازم سرِ گردن کا ہے یاراں
پیالہ پیتے ہیں چھوڑ دیتا ہے مہ ہم آسماں
یہی کیا کم ہے زباں کی ہو رہی ہے گفتگاں
دم بھر بھی تنہا نہیں یہ غیب و شہر کا
دل سوزِ سینہ ہا و اشکِ اختر بار کا

۱۳۸

بنا کر دستِ بیداد اس کافر کا بازو ہے
ہوا آرائیِ زلفِ یار کی زنجیر بازو ہے
ہنگامِ گریہ کشتی ابِ دیدہ کا لنگر ہے
چھپا رکھی ہے جب سے نوکِ مژگاں میں نظر ہے
لگی ہے آگ جب سے نوکِ مژگاں میں نظر ہے
جلیں ہیں مثلِ شمع اب بدن میں جس قدر پر ہے

۱۳۹

ہنگامِ گریہ کشتی ابِ دیدہ کا لنگر ہے
نہ پوچھ اس سے کھلا ہے نامہ بر کی بے پری
ہر مرغ سے بڑھی ہوئی ہے بال کی کمی
رہتا ہے کون کہتا ہے یہ سن کر وہ بے رخی
آئینہ اس کے رخ پہ جو دار بنا دیکھ کر
یہ اس بیان اپنے سے بیگانہ کر گیا

۱۴۰

اس دشت پر سوار ہو کر آیا ہوں صف بستہ
بوندیں دفینہ کی طرح ہوئے ہوئے ہیں گنجِ زر
جو عورتیں زادہ ہوئے ہیں سو رنج بے پسر
بسمل کی نیند بن گئے ہیں تیرِ بے پسر
میداں سے پاؤں اٹھتے ہی گرد ہو گئے
ہار اٹھا کے چھوٹ سے نہم سے جھڑ گئے

۱۴۱

کھولا کسی نے بند قبا کر کے التجا
گھبرا کے میں نے ہاتھ پکڑ لیا حیا کا
بڑھتا ہوا جو شوق تو گھٹتا ہوا گمان
یہ کیا ہے چھیڑ کیا ہے ادا کیا ہے بانکپن
کیا کیا نہ ہم نے ناز اٹھائے ہیں رات بھر
کیا کیا نہ ہم نے ناز اٹھائے ہیں رات بھر
اٹھو بھی جاؤ بس کہ سویرا ہوا ہے اب

۱۴۲

ہم وصف میں غنی تھے گو دنیا میں بے زر و زاد
یہ غیب کا ہے مژدہ کہ ہو گا وطن کو شاد
ہر ذرہ کاہ ہم سبب بہر کہکشاں کا ہے
آزاد کا ہے ہر سخن آزاد کا ہے
ہر گز کبھی نہ دیکھا تھا اس نے یہ زندگی
انساں کا زندگی میں کبھی ایسا دن کہ ہے

۱۴۳

گردن بلا سے جائے سر اور دل سلامت
بیدرد بس یہی کلمہ حق کا صلہ ہے یارب
بیداد ہی فلک کی بیداد ہی زمیں کی
نیلاب بن کے بہہ جائے زہر جس کا پیا ہے
سجدہ ادا کیا ہے ہر در پہ اس کے ہم نے

۱۴۴

بھیجا ہے کس نے ہم کو یہ کس کام کے لیے
بیداد کی نہ داد کی فریاد کی نہ آہ
کیا کیا نہ ہم نے ناز اٹھائے ہیں رات بھر
ہے کس کی جستجو میں یہ دل مبتلا ہوا
اب دن نہ ڈھلنے پائے کہ ہے یہ دعا یہی

۱۲۵

فولادِ تیغ تیز کا بہرہ ورم دعواق و شام
نسخہ یہ دوں سے جانتے ہیں اہلِ فن تمام
گزرو جہاں سے مند و بہ زیر سے تا بام
بیڑھے گا فیض نسب نامے کا نام نام
لیتا تھا یا کہ آگ کا دریا بھی تھام تھام
نقاشِ تیغ میں ہے کہ بادل ہیں تیغ میں

۱۲۶

فولاد میں تیغ کا ہر اک تیغ دری
عریاں ہوا آب نیام کی طرف نہ ہری
پڑھتی ہی کے قبضہ میں سب تیغ کی دھری
ہیبت سے پانی ہو گئی کس کی سکندری
تیغ رواں کا فوج سے لشکر کو آب ہو گیا
لشکر کا عالم علم علم کو آب ہو گیا

۱۲۷

الماس سا شاد و تیغ آبدار
دکھلاوے صفا کی کسوٹی پہ بار بار
دریا سے جوں میں ڈوبے ہوئے کی ہو آبدار
جوہر کا ایک بال بھی دیتا نہ زینہار
خود دیکھ کر کسے دل کو صفا دیکھتا ہوا
ہاتھ اک طرف سے تیغ کا جن جا رہا ہوا

۱۲۸

فولاد تیغ تیز کا ہے یہ حسام
دریا بھی جادہ کر سکے سمندر کی یہ نیام
اجنا جیوں کیوں سے اوج فن تمام
دریا سے آب تیغ میں تھیں عکس فرن نام
پانی فرنگ آب میں کم فرنگ ہو گئے
جوہر پہ رکھا ہاتھ بھی ہاتھ کٹ کے رہ گئے

نسخہ الماس پوش "سن زمانے میں فولاد کے ہتھیاروں پر زہر کا پانی چڑھایا جاتا تھا۔ عجب نہیں الماس پوش بھی مطلب ہو

۱۷۴

درود کے کہ سب بیخ سب بوں کے کرتے
غفلت سے ہوگے ہیں بیخبر بیخبر
پیل بن کی ڈھیلی ہیں جیسے سر اور بیخ
اک دار میں فرات کے بار اتنے کرتے
چیرت سے جاں بناں فی قال کھوڑا
کشتی کی فرق ہوگی لنگر بیڑا رہا

غنیمت مطابق ۱۷۵

ہر حلم دریا کہ اسلام دریا
وہ جا دار دار ہر اسلام دریا
سب اسلام سر کہ سب اعدا گرے ہوا
وہ بھی کھلا کہ لاکھ کہ سر سر ہوا
ان جنگ کو دس سا دہر کہ آہ کہ
ہر دن جنگ کو دس سا دہر کہ آہ کہ

۱۷۶

ہر دم دم حسام کہ اعدا کہ دم ہوا
درد دل اسلام کہ اعدا کہ دم ہوا
طمطام کہ کہ اور دل اعدا دم ہوا
وہ دل اگر دم ہوا ان کہ دم ہوا
ہر ان حرکہ سر دو ان کہ
سجدہ دم عبد کہ دو ہر ہوا

۱۷۷

زخم
ہاں ہر ہر فتر فگن
نغمہ نبی

۱۲۸۱

دلنواز اشفتہ جبیں نازنیں دلربا
بھولا ہوا ہے حال یہ بندہ نواز کا
بنگلہ دیش کے زخموں سے بہتا ہوا لہو
بارِ گناہ ہے جسے ڈھونا ہے آج کا
آنسو بہا رہی ہیں جو بیوائیں بے شمار
ان کا بھی ہے گناہ جو ہے ظلم ساز کا
ڈھا دیں جو ظالموں کے ساتھ مل کر مسجدیں
ان کا بھی ہے گناہ جو ہے ظلم ساز کا
اترے نہ جس پہ رحمتِ یزداں کبھی وہ دل
ہے ظلم ساز کا تو گناہ ہے نماز کا

۱۲۸۲

فن کار کا یہ فن ہے بڑا دلربا مگر
دیتا نہیں ہے کچھ بھی کسی کو جزا مگر
دیدہ ور اس کو کہتے ہیں جو دیکھ لے نگاہ
آتا ہے اس کو کام بہت ہی ذرا ذرا
آئی نظر جو راہِ عدم اس حسیں کی ہے
ہم سمجھتے تھے راہِ ارم اس حسیں کی ہے

۱۲۸۳

شیشہ ہے کہ عکسِ لبِ لعلِ نگار ہے
گیسو ہیں یا کہ سنبلِ سرِ رخسار ہے
آنکھیں ہیں یا کہ نرگسِ بیمار ہے
بدمست اگر ہو ساقیِ گلرو کا ساتھ ہے
ہر سمت ہے بہار ہی بہار ہی بہار ہے

۱۲۸۴

ہر دار و رسن پہ ہے کسی کا جمِ غفیر
زنداں کی کال کوٹھڑی میں ہے کوئی اسیر
ہیں تین جن کے نیچے نہیں ہے کوئی سریر
تخلیقِ آدمی کا ہے مقصد یہی فقط
ہے تین حرف تین نقطے ہیں اور تین نقط

۱۲۸۵

ہے تین سے تمام عناصر کی کائنات
ہے تین سے ہی ذات کی تکمیل کا ثبات
ہے تین سے ہی ذہن و فراست کی ہر صفات
ہے تین سے ہی ذہن و فراست کی ہر صفات
ہے تین سے ہی ذہن و فراست کی ہر صفات

۱۴۵

بیکراں بڑھتے ہوئے قہر اندازِ ناگہاں
آگئے اڑتی ہوئی لیتے ہوئے انگڑائی بھی

بانگِ سنکر کے جلے سے نفرتِ کودکاں
چلائی سمت سمجھ کے اب بیچوں کہاں

بیکنِ فضا آگئی مدارِ آسمان سے
تم تھم کر بیٹھتا ہے آخری کمان سے

۱۴۶

بیلانِ نازِ نازک کرکباہ بھی
کہ گئی کی اک بناہ کی اور دے سیاہ بھی

آہ بیکنِ کی اہلی ہستی کی نبا بھی
بیزار کس گھڑی کی نگاہوں سے ہو گئی

ہر جاں نشیب پر سے گزر کر گیا بھی
پیچا غنودگی کی ہوا کی خراب ہی

۱۴۷

آہن بار باتھ لگے لگے دل دی
سینہ میں صاف لگے لگے بیکان آہنی

دیوار یار آئینہ جب تیر دل سے بھی
بجلی نہ رہ بھی آہ کی آنکھوں کی روشنی

بیکاں سے حلقہ حلقہ بجھ بجھ کر بھی
جوشن کا نام فانہ زنجیر ہو گیا

۱۴۸

یاراں نہیں ہوئے تیر عجب یاں چلتا تھا
کہ تیر فوج تازہ دم سے اچھلتا تھا

گرمی سے دل پہ ہر ہوا کا پگھلتا تھا
ہر زخم کھا کے آنکھوں کا غصہ بدلتا تھا

بیکان نافہ سے جو یاں بن گئے
ترکش کا تیر تیر نہ سے تیر بن گئے

۱۶۱

اتنے میں نیزہ دار بڑھے تان کر سناں
ہر نیزہ دار نوبت کی طرح مارتا طمانچہ
نیزہ پہ جا بجا سر غلطاں ہوئی الاماں
تھی خاک سے ہر سم ستوراں کی درفشاں
نیزہ پہ تھا ہلال سو ابرو کماں کی تھی
بالیں زمیں پہ کرنے لگی آسماں سے

۱۶۲

کانپے ہے پیرِ چرخ کہ نیزہ بڑھا ہے یہ
نام امام جن کا یہ نیزہ دکھاتا ہے
مانندِ تارِ بیم ہوا سو دلوں کے پار
دل در کنارِ جان ہوئی آنکھ سے کنار
نیزہ کی زد پہ چہرۂ انور جو آگیا
اور نیزہ دار منہ سے لگا کرنے وار پر وار

۱۶۳

پھینکا جس نے نیزہ کہ دور اک رہا سوار
دشمن کے سینہ سے ہوا پیدا ادھر سے پار
سینہ لیا سنبھال اور گرا کر زمیں سوار
جیسے کہ ایک تیر سے قابو میں ہو شکار
بیدار تو زمیں سے ہوا زیرِ سم سوار
پھر اٹھ کے لگا کرنے وہ ہر سو گزند و مار

۱۶۴

دریا ہوا کہ تیغ کی بجلی چمک گئی
بجلی ہے اک سر سے کہ خرمن میں جا گری
پھر بن کے اس بھالے کی برچھی سما گئی
نیزہ دہانِ زخم سے تھا خوں بہا گئی
نیزہ کہ تھا کہ تیر سبھی زہر کھا گئی
بس خاک پر گرا کہ تڑپنے لگا تمام

Property of Library

۱۶۵

فغاں یہ دیدۂ پُرآب سے جب موجۂ طوفاں
آنکھ سے دیکھ کے بولا خضرِ خوش خیال
میں تو دریا میں اکیلا ہوا اور سیکڑوں اندر سے نکالے
ان نے ہنس کر یہ کہا ہاں دلِ بیتاب ٹھہر
حضرتِ یکتا سے صاحب تیرے ہیں لاکھوں
رو بہ راہوں کو بھی بھیجا ہے مرا کریم

۱۶۶

رہے کہا جانی نہ ایسا ہو مرا
بہ یہ چین اور یہ بیکاریں تخت سلطنت
بہ سب حسین یہ ہمیں کیا اس سے منفعت
ہمیں ہی بھیجو اس مالک کی مصلحت
یہ کہہ کے حرکی یاس کا نعرہ بھی
کہ سب غلط ہوا ہوں تھا وہ بھی

۱۶۷

زینب نے یہ سنا کہا کہ مرحبا
اور یہ بھی تم نے اچھا کیا
مطلب مجھ سے رو رو حسین نے کہا
خدا ابھی رکھے گا ہمیں تم سب جا
سنو یہ بیٹھ کر وہ مرا انتظار کرے
سرے سے تب کی یاد گار رہے

۱۶۸

حرم نے یہ سنا کہا کہ مرحبا
تم نے بھی اچھا کیا
دم بھر کے لیے ہیں بھیجتے دعا
حرم نے کہا نہیں مجھے اب بھیجو خدا
آقا علم کے سایہ میں بھیجو ہمیں
میں زار زار یہ کہا بلاتے ہیں

۱۷۶

یوسف حسین جامہ سب ہمان الوداع
اے میرے سب بزرگوار اے سب مہمان الوداع
اے میرے سب جان نثار میری جان الوداع
ماہی خاضر اسیوں بیان الوداع
ہم ہیں کیونکہ سب کے ہیں جی آپ ہے
ہم رہے گھر تو سب دور ہے خوف ہے

۱۷۷

خان مرکز ان میں یہ کیا خبر دغا
جلادوں کو پکارا اب کر دو جدا
دیں سب وقف راہ حسین پر کیا
تم نے ہم کو سر بازار کیا
لے چلو اب ہمیں کوفہ سوں
نیزہ پر سر ہمارے دیکھ جل

۱۷۸

ہم ہیں اپنے خاندان سے جدا ہوں
ہوا یہ عجیب بیت یہ سنان بجا ہوں
ابھی خفت کی اور سب نکالو ان کو
جبکی ان کی ہیں بڑی حرمت یہ کار ہے
عمارہ ہوں ان کی بھی ہمارا ہیں
اور ہمارے حسین ہم سے ہیں

۱۷۹

سب سے بڑا ہے کہ یہ ہے سب سے بڑا
زینب تھا نے بھائی کا ہمیں ہے اقرار
یہ ان کی بیٹیاں ہیں لے چلو خبردار
آقا ہے ہے
ہیں ان کی بیٹیاں یہ ہے غلام
ہیں ان کی بھی ہزار رنج ہیں ان کے ساتھ
یہ ہیں بھی بھی ہیں ان کے ساتھ

۱۴۱۶

کتنے ہیں جب قریب رہی تیری بارگاہ
آنکھیں بند کیے رہنے لگیں جاں نثار آہ
بیٹھا رہے تصورِ جاناں کیے ہوئے
اک عمر اس طرح سے گزارے کوئی تو کیوں
کر دے بیاں سرورِ اقلیمِ عشق کو
آ قابِ میر سا نہ سخن ور کہے کوئی

۱۴۱۵

عارف یہ تیرے عشق نے کیا کیا نہ کر دیا
آنکھیں بنیں ہیں بحرِ رواں دل بھنور کیا
حسنِ ازل کا پرتو ہے تیرا ہی نور کیا
یہاں کوئی بھی نہ تیرے برابر نظر پڑا
اصحاب کہف سا ہے ترا بھی تو حال کچھ
ہم سب کے ہاتھ میں ہے ترا دامنِ کرم

۱۴۱۴

بیٹھا ہوا ہے ہاتھ پہ سر کیا کیا جائے غم
اٹھتی ہے ہر زبان پہ ترے نام کی قسم
وہ بولتی نگاہ وہ لہجے نہیں رہے
اک بحرِ بیکراں ہے مگر تشنہ لب ہیں ہم
لب پر ہے ایک حرفِ تمنا سو وہ بھی کیا
لیکن وہ نام لیتا ہے تیرا ادب کے ساتھ

۱۴۱۳

مفتی ہیں آپ کے کہ دیا کیا ہے جی نکال
اک شعر بھی ترا ہے دو زانو ہیں لال لال
ہاتھوں پہ ڈھال ڈھال کے پیتا ہے مفتی لال
ہاں ہاں یہ جامِ زرکشِ خوں کے ہیں لال لال
دل کو فقیر روز سے ہے نصف آہ کی
لیکن وہ نام لیتا ہے تیرا ادب کے ساتھ

۱۷۱۸

پھوٹی پھوٹی دیدۂ تر سے لڑتی ہیں پلکیں بار بار
ہیں ہیں تم نے ہاتھ کہاں کس کر رکھی ہے آج کی رات

میاں کے پیچھے بیٹھ گئے رہ دیکھا کی ہے
پھیلا کے پاؤں سو رہے ہیں بے خبر ہیں آج

۱۷۱۹

سب دن کے بعد ہم نے تو پائی ہے آج رات
کچھ تنگ ہو گئی ہے مری آج کی نیند

لاغر ہوا ہے کر کے جدائی میں انتظار
سیدانیاں جہاں سے بچی ہیں کی ہیں

کہتی ہیں کر کے بیٹھ گئے ہیں کی ہیں
پھر کہاں ہیں لاتی ہیں کے بیٹھ گئے ہیں

۱۷۲۰

کہنے لگے ہیں کے اصحاب بار بار
ہم سب سے بار بار یہ ہوا اختیار

بیٹھے ہیں کر کے دیکھ کے یہ ہے اعتبار
اور پھر سے آس پاس کے ہیں بیٹھے ہیں

کہتی ہیں اب کے دیکھ کے ہم کو ہے اعتبار
لاتے ہیں کر کے دیکھ کے ہم کو ہے اعتبار

۱۷۲۱

کہنے لگے ہیں کے اصحاب بار بار
ہم سب سے بار بار یہ ہوا اختیار

بیٹھے ہیں کر کے دیکھ کے یہ ہے اعتبار
اور پھر سے آس پاس کے ہیں بیٹھے ہیں

کہتی ہیں اب کے دیکھ کے ہم کو ہے اعتبار
لاتے ہیں کر کے دیکھ کے ہم کو ہے اعتبار

۱۸۱

آنسو نہیں ہیں یہ تو مری آبرو کے موتی
ہیں آنکھ میں جو میری وہ ہیں آبرو کے موتی
ہیں آنکھ میں جو میری وہ ہیں آبرو کے موتی
اے دوستو نہیں یہ مری آنکھ میں کے موتی
اے دوستو نہیں یہ مری آنکھ میں کے موتی
اے دوستو نہیں یہ مری آنکھ میں کے موتی
اے دوستو نہیں یہ مری آنکھ میں کے موتی
اے دوستو نہیں یہ مری آنکھ میں کے موتی
اے دوستو نہیں یہ مری آنکھ میں کے موتی
اے دوستو نہیں یہ مری آنکھ میں کے موتی

۱۸۲

پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں
پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں
پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں
پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں
پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں
پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں
پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں
پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں
پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں
پیں جاں نثار اس پہ ہیں طلعت پہ اس کی ہیں

۱۸۳

تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ

۱۸۴

تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ
تیرے لب پہ ہیں کھلے ہوئے گلہائے رنگ رنگ

۱۸۵

یہ کہتے تھے کہ دیکھے کیا بنے زرین
ترے گھر سے نکلوں گا بن کے جوگن
ہوا لانے نہ دے بنت عنب کا
کھڑے تھے اس کے گھر کے سامنے ہم
یہاں سے ہم نہ اٹھیں گے کبھی ہم
زمیں کھودیں گے ہم ناخن سے اپنے

۱۸۶

روان فاطمہ کا جو لانے وہ دلبر
شب نہ لیتا تھا وہ مہمان سے وہیں
رہا بیٹھا یہاں سے سفر نہ کیا
لطف اس کے لیے یہ کیا تھا
رہا ہے کہ ہم اس کے ہیں
کھڑے ہم اس کے ہیں اس کے ہیں

۱۸۷

ہوئی کی جا ہے اور یہ ہے بیٹھی کی جا
یہاں کا ہیں جب ہے یہ فاطمہ
وہاں آکے یہ ہوا مہمان کر
یہ آئے تو جب ہوا
ہے یہ ہوا کی وہ دل
یہ ہے ہم کی بار

۱۸۸

ہمیں لائی کی لائی ہے آشنا
روان فاطمہ ہوا
اور ہے کہ یہ
ہے کی یہ ہوا
ہے کہ اور
ہے کہ یہ

۱۸۵

بیٹا ہے وہ تیرا کہ نہ ہو تیرا پسر ہے
تو اس کی نہ بن جا کہ وہ تیرا ہو تو بر ہے
ہے تیرا پسر وہ جو ترا نام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا کام کرے زندہ

رباعی

ہے تیرا پسر وہ جو ترا نام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا کام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا نام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا کام کرے زندہ

رباعی

ہے تیرا پسر وہ جو ترا نام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا کام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا نام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا کام کرے زندہ

رباعی

ہے تیرا پسر وہ جو ترا نام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا کام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا نام کرے زندہ
ہے تیرا پسر وہ جو ترا کام کرے زندہ

۴۲

دیکھ کر بحر و بر کا سرا پردہ جلال
ہاتھ ہی مرتب اس سے ہے تیرا ہوئے بیکراں
پھیر اور اپنے تیر پر ہر کا ہے جبرئیل
تیرے نشاں کی دیکھ کے ہیبت سے لال لال
رہ بہ نشاں تیرے تیغ کی نشاں ہے
ہے اسی کی تیرے تیغ کی نشاں سے

۴۳

طوبیٰ کی شاخ تیرے قدرت سے ہے قلم
اور ہر ورق پہ اس میں ہے اک قلم
کی صاد قوں کی راستی نے قول میں رقم
بے پردہ ہو کے غیب کی باتیں ہیں سب عیاں
جب باندھ کر کمر ہے ہر اک کو بیاں علم
ممکن نہیں پر طرہ علم کی

۴۴

ہے جاہ و دبدبہ تیرا جب سے جہاں میں
فوج حسین بن سے ظفر ہم رکاب ہے
بیشتر ہے سوا ں علم تیرا بے حساب ہے
بیان تیرے کا نشاں علم تیرا بے
روشن علم سے آئینہ رشک قمر ہے
بیشتر ہیں تیرے علم نشان حسین ہے

۴۵

دیکھ کر تیرے علم کا نشاں آفتاب کی
تیرے نشاں سے کس علم کا نشاں آفتاب کی
یہ نشاں ہے کس علم کا نشاں آفتاب کی
یہ نشاں ہے کس علم کا نشاں آفتاب کی
یہ نشاں ہے کس علم کا نشاں آفتاب کی
یہ نشاں ہے کس علم کا نشاں آفتاب کی

۴۵

نورِ جانِ دلِ ما قائدِ اعظمِ دین
ہادیِ کاروانِ ملتِ بیضا کا امیں
وہ جو اک بار ہوا محوِ خیالِ منزل
اس کی ہر گام پہ ہے گردِ سفر کا تزئیں
اس کی آواز میں تھا صورِ سرافیل کا زور
اس کی خاموشی میں تھا عزم کا طوفاں رنگیں
اس کی آنکھوں میں چمکتا تھا وہ خوابِ روشن
جس کی تعبیر ہے اب ہر دلِ بیدار کا یقیں
اس کی تدبیر نے بکھرے ہوئے ذرّوں کو ملایا
اس کی ہمت نے دیا قافلۂ عزم کو دیں
وہ جو اک بار ہوا محوِ خیالِ منزل
اس کی ہر گام پہ ہے گردِ سفر کا تزئیں

۴۶

اے امیرِ ملتِ بیضا کے نگہبانِ عظیم
تیری ہمت سے ہوا ہے یہ چمن پھر رنگیں
تیرے ہاتھوں میں ہے اب قافلۂ عزم کی باگ
تیری آواز ہے اب ہر دلِ بیدار کا یقیں
تو نے بکھرے ہوئے ذرّوں کو ملایا پھر سے
تو نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو کیا پھر سے حزیں
تیری تدبیر سے روشن ہوا ایوانِ وطن
تیری ہمت سے ہوا ہے یہ چمن پھر رنگیں
اے امیرِ ملتِ بیضا کے نگہبانِ عظیم
تیری ہمت سے ہوا ہے یہ چمن پھر رنگیں

۴۷

جب شاہِ امم انبالہ میں فرماں فرما ہوئے
آتشِ نمرود افلاک سے بھی بیباک ہم
تھا ہماری ہی زباں پر جب کلمۂ حق کا ورد
ہم ہوئے تھے ہر زمانے میں سزا کے خاک ہم
ہاں قیادت میں ہماری ہی رہی ہے راستی
تھا ہمارے دم سے دنیا میں صداقت کا نمود
ہم نے باطل کی فضاؤں میں اڑائے ہیں علم
ہم نے باطل کی فضاؤں میں اڑائے ہیں علم
ہم نے باطل کی فضاؤں میں اڑائے ہیں علم

۴۸

ہم نے دنیا میں بنائی ہے عجب تاریخ یہ
ہم نے کھیلی ہے ہر اک دور میں آتش کی کھیل
ہم نے باطل کی ہر اک چال کو ناکام کیا
ہم نے توڑا ہے ہر اک ظلم کا بے رحم طلسم
ہم نے ہر دور میں دیکھا ہے زمانے کا مزاج
ہم نے ہر دور میں بدلا ہے زمانے کا چلن
ہم نے ہر دور میں بخشا ہے جہاں کو اک نور
ہم نے ہر دور میں بدلا ہے زمانے کا چلن
ہم نے دنیا میں بنائی ہے عجب تاریخ یہ

۱۰

کاہ فن دریوں سے کرمندی یاد در
ہم بھی اب سے بجا یہ سر اٹھا دیں گے

۱۱

لیلیٰ نے بھی زبان ادب کی خطاب
جھکا کے دونوں سے بجا لائے حکم شتاب

۱۲

کاروان نیشکر نے ایک بار
اک کارکن سے چار علم دار دو چار

۱۳

کاروان نیشکر نے ایک بار
اک کارکن سے چار علم دار دو چار

۱۴

فوج موہنی کی ہمیشہ رہے بلند
ہمیشہ اسی کی شان کی رایت رہے بلند

۱۵

ہم بھی اب سے بجا یہ سر اٹھا دیں گے

۱۶

فوج موہنی کی ہمیشہ رہے بلند
ہمیشہ اسی کی شان کی رایت رہے بلند

۱۷

فوجی یہ سنکے جانب طوفاں بڑھا ہوا
حملہ کیا دلیر نے تیغ کشیدہ کیا ادا

۱۸

طوفاں سے بھی ہم بھڑ کے طوفاں کیا کیا
ہر جان پہ جان کی بھی کیا کیا

۱۹

فوجی یہ سنکے جانب طوفاں بڑھا ہوا
حملہ کیا دلیر نے تیغ کشیدہ کیا ادا

۲۰

طوفاں سے بھی ہم بھڑ کے طوفاں کیا کیا
ہر جان پہ جان کی بھی کیا کیا

۲۱

لیلیٰ نے بھی زبان ادب کی خطاب
جھکا کے دونوں سے بجا لائے حکم شتاب

۲۲

کاروان نیشکر نے ایک بار
اک کارکن سے چار علم دار دو چار

۲۳

کاروان نیشکر نے ایک بار
اک کارکن سے چار علم دار دو چار

۲۴

فوج موہنی کی ہمیشہ رہے بلند
ہمیشہ اسی کی شان کی رایت رہے بلند

۱۳

سب سے سو اٹھا کر پہاڑ کا تیر
وارث کی لاش پر ان بیوہ سے بیٹھے ہیں
کہتی تھی باپ سے بار بار سلطان شہید ہیں
فرمان عام علم حضرت حسین
ہمیں ہیں بیٹے بیوی بہن بیٹیاں
فرمائیں اب کیا کریں ہیں بیٹیاں

۱۴

قیدی بنا کے نام کہا اس سے نظر کیا
عباس حسن علم شہ کم سپاہ
یہ لشکر قدر یوں کی بھی حالت ابتر تباہ
بولے کہ اس عزا کی پڑے تجھ پہ مار
حالی تو سے بیان سے ہو امال اور رہا
ہر کہ بیٹے ہیں ہم نہ ہم نہ بڑے کہ ہیں

۱۵

چلائی اس کہ بیٹے سے وہ بیٹی بیٹر
کہا ہم کہا ہے اس بیٹی کی ہیں ہم
پیارے کہا ہے کہ ہیں ابن علی کی ہم
بیٹھے ہیں تیر سے در تیر کہ
آرام سے بیٹھ یاں کیا ہے کہ
منھ پر طمانچے مار کے وہ رونے لگی

۱۶

القصہ بیٹوں سے بار بار کہ
اس بیٹی کے در بیت بیٹاں علم کیا
راہ تیر جاں کا کھو ہم رہا
ہر ہم جھ کا لائے ہیں بیٹا نہ انبیا
غازی کی بیٹاں تیغ سے تسلیم کر اٹھ
اب ہر اک ہر کی نظر تسلیم کر اٹھ

غزل ۱۷

فرض غم ادا بھی ہم طبل بیگار رجا بجی
ہر کہ ہم ایک اور خریدار رجا بجی
بندگان بیمن عزیزان دل افگار رجا بجی
اک عمدہ جیل ہے ہمہ شیرین بیان بجی
دیکھیں کسے نصیب ہو یہ حسن بیان بجی

غزل ۱۸

کیا خوبان سب ہم کی عجب عزو جاہ ہے
پیچھے چلے ہیں غیرت صد قافلہ ہے
جانے نہ دیں گے ایک بھی یہ فوج سپاہ ہے
یہ رائی کی نظر ہے بجی کا گواہ ہے
شمشاد اس نشان سے کیا بانکا سپاہ ہے
یارب ہمارے سر پہ کہاں دن کا کب ہے

غزل ۱۹

اب دیکھیے کسے یہ حسینی ملے ہے
کس خضر نے سب کو یہ اب راہ کی ہے
پہ دیں بن بنائے یہ باغ ارم ہے
کھلتے کمر دبخشش امت قلم ہے
کیا یہ بھی حق ہے ہم کہ کہاں ارزیں
اک پیش ان سے کھڑا ہے علم انتظار بن

غزل ۲۰

خوبرو کا سر بر یہ بجلی یہ ہما رہے
پھر دست بلوں بازو سے تیر الوداع رہے
بعد اسکے دو دلیش زیبا ہو بجا رہے
جھنڈے تلے ہیں پرچم رحمان فتح کا رہے
کیا کیا جوان بجی کے گرنے سے اٹھ گئے
اسکے اٹھانے ہار نے زمانے سے اٹھ گئے

۲۱

الف کے جزم میں ہے علم یہاں تک کیا
دان و ارث علم کا بھی نشان بھر کیا
بان بنل آنجناب ہے پیش پیش کیا
دان نجار استیان کا دل میں بھر کیا
یا الٰہی اس نشان کی کب چلے دن دہر
مال کے پاس سے آئے جو ہر یا دل دہر

۲۲

ہر چند سب پریشان ہے امید وا نظام
ہر تار بار رضا سے یقینی ہیں جان جان نثار
زینب کے بادگار علی کے ہیں دشوار
لیکن بڑا کتاب ہے چھوٹے سے بار بار
بھائی علم کرے کہ اٹھا کر نہ دیکھیے
حضرت کو دار علم کو برابر نہ دیکھیے

۲۳

اولاد پر ہوان علم کا جو ہے گمان
دیر کی ہاں ہیں بیل بیل بردہ بیل
ابجد کہتی ہے ہوری فاطمہ نشان
فارسی ہے اور یعنی ہر اکبر جوان
بعد از نوکل اور دعا مانگیے حسین
رہتے ہیں جب سے بھوکے ہوا نقارا مانگیے

۲۴

فقہ کہ علم دین کا ہے زینب کردین باب
مال کہ ہیں علم کے نہ ہوان مرد دین
دادار ہے جعفر اور نجفی نا ہے ر نجفی
کیونکہ حسین کی منصب ہے بڑا
آخاک جو قرآن ہیں وہ علم ہیں حسین
انجیل علم توریت و زبور ہیں حسین

۲۵

کسی دن سے اے طالب دیدار ہونا
وداری بہت ہو گئے اب یار ہونا
یہ دو پہر روز کی ملاقات اچھی نہیں
دنیا ہے آن فن ہے یہی کاروبار ہونا
لگے ہے تمہیں حسن کا صدقہ کرنا
ہیں یہ زبان ہاتھ کو تلوار ہونا

۲۶

ہمارے مہمان حسین کا جانا بہت بُرا ہے
کہا تھا کس نے کہ آپ کا انتظار کرنا
عباس کی طرف کو دیکھ کر اشک بھر لانا
فرمایا اس نے کہ بس اب گھر کو جانا
بولے کہ بہن سے رخصت ہونا ہے
پھر دیکھنا ہے یہ منہ کہ نہ دیکھنا

۲۷

فرمایا کہ بھائی بہن کا ساتھ نہ چھوٹے
غصہ تو ان کے پاس پھٹکنے نہ پائے
بھائی کی بہن پر ہے یہ فرض اولین
دشمن بھی بہن پر نہ کرے ہاتھ اٹھانے
بھوکے ہیں بہن کی آس پر اپنی جائیں گے
بھیگی ہوئی آنکھوں کو وہ پونچھا کرے گی

۲۸

عباس لاڈلے تھے شہ بحر و بر کے بھائی
فرمایا کہ کیا ہے بہن کیا ہے برادر
کس واسطے ہے بہن کی یہ ساری کمائی
ہیں بیر اس کے بھائی ہوئے ہیں بلا عدد
ہیں بیر اس کے بھائی ہوئے ہیں بلا عدد
ہیں بیر اس کے بھائی ہوئے ہیں بلا عدد

۲۹

دنیا میں ہیں ہزاروں بدنام برے آدمی
لیکن کسی کا عیب نہ ظاہر کرے کوئی

۳۰

گھائل کرے جو تیر سے بہتر ہے وہ سخن
آزار دے جو تیغ سے بہتر ہے وہ سخن

۳۱

اب دیکھئے مرزا تیرے بن نام کیا کرے
زاں رو سیہ کے لیکر ہم نام کیا کرے

۳۲

بان ایک زبان کی بھی خبردار رکھیں
افسوس کہ دو دو زبان والے نکلے

۳۳

بولا وہ سر جھکائے بجا کہتے ہیں حضور
لیکن ذرا سے حضور سے اظہار ہے ضرور
لایا ہوں ٹھیک تین بجے جب کہ آپ نے
بڑھکر ادب سے عرض کیا عالی نسب کہ
عرض اپنا سوئے اکبر عالی نسب کہ
اور ہم کچھ انتساب سے آگے طلب کہ

۳۴

غازی کے پاس آئے بہم شکل معطفٰے
دیکھا ہر ایک ان سے سب بہتر و ارفع کہ
حضرت کے آگے جا کے ادب یہ ہم جرا
وہ بولے آپ ہی سے ہمیں حل کیجئے یہ قید
زیبا یہاں قیام ہے یا کیجئے یہ
یہ کیفیت اس کی بیان کی ہمیں سنائیے

۳۵

ماں علم کی دکان سجی بن سجی کا غلام
عباس یہاں غلام حسینا و فدیم
کہنے لگا اس بات کا ہم کیا ہے انتظام
سمجھیں کہ ہمیں نہ حق طلب ہے زیادہ کی
ہے آرزو علم کی نہ دنیا سے ہمیں کی
ہم کو ہے سلطنت سے نظر ہی حسین کی

۳۶

ہاں ہیں یہاں بہت سے ہنر مند ہر فن میں
ہاں کام کرتے ہیں یہ سبھی اپنے اپنے
بھائی ہیں ایک دوسرے کے یہ سبھی
ہاں سب کی ہے یہ ایک ہی ہمت یہ ایک دم
ہم سے کوئی نہ ہو سکے ہم سے کوئی نہ ہو سکے
ہیں ایک فن میں ماہر و استاد ہم سے کم

۳۷

اس شہر پہ برسوں سے ہے جو حسن طلسمات
ان کا ہی ہنر ہے کہ نظر بھی نہیں آتیں

منصب جو ملا ہے تو فقط ان کو ملا ہے
بانی جو ہیں اس شہر کے اور بے مثال ہیں

تنہا نہیں دنیا کے ہیں اس شہر کے بانی
بانی جو ہیں اس شہر کے اور بے مثال ہیں

بانی جو ہیں اس شہر کے اور بے مثال ہیں
بانی جو ہیں اس شہر کے اور بے مثال ہیں

۳۸

میر تقی میر سب کی رہتی کا تب کی

بہت الفت سے مصحف زہر الطافت کی
کہ یاد اس سورہ قاری کو ہے حرف بہ حرف کی

کہ یہ قرآن ہے یہ حرف بہ حرف کی
بہ حرف بہ حرف کی

بہ حرف بہ حرف کی
بہ حرف بہ حرف کی

۳۹

پیمبر ﷺ زبان سے کر دیا جاری

پڑھے کوئی جب بھی یہ سورہ
تو ہر حرف پر دس عبادت ہے پائے

جہاں منصب علم مصطفیٰ کا رہے
یہ ممکن نہیں وہ سرا سر گلستاں ہو

دو رکعت قدم زمین ادب بن کے رہے
کہ ہر حرف کے ساتھ جنت ہو پائے

۴۰

انہاں وچ پیا ہاں بھی بھی ایہ دے متھے

ہنا سر دیوے تاں عبادت دے پاوے
دیکھے جس ان کی اطاعت دے پاوے

پڑھے جو بھی جو کرنا گناہ دے دل کا
اوہنے لگے جیون نصیب اوہنے اوہ دے

اوہنے کرے جو نام مبارک پڑھ دے

۱۴۱

ناطق اوّل مصحف ناطق آخر اوّل
زبان زبانِ اوّل مصحف آخر اوّل
رہتی تھی جب بھی کو نہایت وہ بے پدر
کہتا تھا جبرئیل سے خلاق بسم اللہ
جاوید تیسرے تیسرے کو اکثر اللہ
ہاتھ پہنچا نہیں ہوتی خدا کی قدرت

۱۴۲

ارض و سما کے بیچ میں آتے تھے جبرئیل
انبیاء جیب سناتے تھے جبرئیل
جز انبیاء کو پیش نہ جاتے تھے جبرئیل
جو ذکر جس نبی سے سناتے تھے
بارہ حرف حرف قلمبند کرتے تھے

۱۴۳

حوالا بھی جو مصحف جن اوّل و آخر
یہ نقطہ کے واسطے حکم خدا ہے کیا
بجھا کے شمع قصہ سنانا شروع کر بلا
لکھتے تھے یہ زبانی جبرئیل امین
فرمان حق کی ترتیب سے سالاری تھی
تھی اس پہ ہم نے حکم علداری تھی

۱۴۴

رہا تھا تین لیل حرف اعظم
عجائب کی طرف کو بڑھ رہی تھی
زمانہ کو تھا حیرت سے تکتا
لکھا جن اور انسان کو دیا علم
ہمہ فرمان یزدانی ہمیں تھا
ہمہ اعجاز کہ کر دہ پیمبر کے لیے

۴۸۱

بھی کہ ہیں نسبت یہ سیف ذوالفقار
ہے جو ان علی کے خلف یہ نوازشیں
لبریز دل محبت و مہر و وفا سے ہیں
ہم سے سبھی ہیں ہم بھی سبھی پر نثار ہیں
اب ہاتھ کیا ہیں لفظ سب ہم پیار ہیں
تم خوش رہو یہ ہے دعا ہم سے جدا ہوئے

۴۸۲

جاتے ہیں ہم کہ ہے یہی مرضی خدا کی
جاتے کہاں ہیں ہم خدا حافظ سب کا
بلا وہ کیا۔ کہاں کہ مبارک ہو راستا
دل ان کو دے رہا ہے دعا ہم بھی ہیں یہاں
منصب ہو اپنے جب کہ کام فرمایا جائے
جب کہ ہے بلاوا تو فوراً جدا ہوئے

۴۸۳

یہ ذکر ہے کہ ہیں ہم کہاں کس مقام میں
اک گاؤں ہے بن کھڑا ہے کہ اک گنجان ہے
تھی فکر ہم کو فدیہ اول ہو ہم سے
بیعت نصیب حضرت عالی ہو ہم سے
ہم اس پہ ہیں اور یہ ہم پہ نثار ہے
ہاتھ اپنے ہیں یہ ہاتھ میں ہاتھ ہے

۴۸۴

بیٹھا ہوں میں کہ ہے یہ مرا جا نماز
یاد آگیا ہے خواب کہ دیکھا تھا جو کبھی
ہے ہاتھ میں عصا کہ ہے ہاتھ میں عصا
ہے ہاتھ میں عصا کہ ہے ہاتھ میں عصا
ہے ہاتھ میں عصا کہ ہے ہاتھ میں عصا
ہے ہاتھ میں عصا کہ ہے ہاتھ میں عصا

۴۸۵

بیٹھا ہوں میں کہ ہے یہ مرا جا نماز
یاد آگیا ہے خواب کہ دیکھا تھا جو کبھی
ہے ہاتھ میں عصا کہ ہے ہاتھ میں عصا
ہے ہاتھ میں عصا کہ ہے ہاتھ میں عصا
ہے ہاتھ میں عصا کہ ہے ہاتھ میں عصا
ہے ہاتھ میں عصا کہ ہے ہاتھ میں عصا

۲۷۹

گردن اٹھا کے کہنے لگا شہسوار سے
ہم اپنا ساتھ چھوڑ کے ہرگز نہ جائیں گے
اس نے کہا کہ اچھا ہمارے ہی ساتھ رہ
دیکھیں گے تیرا زور کہ کیا اپنے وار سے
ہم سے بھی ہو سکے گا نہ زینب کے لال کا
دیکھیں گے دل حسین کے دل سے نکال کا

۲۸۰

یاد آیا جب دلیری و غیرت میں بھائی
اس نے بیان کی پھر اسی وقت لڑائی
بہتر سے جانبازی کی جب اس نے دی دہائی
تھرا گئے وہ سن کے اکھڑ ان کے پاؤں بھائی
جیتے ہی جی پھرے نہ کوئی پھیر کھا کے ہم
دیکھیں ہیں آج کھیل کھلے اس کے وار کے

۲۸۱

ساکن تھیں جاں بچانے کو دونوں طرف سپاہ
آواز آئی قوم سے اک صاحب نگاہ
تیغیں ہیں کھینچی ہوئی اور برچھیاں ہیں تباہ
سر ننگے ہیں کھلے ہیں گریباں ہیں چاک راہ
ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوئی ہے ہوا بدل
ہیں بھائی بھائی آپس میں کیوں ہو گئے ہیں دل

۲۸۲

بولے کہ بس کرو یہ لڑائی ہے کس لیے
کیا ہو گیا ہے تم کو یہ کیا ہو گیا ہے
ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوئی ہے ہوا بدل
ہیں بھائی بھائی آپس میں کیوں ہو گئے ہیں دل
دیکھیں گے کیا کہ ان کو ہوا ہے یہ کیا ہوا
پھیرا ہے کس نے آ کے یہ منہ کس کی سمت سے
آئے ہیں کس کے بھائی بنے جانثار دیں
ہم سے لڑیں گے اور بھی بھائی کہاں سے آ کے

۱۵۶

خبر ہے کچھ تمہیں اے بے خبر اس شعر کے معنی
اسے ہے ارتقائے جذبۂ حبِ وطن کا کام
یہ ہے ان بے زبانوں کے لیے اک ترجمان جس کا
دلِ ہندی ہے ہندی اور زبانِ ہندوستان جس کا
یہ ہے اک جذبۂ پاکیزہ جو ہر دل میں ہوتا ہے
یہ ہے اک ولولہ جو ہر جواں کے دل میں ہوتا ہے
یہ ہے اک جوش جو ہر نوجواں کی رگ میں ہوتا ہے
یہ ہے اک ہوش جو ہر نوجواں کی رگ میں ہوتا ہے
یہ ہے اک ہوش جو ہر نوجواں کی رگ میں ہوتا ہے
یہ ہے اک ہوش جو ہر نوجواں کی رگ میں ہوتا ہے

۱۵۷

اے کاش ان بدنصیبوں کو یہ پیغام دے دیتا
نہ ہم سے اتفاقِ رائے کا انعام لے لیتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا

۱۵۸

یہ ہے اک جوش جو ہر نوجواں کی رگ میں ہوتا ہے
یہ ہے اک ہوش جو ہر نوجواں کی رگ میں ہوتا ہے
یہ ہے اک ولولہ جو ہر جواں کے دل میں ہوتا ہے
یہ ہے اک جذبۂ پاکیزہ جو ہر دل میں ہوتا ہے
نہ ہم سے اتفاقِ رائے کا انعام لے لیتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا

۱۵۹

اے کاش ان بدنصیبوں کو یہ پیغام دے دیتا
نہ ہم سے اتفاقِ رائے کا انعام لے لیتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا

۱۶۰

یہ ہے اک جوش جو ہر نوجواں کی رگ میں ہوتا ہے
یہ ہے اک ہوش جو ہر نوجواں کی رگ میں ہوتا ہے
یہ ہے اک ولولہ جو ہر جواں کے دل میں ہوتا ہے
یہ ہے اک جذبۂ پاکیزہ جو ہر دل میں ہوتا ہے
نہ ہم سے اتفاقِ رائے کا انعام لے لیتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا
نہ ہم کو ہند میں ہندو مسلماں کا جھگڑا ہوتا

۱۴

دفترِ فقہ و کلام و وعظ و تفسیر و حدیث
درسِ اخلاق و بیانِ حکم و اسرار و دقیق
ہر طرف بکھرے پڑے تھے موتی اور ہیرے بہت
شوق سے راتوں کو اٹھتا تھا مطالعہ کا شوق
دیدۂ بینا کو جو بخشی گئی تھی روشنی
ہر ورق پر حرفِ حق کی ضو فشانی دیکھ کر
فرطِ حیرت سے کبھی ہوتا تھا سر سجدے میں گم
یہ عطا تھی صرف اللہ کی عنایت کی قسم
اور پھر اس علم کے دریا سے جو موتی ملے
ان کو سینے میں سجایا دل کی تختی پر لکھا

۱۵

فضل و دانش کا وہ مرکز علم کی شمع فروزاں
دھیان اپنی ماں جان کے پیارے کا ہر لمحہ
اس کی خدمت کی ہر اک بات کو دل میں رکھا
پھر یہ خدمت کا صلہ اس کو ملا اللہ سے
دنیا و آخرت میں اس کا نام روشن ہوا
یہ ہے اللہ کی رحمت کا کرشمہ سارا
اور پھر اس علم کے دریا سے جو موتی ملے
ان کو سینے میں سجایا دل کی تختی پر لکھا

۱۶

پیرِ اساتذہ علم کے بحرِ بیکراں
حافظ و عالم و فقیہ و محدث و مفسر
سب کچھ تھا ایک ذات میں جمع بدرجۂ اتم
سلسلۂ علم کی یہ کڑی ہے بڑی اہم
باقی ہے ان کی ذات سے علم کا فیض جاری
سرورِ عالم کی ہے ان پر نظرِ کرم سدا
ان کی خدمت کی دین ہے یہ اعزاز و جاہ بھی
ان کے فیض سے ہی ملی ہے یہ اجازہ بھی

۱۷

ہم نے بھی ان سے پایا ہے علم کا یہ خزانہ
ان کی شفقت کا سایہ رہا ہم پر سدا
ان کی دعاؤں کا ہے یہ ثمر
ان کی محبت کا ہے یہ اثر
ان کی نظر کا ہے یہ کرم
ان کی عطا کا ہے یہ بھرم
ان کی دعاؤں کا ہے یہ ثمر
ان کی محبت کا ہے یہ اثر

۱۵۱

ہر قدم دنیا نئی آباد کرتے جائیں ہم
رہروانِ شوق منزل پر بھی گھبراتے نہیں

۱۵۲

دیکھنا ہے ظرف کتنا ہے تمہارے ہاتھ میں
ورنہ ہم تو تشنگی کا ذکر بھی کرتے نہیں

۱۵۳

فرائض بھی عجب شے ہیں ادا ہو کر نہیں ہوتے
جنہیں ہم یاد رکھتے ہیں انہیں وہ یاد رکھتے ہیں

۱۵۴

ہمارے شہر کے مرد و زن سے کیا نہ ہوا
بجز اس کے کہ خود سے خدا خفا نہ ہوا

۱۵۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناصر
اداسی بال کھولے سو رہی ہے

۱۵۶

وہ ترے نصیب کی بارشیں کسی اور چھت پہ برس گئیں
دل بے خبر مری بات سن اسے بھول جا اسے بھول جا

۱۵۷

یہ کس خوشی کی ہوا چل گئی ہے
کہ سارے غم ہو گئے ہیں رخصت

۱۵۸

ہم نے دیکھا ہے بارہا ناصر
تم کو خود سے جدا نہیں دیکھا

۱۵

پھلا یا ہے مگر اس نے ابھی سیب کا خول بابا
حاضر ہے اگر کچھ لانی بھی فرمائش کی ہو
کہتا ہوں یہ پھر تجھ سے کہ جانے کا نہیں میں
اب بھی بیٹھے دیکھے ہے یہ بابا بھلا
دیکھا ہے یہ بابا کو مرے لاتی ہے بابا کو

۱۶

نہ دیکھی کبھی تو نے ایسی سنی بات
بس بس زیادہ تجھ سے نہ ہو بات بات
چپ ہو بھی جا کہ ہم کو ادب ادب کر
بیٹھا ہے ہاتھ باندھے ادب سے ادب کر
بیٹھا ہے ہاتھ باندھے ادب سے ادب کر
بابا ہے مرا ان سے کہ بوڑھا ہے ماں ہے

۱۷

اونچی کاذب اُفق شام ہے فرقِ فام
آرزو جلوۂ صبح کی ہے صادق سے بکام
اور قندیل دار ہی بام پہ ہے شام و سحر
دن کو بھی جلتا ہے یہ جلتا ہے یہ رات کو بھی
ایسی ہے ایسی ہی ہے آدم زاد کی ہستی
ہم کو بھی کہنی ہیں عالم کی بہت سی باتیں

۱۸

لایا ہے دیکھ کر نظارہ بہت بڑا
سیدھی ہے بات یہ بات عقیدت میں بڑا
پیغمبری علم ہے مگر من جملہ
سمجھا ہے یہ اسے کہ ہے اک پیشہ سا کوئی
ذکر اس کا زبان پر ہے تو اک چرچا ہے
چھوٹے بڑے ہر ایک کو ہے یاد اس کی

۱۵۱

اوجاں ست سنہ لیت یعنی بیت الامام
انصاف میں حسین کے یکساں ہے خاص و عام
بیکس غریب اور ہے بیکس کا ہے امام
نشان امام ہے یہ کہ ہے حامی اہل اسلام
منصف ہیں یہ کریم ہیں یہ رحمتیں ہیں یہ
بارِ ثقل و زیرِ اعظم ذاتِ خدا ہیں یہ

۱۵۲

کل روز حشر ہی عدالت کو دیکھنا
دشمن پہ تیغ دوست پہ رحمت کو دیکھنا
تشنہ لبی میں دشمنِ دیں کی طرف سے آب
کسریٰ کی بیٹیوں کا اسیری میں دیکھنا
انصاف اگر کریں تو ہے باقی ہوائے
ہم ان کو ہم ہے سب کو ہے باقی ہوائے

۱۵۳

باعبدِ حق کی طرف سے عبدِ کریم کا سلام پہنچے
روزِ اجل بخشش کے عہدہ دار سے پیغام پہنچے
بھیجا ہے اس کریم نے سرور کا ہار تحفہ
نذرِ غلام لے کے شہِ ذوالاحترام پہنچے
بیٹے کے ہاتھ باپ کی عزت کا ہے سوال
لیکن ہو ایسا کام کہ باعث ہو نام پہنچے

۱۵۴

اس بار کے اٹھانے کو طاقت بھی چاہیے
طاقت کو حسن لیاقت بھی چاہیے
عامل کو اس محل کے رفاقت بھی چاہیے
دل کو دعا زبان کو صداقت بھی چاہیے
ایسا ہو تیغ کی تیرے باریاب میں
لاکھوں سے جو اڑا دے بڑھ کر کتابیں

۴

ہم اور وہ ہیں ایک مجھ سے جان کیا
آگ لگا دی ہیں کو طالبوں نے ان کیا

یہ نہ ہماری عین نیچی تھی لال کیا
حکم امام میں یہ تھا وقت جہاد کیا

اس کی نہ ہم نے جنگ بھی ایسی بھی بیکار
ہم بھی ہم بھی ہم بھی عام بھی عام بھی بیکار

۵

اور کس طالبوں یہ صف شکن پیدا
تاروں میں بند دولت تھا نہ ایسا پیدا

کہ ہو کہ ہو کہ ہو کہ ہو کہ ہو کہ ہو کہ ہو
بندوں میں بس ہے ایک خدا کی خدا کی خدا

۶

دروازے اس چمن کے ہیں دو ایک ایک رکھا
دربان ہے ایک در پہ جہاں ایک پہ رکھا

اک در سے آ نہ جائے کہ اور ایک در سے جا
شاہ گدا کا ایک سے ہے ایک در سے ہے

۷

یاں ہو رہا ہے ایک طلسم بنا اور بگڑ گیا
یاں شب کی شب بنا بنا جو مٹا اور بگڑ گیا

یاں کل کی زبان تازہ ہے جاتی اور بگڑ گیا
نام خسرواں کا ہے کہ نہ زر گل پہ بگڑ گیا

یاں دن نہ بن حساب کا بھی بھی بھی بھی
نابت کیے کھڑے ہیں سوار ہی کی دیر ہے

۱۴۵

ہمارا دین بس اک سرمایۂ کاسب یک قلم
یہ یک اعجاز ہے یکتا ہمارا نام مرد یم ہم

لڑائی میں ہمیں رنگاں کھیل بیٹھے ہم
یہ ہے پیغام مرد سے خطاب عام

کہ ایک ایک مقابلہ بن گیا میدان ہے
بزن ہل بہاری رخصت کا بیان ہے

۱۴۶

انہیں ہم دور سے پہچان لیتے ہیں

جھپٹ کر ہم نہ باہم خونی آنکھیں لڑتے ہیں

یہ آنکھیں ہیں کہ مرہم خاک تھے ہم لڑتے ہیں

یہ آنکھیں ہیں کہ ہم دیکھے ہیں ہم لڑتے ہیں

سنہ ۱۹۱۴ء سے یاد تھا کارنامہ

ہم نے فقط بیان ہے نام خدا ہے

۱۴۷

ارتقاء و النفاس الکبیر امتحان

پہلے اول سو ہزار زیبا الفرد اسمان

اور ہے اللہ ہم بیس اور ہے بیان

یہ ہے کہ ہم بیس اور ہے بیان

ہم نے دونوں ایک ہے اس نے تیسرا کام لیں

۱۴۸

دیکھ لیں ہم نے جو ہم ہیں ہم

ہم نے ہیں ہم نے ہیں ہم نے ہیں

ہم نے ہیں ہم نے ہیں ہم نے ہیں

ہم نے ہیں ہم نے ہیں ہم نے ہیں

ہم نے ہیں ہم نے ہیں ہم نے ہیں

۸۱

جہاں میں اہلِ ایماں جدت اندر امتزاج اپنا
نامعلوم ہمارے صلح علم ایمان ظلم
دراصل ہے شاہد فن جدت امتزاج
سنا ہے جن کا ہاں ہمارے مرغلام
نہ دیکھے تم نے ہم سے بندے نیک ہیں
عیاں ان پر ہے جن کو ہوش ہیں یہ بات

۸۲

ان کا علم ملاقات میں کوئی علم
فاضل ہماری ایسی ہے ان سے ہیں بھیجے
اس سے ہے خیر میں علم سرد ام
ہم ہم نقش ہیں ایک طرف دوسرے ہم
سرد دار ایک ہاتھوں علمدار دوسرا
ہم سا بھی ہے جہاں میں نمودار دوسرا

۸۳

عرش علا ہے فرش میں کیا سر حسین
آنکھیں ہیں عرش کی سو ہے شاخ حسین
اقبال ہیں کی حافظہ دفتر حسین
ہم کیا بڑے بڑے ہیں نیک پدر حسین
قدس ہماری ناف کو جب کہ نوا کیا
اب دیکھ کیا ہے میرے ہاں کیا عطا کیا

۸۴

قدرت ہے کہ غیب کے اسرار دیکھ لیں
اپنے محل سے خلد کا گلزار دیکھ لیں
چیتے کی کام ایک ہے بھر میں دیکھ لیں
آنکھوں میں بھی ہم دم بیدار دیکھ لیں
قدرت ہے سب طرح کے صفیہ کیا ہی
لیکن نہ ہے ہم اپنے کی قدرت لگا ہی

۸۵

قاتل کو عام دیتے ہیں تسکین کے عوض
رہتے ہیں یہ خدا کی عبادت میں بے غرض
پیدا ہر اک بچہ ہے یہاں ناظم امور
یہ بنیاد سب سے اہم ہے اور حال ہیں مگن
سب سایہ ہیں یہ جان ہی بیکیان ہے
سایہ نہ جان ہیں یہ سب سایہ بیجان ہے

۸۶

ہم کھیلتے ہیں بچوں سے اکثر چھپا بھی ہے
ہم کھا رہے ہیں دل میں کہ خوف خدا بھی ہے
جب سب سے ہم بڑے ہیں تو کیوں نہ ہو غرور
دیکھا ہے ہم نے بچوں کو اکثر خفا بھی ہے
یہ بات ہے ہماری ہی تعلیم کی نہیں
سارا جہاں کرے ہے یہ دعویٰ روا بھی ہے

۸۷

حافظ خدا ہے اماں سے بڑھ کر ہے کون یہاں
تب کیوں ہوا ہر اس میں بھی حال سے نہاں
اماں نہ ہاتھ جوڑ کے ماموں سے یہ کہا
اُس نے یہ جان و مدت سے کیا تجھ کو ہے رہا
تیسویں کے روز جشن میں جنت کا در کھلا
پیارو وہ ہم سے اچھا تھا ہم سب بھلا کیے

۸۸

باغ بہار جنت ہی ہی ہی ہی ہی
دیکھا کہ فاطمہ جنت میں بار بار
فضہ پکاری اے میری شہزادی اے امام
دوڑے خوشی سے دوڑے ہوئے آئے وہ تمام
ایسے بھی کیا ہے نرم سے آرام کیجیں

۸۹

تلوار سے نہ مار اقلیموں مار اب جلا
اب بات جو ہو زور سے کہہ مار بات کی
ہم نے طلب کیا کہ فقط مرگیا بھی کیا
مطلب بر آئے مرد سبب ڈھونڈتے ہیں کیا
کاغذ زباں کہ جس پہ نہ کچھ بھی رقم ہوا
اک نسخہ ہے بیاض کہ تصویر نام ہے

۹۰

ہم تو تمک ہو تمہاری بلا جائے گر دنیں
یہ تیغ اپنے نام کی کاٹے ایک خود بنیں
حضرت کے چاہیے ہم ہو قربان ہو فدا
نیکو رہے کہ پشت ہو دو تیر یک ہدف
اے کہ تیرے لب پہ ہیں ہاں عاشقوں کی جانیں
ایسے نہ ہم ہوں اور نہ ایسے تمہیں ہیں

۹۱

لاتی ہے کیا زباں پہ یہ سخن لا یا ہوئے گا
باغی نے باغ سبز بھی دیکھا یا ہوئے گا
پیچھے کے دونوں کو بیکار یا ہوئے گا
لیکن ابر اب سنگ فرہا یا ہوئے گا
اتنا نہ بھار شیشہ سے جانوں سے
زینہ کا دودھ پیتے پہاڑوں سے

۹۲

زنہار کیا کہ دونوں کا دل آ رہے ہے
جب سے بنی ہے ایک نہ ہوں دو جواب ہے
او غمزہ جاں ستاں تیرے عتاب ہے
دنیا خراب ہے ہوئی عقبیٰ خراب ہے
کیا جانے کیا حضور نے فرمایا غضب ہوا
ہاں سن لیا تو یار نے کیا کیا غضب ہوا

بہ ستمہاں

۹۳

ہمیں سے اپنے پھیر لیا منھ اے جوانِ درد
ہم نے تو تجھ کو جان دیا جان جان درد

اکثر ہمارے ساتھ ترا امتحان درد
اس امتحان کے ہم ہیں ترے امتحان درد

جنت میں تا ابد رہے یہ خاندان درد
اس سے ہے جاودانی تجھے جاودان درد

۹۴

دونوں دو فوجیں سے ہوئے درپیش آ کر
لڑنے کو ہیں یہ آپس میں بے تابی دکھا کر

کیا منھ دکھاؤ گے تم ہم سے ہار جا کر
پیٹھ نہ دیجو ہم سے لڑو ثابت قدم ہو کر

ڈرتے ہیں کیوں لڑائی میں ہم جان کھو کر
آخر ہمارے ہاتھ کی ہے بات جان کی

۹۵

دونوں فوجیں ہیں صف آرا
ہاتھیوں پر ہیں عماری کی
کیا منھ دکھاؤ گے ہم سے
پیٹھ نہ دیجو ہم سے لڑو
ڈرتے ہیں کیوں لڑائی میں
آخر ہمارے ہاتھ کی ہے

۹۶

کھیتوں میں ہاں کھڑی ہیں نئی پود کی بہار
ان کی ہے ہر ادا میں نرالی ہی کچھ نکھار

بدلیں ہیں ہر طرف سے نئی نئی بار بار
برسیں گی اب کے ایسی کہ ہو جائے سبزہ زار

ہیں اس کھڑی کی فصل سے امید کامگار
ہاں اس سے ہے ہماری بہار اور ہے بہار

ہیں فصل کے یہ آنے کے پہلے ہی آثار
ہیں ہر طرف سے کھیت میں ہریالی کے ابھار

۹۷

ہیں ہم یہاں کھڑی کھیتیں نئی پود کی بہار
ان کی ہے ہر ادا میں نرالی ہی کچھ نکھار

بدلیں ہیں ہر طرف سے نئی نئی بار بار
برسیں گی اب کے ایسی کہ ہو جائے سبزہ زار

ہیں اس کھڑی کی فصل سے امید کامگار
ہاں اس سے ہے ہماری بہار اور ہے بہار

ہیں فصل کے یہ آنے کے پہلے ہی آثار
ہیں ہر طرف سے کھیت میں ہریالی کے ابھار

۹۶

بہت بیٹھے غدارِ دیر و سوا اب ہوا
تمام حکم مرنے کا ہم کو سبب ہوا
عجائب کس کا بھلا چاہ کر کیا ہوا
کہ ذبح ابھی گاؤ اور خلائق اوب ہوا
کہے کو کوئی بلا ہم پہ ری کی آن پڑی
زبان کو ہلانا ہو ہم کو عذاب ہوا

۹۷

قدرت خدا کی اپنے بزرگوں سے کان کن
کچھ بھی اب اہلِ دل یہ نہ لیاقت خدا کی تھی
بیٹھے پڑھتے رہتے ہو اور بھولے ہو قرآن
اور پڑھے پیچھے پاتا غضب سب کیا کھا
دونوں جہاں میں مورد الزام کرتا
کہنا ہمارا تو دھر کر بہانا کرتا

۹۸

جبکہ کوئی ہاتھ اٹھا کے پکارے وہ دم لگا
اماں اب کیسے کر خدا دم میں جا
رہتی ہے ہماری نیچی پڑی ہے
جن کا حضور ہاں کی ہے
ہم پر ہیں ہمارے ہیں
ہم پر ہیں ہمارے ہیں

۹۹

فرماں ہے ہاتھ رکھ کے جو بوجھ دیں غلام
فرماں ہمارا کیا ہے سر اقدس امام
اگر سے پوچھ لیجئے ہمارا فیصلہ مقام
کھل جائے پھوٹ جائے کی حقیقت ہی ہے
خدمت علم کی کیفیت

۱۰۱

ہم نے کہا تھا بہت کہ ہم کو چھوڑ کے جاؤ جان
غربت میں ہے کون ہمارا کون کرے گا ارمان
ہم خاک نشیں ان سے بھلا کیا سر کھینچیں
ان صاحب مسند سے ہمیں کیا نسبت
وہ باپ کی گدی پہ بجا بیٹے امام ہیں
وہ نائب حسینؑ ہم ان کے غلام ہیں

۱۰۲

پھر زباں در دہن ہے خامۂ مانی کی
کس سے ہو بزم میں تصویر ہماری کی
کب ترے تیر نے اے غمزہ بھلا کاری کی
ہم تو ہر وار پہ ہر ضرب پہ بسم اللہ کی
ایسے ویسے پہ کہاں ہم نے نظر بھر کی ہے
بیٹھنے ہی نہیں دیتے تری دربار کی ہے

۱۰۳

زینب بیمار کی ہیں فوج کی سردار بیبیاں
ہے ہر اک بی بی کے سر پر ایک بڑی تلوار بیبیاں
آن میں سب بہادر ہیں بڑی خونخوار بیبیاں
کس کی ہمت ہے کہ ان کی چادروں کو چھو سکے
ہیں یہ اک دنیا کے لشکر کی نگہبان بیبیاں
الفت حق ہے یہ ان کی ہیں یہ ایماں بیبیاں
کیوں نہ ہو ان کو شہ دیں سے محبت اتنی
ہیں یہ بنت شہ لولاک کی مہماں بیبیاں

۱۰۴

وہ بیبیاں کہ جن کی ادا تھی حجاب میں
کس منہ سے جا کے بیٹھتیں رن کی رکاب میں
سیدانیاں تھیں سیدہ عالی جناب میں
حضرت کے دودھ پیتے تھے یہ بھی شباب میں
زینب کی گود میں جو رہی ہو شباب کی
کرتی نہ کیوں حسینؑ کے مرنے کا غم سکینہ

هنال

بادریہ سنگے دوڑوں پر ہوئے گی نثار
پھر کچھ زبان سے نہ کہا دل کو اختیار
اے واہ ان نگاہوں کی باتیں ہیں پیار
کہتی ہیں سب کچھ اور کچھ کہتی نہیں زباں
اس عمر میں کلام کی تاثیر دیکھیے

هنال مطلع

ہیں ان میں دور ایک صنم آرسی کی بیر
زینت ہے مہ وشوں کی یہ کاں نظیر ہے
اک لال پیر ایک ہلال منیر ہے
ایک ایک جوشن کمر بازو کی تاثیر ہے
بوشن ہیں بازوؤں سے کہ بازو ہیں جوشن کی

هنال

ہم مہ وشوں کا کاہے کو اس نے کیا ہے بیر
ہمدم یہ ہے عنایت و تقدیر کی لکیر
بازو بھلا اس دیدۂ گلگوں کی ہے نظیر
ایسے کہاں ہیں دیدۂ خونیں کے تیر ہیں
بوشن ہیں بازوؤں سے کہ بازو ہیں جوشن کی

هنال

بندہ ہوں حضرت رب العلا میں ہیں
جانان جان عالم جانب خدا میں ہیں
تیرا ان کا ذکر کیا ہے خدا میں ہیں
ذکر ان کا ذکر کیا ہے خدا میں ہیں
نعت پیمبران عدل سے پیشتر ہوئی ہیں

غزل

ان کی نظر نے کیا کیا ساغر بھرا بھرا سا
رنگِ الم سے ہر دم ہے دل ڈرا ڈرا سا

یارب کبھی نہ ہووے یہ جو ہوں ہے ہر بُن
زاہد ہے کیا عجب تر کی سارا ہرا ہرا سا

تابِ علی نہ لاوے ہرگز زبانِ عریاں
پڑھیے جو میں زبان سے تیری کلام تیرا

غزل

دیکھو نہ کیوں کہ ہووے ہر اک کا منہ اُترا سا
ہے ہے عجب طرح کا ہے یہ زمانہ بیڈھب

یارب کبھی نہ ہووے ہر اک کا غمگسار ایسا
زینب ہے کون جس کا غم روز یار ہے

رہتا ہے کس کے دل میں ہر دم یہ کاوِ کاوِ
زینب کی لذت کاوِ کاوِ

پیچھے کی بات کا ہے شاید کہ کچھ اشارہ
زینب کی بات کا ہے

غزل

ہے ہے کہاں گیا وہ ہر دم جو تھا ہمارا
زینب کہاں گیا وہ

ہے ہے کہاں گیا وہ ہر دم جو تھا ہمارا
زینب کہاں گیا وہ

کیا جانے کیا ہوا ہے کچھ بن نہیں ہے آتا
زینب کیا ہوا ہے

ہے ہے کہاں گیا وہ ہر دم جو تھا ہمارا
زینب کہاں گیا وہ

غزل

ہے ہے کہاں گیا وہ ہر دم جو تھا ہمارا
زینب کہاں گیا وہ

ہے ہے کہاں گیا وہ ہر دم جو تھا ہمارا
زینب کہاں گیا وہ

کیا جانے کیا ہوا ہے کچھ بن نہیں ہے آتا
زینب کیا ہوا ہے

ہے ہے کہاں گیا وہ ہر دم جو تھا ہمارا
زینب کہاں گیا وہ

۱۱۳

نعت نے کیا سمیٹ ازل تا ابد مجھے
ہے دو جہان گھیرے ہوئے یاں سے گھر مجھے
نغمہ نگار ہی رہے نغمہ دیں سے کیا بعید
زمزمہ ساز ہی رہے زمزمہ دیں سے کیا بعید
ذکر ہے جس کا ہر طرف فکر ہے جس کا ہر طرف
کیا نہ ہو جس پہ ہر نظر کیا نہ ہو جس پہ ہر نظر

۱۱۴

چار طرف سے ہے مجھے گھیرے ہوئے وہ جلوہ گر
چپ ہیں پہ چپ ہیں ہر طرف بند ہیں ہر طرف کے در
باہر و داخل و یمیں کیا ہے جو اس کے ماسوا
ایک ہی ایک ہر جگہ ایک ہی ایک ہر طرف
عالم کی عالم ہے ضیا نور کا نور ہے سما
ایک ہی ایک ہر جگہ ایک ہی ایک ہر طرف
رضا کے دل میں ہے رضا ان کی رضا میں ہے رضا
ان کا ہی عالم رضا ان کا ہی در رضا

۱۱۵

حضرت سے بھی ہاں وہ خود نعت طلب ہیں نعت گر
کچھ کہا کچھ ہے کہا ہے کہا ہے کہا کچھ ہے کہا
حسن ہے ان کا حسن خود ان کا جمال جلوہ گر
اس سے کہا کلیم نے جس سے کہا کچھ ہے کہا
پردہ اٹھا کے دیدہ ور کی ہے جو بات بات پر
ہنس کے کہا کہ ہاں کہا ہاں کہا ہاں کہا کہا
ہنستا تھا ہے رضا ان کی ہر ادا پر کیا نہ ہو
ہنس کے کہا کہ ہاں کہا ہاں کہا ہاں کہا کہا

۱۱۶

ہیں کہاں کی لاش یہ ساماں کہیں نہیں
ذکر ان خوباں کا بھی ہے یہاں گریباں کہیں نہیں
ہیں کہاں ایسے کہاں کی گیسوئیں کی نہیں
جز گیسوئے بتول یہ پریشاں کہیں نہیں
نازاں رضا جو ہے کسی مایہ ناز سے
زیبا ادا جو دل ربائے حق سے ہے

۱۱۶

حضرت کے فضیلتوں کا بیان ہے
جبکہ ہیں سب میں افضل ان کا مرتبہ ہے

ہاں کے ہیں سب سے افضل ان کا مرتبہ ہے
زینب کے گھر کی لاڈلی بیٹی کا مرتبہ ہے

حیدر کی اور بتول کی بیٹی کا مرتبہ ہے
ہاں کی لاڈلی بیٹی کا مرتبہ ہے

۱۱۷

زلف کے بل نہیں ہیں دل کے بل ہیں
دیکھ لیں کس کے کتنے بل ہیں

کیسے کیسے تھا دھوکا دیا ہیں
اے یہ صرف فاطمہ کی غم کا ہیں

زینب کے غم میں آب بھر آئیں
فرمان کی لاڈلی بیٹی کا ہیں

۱۱۸

بولیں تم کیسے حظ ہم جب جب اہم
کیا کہیں کیا ہیں آفتاب میں اے بلند مقام

اگر دنیا ہے ان کی میں ہیں
ہیں اہم ہیں ہیں ہیں ہیں

۱۱۹

کیا ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۱۲۱

بیاض خود ترے ہیں گے دل کی بیاض کے شاہ
بھلا ترے ہم اوراق ہم بھلا دل کی بیاض کے
نہیں ہے کچھ بھی ہوا دل کی بیاض کے
ہے ہم سخن ہمیں کی نہیں ہوا دل کی بیاض کے
اس خواب سے ہم سخن کے ہوا دل کی بیاض کے
ہم نہیں ہوا ہیں ہم سخن کا خواب دل کی بیاض کے

۱۲۲

اگر وہ بیوہ سے اولاد ہے مرا
دیوان ہے کہ بلا ہے بلا جس کی قافلہ زاد
ہم ہاں ہیں سمیر ہوں گے صریر خامہ ہو
وہ دیوان ہے ہیں ترے سفر زندگی کے
ہے ہم ہاں ہیں ترے سفر زندگی کے
ہے ہم ہاں ہیں ترے سفر زندگی کے

۱۲۳

کہ وقت آنکھ ہے ہم ہے ہم ہے گا کب
ہے کہ جنت ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۱۲۴

ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۱۲۶

ان جنگلی راہ نے ہمیں ایسا بھٹکایا
نہ شہر خدا نے دیا نہ شہر خدا

۱۲۷

یہ ہیں کہ ہم عطا ہے اور ہم ہیں
ہمارا بار خدا نہ ہم پر خدا نہ ہیں

۱۲۸

ہمارے گھر میں ہے ہر چیز کی فراوانی
ہمارے گھر میں ہے ہر چیز کی فراوانی

۱۲۹

ہمارے گھر میں ہے ہر چیز کی فراوانی
ہمارے گھر میں ہے ہر چیز کی فراوانی

---

۱۲۶ مصرع دوم اور مصرع اول ہم کافیہ ہونا ہے علاوہ ازیں ایسا نہیں ہے پہلے مصرع میں "لئے" بمعنی ساتھ اور چوتھے مصرع میں بمعنی واسطے

۱۲۹

لرزہ تھا دوہ دن کے تعلیم کا سر اد
ہار تھا ہار تھا یہ جشم کا یعین پر تھا مار
تیغ قلم کا رعب اور اسر سے زیادہ
جس کا ان تیغ دیکھ کی خانہ زاد
اوروں کی ہمیں نہیں ہیں بیعت بھی ہیں
پھیلا دو ہم دیہاں دہ ہزار ہیں

۱۳۰

پینا یا جام زیروں کا اپنے بس میں
پیمانہ ساتھ لیکر اپنے بس میں
الفت تو دیکھیں گے کیں بیتاب
بجھ جائیں جو ام فرنہ بیتاب
ایسا کہ ہیں جو ظاہر کی ہے
دونوں سے لاکھ زیب جو ہر کی ہے

۱۳۱

تیغ کی نہ ہیں زیروں کی بیاں
اڑ ہوا ہاں تھے رہا تھا فوجاں
اڑ جنگی میں یا تھا خاتم فرہ کی بیاں
فرہ زہ افتاب ہے بیٹھیں ہیاں
اڑ جنگی کی فوج زہ ہیں نہ تھی
اڑ جنگ ہاں ہوا ہے تھی

۱۳۲

جو ہزار ہوں ہیں ہزار جوہ کے انکار
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
فاتح کا زور ہے ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۱۳۳

بھاری کمر سے کیجئے سے پھر زلف بیخ
روشن ابھی ہو ہر اندھیرے گھر میں چراغ
بولی تمہاری شام مغربی کی طرح
اب ہم ہیں اور گردش ایام نہاد کام
راضی ہوں سر کھلا کہ پریشان حال ہو
یہ میرے سر سے پاؤں تک بھاری زبان ہو

۱۳۴

پھر زیر بار ساز سے آواز پے بدل
نرگس کی آنکھ سے ہو چکن کی دھار کا
سلطان ملک حسن کے اعضائے بے مثال
یہ آرزو تھی تجھ کو گل و گلستاں کی
ہر گنج ہے بجا ہے بجا ہے بجا ہے
ہم کو ستا رہا ہے دل ناصبور کیا
ہوتے ہیں آسماں سے نثار جو ہم کیے

۱۳۵

یہ دونوں دھیان جو غنیمت ہیں
آنکھوں سے ٹپکا کرے اور دل سے آہ کی
لیکن بن کے جم رہے جوں
فرہاد بس یہ زبان سے ہے منتظر اس کی
کہ بجلیاں سے جگر و جیدہ کو لاؤں میں
یہ دونوں کی اور فرہاد سی کی زیبا کھاؤں میں

۱۳۶

زینب کو بھی نہ ہم سے ملے وہ کاہرا
اے جان جان نہ ہو گی بھلائی کی جان کی
زیر فلک کھڑی ہو اور اس کی جان کی
خرد و کلاں کی ہم کیا ہے اس میں
بلائیں لاکھ جو رہے سب کھڑے کے ساتھ
جیسا اور اٹھ فلک کر کے ساتھ

۱۳۶

سب جہاں دھوکے ہے بازی مثل صرف نماز
نقش ہائے ہم کسی باطل کے جلد رد در از
زینب نے سوتے جاگتے لیا لیوں کو دوز
پھلائی اے کریم تیرے کام کارساز
چاہیے تو ہر دم دعا میں کرے راضی
جب کہ کوئی پناہ نہ ہے تو پناہ ہے

۱۳۸

دیکھا ہے اسے کریم تو ہاں کو بہ ہوں
بہتاں جفر کو جیتے نہیں کہ ملک مال
ہم فاقہ کش ہیں تیرے ہی ذکر کے ہر حال
ناوار ہے وہ پیارہ پر یشان بخت مال
اک تیرے رحمت ہے تری دو جہان پر
سب نعمتوں کا ذائقہ ہے اس زبان پر

۱۳۹

سب بندگی کہیں ہیں تو خدا ہی کے واسطے
ذکر و فکر ہے کار رہ اوا ہی کے واسطے
اسلام میں جو کچھ ہوں بجا ہی کے واسطے
آگے ترے کھڑی ہوں لگا ہی کے واسطے
سنا ہے یہ ساتھی ہوں نہ دنیا کے جین کا
میں بھیک مانگتی ہوں فقط ایک جین کا

۱۴۰

دو جا ہیں ایک جان کے بندے ہیں دل تمہیں
لیتے ہی کھیے بیٹے فقیر سے جھوٹ ہوں
ہے بندہ پر ہے تیرا کرم جو ہوں ہوں
یارب ہے جس کی ماں بھول ہوں
زبان پہ گئی ہیں تری کبریائی کے
بیٹے ہیں کہ دے کر دل نہ لائے پھر کے

۱۴۱

تیرے دل کی وسعتوں سے اپنی اس لاکھ
آرزو ہو میرے سب جانی یہ ہے ارمان میرا

بیٹھ بھی جا میرے پہلو میں کہ اب آخر شام
کیا کرے گا یار دل یہ کوچہ انسان میرا

اے عدو کب تک رہے گا بے نیاز ہو
کیا سلامتی میں بلا سے بے نیاز ہو

۱۴۲

نالہ کو بے اثر نہ ہو اشک کو فیض عام
زیب ہے کیا اسی کو جو ہے سخن فہم و نام

دیر ہے کعبہ ہے کہاں کون ہے کس کا ہے خدا
جا بجا فیضان سے مالک کے ہے عالم آباد

جانب غازیان دیں کیجیے کوچ اب تو یاں
ہاتھ میں ہے ابھی سے کیا خنجر و تیغ و کارد

۱۴۳

اے مطرب سحر ذرا چھیڑ وہ راگ
دیکھوں ترے ساز میں ہے کتنا درد

دیکھو یہاں سے ہے ابھی بارہ بجے
رقصاں ہے کہاں کہاں کہاں ہے کہاں

کہتے ہیں کہ ہے عشق میں بڑا درد
کیا درد ہے ابھی تک کیا حال ہے

۱۴۴

دل بار بار غموں سے جہاں ہے
بے درد تیرا کاہے کو آسماں ہے

بیکل کا کیا کہیں دھیان ہے کہاں ہے
کاسہ ترا ایک ہم کہاں ہے

نالہ ترا بے اثر ہے یا قاتل ستم ہے
لرزش ہے زمین پر کہ تیرا زلزلہ ہے

۱۴۴

نشانِ مردِ مؤمن با تو گویم
چو مرگ اندیشه باشد عیب او را
نه صوفی نه تن آسان نه فقیه
حذر از صحبتِ ایشان که ایشان
مسلمان را دلِ مرده شکستن
خدا فرمود با داؤد و احمد
مسلمان را مسلمان تیغ بر دوش
چو ملت را غم اندر سینه گم شد
مسلمان را مسلمان کرد و رفت
ز تکبیرِ نمازش شوکتِ فقر
ز قرآنش ضمیر و جان پاک
ز یک سجده دو عالم قیصر و فغفور
ز صدق و از یقین و از محبت
ز عشقش گرمی هنگامه‌ها رفت
ز عشقش محکم و پیهم و آزاد
ز عشقش نرم دم گرم و سبک سیر
ز عشقش تیز گام و راه‌ها کوب
ز عشقش کوه و صحرا لاله‌زار است
ز عشقش در بدن خون رواں است
ز عشقش ذوقِ یزدانی است پیدا
ز عشقش ماند در خاکِ ما سوز
ز عشقش ماند در خاکِ ما سوز
ز عشقش ماند در خاکِ ما سوز

۱۴۵

بیا تا گل بیفشانیم و مے ناب
بیا تا بانگ بر بربط زنیم
بیا تا بر نوا آریم مرغے
بیا تا بر دلِ او نیشتر زنیم
بیا تا بر دلِ او نیشتر زنیم
بیا تا بر دلِ او نیشتر زنیم

۱۴۶

بیا ای ترکِ تازی با تو گویم
ز تاتاری نمی‌آید مسلمان
ز تاتاری نمی‌آید مسلمان
ز تاتاری نمی‌آید مسلمان

۱۴۷

ز تقدیرِ امم آگاه هستی
ز تقدیرِ امم آگاه هستی
ز تقدیرِ امم آگاه هستی

۱۴۸

ز یک آدم دو صد آدم شود پیدا
ز یک آدم دو صد آدم شود پیدا
ز یک آدم دو صد آدم شود پیدا

۱۳۹

طالب نہیں صلے کا امیر و فقیر
دل ہے غنی تو لاکھ حجاب امیر ہے
ترتیبِ ہے عطارد گردوں سریر ہے
بجز نیاں ہوں قدرتِ ارتقا پذیر
لمبائے ہیں بیاں ہے کہ ہے قاصر ہے
کیا بات ہے فلک کی بھی یاں صفا پذیر

۱۴۰

پیکارہ ہے ہمیں علم و فضل و دانش
وہ فقر جس میں بلبلِ لفظ و بیان ہے
اس طرح جس میں بلبلِ دانی کا فن ہے
اور ہیچ ہیں یہ جوہرِ حسن و سخن کے
غل ہے جزا و نظم کا بانگِ دہل ہے
ہر اک سے جو ہمارے مضمون کا جنگ ہے

۱۴۱

بلبل ہوئے ہیں اوجی اب طائرِ چمن
جیسے ہو ایک جامہ میں پھولا سمائے ہیں
یاں منصبِ ہزاری کی بلبل نہیں ہوں
کہاں نظم کی ہمچو مری کی تنا نہیں ہوں
ہر اک اہلیت کی دیتے ہوں
امت ہے میری نظم کی یاں میں سمیں ہوں

۱۴۲

جانا نہ کبھی ایسے سخن کے نہ ہم یاں
اس فن میں ہیں ہمیں ایسے ہم ہوں
شہنشہ عنایت اللہ کی ہے ہم پر
بر کس طرح عظیم ہے یاں رہے نہاں
اس فن کے بیان سے ہے یہ ہم
رتبہ ہے کہ ہے ہمیں کمتر نہ ہیں ہم

۱۴۳

بسم اللہ اب کہو وہ قرار اب کہاں رہا
دونوں سے صبر و ضبط کا اب اختیار کیا

بیٹھے ہو دن خزاں کے بہاروں کے ساتھ ہم
کر لیں یہ اپنے بخت کو رسوا نہ کیا قرار

لرزندہ وہ زبان سے تو دل حسرتوں میں ہے
بخشا ہے اس نے پیار سے بیگانہ وار ہے

۱۴۴

اچھا ہوا ہیں ہم سے ملا کر گئے قدم
لیکن زبان پہ رحمت دار و رسن قدم

اقبال سب ہے دل ہے یار و رقیب قدم
تاروں کی کہکشاں ہے بچھا در بہ قدم

جاری ہے سب پہ پھول جاری ہے جس طرح
ہو فرش کائنات پہ نور سحر کا

۱۴۵

اس سے ان کو بہ کر کہیں کہ ہیں بات کا
بیٹھے دعا سے حضرت یہ نفس سے خوباں

آنکھ سے آنکھ ملی کہ پیام محبت کی سے لال
بیٹھے غزل بنا دیا ہی سے کہ سنہ بال

سر پہ زمیں اٹھا لی انقلاب کے تیور سے
بزم کہ اٹھا جھال دیا ہاں سے کہ ورے

۱۴۶

پیچھے ہے اب تو دل ہے ہے نہ ہے نگاہ
ان کی جیسے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

اعداء سے ہیں سے ہیں ہیں ہیں ہیں نگاہ
اب ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

ہر ہر کہاں کی غلط ہے ہے ہے ہے ہے
ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر

غالب

ناگاہ بادِ یاد سے ساکن ہوا ہے دل
دورِ فلک سے آج کسی کا گلہ ہے دل
کیا کیا خیال سے نہ مرے سر پہ آ گئے
بے کیفیِ خیال سے بھی بے مزہ ہے دل
بے کیفیِ خیال سے بھی بے مزہ ہے دل
زیبا ہے اس کو حسرتِ دیدار اے کلیم
جو تیری انجمن میں تمنا سے تہی رہے

غالب

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
کہے سچ تو کیا ہے واعظ کہ بہشت بھی ہے لیکن
نہ ہوا ہے کاش ہوتا نہ ہوا ہے کاش ہوتا

غالب

نہ ہوا ہے کاش ہوتا نہ ہوا ہے کاش ہوتا
جو ہوا ہے کاش ہوتا
ہوا ہے کاش ہوتا
نہ ہوا ہے کاش ہوتا
جو ہوا ہے کاش ہوتا
ہوا ہے کاش ہوتا
نہ ہوا ہے کاش ہوتا
جو ہوا ہے کاش ہوتا

۱۶۱

ذکر کریں دیں سنے بجائے سے کیا سوال
روح القدس بھی آئے سے ڈرتی ہے جبرئیل
بربادیوں سے تاکہ رہیں سنگ یہ مثال
عقدہ تفنگ کا کھلے گا جبرئیل کا پر
نادان کا نشان کی ٹوٹے گی یہ بھی ڈال
اٹھارہ کروڑ سے ہے یہ ہفتاد و ہفت ہم

۱۶۲

دل میں کیا یہود نے تیرت کا بیج بو
یہ تخم ہے یہ بیج سے پھوٹے گا ایک روز
آئے گا جواب بھی ہمارے ہاتھ کی
بادل ہیں یہ تو ہیں ہمارے ہاتھ کی
ہے ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
زندیق کا خطاب ہے ہفت ہفت ہفت

۱۶۳

ہم کم ہوں کا ہے ہفت ہفت ہفت ہفت
یہ ہیں یہ ہیں کہ ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
کی عرض ہے ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
ہے ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
کیا ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
ہے ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت

۱۶۴

ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت
ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت

غزل ۱۶۵

بیت الشرف کے در پہ کیا نقش سا مقام
بیٹھا رہے جہاں پہ ترے در کا یہ غلام

ہوں یوں تو سنگ در پہ ترے قصر و بام
کچھ مرتبہ ہے اس کا جو ہو تیرا سنگ بام

کیا کہہ سکے کوئی ترے کوچے کی آبرو
ہر ذرہ اس کا ہے مہ کنعاں کا ہم خرام

ہے کون سا مکان کہ جس میں ترا ظہور
ہے کون سا مقام کہ جس میں ترا قیام

اک دھوم ہے کہ تیرے لئے یہ زمین و چرخ
ہیں گوش بر ندا و ہمہ تن ہیں چشم و گام

غزل ۱۶۶

بولا یہ سن کے در سے وہ جب در کا پاسدار
ہے ہے یہ کون ہے سر شب بے وقت بے شمار

ہر رخنہ سے یہ آتی ہے آواز بار بار
اک لگ رہا ہے تار سے اک تار بے قرار

کیا کہہ رہا ہے کون سے عالم کی ہے خبر
کچھ سن رہا ہے کس سے کہاں کس کے ہے کنار

ہے کون سی زمیں کہ جہاں ہو نہ آسماں
ہے کون سا مکاں کہ جہاں وہ نہ ہو مدار

ہے کون سا مقام کہ جس میں نہ ہو ظہور
ہے کون سی نظر کہ جسے وہ نہ ہو شکار

غزل ۱۶۷

دنیا ہی جگمگا مری والدت سے بن گئی
گویا ہر ایک ذرہ کی قسمت سنور گئی

اب ہر طرف فلک سے برستی ہیں رحمتیں
یاں ہر نفس ہے ایک نئی زندگی نئی

یاں ہر نفس ہے ایک نئی زندگی نئی
یاں ہر نظر ہے ایک نئی روشنی نئی

یہ کیا ہوا اس آن میں کیا ہو گیا ابھی
یہ کیا ہے اس بیان سے ہر زبان رہ گئی

غزل ۱۶۸

پھر وہ وقت کی یہ فرصت ان بجوں میں
ایسا بھی ہے عمل کوئی دنیا میں اور کہیں

کھٹکا ہے جس عمل کا ہر چشم و ہر جبیں میں
نقش دعا ہیں سارے ہر لب کے ہر جبیں میں

ہم کو بھی ہے تمنا اس سے دعا کریں ہم
رد کر کیا ہے جس نے دنیا و دین کو تہ و تم

۱۷۱۵

کیوں ہم سخن کی سنتے نہیں یار بات کو
یہ جھڑکیاں ہیں اور ہے ہم کو ہزار بات کو
آخر کہا تھا کیا کہ جو اتنا بگڑ گئے
ہم تو کہا کئے ہیں بہت انکسار بات کو
ہوں تو ابھی جہان میں کیا کیا نہ ہوئے گا
لیکن عجب قرار کا ہوں بے قرار بات کو

۱۷۱۶

پہلے جو کچھ وہ بے کھی بھی نام رہے
جب سے لب ہم نے بند کی کبھی نام رہے
نام بھی ہم کے بعد دنیا میں بھی نام رہے
یعنی بہانے نام ہی کا بھی نام رہے
داد و کہاں کا نام ہے یہ تو ہے جی کا روگ میر
مومن نہ ہو جو فکر یہ کیا شاعر ہے

۱۷۱۷

کیا بھی بات ہے جو ہے ہم سے ہے ہم سے
نہ ہو ہے ہم سے ہے ہم سے
نہ ہو ہے ہم سے ہے ہم سے
یہ بات تو ہے ہم سے ہے ہم سے
کس کس کا جی جو لے سے ہے ہم سے
دیں دن اور رات کو ہے ہم سے

۱۷۱۸

ناموں بہانے یاں وہ نہ کا دھیاں سے گناہ
پھر دل ہی جانے آج تو ظالم ہوا ہے آہ
کچھ دل نشیں ہیں نظر آتے نہ ذاکراہ
یہ دم کرے خدا ہے بس سلطان دیں پناہ
انبار غم ہے پشت مبارک پہ دھر نہ ہے
جاں کاہ کھڑی ہے پہ دکھ تیم کر نہ ہے

۱۴۷۶

بیان فرمائیں جس کی کوئی مثال نہیں دیتے بلکہ بیان

خاتم کی بھی کسی شے سے مثال نہیں دیتے بلکہ بیان

ایسی بھی نہ مثالوں سے تشبیہ دیتے ہیں بلکہ بیان

آخر اللہ تعالیٰ کی بھی کوئی مثال نہیں دیتے بلکہ بیان

کل کائنات کو بھی کوئی مثال نہیں دیتے بلکہ بیان

ایسی ایسی مثالوں سے بھی کام نہیں لیتے بلکہ بیان

۱۴۷۷

اسوقت بھی وہ نہیں ہے امت حضور کی

درد سے ہر اک دل کی حالت ہے حضور کی

قلب میں کیا ہے ہر اک امتی کے حضور کی

بیٹھی ہوئی ہے ہر دل میں صورت حضور کی

دعاؤں میں ہیں سب کی ذکر حضور کی

دیتے ہیں ہر جگہ ہر دل میں عزت حضور کی

۱۴۷۸

نہ کہ آتش زیر پا یہ اک عالم تھا بیقراری کا

نہ کہ آتش زیر پا یہ اک عالم تھا بیقراری کا

دلوں میں ہر طرف تھا شور آہ و زاری کا

ہر اک آنکھ سے جاری تھا دریا اشکباری کا

ہر اک دل پر تھا عالم بیقراری کا

ہر اک دل پر تھا عالم بیقراری کا

۱۴۷۹

نہ کہ آتش زیر پا یہ اک عالم تھا بیقراری کا

نہ کہ آتش زیر پا یہ اک عالم تھا بیقراری کا

دلوں میں ہر طرف تھا شور آہ و زاری کا

ہر اک آنکھ سے جاری تھا دریا اشکباری کا

ہر اک دل پر تھا عالم بیقراری کا

ہر اک دل پر تھا عالم بیقراری کا

غالب

بیکسی ہیں کیا کیا عشق عنان نا پذیر
ہوئے بار تیغ خط سر انتہا

بجلی کا کام ہے تیرے کرم کی ہاں تیغ
کیسی کڑکتی ہے کیسی چمکتی ہے

تیغیں کریں ہیں پانی کی تیغ کو طلب
کیسی کڑکتی ہے کیسی چمکتی ہے

یارب کسی کے جوہر خوبی پہ زخم تیغ
کیسی کڑکتی ہے کیسی چمکتی ہے

داغ

آرزو ہے زور و زر سے ہو مرصع تیغ کی
بخت فیروزی کی ہیں تیغیں سے بہتر تیغ کی

تیغ ہے ہم کو عزیز اور تیغ ہے ہم کو عزیز
تیغ کی ہے تیغ کی ہے تیغ کی ہے تیغ کی

بیٹھے ہیں تیغ کے نیچے تیغ کی تیغ کی
تیغ کی ہے تیغ کی ہے تیغ کی ہے تیغ کی

ہاں اٹھا دے اے مسیحا خنجر انتخاب کی
تیغ کی ہے تیغ کی ہے تیغ کی ہے تیغ کی

وحید

دیکھ کر تیغ ہلال اس نے کہا کھینچ کے
ہے یہ تیغ مہ نو یا کہ تیغ فلک

ہے یہ تیغ مہ نو یا کہ تیغ فلک
کہا فرمان کے ہے تیغ کی تیغ

کہا فرمان کے ہے تیغ کی تیغ
ہے یہ تیغ مہ نو یا کہ تیغ فلک

ہے یہ تیغ مہ نو یا کہ تیغ فلک
کہا فرمان کے ہے تیغ کی تیغ

ظفر

ناخدا تیغ ہے ہم بحر محبت میں ظفر
لے کے جس سمت کو چاہے ہمیں جانے دیجے

لے کے جس سمت کو چاہے ہمیں جانے دیجے
ہے یہ تیغ مہ نو یا کہ تیغ فلک

ہے یہ تیغ مہ نو یا کہ تیغ فلک
کہا فرمان کے ہے تیغ کی تیغ

کہا فرمان کے ہے تیغ کی تیغ
ہے یہ تیغ مہ نو یا کہ تیغ فلک

۱۸۱

بڑھا لکھا کی نقل نہ بھی تیغ بے بنا
دو ہیکڑ سپاہ کی جیسے ترک رو سیاہ
بیٹھا ہے اس طرح سے کہ ہوں دل سے عزلہ
کس کس کے پیش کیجئے اس کا ہے راہ راہ
کیا زیر کیا ہے تیغ کل تیز ان سے ہے

۱۸۲

وہ بیٹھے یار خاص جو ہیں حضور کے
جاتا ہے یہ کہ کر کہ ہے ہے ہے ہے ہے
ناخن سے تیغ جب کہ ہے ہے ہے ہے ہے
ہے علی کی یاد ہے صاحب الظفر
تیغ ان کی ہاتھ سے گری

۱۸۳

تھا اس طرف حضور کی ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
اس کی طرف ہیں تیغ کی ہے ہے ہے ہے ہے
یہ کہہ کے بڑھا تھا کہ سنبھالا وہ وار
جیتا کل اس سے بھر کے گردوں غبار سے

۱۸۴

غصہ میں یا بابا نے سے کھل کر کہا کہ
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
دی گر فلاں جا ہے ہے ہے ہے ہے
کاٹی ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
کاٹی ہلال سے کہ کمر آفتاب کی

عصا سیہ رو در سنہ ۳۳ بہر من تخمیس ہے، سنہ ، کا لفظ اُسوقت لکھا میں مستعمل تھا حضرت لیس مرحوم فرماتے ہیں ع نیلمنا سہ رُوز روزہ پہ روزہ آ

۱۸۵

پھر آئی دھوم دھام سے اقبال کی پری
چلیے بڑھ کے بھائی بہن ہم بھی عید کی
نام خدا ہے عید کا آغاز ہے سب
کہتے ہیں عید عید مبارک ہے عید کی
پھیلی ہے نور بن کے ضیا ماہ و سال میں
یہ چاند رات ہے کہ تجلی ہے عید کی

۱۸۶

بولے وہ مسکرا کے جو اس آفتاب کی
شفقت کا ہم پہ سایہ ہے ظلِ ظلام نواز کی
پیارے وہ ہم پہ تیر ہیں بازو ہیں جن کی طاقت
نیزے ہیں جن کے ہاتھ کی تلوار جن کی دھار
ہیبت کی ڈھال ہے جو دلاور ہیں جن کی
ہم ہیں وہ نونہال کہ دشمن بھی جن کی

۱۸۷

مل کر علی کے ساتھ برادر غضنفر اس
ہم بھائی ہیں تو ایسے کہ دو جان ایک ہیں
تیرا ہے کام تیغ سے تو تیر سے ہے شغل
پیکاں ادھر ہیں ان کے ادھر ہیں ہدف ہیں ہم
بنیاد حق و دیں ہے ہماری ہی ذات سے
کیسی ہے زیب فلک کی بھی ہم سے آب ہے

۱۸۸

نالہ کیا اذن عون نے عون و محمد کو بلا
ہاں لشکر ستم کے اتھی تیر سے پلا
بھائی کو بھائی کم ہے کہ بیٹا ہے باپ کا
کٹ کٹ کے گر رہے ہیں زمیں پر جواں تمام
بجلی ہوا ہے ابر ہے تلوار ہے غضب

عہ سنان درست ان میں تخلیص بھی ہے یہ لفظ فصحا کی زبان پر اسوقت برابر جاری تھے میر انیس صاحب کا مصرع ہے ع ہیکم سہ ذرہ جنگ سے

۱۸۹

مضطرب بادل تپش پیچیدہ کی مانند ہے
بیقرار اس نے کیا ہے کس کی بیتابی کا رنگ

۱۹۰

جس نے دیکھا ہے تری زلف کی پیچیدہ کمند
بیخود اس نے کیا ہے کس کی بیتابی کا رنگ

۱۹۱

بیکسی ہے عشق کی بیداد گر کا نام حسن
بیوفا ہے حسن کی بیداد گر کا نام عشق

۱۹۲

ہے ہمارے عشق کی بیداد گر کا نام حسن
ہے ہمارے حسن کی بیداد گر کا نام عشق

۱۹۳

بیخودی ہے عشق کی بیداد گر کا نام حسن
بیخودی ہے حسن کی بیداد گر کا نام عشق

۱۹۴

ہے ہمارے عشق کی بیداد گر کا نام حسن
ہے ہمارے حسن کی بیداد گر کا نام عشق

۱۳۱

بجوئے لالہ زاراں بر بہاراں کارزار ریں
بہ ہر سو خیمہ ہائے ارغواں بر کوہسار ریں
کہ تا آں سنگ پارہ بندگی را آئینہ دارد
بہ ہر سنگے ہزار آئینہ در آئینہ دار ریں
ز آرزوئے سیر آں گلبن خورشید پیماید
بہ ہر گامے ہزار الوند در الوند در ریں
ایماں نیز نتواں نام کافر نیستی بودن
بہ ہر بتخانہ ہم مسجد نہ کافر نیستی بودن

۱۳۲

بہ ہر سو کوہ ہا از سبزہ ہا گردوں سمن دارد
بہ ہر کہسار ہا از لالہ ہا صد انجمن دارد
فضائے کوہ را از ارغوان آتش بدامن زن
کہ ایں صحرا ہزار آتش بہ ہر سنگے کفن دارد
بہ ہر سو چشمہ ہا از سنگ ہا بیروں جہد صافی
بہ ہر سنگے ہزار آئینہ در آئینہ دار ریں
ز آرزوئے سیر آں گلبن خورشید پیماید
بہ ہر گامے ہزار الوند در الوند در ریں

۱۳۳

طوفاں ز آب نیست ز سیل گراں بہا است
ایں جا ہزار سال سرشک یتیم ما است
ایں جا ز نیش خوشہ ہمی ریزد انگبیں
ایں جا ز سنگ چشمہ ہمی جوشد آب ما است
آہستہ رو کہ زیر پر ما ہزار دل
ہاں اے کسے کہ بر سر ما می روی بیا
بر ما ببخش و بر سر ما خیمہ زن کہ ما
بیگانہ ایم و از ہمہ بیگانگاں جدا

۱۳۴

ہزار آئینہ در آئینہ ہا بینی ز ہر سو ہا
ہزار آئینہ در آئینہ ہا بینی ز ہر سو ہا
ہزار آئینہ در آئینہ ہا بینی ز ہر سو ہا
ہزار آئینہ در آئینہ ہا بینی ز ہر سو ہا

۱۹۷ عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ

پیچھے بن رکاب رفتہ بجز بریدہ ہیں
بانہیں بدر و احد کی جگہ خالی ہیں
کاٹیں یہ دونوں جانباز دغا کے ہمزہ ہیں
بدلے گئے ہیں ان کی یہ دیں ایک یاد میں
اب وہ نہ ہم نہ ہجر ان کا جہاد میں

۱۹۸ فاطمہ کنکل بن سکوی ان کے پاس آئی

دیکھا کہ خط کی کاٹ کے بچا یہ غلام ہے
پڑھا تھا خط جعفر طیار رضی اللہ عنہ
بھر دم میں آنسوؤں کے چمن ان سے آ گئے
خط کھا مٹا لہو جو گریں جھک کے زمین پر
ان پارسا کے گرد دیں کے

۱۹۹ اب تو حشمت حیدری و جعفری کریں

لڑتے ہیں فوجوں سے ہمیں ہم ہی کریں
زینب کے نام اور دل یہ رقم کی کریں
آل نبی کے ساتھ گریباں دری کریں
فرزند ہے آل رسالت پناہ میں
پیٹھ انھیں کا خون لڑا تن گاہ میں

۲۰۰ اول نبی کے کنبہ میں سے کی بن ہی

چھوڑا تھا بال بال ہوا اور دلن ہی
بعد نبی کے بعد بابا شاہ زمن ہی
کیا دولت جناب حسین و حسن ہی
لڑتے ہیں لڑ کے بنت نبی کے بتول کی
دونوں حسن اور ایک نواسی رسول کی

۲۰۱

پیش قیامت آئی جنتی سیاہ بیں
شرم سے شور حشر میں گم گناہ بیں
اکبر کو کوثر شاد دی یہ نذر بیکسی دیں
زینب تباہ ہو گئی بھائی کی چاہ میں
ماموں پہ دونوں بھائی بھتیجے فدا ہوئے
یارب مری بنی کے سب ارمان آئے

۲۰۲

وہ تھا بس کہ اہل وفا وقت پا گئے
وہ لالہ و گل میں یہ دو پھول آ گئے
یہ شور اس کے شیر زباں بھی چھپ گئے
سب عفو و حلم شیر خدا حیدر آ گئے
بچوں کی سب سے ماؤں کے دودھ آ گئے

۲۰۳

پوچھا جو میں نے کرتے ہیں کیا کیا سبب
بولا وہ حیا یہ سازگہ نہ ہاتھ بند سب
چھپتا ہے یہ عرق یہ خجل ہے خسر و عرب
کی ہے مگر حسین کی لڑکوں سے طلب
یہ ہم سے ہیں بچوں کی طرح آ گئے

۲۰۴

پیارا تھا بس کہ اہل وفا وقت پا گئے
وہ لالہ و گل میں یہ دو پھول آ گئے
یہ شور اس کے شیر زباں بھی چھپ گئے
سب عفو و حلم شیر خدا حیدر آ گئے
بچوں کی سب سے ماؤں کے دودھ آ گئے

۲۰۵

پیش قیامت آئی جنتی سیاہ بیں
شرم سے شور حشر میں گم گناہ بیں
اکبر کو کوثر شاد دی یہ نذر بیکسی دیں
زینب تباہ ہو گئی بھائی کی چاہ میں
ماموں پہ دونوں بھائی بھتیجے فدا ہوئے
یارب مری بنی کے سب ارمان آئے

۲۰۸

فغان بلبل کہ فصل گل ہست و زیر بیدادی
ہزار آواز می آید بگوش و ہیچ فریادی
عجب کز فرقت آن سرو و گل بیتاب می گردد
ندارد ہیچ از آن گلزار و گلشن ہیچ آبادی
ز بس بیتابی و بیطاقتی در ہجر او دارم
ز ہر مژگان چکد خونابہ ہر سو ہست بنیادی
ز بیدادش بہ فریاد آمدم ہر چند می ترسم
کہ فریادم بگوش او رسد روزی ز بیدادی
ز بس در ہجر او بیتاب و بیطاقت شدم ہر دم
ز ہر مژگان چکد خونابہ ہر سو ہست بنیادی
ز بیدادش بہ فریاد آمدم ہر چند می ترسم
کہ فریادم بگوش او رسد روزی ز بیدادی

۲۰۹

اشنیدم بیدرد را بر درد ما رحمی نباشد
ہر آنکو عاشق است او را ز کس بیمی نباشد
ز عشق او دلم را ہیچ کس آگاہ نکرد
کہ ہر کس را ز عشق او دلی ہمدم نباشد
ز بس بیتابی و بیطاقتی در ہجر او دارم
ز ہر مژگان چکد خونابہ ہر سو ہست بنیادی
ز بیدادش بہ فریاد آمدم ہر چند می ترسم
کہ فریادم بگوش او رسد روزی ز بیدادی
ز بس در ہجر او بیتاب و بیطاقت شدم ہر دم
ز ہر مژگان چکد خونابہ ہر سو ہست بنیادی
ز بیدادش بہ فریاد آمدم ہر چند می ترسم
کہ فریادم بگوش او رسد روزی ز بیدادی

۲۱۰

بیا ای ساقی گلرخ بیا کز عشق بیدادی
ز ہجر روی تو دارم ہمیشہ اشک بنیادی
ز بیدادش بہ فریاد آمدم ہر چند می ترسم
کہ فریادم بگوش او رسد روزی ز بیدادی
ز بس در ہجر او بیتاب و بیطاقت شدم ہر دم
ز ہر مژگان چکد خونابہ ہر سو ہست بنیادی
ز بیدادش بہ فریاد آمدم ہر چند می ترسم
کہ فریادم بگوش او رسد روزی ز بیدادی

۲۰۹

بچپن کی صورت کا ہے یہ پیشہ بنا ہوا
لیکن کا ہے فاتحہ دوا ایک ہمین ہوا

۲۱۰

بنتا تھا یہ کہ کرتی ہے بچوں سے اوا کے
رکھتی ہے تمہیدوں کی بنا نظم کے لئے
کہتی ہے لاکھ باتیں بلا دل پہ جبر کے
چلائی ہا الشتہ ارشاد کیجئے
با منصفی نہیں ہے مرے حاظرین میں
راضی جناب میں نا ظم ہے بہ ہا ہیں

۲۱۱

حسین اے خدا دیکھ کر کے محمد
اسے فاطمہ کے محمد یہ در کے محمد
ہے تیغ کے اور حمزہ و جعفر کے محمد
کہ بھی کے محمد مرے گھر کے محمد
اگر کی ہاں ہاں اور میں نہ ہر ایک کی ہاں ہی
پڑھتی ہیں اب ہم صفدری کی ہاں ہی

۲۱۲

بود اصدا کی راہ میں لم نے غیب کیا
ہاں دل یہ جان دیکھ کے بھوں سا لیا
واقف ہے اس گھڑی کی مری بات بات کا
دل سے نہیں خطا ہی کہ کیا کیا کہا گیا
گھبرا رہی ہیں ہاتھ زینب نا دار بھی گئی
پیچھے سے ہاتھ زینب نا چار بھی گئی

۲۱۳

بادۂ دیرینہ و مینائے نو
ہر دو ہیں ارباب ہمت کے لئے
لعل و گوہر کی ہے زیبا زینت
زیب دیتا ہے گدا کو ہرگز
اور خاقانِ مسلم کو تاج
کہنہ و خرد کھا کے علی کو بہشت میں
بیچتی کھا جاتی ہیں دیناروں کی سرخی نقد میں

۲۱۴

بدیہی ہیں جو کہ نہ سنو کسی سے کیا کیا
جیسے ہیں بے خطا کہ تیری عطا کیا
کیا ہے مراد ان کے بھائی یہ ہم نے کیا
اک شے مسمّٰی بہ حق ہے ادا کیا
ان کی ہے بہت یقین کی خاطر عزیز یہ
بیٹا ہی کے ہے فضائل کی زینت کنیز یہ

۲۱۵

دربیں بہار کی کنیز یہ ہیں باغبوں کے کام
بالکل سے سب بناتے ہیں یہ کام ہر مقام
خدمت گروں کی لاکھ کمی ہیں بلا کام یہ نہیں
پیارو تمھاری لونڈی کا ہے یہ نصیب
اب کھل گیا نصیب ہیں یہ زینت کنیز یہ
ہاتھ کے بعد ہے ہاتھ کی ایسی ہم آئیں

۲۱۶

تھا کہ عین تخت میں یہ بوسۂ دل کباب
قربان خاکساری کی تعلیم ادب
قیمت یہ خانہ زادوں سے فرمانبرداری
زیبا یہ کام تم سے خدا وند کی پناہ
کہ اقتضا کرے ہے یہ ہم کو خلاف ہے
ہاں ہے یہ زینت کنیز کا انجام یہ ہیں

۲۱۷

کھنا ہے تو یہ لکھ کہ ہم اہل وفا ہیں ہم
زخم اگر ہے تو عشق دل میں حیا ہیں ہم
تیغ ہیں ہاتھوں میں کم لب پہ دعا ہیں ہم
امید وار رحمت رب عطا ہیں ہم
دیوانے کہیں کہاں میں بھی کہ عاقبت
طاعت خدا کی اور غلامی حسین کی

۲۱۸

کشتہ کوئی تیرے کی بن کی ہر کوئی
اک بار کہا لا کفن کھول دو لاش کی
اک قیامت ہے جو اٹھ کے بیٹھ رہا
جب دو رکعت نماز ہم نے ادا کر لی
دیوانے طعنوں کی اشتیاق دونا ہے
ہم ان پہ جان دیں گے وہ ہم پہ ناز کریں

۲۱۹

آرزو ہے یہ ہے یہاں نہ رہا ہے
ان ہاتھوں کی مہندی کا رنگ نہ چھوٹے گا
تیر پہ تیر کھا کے ہم ہنستے ہی رہے گا
لاش پہ ہم کو دیکھ کر غل نہ مچے گا
ہاتھ کٹا سر نہ دیں گے کیا نہ کریں گے
ہم کو جو ہے یقین نہ وہ گمان کریں

۲۲۰

ناز کا کیا ہے ہم سے کیجئے
کشتہ ہوں تیرا ہم سے کیجئے
سیر ہو کر دل ہیں ہم سے کیجئے
ہے یہ حسرت ہم سے کیجئے
ہم کو ہے یہ ہم سے کیجئے
ہم کو ہے یہ ہم سے کیجئے

۲۲۱

پہنچی پیٹے بوٹ سادات کہ گئے
آگ باس کی پھری سب جاگ گئے
جب سے جین کہ سے یہاں سے چلے گئے
اور ہم ان کی کہ تقدیر رو گئے
پھر ہم آپ کان بھی یہاں کیا
زینب سے زینب کے غم غوار کیا

۲۲۲

سب سے ہر جین کی زینب کو دی غم
بیٹیوں سے کہا کہ ہو ادا غم
ہر جگہ کی کھڑی ہیں ہم غم
کہتے ہیں جب جگہ ہے غم
نانی سے کہتے ہیں یہ حال
بیٹھیاں ان نے اٹھ بھاری کیا

۲۲۳

جب خوب دیکھیں دیکھیں غضنفر
فرمایا بیٹے ہے نہ بیٹھیں
ہاں تمام کھڑے ہے ہوں کم
اب آپ سے حال ہے ہزار
ہاں ہوں پھیں بھی ہیں
لیجائے ہیں ہم

۲۲۴

نیزہ کھڑے ہیں دل بیعت ہیں
وہ بات کہتے ہیں جو ہیں
انکار بھی نہیں اس
ہونے کی آپ کی
کہیں ہیں ہو
کیا بھر ہی

۲۲۵

آ کر بھی تو ہم سے کہو کیا بات اداس
ہاں دل کا یہ عالم ہے کہ ہے رات اداس
ہم بھی ہیں بہت اداس تم بھی ہو اداس
دیکھو نہ کہیں ہو جائے کائنات اداس

۲۲۶

پرسانِ غمِ دل ہو تو غزل ہوتی ہے
مطلب کا جو ساتھی ہو تو مل ہوتی ہے
ہر سانس کی مرہونِ اجل ہوتی ہے
یہ عمر بھی کیا عمر ہے پل پل ہوتی ہے

۲۲۷

پھر اپنے خیالوں میں کھو گئی ہے کوئی
پھر آج کسی درد سے بیتاب ہوئی ہے
کیا کوئی ہے ایسا جو نہ محرومِ نظر ہے
کیا کوئی ہے ایسا جو نہ محرومِ نظر ہے

۲۲۸

یہ عالمِ تنہائی یہ خاموش فضائیں
یہ دل کے دھڑکنے کی صدائیں یہ ادائیں
اک درد سے بوجھل ہیں نگاہوں کی ردائیں
دوشیزۂ غم کھول رہی ہے لبِ حسرت

رباعی

اے خامہ مگر تو قطرہ زبان نکلا
ایں سال ہمان عیش فراوان نکلا
جاہا کہ ترا بکف و صد بار بریم
ایناکہ ترا بکف و صد بار بریم

رباعی

مہر ان بجبیں عارض گلفام نہند
سر بر خط مشکیں بہ لب جام نہند
بیچارہ ندانند کہ در دام نہند
ایناکہ ترا بکف و صد بار بریم

رباعی

ایں خانہ ہمہ آفتاب باشد گاہی
ایں خانہ ہمہ آفتاب باشد گاہی
ایں خانہ ہمہ آفتاب باشد گاہی
ایناکہ ترا بکف و صد بار بریم

رباعی

ایں خانہ ہمہ آفتاب باشد گاہی
ایں خانہ ہمہ آفتاب باشد گاہی
ایں خانہ ہمہ آفتاب باشد گاہی
ایناکہ ترا بکف و صد بار بریم

رباعی

ایں خانہ ہمہ آفتاب باشد گاہی
ایں خانہ ہمہ آفتاب باشد گاہی
ایں خانہ ہمہ آفتاب باشد گاہی
ایناکہ ترا بکف و صد بار بریم

اے ضیغ کیا ہوا کہ ترا جیب چاک ہے
اے آفتاب کیوں ترے رخ پر ہے خاک
اے چاند کس کے داغ سے تو دردناک ہے
اے آسمان ارض میں کیوں کر ہوئی ہے تو
اے شام تیرے سر پہ ہے کیوں خاک کا خمار
کیا واقعہ ہوا ہے کہ کاہے بازار شام میں

۷۴ مطلع

اے آسمان زمین و سما کس پہ ہیں نثار
اے ارض و آسمان تو بتا کس پہ ہیں نثار
اے خاطر عزیز بھی کس پہ ہیں نثار
یا مرتضیٰ علی و بتول و حسن حسین
تیغ و تبر کے سامنے بازار شام میں
اب واقعہ ہوا ہے کہ کاہے بازار شام میں

۷۵

زد پر ہے کس کی پارہ افلاک چاک ہے
غلطاں زمیں پہ عرش خدا دہر پاک ہے
اک دشت غم ہے سینہ ارض ہلاک ہے
صبح جزا کا شام میں پیش ظہور ہے
انصاف یہ ہے کہ یہ کا قدر کے حضور ہے

۷۶

اے چرخ تیری خاک ستم آج کیا ہوئی
زینب سے تیرے پیٹ پہ ٹھوکر لگی ہے آج
کس کا یہ ہم ہوا ہے جگر آج کیا ہوئی
بچی تھی کیا جو خدا نے عبا آج کیا ہوئی
بچوں میں کاہ پھر کی ہے کیا تیغ کیا ہوئی
زینب کا حوصلہ کہ کسی سے نہ خوف ہے

۴۳

ہمیں بھی یاد ہے اک سرد رات کی محفل
کہ جب ہوا کے تھپیڑوں سے جل رہے تھے چراغ
ہر ایک لب پہ تھا افسانہ کسی بچھڑے کا
ہر ایک دل میں تھا ارمان کوئی ٹوٹا ہوا
کسی کی آنکھ سے آنسو رواں تھا موتی سا
کسی کے ہونٹ پہ تھا نام کوئی بھولا ہوا
وہ رات جس میں ستارے بھی سو گئے تھے کہیں
وہ رات جس میں اندھیرا تھا روشنی سے سوا
ہمیں بھی یاد ہے اک سرد رات کی محفل
کہ جب ہوا کے تھپیڑوں سے جل رہے تھے چراغ

۴۴

ہمیں بھی یاد ہے اک سرد رات کی محفل
کہ جب ہوا کے تھپیڑوں سے جل رہے تھے چراغ
ہر ایک لب پہ تھا افسانہ کسی بچھڑے کا
ہر ایک دل میں تھا ارمان کوئی ٹوٹا ہوا
کسی کی آنکھ سے آنسو رواں تھا موتی سا
کسی کے ہونٹ پہ تھا نام کوئی بھولا ہوا
وہ رات جس میں ستارے بھی سو گئے تھے کہیں
وہ رات جس میں اندھیرا تھا روشنی سے سوا
ہمیں بھی یاد ہے اک سرد رات کی محفل
کہ جب ہوا کے تھپیڑوں سے جل رہے تھے چراغ

۴۵

ہمیں بھی یاد ہے اک سرد رات کی محفل
کہ جب ہوا کے تھپیڑوں سے جل رہے تھے چراغ
ہر ایک لب پہ تھا افسانہ کسی بچھڑے کا
ہر ایک دل میں تھا ارمان کوئی ٹوٹا ہوا
کسی کی آنکھ سے آنسو رواں تھا موتی سا
کسی کے ہونٹ پہ تھا نام کوئی بھولا ہوا
وہ رات جس میں ستارے بھی سو گئے تھے کہیں
وہ رات جس میں اندھیرا تھا روشنی سے سوا
ہمیں بھی یاد ہے اک سرد رات کی محفل
کہ جب ہوا کے تھپیڑوں سے جل رہے تھے چراغ

۴۶

ہمیں بھی یاد ہے اک سرد رات کی محفل
کہ جب ہوا کے تھپیڑوں سے جل رہے تھے چراغ
ہر ایک لب پہ تھا افسانہ کسی بچھڑے کا
ہر ایک دل میں تھا ارمان کوئی ٹوٹا ہوا
کسی کی آنکھ سے آنسو رواں تھا موتی سا
کسی کے ہونٹ پہ تھا نام کوئی بھولا ہوا
وہ رات جس میں ستارے بھی سو گئے تھے کہیں
وہ رات جس میں اندھیرا تھا روشنی سے سوا
ہمیں بھی یاد ہے اک سرد رات کی محفل
کہ جب ہوا کے تھپیڑوں سے جل رہے تھے چراغ

۹

کیا ہیں تجھ پہ بیاں کہ زبانیں ہیں بند
ضبطِ فغاں کریں کہ سنبھالیں دلِ حزیں
عاجز کہاں تک اپنے کو رکھیں کہاں تلک
پائے سخن لنگ ہے دستِ طلب لنگ
زنداں ہیں سینہ کاوِ بصیرت کہ بے ستوں
دربارِ عام میں کبھی بازارِ شام میں

۱۰

اوس کے حرم میں ہیں جو کہ رسولانِ نام ور
منبر نشیں ہیں مسند آرائے حضرتِ کبریا
دربار کا کلام ہے جمِ خاص و عام ہے
فاتحِ چہ حسنِ خلق کا بھی اختتام ہے
اس عطر سے مگوں کا معطر دماغ ہے

۱۱

قرنیہ ہے عطرِ خلق سے دربارِ مصطفیٰ
ہر گنبدِ دکار ہے سرکارِ مصطفیٰ
یہ صفِ بے نقدِ جاں سے خریدارِ مصطفیٰ
ہر ایک بدرِ منیر ہے انوارِ مصطفیٰ
ہر آنکھ میں کفِ خاک ہے نعلینِ پاکِ مصطفیٰ
صندل کا در در ہے کہ ہر ذرہ خاکِ قدمِ ہے

۱۲

ہر قدم ہے کہ ہر قدم پہ فنا کا ہے پیر
دربارِ مصطفیٰ میں ہے ایسا جگہ بہ جگہ
دیوار و در پہ قربان ہو سدرۃ المنتہیٰ
زینہ ہے کہ ہر زبان پہ ہے حرفِ مرحبا
نکلا ہے کہ جبکہ نقشِ قدم تاجِ عرش ہے
اس نقشِ انبیا کی عبا اس کا فرش ہے

۱۳

بولے یہ خلق دیکھ کے احباب یک بیک
نزدیک ہے کہ جامہ سے باہر ہوں غلام
کانوں کو ہاتھ رکھ کے یہ فاطمہ احترام
بولیں کہ بیٹی جیتی رہیں لاکھ لاکھ عام
یہ بیچ ہے کہ کیا ہے ادب کا مقام
لیکن بھائی کی بیٹی ہے بیٹی کی بیٹی ہے

۱۴

دربار کے جو جامہ سے باہر ہوئے غلام
اور طعن بھائیوں نے دیئے جن جن طرح سے
جھکا ادب سے ہاتھ کو باندھے ہوئے وہ تھے
ہر کس کو اپنے اپنے مقدر کی تھی پڑی
ہاتھ اٹھا کے منہ پہ دعا کی تمام نے
سجدہ کیا زمین پہ ہر ایک نیک نام نے

۱۵

فرمایا مصطفیٰ نے نہ ہم بھائی ہیں نہ غیر
یہ کہہ کے دونوں کی طرف سے منہ پھیر لیا
لاریب عیب کو کبھی ہنر نہیں کرتا
پر جو تمام نیکی کا پیکر ہو نام کو
ایسے لگا نہ عیب سے ملکوتی وہ بھی ہے
لیکن ہے آدمی زادہ فرشتہ نہیں ہے

۱۶

دربار میں بزرگ کی مجمع کی تھی کمی
جب سے گئے تھے بھائی کے ہمراہ صاحب کرم
بیٹھے تھے ایک گوشہ میں ہو کر وہ محترم
کیا ان کو اپنے بھائی کی ظالم نے کی ستم
بیٹھے ہوئے تھے ہاتھ کو باندھے ہوئے وہ تھے
ہر ایک کی نظر تھی ادب سے جھکی ہوئی

۱۴۶

ان کے لئے ہی سنہ عجب والی بھی بڑی
دو سنگی جا بجا ایک سے ایک بڑھ گئی
حاکم نے بیٹھنے کی نہیں پر رضا دی
تب کیا کریم کھا کے کسی نے دغا دی
شاہ رسل کی بیٹی کنیزوں کی باس تھا
امت کے پیشوا ان سے غلاموں کے بھی بھی

۱۴۷

حاکم نے اپنی پیٹھ پہ نقطا ان کا رد کیا
جب ان کے سر پہ ہاتھ رکھا تو سجود کیا
پھر ان کے ہاتھ چوم کے آنکھوں پہ رکھ لیا
جب ان کے پاؤں چومنے چاہے تو منع کیا
واعظ سے ان کے سینہ پہ ہاتھ رکھ دیا
جب آنکھ بند کیجئے جاتے ہیں آسمان میں
ہر وار نثار جانوں کی آخر ہے کان میں

۱۴۸

غل ہے کہ ہو بہو ہے شہ دیں کی یہ بیٹی
اک ہاتھ میں ہے ہاتھ کے اک ہاتھ میں ہے ہاتھ
واقف ہے کہ ہے ہے مرے ماں باپ کی بیٹی
ہاں ہاں ہے ہے ہے ہے مرے ماں باپ کی بیٹی
ہاں ہاں ہے ہے ہے ہے مرے ماں باپ کی بیٹی
اور اب تو ہوا ہے ہے مرے ماں باپ کی بیٹی

۱۴۹

بیٹی ہیں ہم یہ شان کے ہے ہے مرے ماں باپ
اک ہاتھ میں ہے ہاتھ کے اک ہاتھ میں ہے ہاتھ
اور اک بغل میں ہے ہے مرے ماں باپ کی بیٹی
پیچھے ہے ہے ہے ہے مرے ماں باپ کی بیٹی
جب بڑھ کے ہے ہے ہے ہے مرے ماں باپ کی بیٹی
ایسی گرہ کی تھی کہ کھلی کر دیں کسی کی

۲۲۱

زائری کی بارگاہ کے دروازے بند ہیں
بے اجازت بارگاہ کے دروازے بند ہیں
دربان بھی دیکھ کر حرم بند کر دیتے ہیں
آن کے سامنے سے دروازے بند ہیں
جس کا دربار امامت ہو اللہ آسمانوں میں
اس کے اوصاف فرشتوں کے لبوں پر نغمے ہیں

۲۲۲

بیدردہ اٹھا گریۂ غم کا وہ جب
بیساختہ ہر لب سے نکلتی ہے دعا رب
ہر گریہ کناں پیش سے پہلے اٹھتے ہیں دامان
یاں خود ہی دعا بن گئے ہیں اشک بھی سب
دنیا کی کشاکش سے پریشاں ہیں جو خاطر
کعبہ محرم کا بھی ہے ساتھ

۲۲۳

دور رہ کے بھی ہیں جو ترے غم سے شرابور
معصوم کا ہے نام ہر اک ان کی دعا پر
زائر کی کسی کام میں ہے ایسی مدد کیا
بیدار ہو اک بار جو اس در کا گدا ہو
ہم جیسے بھی اٹھا دیں گے اک بار اعتبار
اک بار بھی صدقے میں گئی در کی گدا ہو
مظلوم کی جو عین پہ ہو داد کی نظر کی
نسخہ خطاطیہ شاہ ہمدانی کی نظر کی

۲۲۴

الغصہ ابن بنت نبی حرم بنا کے آئے
بیدار کاتبہ ہاتھ سے صفحہ پہ آفتاب آئے
بدر و حنین کربلا میں سفینہ آئے
تقدیر بن کے سب کی تدبیر بن کے آئے
ہاتھ میں کی جفا بھی تو در پہ حسین کی
زینب کے سر کے آگے تو در پہ حسین کی

۲۵

ایکھا ہو بنی ساخت پیدہ و بنیں ظاہر
بیچارہ کہ ساختہ کہ ایں ساختہ کہ ساختہ
اے کہ بنی آدم اعضائے یکدیگر اند
کہ در آفرینش ز یک گوہر اند
چو عضوے بہ درد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار
تو کز محنت دیگران بی غمی
نشاید کہ نامت نہند آدمی

۲۶

علی ایکھا جلال خدا امر نیز ہے
ہر کہ خدا و ایکھا اس کے ہاں کی ہے
دوستی خاص ہے خدا اور فرشتوں کی
دشمنی ان کی ہے کافروں کی
ہر کہ دشمن بود خدا و ملک را
دشمن است او بہ انبیا و ہمہ را
دشمن ایشان خدا و ملک ہے
ہر کہ دشمن خدا و ملک ہے

۲۷

صلی علی نبی مختار یا لطیف
نبی آخر الزماں پیغمبر ان میں شریف
روح القدس کہ آیا ہے بن باپ کے جس پر
ایمان لیے ہم ایسے ان پر اور
کہ بنا باپ کے پیدا ہوئے جیسے آدم
کہ بنا ماں کے پیدا ہوئے جیسے حوا

۲۸

ہر خدا کا ہے حکم سب پر فرشتاں
خطرت بنی آدم پر ہیں نگراں
کراماً کاتبین لکھتے ہیں عمل
ان کے کہنے میں ہے ہر امر اور نہی کا
عارف یہ خطرت ہے ہر دم
فرض ہے ہم پر ان کا ماننا

۳۱۱

ہاتھ بندہ بندہ پیشِ خلائق نواز ہے
پر یہ بھی اک کھلا ہوا اقدس کا راز ہے
لینی کہ دینے سے ہے خدا بے نیاز ہے
اے خاصۂ خواص یہ کارِ نماز ہے
چھپتی ہے کیا کسی سے یہ آنکھ کی زبان
ہیں سب کے سب یہ رمز سے واقف یہ ہے گمان

۳۱۲

بیٹھی ہیں کاملانِ زمانہ حجاب میں
یہ دورِ بیخودی ہے عجب انقلاب میں
ہاں رازِ حق ہے پردۂ رنگِ شباب میں
اسرار کیا کہیں ہے یہ کیا کامیاب میں
رخسار پر ہے خطِ شعاعی کہ نور ہے
ہر دم دمکتا ہے یہ کہ ہر دم ظہور ہے

۳۱۳

ہاں بولیاں کہ جن سے ہو ظاہر یہ راز ہم
اب ہاتھ کا ہے ان کے یہ اعجاز ہم
دو حرف لفظ ہیں یہ کہ ہیں ساز ہم
ہاتھوں کے اس رقم سے ہیں ممتاز ہم
بیٹھیں ہر انجمن میں یہ ہے کارِ دلنشیں
ہاتھوں کے ہیں یہ نام کہ ہیں ہاتھ کے یہ نگیں

۳۱۴

ہاتھوں کے ہیں یہ نام کہ ہیں ہاتھ کے نگیں
ہاتھوں کے ہیں یہ کام کہ ہیں ہاتھ کے یقیں
ہاتھوں کے ہیں یہ نام کہ ہیں ہاتھ کے امیں
ہاتھوں کے ہیں یہ کام کہ ہیں ہاتھ کے امیں
ہاتھوں کے ہیں یہ نام کہ ہیں ہاتھ کے نگیں
ہاتھوں کے ہیں یہ کام کہ ہیں ہاتھ کے یقیں

۳۲

بولا وزیر دیکھ کے اس کی طرف نہاں
یہ کار زار ہی ہے کہ میدانِ کہکشاں
تیغ و تبر کا ہے یہی ہنگام اے جواں
اطفال تیغ دار بھی ہیں تیر بے گماں
رن میں ہیں ایک بھیڑ سے بھیڑے ہوئے جواں
پیکاں کمر کمر ہیں گریباں ہیں تیر تیر

۳۳

بولا وہ مہ جبیں کہ ابھی تک سنا نہیں
اس نے کہا کہ بس تو ابھی میں ڈرا نہیں
تیغ و تبر کا کار و ستم آزما نہیں
اندر کمر کے بھی ابھی بازو کسا نہیں
کیا رن پڑا ہے کس کے غضب کا ستم ہے یہ
کیا دیو ہیں کہ جن کی ہوا بھی بشر نہیں

۳۴

اس نے کہا کہ ہاں وہ ابھی نام تم سے
اس نے کہا کہ بھی غم و آلام تم سے
دریا دلی میں بھی نہیں گمنام تم سے
لڑتے ہیں کچھ وہ جلال ان کے نام تم سے
اترن کمر سے تیغ جب اے دیو سے ہے
لرزہ تن حریف پہ اندام تم سے

۳۵

باہم ہیں دو فن فن میں یکتا ہر ایک دم
جوہر ہیں تیغ تیر کی فن میں صف اک تیز
جنگی ہیں ایسے ویسے نہیں سخت سست ہیں
ماہر ہیں ایسے ویسے نہیں سخت سست ہیں
انگلی سے ایک چھٹتی ہے کمان سے
تفصیل وار تیغ کی تیر و کمان کے

۳۷

بولا ادب سے بجورکے ہاتھ جوڑ کر
قاسم کی جب دلہن کا بھرا تھا گلا بھر آیا
بیٹھے پڑوں کے ساتھ سب بھائی دھن کا تیم
مرا اس سے بیٹھا رہا اور وہ اللہ تیم
ہمسر بنے بھائی کے خون میں یہ لال ہوگئے
سہرا بندھا تھا جس پہ کفن پر نثار ہوگئے

۳۸

بولا دلہن بنا ہے کہاں کا سہاگ آج
دولہا سے کہتی تھی کہ ہے کیا یہ راگ آج
جنگل میں آرزو ہے بہت بیاہ کی مجھے
اس دیس کے لگن سے لگن ہے نباہ کی مجھے
شادی کی بارہ دھوم سے خواہش ہے یہ مجھے
دنیا کی کہکشاں کا تماشا دکھا مجھے

۳۹

ارمان بیاہ کا ہے کہ ہے کیا ہے کہ ہے کیا
جب کھیلے ہیں کھیلے ہیں کھیلے ہیں کھیلے ہیں
دولھا دلہن تھے ایک ہی مسند پہ جلوہ گر
ایک ہی ساتھ دونوں کا بیاہ ہوا تھا اور
ایک ہی ساتھ دونوں کا بیاہ ہوا تھا اور
جب ہم دولھن کا بیاہ ہوا تھا اور

۴۰

ارمان بیاہ کا ہے کہ ہے کیا ہے کہ ہے کیا
ارمان دولھا بننے کا ہے کیا ہے کہ ہے کیا
قدموں کی چاپ سے ہے یہ دھوکا لگا ہوا
ہے ہے ہمارے سر پہ ہے دولھا کھڑا ہوا
اے دل جو ہو سکے تو ہو اس وقت شاد کیا
ہمشیرہ سے ایک حسیں کی ہوئی ادا کیا

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۱۴۱

دانش کے اور ہنر کے سبھی امتحان ہیں
ہر امتحان میں ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں

۱۴۲

ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں

۱۴۳

ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں

۱۴۴

ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں

۱۴۵

ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں

۱۴۶

ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں

۱۴۷

ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں

۱۴۸

ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں
ہم سے ہی پوچھے سوال کیوں

۷۹

جنگل کی ہوا میں ہے عجب جادو کا اثر
ہر پیڑ کی چھاؤں میں ہے اک نیند کا گھر
پنچھی بھی یہاں آ کے خموش ہو گئے ہیں
اک خواب سا طاری ہے فضا پر ہر سو

۸۰

کیا کیا نہ ہمارے دلِ ناشاد پہ گزری
اک عمر ترے غم میں بس اک یاد پہ گزری
ہر سانس میں اک درد کی شدت تھی مگر ہم
چپ چاپ رہے جو بھی مری روح پہ گزری

۸۱

اے دل تری آوارگی کا کیا ہوا
وہ شوق وہ بے تابی و سودا کیا ہوا
ہر موڑ پہ ڈھونڈا تجھے ہر راہ میں کھویا
اے دل تری آوارگی کا کیا ہوا

۸۲

دیکھا نہ کسی آنکھ نے ایسا کوئی منظر
ہر سمت تھا پھیلا ہوا اک نور کا لشکر
تلوار نہ بندوق نہ توپوں کی گھن گرج
پھر بھی وہ لڑائی تھی بڑی سخت برابر

۱۴۵

ہر گھڑی ہر لمحہ ہر پل ہر نفس
ہم ترے ہیں تو ہمارا ہے خدا

۱۴۶

ہم سے خطا ہیں تیری بھی اپنے ہیں بخشنا
ہم ہیں گناہ گار تو بخشنا ہے کام تیرا

۱۴۷

ہم ہیں گناہ گار تو بخشنا ہے کام تیرا
ہم ہیں خطا کار تو بخشنا ہے کام تیرا

۱۴۸

ہم ہیں خطا کار تو بخشنا ہے کام تیرا
ہم ہیں گنہ گار تو بخشنا ہے کام تیرا

۱۴۹

ہم ہیں گنہ گار تو بخشنا ہے کام تیرا
ہم ہیں ترے یار تو بخشنا ہے کام تیرا

۱۵۰

ہم ہیں ترے یار تو بخشنا ہے کام تیرا
ہم ہیں ترے دوست تو بخشنا ہے کام تیرا

۱۵۱

ہم ہیں ترے دوست تو بخشنا ہے کام تیرا
ہم ہیں ترے بندے تو بخشنا ہے کام تیرا

۱۵۲

ہم ہیں ترے بندے تو بخشنا ہے کام تیرا
ہم ہیں ترے ہیں تو ہمارا ہے خدا

۱۴

یہ نیلا نیلا دوپٹا بھول بھول جائے
پیلی پیلی چنری پہ لال لال گوٹا
ہری ہری چوڑیاں کلائی پہ سجائے
کالی کالی زلفوں میں پھول گجرا
ہری ہری چوڑیاں کلائی پہ سجائے
کالی کالی زلفوں میں پھول گجرا
ہری ہری چوڑیاں کلائی پہ سجائے
کالی کالی زلفوں میں پھول گجرا

۱۵

نقشہ کھینچا تھا کیا ماہ وجہ ہولے سے
باغ میں آیا تھا کیا ماہ وجہ ہولے سے
باغ میں آیا تھا کیا ماہ وجہ ہولے سے
باغ میں آیا تھا کیا ماہ وجہ ہولے سے

۱۶

یہ کہہ کے کل جو جہاں سے ہوا وہ رخصت یار
میداں بھرا ہوا نظر آیا بیکسان کا
نہ نہ نہ دودھ نہ بخشے نہ نہ نہ نہ نہ نہ
غائب تھا سب نظر سے نخل بار بار
غائب تھا سب نظر سے نخل بار بار
غائب تھا سب نظر سے نخل بار بار

۱۷

نقشہ کھینچا تھا کیا ماہ وجہ ہولے سے
باغ میں آیا تھا کیا ماہ وجہ ہولے سے
باغ میں آیا تھا کیا ماہ وجہ ہولے سے
باغ میں آیا تھا کیا ماہ وجہ ہولے سے

۱۸

یہ کہہ کے کل جو جہاں سے ہوا وہ رخصت یار
میداں بھرا ہوا نظر آیا بیکسان کا
نہ نہ نہ دودھ نہ بخشے نہ نہ نہ نہ نہ نہ
غائب تھا سب نظر سے نخل بار بار
غائب تھا سب نظر سے نخل بار بار
غائب تھا سب نظر سے نخل بار بار

۱۱۱

ہر نفس آسماں کے ہے تیغ دو دھار سا
تھا خفیف سی جنبش بازوئے یار کا

اس کے خفقان میں ہیں اک عالم کے دل تپاں
تیغ ہے یا کہ ہے یہ کوئی برق بے اماں

تیغ زن یار کی ہے ہر طرف اک تیغ بکف
جا بجا ہیں سر و دست و بدن و پا بکف

۱۱۲

پیچھے کے وار ابرو کے تیغ کا سا نہ تھا
آڑ تیر سے نہیں ہلکا سا نہ تھا

دل تنا کا اور تیر ہے ہمارے تئیں
بھوئیں کا اور تیر ہے ہمارے تئیں

تیغ جس جا پہ ہے ہمارے تئیں
تیر جس جا پہ ہے ہمارے تئیں

۱۱۳

عباس اس کی تیغ کا ہے ہر جوان سے
زد کردہ فیا تیا ہے ہر جوان سے

ہر ایک کو ہے تیغ کی ہر ایک سے
ہر ایک کو ہے تیغ کی ہر ایک سے

ہر ایک کو ہے تیغ کی ہر ایک سے
ہر ایک کو ہے تیغ کی ہر ایک سے

۱۱۴

زباں کے واہ واہ عمل کر رہے ہیں
ہوا سے تیغ کی تن سر رہے ہیں

ہوا سے تیغ کی تن سر رہے ہیں
ہوا سے تیغ کی تن سر رہے ہیں

ہوا سے تیغ کی تن سر رہے ہیں
ہوا سے تیغ کی تن سر رہے ہیں

۱۴۱۵

۱۴۱۶

۱۴۱۷

۱۴۱۸

۲۱۵

دل کا سکہ رہے تیرے ہاتھ میں بیٹھا کیا
تیرے ہاتھوں سے لٹا کیا تیرے ہاتھوں سے گیا
تیری صورت کا کھلونا تھا کھلونا ٹوٹا
اپنی ہی آرزو کا آپ تماشا دیکھا
کچھ نہ دیکھا تو یہ دیکھا کہ زمانہ کیا ہے
کچھ نہ سمجھا تو یہ سمجھا کہ مسلمان ہونا کیا ہے

۲۱۶

کیا کہوں کیا ہے محبت کا تقاضا کیا ہے
کیا بتاؤں کہ تیرے ہجر میں کیا کیا نہ ہوا
کیا کہوں کیا ہے محبت کا تقاضا کیا ہے
کیا بتاؤں کہ تیرے ہجر میں کیا کیا نہ ہوا
کیا کہوں کیا ہے محبت کا تقاضا کیا ہے
کیا بتاؤں کہ تیرے ہجر میں کیا کیا نہ ہوا

۲۱۷

اور کیا کہتے ہیں اس کے سوا کیا کہتے ہیں
اور کیا کہتے ہیں اس کے سوا کیا کہتے ہیں
اور کیا کہتے ہیں اس کے سوا کیا کہتے ہیں
اور کیا کہتے ہیں اس کے سوا کیا کہتے ہیں

۲۱۸

وہ ایک نیچ اداسی سے مسکرا دینا
وہ ایک نیچ اداسی سے مسکرا دینا
وہ ایک نیچ اداسی سے مسکرا دینا
وہ ایک نیچ اداسی سے مسکرا دینا

۲۷۶

اک بیتی فی البتل من مرکب بھاہر ہو
آنکھ یہ قطع بھی کہ رباعی کیطرح چار
پہلے پہلے بیچ سے جو ہو ذرا کم مختصر
پھر اخیر قطعہ کو بھی اس سے مطلع بنا دیا
ایک بیت کا نام مدال سے مقطع بنا دیا

۲۷۷

کہہ نہ سکے پیر سے کبھی کہ دم بھر رکا
کھا نہ سکے زیر پیر جا کے عمل نیا کرا
لے نہ سکے اس کو دیکھ آنکھ کا تیر کھا
ریجھ گئے اس کی آن پر جان کا کچھ نہ غم کیا
ہار دل اس کو دے دیا جیت جگر لیا

۲۷۸

کھو سا یہ جو ہر اپنے کو دم بھر نہ کر دیا
ہم دل کو اپنی آنکھ سے اس پر نہ کر دیا
دیکھا نہ بار دل کا ہم فکر کر دیا
تن پر ذرا سے کپڑے کا بھی بوجھ کر دیا
ہر عضو ایک ایک سے ہلکا نہ کر دیا

۲۷۹

لے شیشہ آب تیغ سے جوہر سیاہ کے
جیغر عمل تمام سے تیر نگاہ کے
مرآت سے بھلا گئے منھ صاف جگر کاہ کے
بیضے ہزار در دہوں سے کاٹ کاٹ کے
بیدل عدد لطیف نکالا سیاہ کے
جلسے ہزار ناز سے ترتیب سے اکٹھے

۷۶

کھا ہاتھ میرا کہ دو کماں سے تیر گئی
ہزار ہے ہم سے کہ کے نشاں سے تیر گئی
کہیں جا نہ لیں جا کہاں سے تیر گئی
چھڑا رہن تو دل سے تیر گئی
چھپیں گی تنگ سے دل فگار کیا کر
ناخن سے کوئی گرہ کشا کیجو ذرا کر

۷۷

بولا ذرا یہاں تو مرے ہاتھ بک جاتیں
ایسے نہ تیرے ہاتھ سے کم ہوں کھا جاتیں
اس کے کہا کہ ہاتھ یہ ہم اس کے آتیں
سلطان سے نصیب سے ہم تخت پاتیں
رسمی قحط امیر کے اقبال سے ہوا

۷۸

اس نے کہا کہ ہاں مجھے تیرا کیا ہوا
بولا کہ غلیم یاس کا تن زرد سا ہوا
سال جدائی سے ترے دل کا یہ حال تھا
رہتا تھا لگ کے تیرے ہی دروازے پر سدا
بھی غفلت کی سینہ میں تیرے جگہ نہ پائی
لگ کر ای کھیم کے باہر نکل گئی

۷۹

تیرے لئے زمین پہ خلق خدا ہوا
آواز دی حسین نے پھر اک کیا ہوا
رہ کر کہا حضور کے حق سے ادا ہوا
ہاں کی کہ اس نے تیر کمیں میں روا ہوا
یہ کہہ کے ہاتھ ڈالا کمی بار زین پر
اٹھ کر لگا حسن کھانا زین پر

۸۱

بجلی کے کڑکے تھے اس نے بھی کی تھی طلب
آواز دی کہ فرش نہ سواروں کو فنا کہاں
ہاں بجلیوں کے خون سے بھی ہیں بھری کہیں
نام خدا ہے ہم پہ لڑائی کا بیتیاں
ہاں صفدر دشمنوں کی ہیں آگے کھڑی ہوئی
لاشے کٹے ہوئے ہیں کہاں کہ واریتیاں ہم

۸۲

سنتا تھا ہم کہ لوٹ پڑے لاتیں پر سوار
پھر ہو چکن کے لال یہ مورچے ہوئے لہو لہو
آواز دیتے تھے یہ غریبی سے بار بار
کہیں اے چچا غلام رہی تھا کیا تھا وہ
آئے ہم کہ گئے ہاں نہیں نے ہے
نام خدا کی لاش نہ گئی ہاں ہاتھ کی

۸۳

صدقے تیری اٹھی کا کہ کا جلد آ
بادشاہ و اسطے علی اصغر کا جلد آ
جلد آ دیکھ میہماں ہیں ترے بھوکا جلد آ
کر کڑا نہ پھر لیکن تن پر سر کا جلد آ
بس سے ہاں ظلم کے کیسے کہ دیکھے
ہم تمہارے لیے اور ہم سے تمہارے لیے

۸۴

بات کہ زبان تم سے نکلا تھا یہ سخن
پیچھے ہیں تم کہ ایک تھا غنیم اور کا وطن
ہاں سے کہا سکینہ نے ہے ہے ری بن
کھلا اور ایک دم کہ مرے ہاتھ کی رسن
ہاں بجھاں لیں ہیں جاں کی
ہے ہے بیان ہے ہم سے دھلا ہاتھ

۱۸۴

سنتے ہی کیا کہا عباس اس گھڑی
دربار میں کہ آیا نظر بڑی
بیباختہ امیر کی صف پر گری نظر
بیتاب ہو کے اس نے جو فتح فقط کری
یاں نام لے کے رعب سے سب پر ظفر کیا
آنکھ اٹھا کے اس نے جو ایما کیا تمام

۱۸۵

حاکم کہا یہ سن کے کہ بیجا ہوا کیا
بیداد دیکھ کر نہ کسی نے گلہ کیا
سر پیٹ کر کسی نے کسی کا کیا کیا
کوئی کہا کہ ہم نے تو ایسا برا کیا
اک چپکے چپکے رو کے کسی نے دعا کیا
رہ رہ کے بیٹھ بیٹھ کے ہر ایک نے سر دھنا

۱۸۶

اس فوج سے یہ بیچ کے آگے بڑھا جو کام
کیا کیا ہوئے ہیں دونوں کے لشکر میں انتظام
کیا کیا ہیں ہر دو فوج کے سرداروں کے مقام
یہ کیا کہا کہ کس نے کیا کس پہ کیا پیام
جس نام کی ادا کی یہ تسلیم و احترام
دیکھا ہے ایک ایک کا اس نام پر جھکا

۱۸۷

دیکھا کہ ہے یہ بیچ میں اک بیشۂ عظیم
ہر سمت اس کی ہے بڑی مشکل سے راہ گم
کیا کیا ہیں اس کے بیچ میں جانور خطرناک
کیا کیا ہیں اس کے بیچ میں جانور خطرناک
ہر ایک ہے ہزار سے بڑھ کر بڑا بھیانک
ہر ایک ہے ہزار سے بڑھ کر بڑا بھیانک

۱۸۸

دیکھا کہ ہے یہ بیچ میں اک بیشۂ عظیم
ہر سمت اس کی ہے بڑی مشکل سے راہ گم
کیا کیا ہیں اس کے بیچ میں جانور خطرناک
کیا کیا ہیں اس کے بیچ میں جانور خطرناک
ہر ایک ہے ہزار سے بڑھ کر بڑا بھیانک
ہر ایک ہے ہزار سے بڑھ کر بڑا بھیانک

۸۹

حاکم کے روبرو نہ کیا اعتراف کیا ہاں
بیدار دل نے صاف کہا صاف صاف کیا
بیدار و چشم و دل نہ ہوئے اہل کارواں
اک آگ جل رہی ہے مگر دل میں آگ کیا
کہتا تھا میں یہ سچ ہے مگر سچ ہے کیا بھلا
مرنے کو جان حق پہ کریں اہل لاف کیا

۹۰

دیوانہ کہہ کے طنز سے سب نے ہنسی اڑائی
دیوانہ مسکرا کے رہا اور کچھ نہ بولا
طوفان اشک آنکھ میں آ آ کے رہ گیا
کہتا بھی کیا کہ کیسی ہے یہ کیا ہے کیا نہیں
کہتا بھی کیا کہ کیسی ہے یہ کیا ہے کیا نہیں
ہر ذرہ جانتا ہے مگر کچھ کہا نہیں

۹۱

بولا کہ ہے یہ سحر کہ جادو کہ کیا کہوں
اس نے کیا جو سحر تو ہوا سحر بے اثر
پھر کون سا ہے اور جو کرے کام کارگر
ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوا کام بے اثر
ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوا کام بے اثر
اٹھا دھواں کہ بجھ گئی اک آگ دفعتاً

۹۲

یوں اٹھا کاوش کیا اس نے بڑھا
بولا کہ ہے فقط یہ تماشا سب کھلا
اب تک نہ اس کا بھید کسی پر ہوا عیاں
اس نے نکالا دست تہی جیب سے بڑھا
اس نے نکالا دست تہی جیب سے بڑھا
لاکھوں میں ایک ہاتھ کی صفائی کی ہے

۹۲

پھر چلی ہے لاشۂ اکبرؑ عالی وقار کے
لاکھ حسینؑ ہاتھ پر اک تیر ذوالفقار کے
بچی کھچی تھی جس سے اس کی عفت و وقار کے
بیٹھ کے ساتھ ساتھ میں بہنیں ہیں بیقرار کے
ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے ہیں ہاتھ ہاتھ کے
ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے ہیں ہاتھ ہاتھ کے

۹۳

کس نے کہا کہ رحم کھا ہم پہ اک ستم گار پر
وہ تو ہے بھوکا پیاسا ہم پہ ہے ظلم بیشمار پر
بہنیں ہیں بیکس و حزیں بھائی ہے بیکفن مزار پر
گھر کی لٹی ہوئی ہیں بیبیاں کی ساری چادریں
ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے ہیں ہاتھ ہاتھ کے

۹۴

آخر شب بیان کیا کام و لب کی پیاس کا
اکبرؑ و حسینؑ نے پانی طلب کیا
آگے بڑھا نہ ایک قدم ظلم و غضب کیا
پیاسا ہی سب کو لے چلا ظالم نے سب کیا
ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے ہیں ہاتھ ہاتھ کے

۹۵

زلفیں ہیں بکھری ہوئی چہرے ہیں گرد سے اٹے
بچی کھچی ہے جس سے ان کی عفت و وقار کے
اس نے کہا تھا جی کیا تیر ہے ذوالفقار کے
ماتم کریں گی بیبیاں بچوں کو ساتھ لے کے
بیٹھ کے ساتھ ساتھ میں بہنیں ہیں بیقرار کے
ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے ہیں ہاتھ ہاتھ کے

۹۶

لاشۂ اکبرؑ کی قسم کوئی نہ بیکس ہوگا

۶۸

کہہ دو کہ کھول دے یہ در و بام کی زباں
ہے ہے خدا کرے کہ نہ ہو تجھ کو بھی گماں
کہہ دو کہ دیکھ لے ترے کوچوں کی خاک کو
کہہ دو کہ سونگھ لے ترے پھولوں کی بو کہیں
کہہ دو کہ سن لے تیرے شبستاں کی گفتگو
کہہ دو کہ دیکھ لے تجھے اک بار آنکھ بھر
کہہ دو کہ تیرے در پہ ہے اک بے زباں پڑا

۱۰۱

دنیا میں ایسے صاحبِ دل کم نہیں ہیں
یہ کرب تھا حسین کا جو کم نہیں ہیں

۱۰۲

بیٹے بھی ساتھ دے گئے جسم اتر گئے ہیں
حضرت کے بازوؤں سے بازو بچھڑ گئے ہیں

۱۰۳

اُس نے کہا پھر اس سے شہزادیاں کہاں ہیں
بانی نے بند قبا سے دستار کی کڑی ہیں

۱۰۴

بیٹی بھی ساتھ اکبرؑ بچوں سے کی اشارہ
کیسے میں جاؤں ابّا ان بیڑیوں کو دیکھ کر

۱۰۵

اُس نے کہا پھر اس سے شہزادیاں کہاں ہیں
بانی نے بند قبا سے دستار کی کڑی ہیں

۱۰۶

اُس وقت قاسمؑ زادہ کاغذ کہ جب اٹھایا
حضرت کی بیڑیوں پر عابدؑ کی آنکھ بھر آئی

غزل

اُس نے کہا کہ دھول اتنا نہیں غلام
سر پر ترے ہلال کا کالب دوام ہے

تیری گلی میں ہم نے رکھا ہے جب سے نام
ہر اک زبان پر ہے ترا چرچا تمام ہے

کھولے گا کون اس کی گرہ کون ہے جو اب
ہر بند تیرے ہاتھ میں بن کر زمام ہے

غزل

تازہ غزل ہے حسن کی آئینہ دم بھی ہے
مطلع ہے مہ جبیں کی تو مقطع صنم بھی ہے

وہ کرتی ہیں ادائیں کہ حسرت ہے دید کی
ہر ایک ادا میں جلوۂ شانِ ارم بھی ہے

سیتم ہے وہ کہ رکھتی ہے ہر بات میں ستم
بے رحم ہے وہ اور ستم گر بھی کم بھی ہے

غزل

اے وقت بھی کسی کی نہ ہو بن کے تو رقیب
جیا کہ تیرے فاصلے کم کے فریب سے

بنتے ہیں بن سنور کے جو ہم تیرے واسطے
نخچیر ہو نہ جائیں کہیں ہم شکار سے

سیکھے ہیں تیرے نین سے ہم نے فریب کے
نینوں کی سمت ہاتھ کمیں کیوں نہ مارتے

غزل

ہاں بھی بہت اداس ہو کہا ہمارا دل نہ آئے
آخر کچھ وہ مقام ہے جہاں سے آہ

جس کی طلب میں عمر بھر ہم نے کیا سفر
ہر سمت اس کی جلوہ گری کی ہے راہ

ہر ذرہ تیرے در کی گدائی کا ہے گواہ
ہر سانس تیرے در کی ہی خیرات کا ہے

ہاتھوں سے چھوٹ جائے گا دامن ترا ضرور
ہاتھوں سے چھوٹ جائے گا دامن ترا ضرور

۱۰۹

ابوالمعالی تک پہنچ سب محمد اکبر تخلص سر
برابر تھا ایک لاشہ سلطان بگرہ کا
لاش اپنے اپنے یار کی پائی جو بعد ازاں
گڑھی ہیں ایک میان بیچ دونوں رہین رہا
بدلا لیا جگر کا اور رکھی مال انکا غیر ہے
پیاروں کے گڑھوں کا کھودیں کھا گھڑیں

۱۱۰

پھر تو ہماری تیغیں تھیں اور لاشیں کھیت
برابر گر گئی گردوں میں کھا گئی کھیت
ایکی لاش انکے سینہ کے پیٹ
دوڑا ہیں لیکر کہ ہم اکھاڑ
پھیلے ہیں ہیں کی کاروب نہیں
اٹھتی ہیں ہیں کی نہیں

۱۱۱

جاؤں یہاں سے میں تو ہر انکھاڑ
کیا کہوں ظلم ہے تیر کی
یہ وہ ہے جس کے باپ کی
ہیں لاش پھینکے لگا
رکھ گئے ہیں
ابوالمعالی میرے ہاتھ سے

۱۱۲

ہیں کیا ہوں کہ دوڑ کے مرہٹے کیا
بیٹی ہی وہ لاش سے اور ہم بھاگ
یہ تھے کیا ہیں نہ پیچھے کی
بن اسے تیر کھا فضا حت ادا
گرتے ہیں ہو ہو کھا ہیں کیا
ایکا ہما ہیں حباب
تمام

۴۴ بطلع

ہمارے شعر ہیں اب معنی آفرینی کے
ہمیں سے قطرہ نے سیکھے گہر چکانے کے
ہمارے بعد رہے گا سخن میں نام اپنا
ہمارے بعد رہے گا سخن میں نام اپنا
ہمارے بعد رہے گا سخن میں نام اپنا
ہمارے بعد رہے گا سخن میں نام اپنا

۴۵

بجا ہے میر کی طرح طرفدار نہ ہوں گے
میر سے سخن صدق سے بیزار نہ ہوں گے
کچھ فکر نہیں کیا کسی خریدار نہ ہوں گے
بحر سخن میں ایسے گہربار نہ ہوں گے
مضمون ہیں ایسے کہ طلبگار نہ ہوں گے
دیکھیں گے سبھی مانیں گے اعزاز نہ ہوں گے

۴۶

بیٹھے ہیں داں ہاں وہ ہر سو مرے تیر ان ہیں
یہ نظم وہ دیکھیں جو فصیحان کہیں ہیں
بھرے ہیں بعض بعض یہ فصاحت کے نشاں ہیں
سخن کو بلاغت سے ہیں تیغ پہ عیاں ہیں
الفاظ ہیں وہ پاک کہ تاثیر نہیں رکھتے
خالی جو لفظ سے ہیں۔ معانی نہیں رکھتے

۴۷

اب سیف زباں نظم کے میدان میں لاؤ
تیغوں میں ہے جو کاٹ وہ الفاظ کی ہے
الشکی تلوار کے جوہر کا بیاں ہے
یہ نظم ہے تلوار کے جوہر کا بیاں ہے

۵۵

عدن کے مرا نام خدا سیف خدا ہے
دعوی کا جو کردوں سیف زبانی کا جا ہے
پہلوں قطعہ نظم کروں میں تو فزا ہے
سب جگہ کہیں واہ یہ انداز جدا ہے
خاتم کو آدم کی خاتمیت کی دیتا ہا
اور ہاتھ اور ہر بات پہ تسلیم کا ہا

۵۶

یہ نظم مقدس ہے فردوس کا گلزار
جنت کے فردوس میں ہے جس کا خریدار
لیتے ہیں بار اس کے فرشتے سر و دستار
پھیلا ہے یہ عالم میں مثل دانۂ انار
یہ بیل ہے ایسی کہ نہیں جس کو کہیں ثانی
ہر پھل ہے کہ دیکھا ہے ہر باغ میں جانی

۵۷

کون اس کے سوا اور ہے کہ دے جس کو زبان
یہ کہہ کہ بھی قاصر ہے کریم اس کی بیان
اک وصف ہے ہم میں تو ہزاروں ہیں نہاں
فرزانے یہ علم سے ہیں پر یہ ہیں نادان
دریا دل نیساں کف دریا سے ہے ہر
کہتے ہیں کہ ہر قطرہ گہر ہوتا ہے اکثر

۵۸

یہ نظم کہ ہے نظم میں تسنیم کا پانی
پیروں کا عصا ہے یہ یہ ہے نامہ ربانی
حاروں کتب حق کی ہے یہ ہی ترجمانی
ہے سورۂ اخلاص حسینوں کی نشانی
بیتاب کیا اس نے ہر اک سلسلہ پیرو
رہتا ہے کہیں ابر میں ہرگز مہ انور

۹

یہ جو ہے زیرِ زمیں جس کو لحد کہتے ہیں
کس کی خاطر یہ بنائی گئی کس کے لیے ہے

حاشیہ: مزار شہیدانِ انصار کے بارے میں

۱۰

یہ جو دیوار ہے کچی سی بنی ہے پیارے
اس کے نیچے بھی شہادت کے گہر ہیں پیارے

حاشیہ: مزار شہیدانِ انصار کے بارے میں

۱۱

ہر طرف بیر ہے باغ اور گھنے پیڑ کا ہے
اک حسیں باغ ہے اور اس کا مزہ ہی کچھ اور

حاشیہ: بیر کے باغ کے بارے میں

۱۲

یہ جو ہے باغ بیر کا ہرا بھرا سا پیارے
اس کے ہر پیڑ پہ ہیں بیر لدے ہی کچھ اور

حاشیہ: بیر کے باغ کے بارے میں

۱۳

سنہ تیس جاں میں یہ نہ فرمایا وہ تھا کون
فرزند فرخ کا یہ نہ زمن سا وہ تھا کون
یہ ہم نہ کہیں پیڑوں میں بیچ کرن ہے
گویا ہے مری سے یہاں بورئیے
اک تیغ بجلی یہاں ہے دوڑ رہی ہے

۱۴

کرتی ہیں بجا یہ کہ اوادی کی جو یاں
جیسی ہے بجا سی ہے بجا ہیں بجا ہیں
عریاں بدن سے ہیں کچھ نیچے ہیں
ہر سال بورئیے نہ کوئی یاں
یہ ہیں سے پھر ہر سی کی ہی نہ دیں

۱۵

دنیا میں نہ آئے اور انہ ہوتا
یہ فن کی جو عزت ہی وہ ہوتا
لے فاطمہ زہرا کے نہ اعزاز ہوتا ان کا
دل اہ وہ جھکا کیا دار ہوتا ان کا
نہ زخم لگا کھانا کوئی ہاتھ کٹا تھا
یہ نخلا زیب لگا کر بان بھا تھا

۱۶

قدر اس کی کیا جو خم ضادق کی زبانی
اول انیس دلاں نے کہا جعفر ثانی
وارث تھا علی کا تم کھا تم مردان کا جانی
فنا نہ تیغ رہی درست بدست افغانی
بعد از حسین ابن علی ہوتا تھا
میدان رہا تم ان اچھا تیغ سا تھا

۱۷

پیوں بھرے میں کھلی قبلہ صبا سے یہ کہو
جس نے شب بھر مجھ کو تنہا رات بھر رکھا نظر
فردوس سے نزدیک تھا تیرا یہ آشیانہ
اک جا نہ ٹھہرا بھر کبھی بے تاب و بے قرار
مجھ بیکساں کو رہن ہی رہنے دیا کہاں
آخر کھوں سے بجھ گیا بے تاب و بے قرار

۱۸

آئینے کا بانہ تھا ارمان بہت پیہم
اس آئینے میں دیکھے تھے تیرے جمال کے
تھی بیخبر الفت کے آگے صف بیخبر
جنگاہ کی رو دار یاں کرتے تھے قرار
پیدا ہوا جاں بخش سے اس کو بھی
اس کے ہم تن گل سب ہی بیخبر

۱۹

رو دو کے کہا احمد مرسل نے فگار
فرزند علمدار کو کفار نے مارا
جھوٹے نے اٹھایا علم اسفند یار کا
رونے لگے اصحاب کہ یہ کیا ہوا
آہوں کا دھواں چھا گیا عالم پہ سراسر
کعبہ کی طرح عالم مسجد بھی سیاہ

۲۰

ناگاہ بیکسوں نے کہا یا برادرا
مسجد میں اٹھا لیجئے اس کو بہ احترام
یہ سن کے اٹھا لائے اسے حیدر کرار
آتے ہی زہرا خانۂ احزاں ہوا بپا
جھوٹے کو دیکھ کر ہوئے بیتاب و بیقرار
ارے کیا ہوا کیا ہوا کیا ہوا

۲۱

اسلم سوئے میدان تم دیکھو چلا
آندھی نہیں یہ ابر کا ہے غول دیکھو چلا
جھنڈا لگا ہے تم کو کس کا دیکھو چلا
بجلی کی ہے تڑپ قدر بلند آواز ہے
ہے تیز یہ کہ آگ لگاتی ہے دیکھو چلا

۲۲

اے ہیں یہ کیا ہیں ان کی طرف کیا ہیں دیکھو
ہے ہے یہ کیا ہیں ان کی طرف کیا ہیں دیکھو
کیا ہیں یہ کیا ہیں ان کی طرف کیا ہیں دیکھو
بابا قدر اجنبی ہیں یہ کیا ہیں دیکھو
انجام ہے یہ کیا ہیں یہ کیا ہیں دیکھو

۲۳

بدلا ہوا ہے رنگ ہوا کیا ہے دیکھو
یاقوت کی سی ہے شفق دریا ہے دیکھو
نیساں ہے ابر بحر ہے موتی ہے دیکھو
ہے ہے خدا کی شان یہ کیا ہے دیکھو
ہے ہے خدا کی شان یہ کیا ہے دیکھو

۲۴

بدلی ہوا تو رنگ ہوا کا بدل گیا
کایا ہی بدلی رنگ ہوا کا بدل گیا
دریا کا بھی مزاج ہوا کا بدل گیا
جھونکا ہوا کا ہے کہ قضا کا پیام ہے
انداز ہی ہوا کا قضا کا بدل گیا

۲۵

بس بس کہ یہ تنہائی ہے اک دل کے برابر
بھر بھی ہے ترا غم شبِ فرقت کے برابر
ہے بارِ گراں ہر نفسِ عمر ہمیں پر
ہم کون ہیں اس بارِ امانت کے برابر
ہے کوہ کنی کار ہر اک تیشہ بدست یاں
ہر ناخنِ انساں ہے ترے غم کے برابر
ہر ذرہ ہے آئینہ دل داری یک دل
ہر قطرہ ہے دریائے شمائل کے برابر
ہر چند کہ ہر اک دل میں ہے اک شعلۂ جوالہ
ہر شعلہ ہے خورشید قیامت کے برابر
ہر چند کہ ہر سنگ میں ہے شرطِ ہنر بھی
ہر سنگ ہے تمثالِ نزاکت کے برابر
ہر چند کہ ہر شخص ہے اک بحرِ معانی
ہر بحر ہے پایاب قناعت کے برابر
ہر چند کہ ہر لفظ ہے اک دفترِ مضمون
ہر دفتر معنی ہے بلاغت کے برابر
ہر چند کہ ہر دل ہے سویدا سے فروزاں
ہر داغ ہے اک لالۂ خلوت کے برابر
ہر چند کہ ہر سمت ہے اک جلوۂ جانکاہ
ہر جلوہ ہے اک دیدۂ حیرت کے برابر
ہر چند کہ ہر ذرہ ہے اک مہرِ درخشاں
ہر مہر ہے اک عالمِ انجم کے برابر
ہر چند کہ ہر قطرہ ہے اک موجۂ طوفاں
ہر موجۂ طوفاں ہے بلا تھم کے برابر
ہر چند کہ ہر ذرہ ہے اک مہرِ درخشاں
ہر مہر ہے اک عالمِ انجم کے برابر
ہر چند کہ ہر قطرہ ہے اک موجۂ طوفاں
ہر موجۂ طوفاں ہے بلا تھم کے برابر

۲۶

اک نالۂ دل سوز ہے اور ہم ہیں اور ہیں
اک شعلۂ جانسوز ہے اور ہم ہیں اور ہیں
اس بحر میں کشتی کی نہ لنگر کی ہے تدبیر
اک موجِ تہ و موج ہے اور ہم ہیں اور ہیں
ہے ساز کی لے سوز سے معمور ہمارا
اک شورشِ اندوز ہے اور ہم ہیں اور ہیں
ہے شوق کا اک رنگ جو اس بزم میں ہم ہیں
اک جلوۂ افروز ہے اور ہم ہیں اور ہیں
ہے شوق کا اک رنگ جو اس بزم میں ہم ہیں
اک جلوۂ افروز ہے اور ہم ہیں اور ہیں
ہے شوق کا اک رنگ جو اس بزم میں ہم ہیں
اک جلوۂ افروز ہے اور ہم ہیں اور ہیں

۲۷

جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا
تپشِ شوق نے ہر آبلہ پا میں اک دل باندھا
اشک خونیں سے کیا دیدۂ پرنم نے وضو
آہ سوزاں سے جگر نے کمرِ ہمت باندھا
کس کی شوخی کا ستم کس کی تمنا کا فسوں
کس کی آمد کا سخن تھا کہ تصور تیرا
کس کی آمد کا سخن تھا کہ تصور تیرا
کس کی آمد کا سخن تھا کہ تصور تیرا

۲۳۲

والی وہ کہاں ہے ہی سب بتاؤں میں
حشمت سے بھی کہہ کر اپنے لاؤں میں
ہے عین غنی کی ہم کو کھانے کی چاہ
دن دیکھ کے اچھا سا دھوں گا کپڑے
کر بابا غفور کی میں کھیں نام ایک
جا کر بھی کی میں کھیں نام ایک

۲۳۱

مجھ سے گھر اپنے گیا وہ جب سے عالم
زہر اس سے بیاں کی خبر تا دم عالم
رونے لگیں وہ اور یہ کی ہے کہا ہم
مظلوم کی بیتیں کی کھا تا ہیں ہم
ہم نے اجازت دی ہے بلا کر ہی
ہم عقد کر دیا ہے علی سے

۲۳۰

ہے عین سر اسم کہ ہوں سگے علی کے
بے سے ہے بشارت کہ ہو صاحب علی کے
ایمان کا ہے آغاز الف سے بندہ
ہے عین سے عقبیٰ ہے میم سے محمد
ہے عین سے عقبیٰ ہے میم سے محمد
ہے عین سے عقبیٰ ہے میم سے محمد

۲۲۹

ناگاہ یہ آواز کی کہ ہم نام رکھیں گے
کیا فدیہ ہے پیغمبر کا ہم نام رکھیں گے
ہم اس کے سوا سید و سردار رکھیں گے
عیسیٰ سے ہیں علم اس کے حقیقی رکھیں گے
فتحا ہے یہ ہیں علی کے گھر میں ہمارے
عباس خطاب اس کے ہے فرمیں ہمارے

۲۳۳

بھی دیکھ لی ہے ہم نے تیری بے وفائی
اے آسمان تیرے صدقے اے آسمان تیرے

۲۳۴

اطفال دیتی ہیں لیں پتنگ ڈور
فرخ بڑی ہی جیسے کہ تیرے ہے بھاری

۲۳۵

بھی دیکھ لی ہے ہم نے تیری بے وفائی
اے آسمان تیرے صدقے اے آسمان تیرے

۲۳۶

بھی دیکھ لی ہے ہم نے تیری بے وفائی
اے آسمان تیرے صدقے اے آسمان تیرے

۲۳۷

بھی دیکھ لی ہے ہم نے تیری بے وفائی
اے آسمان تیرے صدقے اے آسمان تیرے

۲۳۸

بھی دیکھ لی ہے ہم نے تیری بے وفائی
اے آسمان تیرے صدقے اے آسمان تیرے

۳۴

ایمونہ ولادت ہے ہم نہ دیدار ہے زہرا
عباس کا علم ہے نہ دیدار ہے زہرا
لاشے کا مقدر ہیں گہرہائے بہا زہرا
پہلو ہی بھی دیدار علی سہ ہے زہرا
تم غصہ سے آئی ہو تو غیظ کہاں ہے
اٹھ اٹھ کے سکینہ کو طمانچوں سے نہ مارو

۳۵

زہرا یہ بیاں رن کے ہوئیں بخت پریشان
زینب کی بھی بکھریں ادھر آئیں ادھر آئیں
سجاد بھی نالاں ہوئے گریاں ہوئے حیران
فرمایا کہ بابا کی ہے یہ آخری آن
وہ بھی ہیں علمدار نہ ہے فوج میں کوئی
فرمایا کہ ہاں بیٹا ہے اب ہاتھ میں ہاتھ

۳۶

زہرا نے کہا اور بھی احسان کرو گی
بولی کہ بہن بیاہ کا سامان کرو گی
فرمایا یہ سب پھر ہے ابھی جان کرو گی
بابا کی بھی لاشے پہ نگہبان کرو گی
فرمایا کہ ہاں بھی ہے یہ ارمان ہمارا
زینب نے کہا بھائی ہے قربان ہمارا

۳۷

یہ سن کے کہا تاب کہاں ہے جو کہوں وہ
فرمایا کہ بہتر ہے کہ بیٹی کہو وہ
رہی ہیں عدو بار نہیں ہے کہو وہ
لاشے پہ کہا حکم نہ بابا کہو وہ
سجاد نہیں ہے کوئی بیمار ہمارا
بیٹی ہے تمہاری بھی یہ غمخوار ہمارا

۱۴۱

ریم اُنہ تو عباس کی حسرت میں فغانی
غم ہا کیا پیدا کہ ہا ری شیر فغانی
پھر آنکھ عقیدے کی ہا لا ئے بیانی
پیدا ہو عباس کی ہا ری
ہا ری ہی ہیچ ہیں ہا ری
اس ہا پہ ہا ئے ہیں ہا ری

۱۴۲

دن ہا ک گڑی ہا ری ہا ک ہا پہ ہا ک ہیں
فہ ہا ک صفت ہا ک ہا پہ ہا ک ہیں
ہیں ہا ک ہا لا ہا ک ہیں
ہیں ہا ک ہا لا ہا ک ہیں
ہیں ہا ک ہا لا ہا ک ہیں

۱۴۳

چلائی ہا دت کم سعید از ہا ک
جہ ہا ن ہا ک ہا ک ہا ک ہا ک
ہا ک ہا ک ہا ک ہا ک
ہا ک ہا ک ہا ک ہا ک
ہا ک ہا ک ہا ک ہا ک

۱۴۴

ہیں ہا ک ہا ک ہا ک ہا ک
فہ ہا ک ہا ک ہا ک ہا ک
ہا ک ہا ک ہا ک ہا ک
ہا ک ہا ک ہا ک ہا ک
ہا ک ہا ک ہا ک ہا ک

۴۸۳

بسنتے ہوئے ناگہ حسین و حسن آئے
اگ گل کے نظارے کیلئے چمن آئے
کس فکر سے فوراً ہی سب مل زمن آئے
دیکھا جو بہار آپ کی طرف خندہ زن آئے
تیرے سے ہوئی نکلی بھاگا ہے بھاگا
تیرے سے فرمایا فقیر کا ہے بھاگا

۴۸۴

شاہ شہداں کے بھیجے ہوئے کپڑے پاس
نعلین کے بدلے کہ بھیجے لگے عباس
تھا روز ازل ہی سے ادب و پاس
آنکھوں میں آ بھاگا کہ بڑی ہی ہے آس
تم بھی ہو ہمارے ہم بھی ہیں تمہارے
دیکھے سے ہاتھ اور دامن تر کے

۴۸۵

یہ سن کے بہادر شاہ شہداں نے
پہنا کہ گئے یاد ہمیں کرنے والے
بولا کہ یہ ناخلف ہے بیکس نے
عباس کہ تم مرد ہو یا نامرد ہو
سب آل نبی ہے تو ہے یہ بھی ہے
آنسو نہ تیرے کا ہے کو ہے بھی ہے

۴۸۶

آنسو کی نہ تیرے کا ہے کو ہے بھی ہے
تھمتے نہیں کسی طرح یہ بھی ہے
غم دل کا نہ کہہ سکے نہ سہہ سکے
تم ان کے لگے کہنے کہ بھائی ہے بھائی

۱۴۱

حسن کا زور دم ہوس تو ہے عشق زیادہ
سن بڑھا بچپن کم الفت پیمانہ زیادہ
عشق رہے مصنف و غم تیر زیادہ
تیغ ہے نیمچہ و نیشتر زیادہ
کھیچ ہے تیغ سنبھالا ہے کہ تلوار سنبھالی
بانکی بھی بھالی بھی کی بھی کہ کٹار سنبھالی

۱۴۲

حضرت ناصح آئے تو اسے دودھ پیلا دو
ہاں مرے خوب بھی جی کم کرے کیا دو
یہ ایک آئے تو اسے دودھ پیلا دو
یہ عاشق صادق ہے کم اجھول کیا دو
جبکہ ہو بیں بال دودھ یہ جان نہ پیچھا
کہ دودھ سے اسطباں نہ پیچھا

۱۴۳

ہمجھی کے دیدار کے بھوکے ہیں بھی
سنہ دودھ کی پیدا ہے نہ پیچھا ہماری
یہ کیا بڑھی یہ کیا دودھ عاشق ہماری
اور کھ خوشامد کے زبان کیا ہماری
پیچھے کہ آجا کے کھ ل گئے عباس
کہ آن ہیں پیچھے سے یہ گئے عباس

۱۴۴

ہمجھی کے دیدار کے بھوکے ہیں بھی
سنہ دودھ کی پیدا ہے نہ پیچھا ہماری
یہ کیا بڑھی یہ کیا دودھ عاشق ہماری
اور کھ خوشامد کے زبان کیا ہماری
پیچھے کہ آجا کے کھ ل گئے عباس
کہ آن ہیں پیچھے سے یہ گئے عباس

۱۲۵

ہاں کہ تیری یاد سے شب ہائے تنہائی بھی ہم
بزم آرائی میں ہیں اک خلوت افسانہ ہم
آنکھ مل جاتی ہے آنکھوں سے مگر ہم بیخبر
دیکھتا ہے کون ہم میں تجھ سے بیگانہ ہم
آہ کیا آئے جو وہ یاد آنے کو ہم
کس قدر تنہا ہوئے ہیں تیرے یاد آنے کو ہم
ہم سے کیا ہو سکا محبت میں
خود کو برباد کر لیا تم نے

۱۲۶

زمانہ میں یاروں کی کمی نہیں غالب
ہم ہی ہم ہیں تو کیا ہم ہیں
ہم سے پہلے بھی محبت کرنے والے کم نہ تھے
ہم سے پہلے بھی حسین تھے تم
ہم سے پہلے بھی محبت کرنے والے کم نہ تھے
ہم سے پہلے بھی حسین تھے تم
ہم سے پہلے بھی محبت کرنے والے کم نہ تھے
ہم سے پہلے بھی حسین تھے تم

۱۲۷

یوں تو سنتے تھے ادا و ناز و غمزہ کی زباں
جب ہوا خود سے تو ان باتوں کا مطلب کچھ اور
جب ہوا خود سے تو ان باتوں کا مطلب کچھ اور
یوں تو کہنے کو سبھی کہتے ہیں اپنا اپنا
جب ہوا خود سے تو ان باتوں کا مطلب کچھ اور
جب ہوا خود سے تو ان باتوں کا مطلب کچھ اور
جب ہوا خود سے تو ان باتوں کا مطلب کچھ اور

۱۲۸

افضل یہ بزم ناز میں اس بیوفا کی ہے
جس طرح ہم تمام دل سے ادا کی ہے
ہمت ہے کس کی اس کی برابری کرے
جس طرح کی ہے اس نے اسی طرح کی ہے
ہوں جس کے ہاتھ میں ہاتھ اس کی ہر ادا اچھی
جس طرح کی ہے اس نے اسی طرح کی ہے

۱۵۶

اغیار کے آنے کی خبر یار نے دی ہے
تعلیم یہ بیدرد کو اس بار نے دی ہے
آنکھوں پہ رکھو ہاتھ کہ بس اور کہ جاؤ
کس کو یہ تمہیں ہجر میں دشوار نے دی ہے
اس طرز تغافل کی میں بلہار ہوں ہمدم
جس ادا سے کہ یہ کافر ہمیں ایذا نے دی ہے

۱۵۷

وہ کہتے ہیں فرزند کہ ہے ہے تجھے کیا ہو
بابا کہو کیا ہو گیا کیا ہو گیا ہو
اور بھی ہوتے ہیں دامن تر کیا ہو
تنہا نہ فقط دامن و دل ہی کیا ہو
ممنون کہاں تک میں ہوں ہر بات کا تیری

۱۵۸

یہ جان و دل و جاں تو فدا کرتے ہیں سب ہی
ہم جیسے ہیں کچھ اور ادا کرتے ہیں سب ہی
اعدا ہیں یہاں ہیں تو قضا کرتے ہیں سب ہی
ہم پر ہیں کرم ہیں تو جفا کرتے ہیں سب ہی
قائم ہے جہاں اور جہان کی جہاں ہی

۱۵۹

ہر اک کی محبت کا رہا ہے یہ زمانہ
دیکھا ہے یہ اغیار کا ہم نے بھی فسانہ
ہے ہے ہوئے بیمار تو ہم ہو گئے بیگانہ
اور دل سے بھی جاتے رہے جی بھی گنوانا
ہیں فاصلہ کی حد سے جو آگے کو بڑھانا

۱۶۰

نہ ان سے رہا جائے ہے نہ ہم سے رہا جائے
کہتے ہیں کہ ہم سے تو نہ کچھ ان سے کہا جائے
بے پوچھے کہاں تک کوئی بیمار رہا جائے
ہم جیسے ہیں کچھ اور ادا کرتے ہیں سب ہی
ممنون کہاں تک میں ہوں ہر بات کا تیری

۱۸۱

نگاہ کیا ہے سراپا شراب الفت کا
نقش کھا ہے یہ ساقی ترے شباب نے
غرض یہ پیکر خاکی ازل سے ہے بیتاب
ذرا سی آس میں کیا کیا کیا ہے خواب نے
سو ارمان ہیں جاگے ہیں ہر رگ میں
آواب غالب خانماں خراب نے

۱۸۲

ترے سودائی ہیں یارب پری رخسار و زہرہ وش
نگاہ گرم کی یہ آنچ یہ تاثیر یہ جوش
ادھر اک تم ہو کہ ہے تم کو غرور حسن بیجا
ادھر ہم ہیں کہ لب پر آہ لب پر نالۂ خاموش
نگاہ مہر سے دیکھو تو چشم بندہ پرور
یہ کج رفتار ہیں اتنا کہ جتنا گنبد بے در
کرو کج بحث تم جتنا یہ کہتا ہے خط روئی
مٹا دو نقطۂ موہوم کو یہ ہے مری ابجد

۱۸۳

ہمارا پیار ہے ہر جنس سے بالا و ارزاں
متاع بوسہ و دل کی یہ ہے بیش بہا قیمت
نہ خوف رسوائی نہ پروائے سود و زیاں
مذاق عشق کی بنیاد ہے فنا پر
تمہارے عشق کی بنیاد ہے بقا پر
تمہارا عشق ہے مرد و زن کی آمیزش
ہمارا عشق ہے دو روحوں کا ملن
تمہارا عشق ہے دو جسموں کی یکجائی
ہمارا عشق ہے دو دلوں کی یکتائی

۱۸۴

یہ عشق ہی ہے جو ہر شے پہ ہے فزوں تر و برتر
جہاں میں عشق کا پرتو ہے ہر جگہ ہر سو
ہے عشق ہی سے یہ ہستی کا کارخانہ رواں
یہ عشق ہی ہے جو ہر ذرے میں ہے جلوہ کناں
یہ عشق ہی ہے جو ہر دل میں ہے تڑپ بن کر
یہ عشق ہی ہے جو ہر لب پہ ہے دعا بن کر
یہ عشق ہی ہے جو ہر آنکھ میں ہے اشک رواں
یہ عشق ہی ہے جو ہر سانس میں ہے آہ و فغاں
یہ عشق ہی ہے جو ہر ساز میں ہے نغمہ سرا
یہ عشق ہی ہے جو ہر گیت میں ہے سوز و گداز
یہ عشق ہی ہے جو ہر ساز میں ہے نغمہ سرا
یہ عشق ہی ہے جو ہر گیت میں ہے سوز و گداز

۶۵

عیاں ہے یہ ترے گھر کے دریچے سے
نمود ایک چاند کا ہے سو چکے سے

زمیں پر چاند تاروں نے چمک ماہ میں جانے
ہوا ہے ان دنوں میں ماہ کی رخشندگی ایسی

دل سے ہیں وارفتہ ہم تیرے ہمارا کیا ہے
تیرے کی غارت گری ہے سب ہمارا کیا ہے

اس نے کی جاں ہے نثار اس کی جفا کیا کہیے

۶۶

اہ جب سر کھا کے روئے کیا اثر پیدا کیا
نارسائی سے دم برسوں رکا پیدا کیا

ہاتھ ہی تیرے نہ آیا پر بہت سا جی گیا
دل گیا رسوائی آئی عشق میں کیا کیا ہوا

ہم کہاں تک اپنی خاطر دل کو سمجھاتے رہے
اس نے چاہا بھی نہ تھا ہم نے بھی کیا کیا نہ کیا

۶۷

ہے غیب جب دل میں تیرے کیا کیا نہ کیا
ناچار ہم نے بھی اپنا کیا کیا نہ کیا

پیدا کیا ہے تیرے لیے ہم نے کیا کیا نہ کیا
بیتابی و بے خوابی و بے تابی و بے طاقتی

تیرے لیے ہم نے کیا کیا نہ کیا
تیرے لیے ہم نے کیا کیا نہ کیا

۶۸

بدلا وفا کا یار نے کیا کیا نہ کیا
اس نے تو ہم سے ہر طرح کیا کیا نہ کیا

ہم نے تو اس کے واسطے سب کچھ کیا ولے
اس نے ہمارے واسطے کیا کیا نہ کیا

ہم نے تو اس کے واسطے سب کچھ کیا ولے
اس نے ہمارے واسطے کیا کیا نہ کیا

۱۹۵

نہ ہے کہ ہاتھ سے اس نے دیا ہے دل سو بار
پھر اس کے بعد ہوا ہے جو کچھ ہوا ہے دل سو بار
اب زرد ہے جو پھول سا بیٹھا ہوا ہے دل سو بار
پیچھے کو ہٹ کے ہاتھ سے گویا گیا ہے دل سو بار
دو دن میں ہو گیا ہے جو ایسا ہوا ہے دل سو بار
ہر دم ہے بے قرار تڑپتا ہے دل سو بار

۱۹۶

پہلے تو ہم سے آ کے ملاقات ہو گئی
لاکھوں میں ایک ایک سے بات ہو گئی
جس جس کو دیکھ لیجیے اک گھات ہو گئی
ہر ایک ہاتھ میں دل و جاں ہو گئی
ہر ایک ہاتھ میں دل و جاں ہو گئی
ہر ایک ہاتھ میں دل و جاں ہو گئی

۱۹۷

زینب نے کیا جو ہم سے اک بات کی سو کی
عباس کا تو منھ نہ دیکھا دیکھ لی سو کی
غل ہو گیا اب موت ہی اچھی ہے جی سو کی
چلائے جو ہم تو ہاتھ سے تلوار گر پڑی
کیا موت سے نہ ہم نے لڑائی لڑی سو کی
ہم نے تو اپنی جان سے بازی لگا سو کی

۱۹۸

پہلے تو ہم سے آ کے ملاقات ہو گئی
لاکھوں میں ایک ایک سے بات ہو گئی
جس جس کو دیکھ لیجیے اک گھات ہو گئی
ہر ایک ہاتھ میں دل و جاں ہو گئی
ہر ایک ہاتھ میں دل و جاں ہو گئی
ہر ایک ہاتھ میں دل و جاں ہو گئی

۲۷۴

بھیجا ہے پیکاں کر بھلا شیکو اور لاؤ
ہم ہاتھ سے اپنے ہیں رنجاور بناؤ
اور زیر فلک کیا سبھی دیکھا ہے
کر کھیل سے تیار کی طرف ہاتھ اٹھاؤ
جتنا چاہے پیچھا بھی ہاتھ اٹھاؤ
جی جان سے کر نذر ہے ہم لائے ہیں

۲۷۵

بسم اللہ اور ہر کہ سے پیچھا ہاتھ بیٹھا
بیٹھے ہیں وہ بنانے کی بات
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
حضرت سے یہ ہے ہے ہے ہے ہے
نذر ہے کر دیں رفی رفی ہے ہے

۲۷۶

ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
بھائی کی کر دیں ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ارمان ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۲۷۷

ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۱۱۶

سوار اور پیادہ جو ہیں صف باندھے کھڑے ہیں
اکبر سے رکاب اور عنان شاہ بندھے ہیں
اقبال و ہما سر پہ ہے سایہ فگن شاہ
ہمراہ ہیں جو بخت کے ہیں یار بھلا ہی
ہے فتح و ظفر ان کی غلامی پہ کمر بند
اس بات پہ ہیں دولت و اقبال کے پابند
ہیں شاہ کے جو یار وفادار بھلا ہی

۱۱۷

ہاتھ اور دولت پہ سواری کا بڑا ہے
پھولا ہے پھلا حشمت و دولت کا پھلا ہے
سامان سواری کا یہاں موجزن ہے
دیکھا ہے ظفر زین مرصع کا جڑا ہے
اب جا بجا جیغہ و سرپیچ کا ہے زور
یاقوت و گہر جا بجا ہے تاج کا ہے زور

۱۱۸

ہر چند بڑا ہے یہ سکندر کا بڑا ہے
پر پیچ میں سو صد سے سکندر کا بڑا ہے
شاہد کی سی ہے چھب تو پری کی سی ہے پھبن ہے
بجنا ہے یہ ہیرے کا پہ ہیرے کا جڑا ہے
فیروزی و قیمت میں یہ نیلم سے سوا ہے
ہیرے کا ہے یہ لعل سلیمان کا نگیں ہے

۱۱۹

فازی کی ہے یہ سپر سکندر کی ہے یہ ڈھال
اور در کے قریب آن کے ہے زور کو بالا
پیچھے ہے اس کے کمر سے کھنچی ہے تیغ کی دھار
زیبا ہے سب سے پیچھا ہے اور ہے بھلا
کیتے ہیں یہ ڈھال سے ہے زمیں لرزاں
قسمت نے بنائے ہیں یہ ڈھال کے ساماں

۸۱

الٰہی سبز باغِ بیخ و بن دوستی کی چمک کا
تھا دور دریہ بیٹھ کیا نور دیدۂ خلق کا
سکھائے ہیں تجھ کو عالم نے بارہا جن و ملک کا
طالب ہوا ہے تو بھی اسی گوہرِ یک دلک کا
دوستی کا بیج اسی دل میں بویا ہے
پیارا وہ موصوف ہے اس کا گرویدہ ہے

۸۲

یہ نخلِ محبت کی ہری ہے اس کے بل سے
جس باغ میں یہ پیڑ لگا ہے اس کے پھل سے
اس کی ہر ایک شاخ ہے پھولوں سے پھلوں سے
ہر ایک ثمر اس کا ہے شیریں تر عسل سے
اس کے پھل کھانے سے دل شاد ہوتا ہے
اس کا ہر ایک ثمر ہے میٹھا ہے

۸۳

عیاں ہے کیا زیبا و حسن نظر سے
یہ نخلِ محبت ہے بہار اس کے ثمر سے
پھولا پھلا ہے یہ باغ دل کے گہر سے
ہے سرسبز اس کی شاخ ہر ایک ثمر سے
ہے ثمر اس کا ہر ایک شیریں تر
جیسے دل اس کا ہے ویسا ہی ہے

۸۴

یہ نخلِ محبت کے بیدان کا دیکھ
زبان اس کا ہر ایک ہے ہاں کا دیکھ
جو ہے اس کا سرسبز و گرم جان کا دیکھ
بنا ہے کیسے خوش خط ان کا دیکھ
ثمر اس کے ہیں کیسے شیریں تر
ایسے کہ بیان میں نہیں آ سکتے ہیں

۵۸

جب آگ بجھی آہ کی شعلہ نظر آتی
لشکر میں قیامت اِدھر آتی اُدھر آتی
دیکھا یہ عجب طرفہ تماشا شبِ ہجراں
جب صبح ہوئی شام کی صورت نظر آئی
جب ہاتھ میں تلوار کیا ہاتھ نظر آیا
جب تیر چلے تیر میں پیکان نظر آیا

۵۹

گھوڑا جو ترے تیر کے ہمراہ روانہ
کہتے ہیں عدو تیر کہاں بول رہا ہے
بعضوں کا گماں ہے کہ وہ ہے گرمیِ رن سے
ہر بار علم دار رجز خواں بول رہا ہے
نعرے میں ہے غلطاں یہ غضب تیز رہی ہے
افلاک کے پرزے تہِ دامن میں بندھی ہے

۶۰

قاصد جو گیا لے کے خبر شہ کے پسر کی
شہزادے نے بیڑی کی بھی پروا نہ ذرا کی
بے بیڑی کیے ہاتھ کٹائے ہوئے سر کی
ہاتھوں کی جگہ ہاتھ میں تلوار تھی ہر کی
صدقے فرس باز کے شاہِ دو جہاں ہے
مشکل جو ترا ہاتھ ہے خالق کی زباں ہے

۶۱

جب آگ بجھی آہ کی شعلہ نظر آتی
لشکر میں قیامت اِدھر آتی اُدھر آتی
دیکھا یہ عجب طرفہ تماشا شبِ ہجراں
جب صبح ہوئی شام کی صورت نظر آئی
جب ہاتھ میں تلوار کیا ہاتھ نظر آیا
جب تیر چلے تیر میں پیکان نظر آیا

۹۰

الٰہی سے نور دیدن یک ذرہ کم نہ باشد
ہر ذرہ کے تفاوت در چشم ما ندارد

ہر ایک ذرہ کا ہے اک آفتاب تابندہ
ہماری آنکھ کو لیکن یہ کچھ نظر نہ آیا

ہر ایک ذرہ میں ہے آفتاب تابندہ
ہماری آنکھ کو لیکن یہ کچھ نظر نہ آیا

ذرّوں کا کیا یہ عالم ہے اس پہ قیاس کیجے
ہے کون سی وہ شے جو عالم میں ہو نہ ذرّہ

۹۱

ہر ذرہ میں ہزاراں خورشید ہست پنہاں
ہر قطرہ ہست دریا ہر خار ہست بستاں

ہر ذرہ میں ہیں پنہاں خورشید کے ہزاروں
ہر قطرہ ہے سمندر ہر خار ہے گلستاں

ہر ذرہ میں ہیں پنہاں خورشید کے ہزاروں
ہر قطرہ ہے سمندر ہر خار ہے گلستاں

ہر ذرہ میں ہیں پنہاں خورشید کے ہزاروں
ہر قطرہ ہے سمندر ہر خار ہے گلستاں

ہر ذرہ میں ہیں پنہاں خورشید کے ہزاروں
ہر قطرہ ہے سمندر ہر خار ہے گلستاں

۹۲

ہر ذرہ ہست روشن چوں مہر عالم افروز
ہر قطرہ ہست دریا ہر خار ہست بستاں

ہر ذرہ ہے درخشاں مانند مہر تاباں
ہر قطرہ ہے سمندر ہر خار ہے گلستاں

ہر ذرہ ہے درخشاں مانند مہر تاباں
ہر قطرہ ہے سمندر ہر خار ہے گلستاں

ہر ذرہ ہے درخشاں مانند مہر تاباں
ہر قطرہ ہے سمندر ہر خار ہے گلستاں

ہر ذرہ ہے درخشاں مانند مہر تاباں
ہر قطرہ ہے سمندر ہر خار ہے گلستاں

۹۴

کیا تیشہ سے کیا غاز کی قوتیں کی نظر ہے
انداز نظر اس میں بھی بھرپور ہنر ہے
پانا ہے تو ہر ایک جتن درپئے سر ہے
آسان نہیں راہ محبت کا سفر ہے
یہ آگ کھلونا ہے نہ یہ کھیل مگر ہے
یہ کیوں اسے معلوم ہے جو اہل ہنر ہے

۹۵

وہ مطلع ابر و جو ہے تو حیرت نظر میں
زبانی نہیں اس کی دکھائی دے اثر میں
دیکھی نہیں یہ بات کسی اور بشر میں
ایسا نہیں اک بال بھی پرواز کا پر میں
بھیجا کسی نے ہم کو اسی کام پر میں
اس کی کسی کو کیا ہے خبر کیا ہے خبر میں

۹۶

گو دانت ہیں بتیس مگر کیا ہے زبان کی
بھولی کبھی یہ بات نہ بیچ فضا ہے
اک دن کہ یہ کہہ کر اس نے ترک کیا ہے
پھر بھی نہ کبھی اس کا مگر درج سزا ہے
جو بات ہے اور بیچ میں اس کی ادا ہے
جو بات ہے تیشہ کی زبان اور دہاں ہے

۹۷

نیچر میں ہم اور نیچر ہم میں بسی ہے
دریا کی محبت کا نہ فیض ہے نہ سبب ہے
نیچر میں یہ برکات کی نہ فیض ہے نہ سبب ہے
انسان کی نیچر کا نہ فیض ہے نہ سبب ہے
اک علم سے اس علم کا ہے کوئی تعلق
ہم میں کی تفصیل ہے نیچر کی تلاش ہے

۱۰۱۴

اس حسن سے دریا کو علمدار دیا ہے
ارمان میں ہر ایک کے تلوار دیا ہے
ایسوں کو نہ بیمار نہ آزار کہاں ہے
کیا ہاتھ سے اس نے نہ دیا جس کو دیا ہے
ہو عصمۃ اطہار سے بھی نظر دل کی نہ ہٹی
کیا ہاتھ لگا ایک بیک آنکھ میں عباس
بس خاک میں ہم سب کو ملا کر یہ کہا ہے

۱۰۱۵

ہیں علمیں سر نیزہ سر نیزہ علم ہے
سر نیزہ ہے ہر ایک کا سر نیزہ علم ہے
ہے نام خدا نام علی نام نبی نام
ہر نام سے ہر نام سے ہر نام علم ہے
عباس علمدار حسین ابن علی کے
اک بازو وہ ہے جس کا ہر اک بازو علم ہے

۱۰۱۶

کیا دیکھا ہے سقے نے فرات بریدہ کو
لائے ہیں علمدار کے سر نیزہ پہ بھائی
ہر ایک کہتا ہے کہ یہ ہے ہاتھ ہمارا
ہر ایک کہتا ہے کہ یہ ہے ہاتھ ہمارا
ہر ایک کہتا ہے کہ یہ ہے ہاتھ ہمارا
لائے ہیں علمدار کے سر نیزہ پہ بھائی
یہ سر ہے علمدار کا یہ ہاتھ علمدار کا ہے

۱۰۱۷

کس نے دیکھا ہے سقے فرات بریدہ کو
بھائی بھائی ہیں ہم ہم کو نہ بھائی سمجھے
ٹھہرا ہے کہ نہر اس کی نہ پانی پئے گا کوئی
ہم نے بھی اس کی نہ پانی پئے گا کوئی
ہم نے بھی اس کی نہ پانی پئے گا کوئی
ٹھہرا ہے کہ نہر اس کی نہ پانی پئے گا کوئی
پانی پئے کیونکر وہ جو سقا ہو علمدار کا

۱۰۱

بھر دیکھ کے کہنے کی جا سوس تمھارا
لکھا ہے غضب ضبط ہے کھایا ہے تمھارا
تھرا کے وہ بولے کہ بھلا جسم ہمارا
اک چھوٹ سے بیڑی کی فغاں ہے تمھارا
یہ پیچ یہ پیچاک یہ بل ہے
سانپ اس کے نہ بالوں میں ہے کاکل ہے

۱۰۲

اسوار ہوا جب اسد اللہ کا پیارا
اک طفل حسیں دامن زیبا کمر سے باندھا
اور ہنس کے سپاہی سے یہ گویا کہ سدھارا
اس کم سن و نازک کا یہ ہے حوصلہ ہمت
ہاتھی کو سمجھتا ہے کہ ہے ایک چوہا

۱۰۳

اب غل ہے کہ مرہٹے کی ہیں آتی ہیں فوجیں
سرداروں کی یہ بات ہے کہ ہیں ہم بھی سپاہی
اس طرح سے تھی دودھ کی ہنڈیا پہ لڑائی
زینب کہیں بیٹھی ہے کہیں ہے کہیں بیٹھا
ہے ہے یہ ہوا کیا کہ ہوا ہے ہوا ہے

۱۰۴

بیٹھی ہوئی ہے ہاتھ پہ دے گال سکینہ
بیمار ہے اکبر سے ہے بیمار کا بیمار
کہتی ہے کہ بابا کی ہے بیماری کا باعث
کرتے ہیں بہت یاد ہمیں صبح و مسا آج
ہم کو بھی بلا لیجیے جہاں آپ ہیں بابا

غزل

نیاز مند بنائے ہے کیں قابل کا نام
اس نام کی ہے پیروی ہیں کی نیز اگر کام
ہے اس کی کالی زلف میں ہر نقطہ نیز نام
ہے نام اس کے بیچ ملائک کے سر بر نام
باعث یہ ہے خدا سے معرفت نیب بڑا کا
اس نام کے بندوں سے زمانہ ہے یہ بڑا کا

غزل

کہیں عرش تک کمال کرن ہے یہ نیز
تیرے لب کی آب حیوان ہے یہ نیز
تیرے لب کی آب حیوان ہے یہ نیز
تیرے لب کی آب حیوان ہے یہ نیز
دین و جہاں کی کرن ہے یہ نیز
ہاں نقطہ ایک حسینہ ان کا نام ہے
فقیر نیک کرہ ہے ذی ذات کی ہے

غزل

جو بھی ہے ان کا لب کا ہے ان کا نیز
معنی سے کھیل ہے یہ نیز
سر کیسے حسن جنت ہے یہ نیز
جادی لب کی قلم ہے یہ نیز
یہ نقطہ ہے کہ نیز ہے
کہ نقطہ ہے نیز ہے کہ نیز ہے

غزل

یہ نیز ہے کہ نیز ہے
کہ نیز ہے کہ نیز ہے
ہے نیز ہے کہ نیز ہے
کہ نیز ہے کہ نیز ہے
کہ نیز ہے کہ نیز ہے
کہ نیز ہے کہ نیز ہے

۱۰۹

اگر تو شریکِ سرِ کاخِ امرا ہو
نہ ترے آبلے میں ذوقِ آبلہ ہو
نہ ترا آئینہ تمثال دار تجلی
نہ ترا دیدہ بینائے مکافات ہو
اے کہ تری بندگی سے ہے مری آزاد
میرے لیے بندگی تیرے لیے کفر ہے

۱۱۰

یہ غزل اپنی مجھے درد و الم سے لکھنی پڑی
یہ فسانہ آہ و اشکِ پیہم سے لکھنی پڑی
یہ کتابِ دل کہ جس کا ہر ورق ہے انقلاب
اک جہانِ بے ثبات و بیش و کم سے لکھنی پڑی
یہ حدیثِ بے خبر تھا میرا ذوقِ آگہی
یہ کہانی چشمِ نامحرم سے لکھنی پڑی
یہ کہانی ہے مری اک آرزو کی سرگزشت
اک تمنا کے دلِ پیہم سے لکھنی پڑی
یہ کہانی ہے مری اک آرزو کی سرگزشت
اک تمنا کے دلِ پیہم سے لکھنی پڑی
وہ فسانہ جس میں تیرے مدعی کا ذکر ہے
ہاں مجھے اے ہمدم اے ہمدم سے لکھنی پڑی

۱۱۱

کب تک ترے کوچے میں ترے دیوانے پھریں گے
کب تک ترے کوچے میں ترے دیوانے پھریں گے
ایسے ہی کب تک ترے دیوانے پھریں گے
دیکھیں گے کب تک ترے دیوانے پھریں گے
دیکھیں گے کب تک ترے دیوانے پھریں گے
دیکھیں گے کب تک ترے دیوانے پھریں گے
دیکھیں گے کب تک ترے دیوانے پھریں گے
دیکھیں گے کب تک ترے دیوانے پھریں گے
دیکھیں گے کب تک ترے دیوانے پھریں گے
دیکھیں گے کب تک ترے دیوانے پھریں گے

۱۱۲

صحرا میں ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے
صحرا میں ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے
دیکھا ہوں کہ ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے
دیکھا ہوں کہ ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے
دیکھا ہوں کہ ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے
دیکھا ہوں کہ ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے
دیکھا ہوں کہ ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے
دیکھا ہوں کہ ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے
دیکھا ہوں کہ ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے
دیکھا ہوں کہ ہے تیرا اثر فریاد ترا ہے

۱۱۲

اجاڑ دے گل کھلتے ہیں گلشن میں ہمارے
ہر قطرہ گہر بنتا ہے ساون میں ہمارے
کر کھنچ پڑے ہیں تیغ ہیں قدم رن میں ہمارے
ہے فخر خدا تیغ دم رن میں ہمارے
ہے فخر خدا تیغ دم رن میں ہمارے
سحر مخزن

۱۱۳

جنت ہے ولا یار عداوت سے ہماری
آرام ہے دیں کفر اذیت سے ہماری
جم ان ہیں سب جنہیں وہ قوت ہماری
جنبش ہے پہاڑوں کو وقوت ہماری
گھبرا ہے فلک ان کی مصیبت میں ہمارے
بندہ ہے برابر اللہ مصیبت میں ہمارے

۱۱۴

جب سے فرمایا بھلا خیر سے ہمارے
دنیا میں ہیں بیٹھا ہوں سنبھل جا ظالم
ہر کب نہیں تیرا ہمیں ہاں رہیں گے
بیٹھا ہے سکینہ کو لب بہر کی تمنا
اب بخشے ہیں کافر کو فرزاد ہمیں نے
سب دیکھتے ہیں فان کا ارادہ نہیں نے

۱۱۷

طوفاں کی طرح خون بڑھتا ہی جا رہا ہے
اب دیکھیے کہاں یہ ستم ڈھائے گا ابھی
رہتے ہیں اب تو ہم بھی اسی دل کی فکر میں
سر پر ہے آسماں کہ زمیں کھا گئی ہمیں
گھڑیوں کا کیا شمار ہے اب تو یہاں کہ ہم
ہیں کس شمار میں ہمیں یہ بھی خبر نہیں

۱۱۸

ہم کو جو کیا ظلم ستم کر کے نثار ہا
دل تنگ سے تیرے کبھی کام نہ ہمارا
عیاں کبھی کا یہ ہوتا سر بستہ اسرار
لیکن ہمیں ہے ضبط کا یارا نہ تمہیں تاب
پھر کس سے کہیں جا کے ہم اس غم کا فسانہ
اپنی لب خاموش کی ہیں مہر بہ دہاں ہم

۱۱۹

سب مرغ بام تیغ سے ہیں بال و پر فگار
بھر کے سبو ہیں ہاتھ میں قاتل کے بیشمار
تھا جو کہ خوش نما سو ہے اب وہ نہ خوش نما
ہر قلب ہے نشانہ ستم کا ہدف ہر آہ
ہے کس کو تاب دیکھ سکے جو نہ یہ ستم
ہیں اپنی چشم و دل کی طرح بند ہم بھی

۱۲۰

بارش کی دعا تیغ سے ہے ہم کو ہمیشہ
طوفاں تھا وہ قطرہ کہ جو مژگاں پہ تھمی
اک بوند لہو کی نہ ہوئی کم کہ ہمیں بھی
جو کچھ کہ ہوا ہو سو ہوا ہو نہ ہوا ہو
اک ہم ہی نہیں ہیں کہ ہوئے خاک برابر
ہے کون جو اس خاک کے پردے میں نہاں ہے

۱۲۱

طپانچی آپ ہے سر پر تیغ دو دم سے
طوفان سا اٹھا تھا دھواں تیغ تیغ سے
آزاد ہو گیا ہے تن زخموں سے دم سے
دم ہو گیا ہے بند بعد الفطر عید سے
تیغ تیغ کی ہتھیلی پہ اعجل عشق میں بڑھی
بیٹھی ہے کی قضا کے قضا بیٹھی ہی

۱۲۲

خانگی صفت نیکر لعلوں کو بہا
انجار کیسا کیسا لعلوں کو بہا
سر گھڑیوں کیسی کیسی قادروں کو بہا
سب ایک طرف گئے بندگروں کو بہا
لاکھ اختر اب دوال سے جزدل کی رہ
ہم ہیں کے نہ تھے تک عدد بے سب کے ہیں

۱۲۳

کوفت سے تو دو ہار دم دو دن تھی کی کا
پر خبر دار قیامت تھی عجب سے عالم
جیتک بجھی فرنگ کا ایک کا ایک شعلہ
سب کا تماشا نہ بیٹھا عجب سے عالم
اک ضرب سے دو ٹکڑے ہوئے ہر دو طرف ہو
عباس کے بیٹھے ہیں یہ الدین کا جلتا

۱۲۴

جب بڑھ کے ہی تیغ صف دشمن پہ
کر کر کے ہوا ہو گئے آسان نہ رہیں پر
دہشت سے ہر اک سر پہ فلک ہفت ہیں پر
پانی ہوا بجلی کا گر پڑنے پر
بادل سے نکلا آتا ہے خورشید مبیں
سر دوں سے گرد ہیں پہ ہیں

۱۲۵

اس بار گھر کی بھی میں صفیں نئی بنائیں
اک بیچ زرد بالیں اک نور میں نہائیں
یہ بیر بم تنی ہیں بھرا کسی ہے
ان کی طرح دودھیا ہر اک کی ہے
یہ بیسنوں کے پیڑ ہیں
جن کا طرح دودھیا ہر اک کی ہے

۱۲۶

تیوار کی بھی جس نے فانوس سے نہ کھی
دیوی جو ہر ہیں میں یہ افلاک سے نہ کھی
تحسین دل نشیں کر سب سے نہ کھی
منظر میں بھی یہ سینہ بے پاک سے نہ کھی
یہ بیر بم تنی ہیں بھرا کسی ہے
ہم ہر نہیں یہ بیر بھی افلاک سے نہ کھی

۱۲۷

ہم نے تو خوش نشیں کا انداز بر ہی
نعلوں سے صید اور قیچی کا باز بر ہی
کیا کہ اڑا ہوا ہے اور اور ہی
یہ بیر کیا ہے دیوی ہے ہم ہی
یہ بیر بم تنی ہیں بھرا کسی ہے
ہم ہر نہیں یہ بیر بھی افلاک سے نہ کھی

۱۲۸

رن بن میں اور بیر کی ہر ان ہر ان
جس بار میں ہر دن ہے ہر ان ہر ان
ہر ان ہر ان ہر ان ہر ان
دل لیتے ہیں ہر ان ہر ان
یہ بیر بم تنی ہیں بھرا کسی ہے
ہم ہر نہیں یہ بیر بھی افلاک سے نہ کھی

۱۲۹

میرا نہ یہ تھا کہ تیرے پاس آ کے بیٹھتا
پر اپنے سر کو تیرے پاؤں پر پٹختا
کہتے ہیں کہ ہاں بھی جائے گی تو بات بنے گی
اس کا کہ کیا کہوں کہ کیا کہتا
نہ کہنے کا کہا تھا اے کاش کہ میں
اس سے کہتا کہ کیا کہتا

۱۳۰

اڑا رہے ہیں یہ رنگ سیم و زر کے بھرے
کنار کے ہیں وہ نظارہ ہائے دلبر کے
وہ نخل زار ہے یہ رشک صد گلستاں ہیں
ایدھر کے ہیں وہ نظارہ ہائے دلبر کے
ظلمت سے زیبا رن کی ہے پرتو سے
ایدھر کے ہیں وہ نظارہ ہائے دلبر کے

۱۳۱

رن میں ہے کسی کا دشمن کو للکارنا
تیغ کا تیغ پر ہے آ کر کھنکارنا
اس دم رخ کا ہے جو بڑھ کر نکھرنا
دریا کا ہے صاف کے پانی میں نہانا
اٹھکیلی کا ہے جو کھا کھا کے کھانا
دریا کا ہے صاف کے پانی میں نہانا

۱۳۲

دریا کے ہے ساحل پہ جو وہ رکھ کا جانا
کیوں نہ ہو کہ ہے یہ بھی اک جنت کا نمونہ
آنکھوں کو ہے ٹھنڈک سے جو ہے تر کرنا
پیاسوں کی ہے تسکین سے جو ہے تر کرنا
جو ہے بہر وفا تشنہ دہانی کی نہیں ہے
تقدیر میں اک قطرہ بھی پانی کی نہیں ہے

۱۳۳

دریا سے عجب طوفان بنا ہوئے دیکھے
اک حسن سے فلم میں ہیں ہنگامے دیکھے
مینگنیز کے کنکھجورے کی نگاہ دیکھے

۱۳۴

یاں ایک بندی دریم سے بھی یاں
بانوں کا کر دار کھڑا انھا ہاں ہاں
یہ کی یہ دیکھیں گران تھیں سنو کہاں
بیچھے کی طرح چھاے دھوپ کھڑے
بیچھے ریڑھ کی ہڈی ٹیڑھی بیڑھی

۱۳۵

یہ کھڑکی بند کیوں کھلوا رہے ہو
اگر ہم دیکھ لیں کیا کھا رہے ہو
کھڑکی دریم سے زینت بڑھا رہے ہو
ہوا کھانے کو ہم بیٹھے ہیں یاں پر
ہوا کھاؤ تم اپنے آشیاں پر

۱۳۶

ہمارا بیٹھ بھی کیا ہے تماشا
ہمارا بیٹھ بھی کیا ہے تماشا
ہمارا بیٹھ بھی کیا ہے تماشا
ہمارا بیٹھ بھی کیا ہے تماشا
ہمارا بیٹھ بھی کیا ہے تماشا

۱۲۴

فرہاد کے تیشے کی وہ بے تابی
پہنچے ہے بلا میں نے جو جان بازی
زبان ہوئی نہ نرم بیٹھے بیٹھے
الفت نہ ہوئی کسی سے میری عالی
جو وقت بلا میں بھی پہنچا جان کی بازی
یہ بالیاں کانچی کی ہیں ہاتھ کی کاری

۱۲۵

بگاڑ ہوا عرصہ مقتل تہ و بالا
اور دیکھے گئے دل کے بیکل کرنے والا
نہ دیکھے سے پھر زیست مضطر نکالا
یہ پھانسی ہوا لیلیٰ شاہ شہیداں سے یہ نالا
اب نہ ہو سکے نکلتا ہے کھیم راج بھی آ کر
سینہ پہ لگا تیر گرا سب بھی آ کر

۱۲۶

زینت نہ جو گردن طرف نیر بھرائی
چلائی کہ بھائی نہ ہو دل کی کمائی
اک تیر جھکا کر جو لگا تیغ کی نائی
تیغ یہ زنداں کا بھی ہے پیارا بھائی
بازو ہے علمدار کا ہے تیغ بھی کاٹا
ٹھنڈا ہو سب بھائی کا علم ہو گیا اونچا

۱۲۷

کیوں ماجد بیکس بھی ہیں تیر کے نشانے
اصغر یہ ہوئے کیونکر نہ کھانے والے
دریا یہ ہوئے کیونکر نہ عباس کے بھائی
اماں کی بھی اسوقت ہے قسمت میں لڑائی
بھائی کی شہادت کا قلق تا نہ ہوا ہے
سینہ ہے مرا بھائی کی بھائی کا ہوا ہے

۱۱۴۱

یہ ظلم ہے ستم ہے کہ بیکار ہی وہ دل افگار
بھلا ہی ہے جفا پیشہ ترا عباس خونخوار
دس اون نوبیاں کر دیا ہم کو بن بچار
وہ بولی کہ مالک ہیں حضور رشک ابرار
یہ اک نہ ان میں جو کھوٹے ہوں کھرے
اکبر ہوئے غیرت سے گلا کاٹ کے مرجائیں

۱۱۴۲

یہ ظلم نہ دیکھا اکبر مظلوم کا دیکھا
حضرت کا لیا تم نے اٹھا ناحق کا سر اپنا
بھیجیں کہ رضا ہے بھی اکبر نہیں اصلا
زینب نے وہیں پیٹ لیا پیٹ لیا ماتھا
ہاں بیٹے فغاں کیجئے دلدار یہ کیا ہے
لو دار پہ ہاں لاتی علی اکبر یہ ہے بیٹا

۱۱۴۳

دیکھا کہ علمدار کا فرمان ہے بھاری
منھ پھیر لیا دریا سے کہ تسلیم کی باری
پیدا ہے ہر اک بات سے الفت کی تمہاری
گھبرا کے پکارے ہیں نہیں کچھ بھی کمر بھی
میں جو تھی کی عدالت کا بیاں ہے
جو ہے الٰہی کی رسالت کا بیاں ہے

۱۱۴۴

ہے دور زباں حیدر کرار ہی
جھکا کہ حسن سے ہیں ابرار ہی
بتا کہ تھے حضرت غفار ہی
وہ تاج وہ اورنگ یہ بیکار ہی
یہ اب ہیں ترے بارہ امام ہیں
یہ تیغ کی اولاد ہے یہ تصدق

۱۴۱۵

بھائی مرا بابا مری یاد آتے ہیں
بھائی مرا اکبر مرا اصغر آتے ہیں
بھائی مرے سر پہ ہیں مرا سر گھومتا ہے
بیٹا اور اس قدر بھی بھوکا پیاسا ہے

۱۴۱۶

غازی نے دعا دی کہ تمہیں ہو مبارک
خالق علی اکبر کرے صاحب اولاد
بیٹیوں کی نہ ترسو بہو لائیں دل شاد
لیکن یہ بیٹیوں کو بنوں سے کیا یاد
بابا بھی وہ سر بھائی علی آتے ہیں
بیٹا اور اس قدر بھی بھوکا پیاسا ہے

۱۴۱۷

یہ کہتے ہی بیٹے کا بھرا لب نہ ہلایا
بیٹے نے بھی رو رو کے نہ کچھ حال سنایا
آنکھوں کی سیاہی کو سپیدی نے چھپایا
بیٹے کو جو دیکھا سر و دل تھام کے آیا
بیٹا کہ بدن زرد کیا اور مرجھائے عباس
بیٹا اور اس قدر بھی بھوکا پیاسا ہے

۱۴۱۸

بازو نہ ہلایا کہ نہ منہ سے کچھ بولا
بیٹے نے بھی رو رو کے نہ کچھ حال سنایا
آنکھوں کی سیاہی کو سپیدی نے چھپایا
بیٹے کو جو دیکھا سر و دل تھام کے آیا
بیٹا کہ بدن زرد کیا اور مرجھائے عباس
بیٹا اور اس قدر بھی بھوکا پیاسا ہے

۱۴۷۱ھ

پھر لائی ہے یہ غم کربلا سے کاش روکر
اور بس نہ کی یہی یاس برادر
ہم ہم غم عباس بھی بھیجو ہمراہ
ہم بھی مرد آئے ہے ہم
جبکہ نہ بن ہو گی کفن میں

۱۴۷۱ھ

عباس نہ ہو گا کسی اہل وفا سے
بھیجا نہ مری یاس رہا غم سے
کیفیت ابوالفضل کی افغاں تھا
تم بھی نہ ہو دست سے
کیا خوب بجا لائے ہو فرمان خدا کا
ہم بھی نہ دو آپ ہم آن خدا کا

۱۴۷۱ھ

ہے ایک روایت میں کہ لاشے کو نہ دیکھا
خیمہ کو جلا لاش پہ عباس نہ دالا
کہا علم و مشک لے کر دیکھا
پیٹھ پر تھا علمدار کی کاغذ بالا
لاشے کو نہ عباس تھا دوش پہ
اور ہاتھوں کو کٹا ہوا کہتے

۱۴۷۱ھ

بیدار ہیں لاشہ عباس جو آیا
پھر آگیں بلا کا کیسے دیکھا
اور جھنڈا کی سنبھالا
ہو علمدار نہ کہ کہتے
ہاتھ کا ہوا تھا ہم کہتے

۱۵۴

جھکے غرور اور ہوئے تھرتھرانا
اور ان کے تیوروں کے بیچ کھانا
دنیا سے سب بھلائی اٹھے آج روٹھنا
لازم ہے طلم ان کے تئیں کچھ نہ بولنا
اس درد سے دلیں کہ نہ ہو زار زار یہ
بانی کبھی کا ہم کو نہیں معتبر ہے تیں

۱۵۵

اب لاتیں ہیں ہمارے لوگ نیچیں باتیں کیا کہا
زینب نے کیا کیا بن دیکھا جب
ہاں سے تو بی زادی چلی کر کچھ
واں بیٹھ نہ رہے کے تانے کہا
چلا کی کہ صاحب سے لیا تم کو اٹھ
ہاتھ حسین کی ہے نیچے کو اٹھ

۱۵۶

زینب نے کہا سونے کی یہ کون گھڑی ہے
اے بھائی اٹھو فوج تم پر چڑھی ہے
دو لاکھ کی ہیں دشمن تو سب مرنے پڑی ہے
پیارے بڑھے تم سے تنکا بھی بڑی ہے
اسوقت سر مارے سے بھی ملتا نہیں جی کا
عباس کے سر پیٹنے کا ان میں ہے کا

۱۵۷

ہاں کہا ہاں سے یہ کیا ہے
دم گھٹتا ہے تم نہ جھکیں کیوں رکی ہے
اکھل کے کلیجہ مرا کیوں منہ کو رکا ہے
بی بی کہیں نکلو نہ کہ فوج کھڑی ہے
ہیں نے انہیں تیغ دیا کہ کہ خطا کی
اب لاش بھی بھائی کی نہ دیکھا کی

نسخہ ہے

۱۷۸

اماں بیٹھے عجب کی زیارت سے ہم ہوئے
آنکھوں میں گنبگار نفاریں مری ہوئیں
رومال سے ہاتھ مرے بازو سے کٹ گئے
دیدار بیچا کاہی نے قرب سے دکھائے
زنجیر کی کیطرح لگے گرد حلقہ دیکھ
زانو پہ منہ دھرے ہوئے بیٹھی ہوں غم کی میں

۱۷۹

پھر کوئے یار کی وہ قریب آئی ہے مری
بیٹھے ہیں بالا خانے جہاں فاک لگی
اور بیٹھے ہاتھوں سے ہیں پھیر کی بلا
بیٹھے ہیں بانہ پہ زلف کے یہ دیکھ
اب بیٹھے ہیں بیٹھالی ہیں ہاتھ کی ہیں
اب بیٹھے ہیں بیٹھا کر آنکھ سے ہیں

۱۸۰

زینب سے زور والی ہیں بیٹھی ہیں اور بھی
آنکھیں کی ہیں بیٹھی ہیں اور وہ نگاہ کی ہیں
ہوکی زبان سے ہیں گئے کہہ کر سے آئی
بیٹھی ہیں کی گردن پہ ہیں بیٹھی ہیں
ہلالی ہیں بیٹھی ہیں کہیں ہاتھ کی ہیں
بیٹھا کر کی ہیں بیٹھی ہیں ہاتھ کی ہیں

۱۸۱

بیٹھے ہیں کیا ہیں حشم جلالی وفادار
جی ہاں بیٹھے ہیں ہم سے ہیں بیٹھی ہیں
کہ اٹھیں وہ بیٹھی ہیں کہاں ہیں
لاتے سے اٹھا ہیں کی ہیں
کر حشر اور کی آنکھ سے
بیٹھے ہیں کیا ہیں کیطرف سے

۱۶۱

دل ہے کہ لگا سم کے بدلی نہ دل افگار
اللہ بچائے ایسے کینہ سے تیرا رار
ہے نہ نہیں جو کہیں کیا بھی کہی کی بار
ہم نہ بلا یا نہ دعا دی نہ کیا یار
تنہ تیرے ہے یہ بھی کہ دیتے ہیں یہ کہ دیتے
کھاتے ہیں ہم گر دیتے ہیں یہ کہ دیتے

۱۶۲

یہ بھی بڑھی بھاری کہ تنہا گیا یان
اور یہ گری کہ کہی چلا جان چلا جان
لاتے ہے نہ آتی ہیں قرباں میں قربان
نہ سنہ ہوں آزردہ نہیں اے مری جان
قابل اب ہو بھی رکھا نہیں عیاذ
کیا کیا ہیں سہا بھی رکھا نہیں عیاذ

۱۶۳

نیچوں میں دیر ہیں نہیں تعویذ و رقیہ
ہم تم میں تم ہو ہم تمہاری نظر میاں کی
ہے واسطہ عباس کی شاہ دو جہاں کی
سائے تھ مصیبت دو دعا کرکی ماں کی
ایسا نہ کہ نہ کہ نہ ہو قبضہ میں کیا ہے
جیسا ہو ہے ہے تیغ الٰہی نہ دیا ہے

۱۶۴

ربا عی

ہیں سایہ سر رہ میں غلامان علی
سر دہ ہے انہیں سر در حزان علی
بھی ہیں نہ ہوا گر نہ ہو یہ ہیں علی
ہم ہیں نہ ہوا گر نہ ہو دا ان علی

رباعی

یکتائے علی غریب علا کا بندہ
میں ہوں احسان رضا کا بندہ
گر یہ ہے الانسان عبید الاحسان
بندہ ہے نعیم کی عطا کا بندہ

رباعی

بن بن کے ہزار بار آئی دنیا
یہ جنتِ علی نہ پائی دنیا
بنتا کہ اٹھا یا دفعتہً ٹھوکر سے
بندہ ہے نعیم کی عطا کا بندہ

رباعی

دیکھیں گا جو بیٹی فاطمہ کی تابانؑ علیؑ
جاں دوں گا بنا کر اپنے گھر کی دربانؑ علیؑ
گر جاؤں گا دنیا سے تو دیکھوں گا تمہیں
کیا غم ہے کہ ہے نعیم دربانِ علیؑ

رباعی

ہر غنچہ میں گلشن میں ہیں آنکھیں وا کی
جن بن کی گئی حق کا ادا کرتے ہیں
ہر ایک جگہ یاد نعیم کی کرتے ہیں
بندے ہیں مگر خدا کرتے ہیں

اے شیخ نجم و قمر آوردی کی محفل ہی تیری محفل

خورشید یہ دلدادگی نظارہ ہی تیری محفل

دربان کی بزم میں کیا کام ہے ہر کام ہی تیری محفل

ہم ذرہ ہیں اک بزم میں اک بزم ہی تیری محفل

ٹھکانہ ہے دربار حسین ابن علیؑ کا

سحر خطوں میں نوری بخش ہے یہ محفل

۲

یہ فن ہیں فدا جس پہ یہ بازار اسی کا

دربار ہے ہر تخت یہ دربار اسی کا

کیوں نہ رہے ہر دل میں یہ دربار اسی کا

لاکھوں ہیں یہ ہر ایک ہے غمخوار اسی کا

جھولا ہے یہ سب کا یہ ہے سردار اسی کا

دربار ہے یہ مالک سرکار خدا کا

۳

جاروب کش فرش ہیں اعزاز عطا کا

دروازہ ہے یہ بخشش و اعزاز عطا کا

ہر ایک گدا ہے یہاں شہنشاہ عطا کا

نعرہ ہے یہ ہر لب پہ شہ بے کفن کربلا کا

بیڑا ہی یہ دریا کی ہے پتوار اسی کا

یہ بحر ہے زخار یہ منجدھار اسی کا

۴

بخشش کا خزانہ ہے کہ اعزاز عطا کا

جس کی نہ ہے ہر گز کہیں ہمسر نہ ہمارا

بیڑا ہی ہے ہر دور میں یہ بحر کا بیڑا

اخلاص یہ کہتا ہے یہ دریا ہے بڑی کا

جو ذرہ ہے اخلاص کے پرتو سے ہے تاباں

وہ ذرہ نہیں ذرہ ہے خورشید درخشاں

ایضاً

اے ہم نشیں کچھ صفت باغ کی بیان
ہیں بلبلیں ہزار و قمریاں ہزار ہی
اک دن یہ جا بنا نہ سکے تم بنا سکی
اس بزم نے تو قدرت اللہ دکھا دی
آئینہ کیا بتائے یہ صفا لالہ کہاں ہے
فردوس کا یہ نقشہ نظر آتا ہے یہاں ہے

ایضاً

ہم کو کہاں نصیب ہے ایسی مجلسیں
دیدار ہے کہاں سے یہ تیرتی ہوئی مجلس
ہر بزم کی فاطر ہے تن کا ہوئی مجلس
یہ بزم کیا کہا ہے کہ بہشت ہے مجلس
جمعہ کو قمقموں سے ہے روشن گری ہے
کیا خوبیوں میں نعمت بیکر کی بھری ہے

ایضاً

کھڑکی کے پاس آ کے ہے دریا کی دلکشی
کیوں تیرتی ہے کشتی پہ ہے کیا کی دلکشی
کیا خوبیوں میں دوڑتی ہے کیا کی دلکشی
کشتی ہے یا ہوا پہ ہے کیا کی دلکشی
خوبیوں لقا وہ جنس کہاں ہے یہ آ گیا

ایضاً

اٹھا کے بلبلوں سا اب جو یہ بیاں کیا
اس بزم کا کسی نے جو یہ بیاں کیا
کھیل نیرنگ کا کس نے یہ بیاں کیا
نقشہ یہ باغ کا کس نے یہ بیاں کیا
کیوں جھوٹ بولتے ہو کہ ہم نے بنا دیا ہے
سچ سچ بتا دو کس نے بنایا ہے کس نے کیا ہے

۱۰

چنان کفن لاش ہے کسی نوجوان کی
ہمارے غریبان میں ہے دھوم آج کی
یہ کچھ بوند پانی سے ہے رسم یہاں کی
بارات یہ سر انہیں بیت ہے ابھی
زمانہ ہے بہن بھی اک روز رہے گی
لیکن یہ زباں اور یہ اجل یاد کرے گی

۱۱

کہیں یار دکھایا ہی سے دل ہو گیا پارا
آخر یہ بیان کیا ہے نام خدا را
بار اگیا تمہارا دم اور بھی
ارمان ہیں نا کہ پیار ارمان رہا
لاکھوں ظالموں کا یہ ارمان نکلے
یہ ہے بھی اگر میں اور ارمان نکلے

۱۲

یہ ہم ہے ہم مرگ جوانا نہ اکبر
یہ مجلس ماتم ہے عزا خانہ اکبر
دل بھر گئے ہیں سب کے کہیں ہے یہ اکبر
بن پانی کے کہ ہے یہ ہے یہ اکبر
ہم سن ہیں بھی بھوڑ کے اک نیند کی ہیں
حیدر کے جوانوں میں جواں مرگ ہیں

۱۳

ہے خال درخشاں رخ پر نور سے تیرا
نرگس ہے ہے ان کا نرگس سے تیرا
یاقوت سے لعل نرم ہے تیرا
گلشن ہیں کہ ہے یہ ہے یہ تیرا
آنکھیں ہیں کہ ہے یہ ہے یہ تیرا

۱۳

تری دوستی ہیں تری دشمنی ہیں تری ہار میں اور تری جیت میں
تری حق و باطل کی جو ہیں تمیز تیرے کردار ایسے ہیں کردار میں
دیا تجھ کو کیا حق ہے کہ ہر ایرے غیرے کو تو اپنا غمخوار کر
ترے بھائی بھائی کی طرف سے ہیں کیا کیا نہ خدشے دیار میں
ابھی لال آنکھیں دکھا کر ہر اک کو ہے کرتا تو زیر و زبر
یہ کیا کم ہے تو نے ہمیں کم نہیں ہے کیا کچھ نہ اس کارزار میں

۱۴

کہاں کی کہانی کہاں کی بنا ہے نہ پانی کی نہ کی بنا
نہ زلفِ بتاں عالمِ فانی کی بنا پھر کیا ہے فقط مرگِ جوانی کی بنا
یہی ہے یہی احمدؐ تا نی کی بنا بڑے کام کی ہے یہ نظم الامان نکالا
یہ زہرہ جبیں کس کے جس ان نکالا

۱۵

پیمبر سے بھی بیعت بھی کل بھی عیاں آنکھوں سے بھی باعث بھی کل بھی عیاں
فاقہ میں قناعت بھی کل بھی عیاں ہر رنج میں راحت بھی کل بھی عیاں
علی کی کہ سب نے بھی کل بھی عیاں دفعی کی جہت الفت شاہ شہدا
علی کی کہ سب نے بھی کل بھی عیاں

۱۶

بادل کی طرح زمیں عدو پہ چھائے ہوئے ہیں
ہوا کی طرح تیز گھوڑے اڑائے ہوئے ہیں
اسوہ حسنہ میں بھرے آئے ہوئے ہیں
بجلی کی طرح دم میں آ جاتے ہیں
عباس کے ہاتھ کی تلوار نے توڑ کیا
اس عابد کے ہاتھ کا کیا ہے یہ کیا

۱۷

ہمارا دل ہوا ہے اک گرفتار بیابان کا
ہمیں ہے آرزو اب اس کی بھی اک چاک دامن کا
لگا ہے ہم کو بھی اک تیر ناوک اس کے مژگاں کا
دل بیتاب ہے سب جیب و دامن میں گریباں کا
ہوا ہے ہم کو بھی اک تیر ناوک اس کے مژگاں کا
ہوا ہے ہم کو بھی اک تیر ناوک اس کے مژگاں کا

۱۸

بہا ہے اشک خونیں جب سے اس کی چشم گریاں کا
ہوا ہے ہم کو بھی اک تیر ناوک اس کے مژگاں کا
ہوا ہے ہم کو بھی اک تیر ناوک اس کے مژگاں کا
ہوا ہے ہم کو بھی اک تیر ناوک اس کے مژگاں کا

۱۹

ستم ہے تیرگی شب کی ہے یوں تابندگی تم کا
ہمارا نشتر غم ہے اسی کی دم سے ہم کو
یہ کہتے ہیں مظلوموں کو آرام اس کی بیکسی کا
بنا ہے جناب عالی وفا طبع کا نام
ارے بس ہے یہی آرام بیکسی کا
ارے بس ہے یہی آرام بیکسی کا

۲۰

اگر کچھ اک بیان ہے تو فقط اس کی بانکی کا
اسی کی دم سے ہم کو
اسی کی دم سے ہم کو
اسی کی دم سے ہم کو

۲۳۱

آبرو کی گذارش ہے کہ منگوائیں سواری
ہاں اٹھی ہے لو کیں نہ رضا دیجئے پیاری
پیاری کا ہے حکم مرا دل نہیں ہاری
کیا دیکھ کے دل قید مرا ہے بلا کی

۲۳۲

یہ دل نہیں بھولے ہے نہ یہ بات بھلی ہے
تا ہم کھا قابو ہاتھ عجب بات ملی ہے
کیا لطف کھا کر کھیل کو سو اس نہ ملی ہے
اس وقت یہ ہاتھ سے گئی ہے نہ ملی ہے

۲۳۳

یہ لالہ ہا ہی دن کے لئے کم بہار ہے
آ کھوں کی راہ بھیک ہو دیدہ کی بیقراری
ہم دیکھ دیکھ دیکھیں وطن اور بھیں فضا ہے
ارشاد بھیکر دنا حق نہ خفا ہے

۲۳۴

ان حیلہ بھیوں میں بھیں ہم آپ فضب ہے
دیکھ کے بھیکر آپ بھیں آپ فضب ہے
سمجھا بھیکر آپ بھیں آپ فضب ہے
اس فاتحہ میں آپ بھیں آپ فضب ہے

۲۵

رخصت دو بھلا کب تک یہ افسوس ہم آیا
غربت کا کوئی دیکھے ہر ایک کہاں کا ہے
پھر کس سے یہ غربت کی جاتی ہے جدائی
انصاف کر اے شاہ کیا دھیان ہے
ہنسنا ہے تو گریہ ہے نالہ ہے تو فریاد ہے
بچپن ہے اگر کھیل جوانی ہے تو مستی ہے

۲۶

کر کچھ بھلا ہے کوئی اے مرگ ناگہاں
یوسف نہیں کہ دیکھ کے بیچے خریدار
کر فاتحہ نہ بال نہ تربت نہ کچھ نشاں
کیا بیکسی ہے یاس ہے بے چارگی ہے غم
ہر ہر قدم پہ کہتے ہیں ہم سے ستم گراں
قسمت ہے میری کھیل ہے عبرت ہے زندگی

۲۷

پانی سے نہا اور کفن بر سے بنا ہے
اپنے تئیں پانی کے حوالے سے کیا ہے
زیر ثرا کیا ہے بجز خاک ہوا ہے
یہ ہاتھ کہاں کا ہے یہ پاؤں کہاں کا ہے
آنکھ اس کی ہے یہ منہ ہے یہ بینی ہے دہن ہے
کیا جانیے کیا ہے جو خدا جانے سو کیا ہے

۲۸

دل بات نہ کر ہم سے کہ اب جان نہ رہے گی
دھوئیں کی طرح ہے یہ بدن آن نہ رہے گی
یہ رات ہے ایسی کہ کبھی جان نہ رہے گی
اے احمد تانی ترا تانی نہ رہے گا
انصاف نہ دے ہم کو تو یزدان سے ڈر ہے
دیکھیں ہیں جو کچھ ہم کو کسی نے نہ دیکھا ہے

۲۲۹

اگر نہ کیجئے عرض مدعا دم کا دم دب کیا
بتائیے بھی بات کیا ہے کیا ہوا کیا کیا
ہم تو ہیں بیقرار ان از ل عیش و طرب کیا
زمانے دنیا میں ہم بیٹھے ہیں سب کیا
کیا کہئے تقدیر کو پھرتے نہیں دیکھا
بجلی کی بات ہے گرتے نہیں دیکھا

۲۳۰

نخم الدین اکبر کا بھی ٹھوکریں ہے مقصود
بجا دیکھا نہ مرا یاہ تو ہم فی مقصود
باتوں کی ضد اعجاز سے نظر سے افزود
یہ دو دن کہاں تھے اور اب کہاں ہے مقصود
یہ بھی کم اور اب کہاں ہے مقصود

۲۳۱

کیا بات ہے کیا ہے جواب کیا ہے
نخم دیکھ کے فرزند کا کلمہ اپنا بجھا
درد ازاں ہے پھر اعجاز کا اگر اپنا بجھا
کر اب بجا لا کے یہ ادا کر کہا
بیس بدلا دو تکلیف اگر ہے
اسے بھی دیکھ لیں گے پھر بھی ارماں کا نخم ہے

۲۳۲

وہ بجلی ہے نکل سکتی ہے تلوار کی دھاری
بجلیاں ہی رکھتی ہیں یہ چین سے تیاری
اتنے میں حضور آ کے کہا کیا یہ بیکاری
وہ بھی ہیں جلیں آئی ہے بڑھ کے ہماری
پھر کیا بھی نہ ہیں آئی ہے بڑھ کے ہماری
سب کچھ کیا کر اسطرح دل توڑ کے ہماری

۳۴

بھولے بھٹکے کبھی تو ہم آئیں گے
بیقرار ہوگی ہاتھوں کی وہ ہتھکڑی بجی
بجلا دیا جائے گا ہاتھ بنی ہے
وہ بولی کہ بھیا مجھ کو بھی ہتھکڑی بجی
ہم آئیں گے ان سے کہیں گے بھیا
ہاں کہ بڑی ہے ہتھکڑی بجی

۳۵

ناگاہ نمودار ہوئی زینب غمناک
چہرے پہ طمانچے کے لگے نیل کے دھبے
ہمراہ لئے اکبر گلفام کی تصویر
بھیگی ہے بدن اور دوشالے پہ لہو کی
کہتی تھی کہ ہم بھیجے تھے لاشہ کو تمہارے
بابا کو بلا لاؤ کہ ہے ماں کی یہ حالت

۳۶

بولی کہ کہاں ہیں مرے بھائی دلاور
اے عون و محمد تمہیں لاؤں میں کہاں سے
بھیجا تھا کہ لے آئیں گے ہم بھائی کو اپنے
اس غم سے مری جان بھی ہے غم سے ہے بوجھل
کیا جانے کہ ہے کون سی منزل میں برادر
سب کہتے تھے بابا نہیں آئے ہیں ابھی تک

۳۷

بولی کہ کہاں ہیں مرے بھائی دلاور
بھیجا تھا یہ کہہ کر کہ میں لاؤں گی برادر
اس غم سے مری جان بھی ہے غم سے ہے بوجھل
واری میں ترے صدقے میں اے بھائی کے بھائی
سب کہتے تھے بابا نہیں آئے ہیں ابھی تک
خالی ہے ترے بن مری آنکھوں کی گلی بھی

۲۲۳

ہم کہ ہیں کب کے خراب بادۂ عرفاں ساقی
ہم پہ بھی ہو کبھی اک چشمِ عنایت کا سوال

دیکھ لیں گے ہم بھی یہ بزمِ طرب آباد ساقی
ہم بھی ہیں تیرے پرستاروں میں اک ادنیٰ سا نام

ہم بھی ہیں تیرے ہی مے خانے کے آزاد ساقی
ہم بھی ہیں تیرے ہی مے خانے کے آزاد ساقی

۴۱

بیٹی ہیں بھی بھی وہ ہیں بھر ارکھا ہی
ہیں کہ کہ ہے کہ ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
یادوں سواری قدیم بار بھاری
ارکھا وہ ہیں کی ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
کس کہ کہ ہیں کہ ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۴۲

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
اگر ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
آنکھ ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۴۳

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
اس باغ ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
اس ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
آنکھ ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۴۴

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۴۳۵

بڑھی جو عالم بیکسی میں فغانِ ایک اٹھائی
گردنِ جلاد و خنجر و تیغ بالائے سر پھرائی
دیکھا کہ کرتا ہے بے قراری زیرِ تن
بیاضِ گردن پہ اس کی اک اژدرِ دہ بانی
اس غم کے مرتے ہیں زبان بھی
دردِ کہاں اگر نہ ہو جانِ جہاں یہی ہے

۴۳۶

شبِ غم کی کاٹے نہ کٹتی تھی ہم نے
فغاں سے سحر تک بپا رکھا گھر کو
نہ یہاں رونے کے لیے آنکھ کو دیکھا
ویران نہ میدان سے جو فانی کو دیکھا
جو ہم سے غفلت ہے اب حال نہیں
دیکھا ہے تجھ کو قابلِ کمال نہیں

۴۳۷

پھر ہم پہ کچھ ہوا ہے یہ الٹی کی جانی
سینہ ہے دھواں دھواں کہ شعلہ ہے آہ میں
یہ خاک کی ہے ہاتھوں پہ رکھ کر کی لالی
ہمراہ تن کی یہ اس جانِ جانی
پھاڑا ہے گریباں کہ بیاں جانِ جاں کا
اور زخم کیا ہے جانِ جہاں کا

۴۳۸

کاہے کو یہ ہیں کہ تیغ ہیں ڈالا
بھاری ہے وہ خاطر اور بالا
بیٹھا ہے لگا کے ہاتھ پر ہاتھ
اس دور میں ہے کہ دیکھ اپنا بھالا
عجب یہ کھلا ہے تیغ و سپر
اک بیت میں بوجھ ہیں ہلال و قمر

۴۵

ترمی کا بوقت ابن مرتضیٰ یاں
واعظ کہ بات ہم کرے اس کی سلامتی
سیکھی ہے دل ہمی کی بات ہم نے
جی کھول کر ہم نے لفظ کی ارزانی
ہے کیا ہمیں ہم قوت کی تنگی
ہے کیا ہمیں ہم قوت کی تنگی

۴۶

بخلاد و مراد و نیکا بیٹی بیٹی ارزانی
ارزان کیا ہے کہ ہم نے بیٹی ارزانی
بیٹی کیا ہے کہ ہم نے بیٹی ارزانی
حضرت ہم نے بیٹی کیا ہے
ہے زیر ہم نے بیٹی کیا ہے

۴۷

گردوں کی طرف دیکھ کر ہم نے بیٹی
بیٹی کیا ہے کہ ہم نے بیٹی
ایسا ہے اس ہم نے بیٹی
ہاں کیا ہے کہ ہم نے بیٹی
ہے کیا ہے کہ ہم نے بیٹی

۴۸

بیٹی کیا ہے کہ ہم نے بیٹی
بیٹی کیا ہے کہ ہم نے بیٹی
ہاں کیا ہے کہ ہم نے بیٹی
ہے کیا ہے کہ ہم نے بیٹی
ہے کیا ہے کہ ہم نے بیٹی

سودا در فضا ہائے تمنا ہے بازار تیرے
پھولا ہوں ہم اک عالم کی ہوا سے کیسے بن یار تیرے

چمن ان کے بغیر رہے اسیر ہیں تیرے
اب جلد حسین آ بھی جا دیر ہیں تیرے

بعد اس کے نہ آنکھیں نہ نظارے ہی کیا ہے
ایسا ہو تو ہی تو ہو ترے سوا کیا ہے

پھر دم کے رہے ہے کسی فریاد رسی پر
اور دیکھ کے لکھا نام علی ہاتھ حجر پر

رکھتے کیا ہاتھ دل پر راہ نہ دیں پر
دل ہی تھا کہ اٹھا کر اک مال ستم دیں پر

آئے ہے صدا صحن مصلیٰ جناب علی سے
فریاد ہے اک خلق کو اس کے عقاب علی سے

نیرنگی سے زلفوں کی ہے کیا کیا نہ ریں پر
آوازہ کمال نہ ہے تیرے یہ نہیں پر

ہر گام پہ قدم نثار سے رکھا نہ ریں پر
ہر عشق سے کہا ہے تری چھاؤں نہ ریں پر

پلکوں سے لیا ہے تری ہر راہ گزر کو
نیچوں کے کیا ہے تری کیا پیر ہا کو

جنت میں ہے ارواح نبی اور ولی کی

۱۵

وہ دن تھے جب کہ ہم کو تھا یار سے ملاپ
اب یک بگھ سے ہے یہ جدائی کا اجتناب

جاوید ہو خدا کرے اس کی یہ آب و تاب
ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوئی ایسی بے حجاب

ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوئی ایسی بے حجاب
ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوئی ایسی بے حجاب

۱۶

لیکن ہیں خبر دار یہ بیگانہ خبر سے
ہاں تو بھی کر دیکھ کہ ہم آتے ہیں کدھر سے

ہم کیا کہیں کیا کیا ہے ہمیں اس کی نظر سے
ہم کیا کہیں کیا کیا ہے ہمیں اس کی نظر سے

ہم کیا کہیں کیا کیا ہے ہمیں اس کی نظر سے
ہم کیا کہیں کیا کیا ہے ہمیں اس کی نظر سے

۱۷

غلام ابن یوسف کو دو رتبے کی بڑی
بابیت سے کیا ہم سے ہوئے کیا کمتر ہی

کہنے نہ لگے بات یہ بھائی کی برادر
رن قفقے سے بولا کہ بھائی ہی برابر ہی

پھینکا ہے کنوئیں میں تو کیا ہی ہی برابر ہی
پھینکا ہے کنوئیں میں تو کیا ہی ہی برابر ہی

۱۸

کر دی ہے کہاں تم نے یہ تقصیر کی بابت
ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوئی ایسی بے حجاب

ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوئی ایسی بے حجاب
ہے ہے یہ کیا ہوا کہ ہوئی ایسی بے حجاب

۱۴۱

ہمارا کھٹکا ہے ہم کو ہر دم
ہمارا کھٹکا ہے ہم کو ہر دم
ہمارا کھٹکا ہے ہم کو ہر دم
ہمارا کھٹکا ہے ہم کو ہر دم

۱۴۲

ایسا کہاں ہے کوئی ظالم
ایسا کہاں ہے کوئی ظالم
ایسا کہاں ہے کوئی ظالم
ایسا کہاں ہے کوئی ظالم

۱۴۳

تیرا ہی ہے ہم کو ہر دم
تیرا ہی ہے ہم کو ہر دم
تیرا ہی ہے ہم کو ہر دم
تیرا ہی ہے ہم کو ہر دم

۱۴۴

ہمارا کھٹکا ہے ہم کو ہر دم
ہمارا کھٹکا ہے ہم کو ہر دم
ہمارا کھٹکا ہے ہم کو ہر دم
ہمارا کھٹکا ہے ہم کو ہر دم

۶۵

آسمان سے کہکشاں کی سنسناہٹ بند ہے
عید کی شب ہے کہ سارے شہر کی آواز بند

ایک ہی لمحے کو ہے ہر ایک کی آنکھ آئینہ
ہے کہیں بند اور کہیں آنسو رواں ہے بند

ہے کہیں بند اور کہیں آنسو رواں ہے بند
ہے کہیں بند اور کہیں آنسو رواں ہے بند

ہے کہیں بند اور کہیں آنسو رواں ہے بند
ہے کہیں بند اور کہیں آنسو رواں ہے بند

۶۶

احکام کے پیمبر اور ہیں اور ہیں اور ہیں
باطل کی فوج اور ہے اور ہے اور ہے

زلف و کمر کی اور ہے اور ہے اور ہے
زلف و کمر کی اور ہے اور ہے اور ہے

زلف و کمر کی اور ہے اور ہے اور ہے
زلف و کمر کی اور ہے اور ہے اور ہے

۶۷

یہاں سے کوئی راستہ جہاں نہیں جاتا
ہر اک عصا پہ قافلہ گراں نہیں جاتا

یہ سچ ہے اس کی راہ میں زیاں نہیں جاتا
یہ سچ ہے اس کی راہ میں زیاں نہیں جاتا

یہ سچ ہے اس کی راہ میں زیاں نہیں جاتا
یہ سچ ہے اس کی راہ میں زیاں نہیں جاتا

۶۸

سنسنی خیز اور ہیجان انگیز ہے
ہر ورق ہر سطر ہر ہر لفظ ہر ہر لفظ

ہر ورق ہر سطر ہر ہر لفظ ہر ہر لفظ
ہر ورق ہر سطر ہر ہر لفظ ہر ہر لفظ

ہر ورق ہر سطر ہر ہر لفظ ہر ہر لفظ
ہر ورق ہر سطر ہر ہر لفظ ہر ہر لفظ

سنسنی خیز اور ہیجان انگیز ہے ۔۔۔ ابن صفی

۲۱۶

بیکار زباں کار سے یہ کار رہا خاموش
قابل یہ امامت کے ہی قابل ہمیں کر دے
قرآن سے عبارت سے عبارتوں سے نظم دے

۲۱۷

بیدار دل سخن ہنر سے کیوں نہ ہو جدا
ناداں کی خلقت یہی ہیں عقل کا ہے
جو حق کی طرف سے امام دوسرا ہے

۲۱۸

فارغ نہیں ہیں ہم کسی باب تر سے
ہے جرأت نہ بیٹھے ہم جگر سے
اس کعبۂ مراد کو دیکھا ادھر سے

۲۱۹

ہاں قدر نہیں تا ہی امت کی ہماری
یہ میں کیا ہے جو ہر فن کی ہماری
اے کاش کہ جانتے حسن اور نہیں ہے

۲۶۴

اڑی ہے داد ایک عورت سے تیغ تیر
نازل مری داد ہی پہ ہوئی جا دعا تیر
اور طرفہ ہوئے اب وہ ابرو کمان تیر
جس نے بھی بالیا بھر عزت دیا تیر
کہتے ہیں مدینہ کے جو ان کا ہے شہر یوں
زینب کا غلام اور میں یا فاطمہ کی ہوں

۲۶۵

سنتا ہو۔ اب بھی زینب کا بھلانا
پھیلی ہیں اختر بھی کہ دم دکھانا
لیکن بھلا نہ زینب سے مری موت چھپانا
تا قیامت تجھ کو دائی وہ ہم نہ بھلانا
جب لے گیا ہم کو لیم کے خلف کی
لینا نہ دار بیت شہنشاہ نجف کی

۲۶۶

یاں وہ یم اور ادھر یہ لیم سے پیرا
اس قدر بڑھا ہے یم خدا دختر زہرا
بچوں یا غلام ہم کو ہے کچھ بھی کا
بچوں کیوں نہ کہا عین دعا یہ تھی
واری گئی ہم آل نبی کے نثر فدا ہو
سب کچھ ہے فدا قبال پہ سر کھو کے ہم تو

۲۶۷

پھیلی کی داد کے نہ بنا ہی کردار کی
پیدا ہوئی تھی یا لئے ابل جفا ہی
نازاں نہ ہم اماں سے کہا تھا کی یاری
لے گئے پھر اٹھا کے انگلے نا ری
زینب کو بھی ہے عیب خدا ہو گا کیا
کہتے ہیں سب کہ یم اکھلا ہو گا کیا

۷۸۶

بالائے ہر سخن سخنے ہست
زیر آسمان نیست چو ما بدگمان کسے

۷۸۷

ہر کہ بر خود نہ بیند از خود بیش
ہر کہ بر خود نہ بیند از خود بیش

۷۸۸

ہر کہ بر خود نہ بیند از خود بیش
ہر کہ بر خود نہ بیند از خود بیش

۷۸۹

ہر کہ بر خود نہ بیند از خود بیش
ہر کہ بر خود نہ بیند از خود بیش

۷۹۰

ہر کہ بر خود نہ بیند از خود بیش
ہر کہ بر خود نہ بیند از خود بیش

۸۱

نظر تیز میں پھر نیزہ کرن کا تیرا یا
برچھیوں خاک اڑھیلے کہ عجب تڑپ لگا یا
لاکھ تیر سعد لیں دیکھ ہم
سب سنبھالے وہ یاں لڑتے ہیں دکھلانا یا
ڈھالوں پر آگ وہ ضربیں ہیں کہ بھاگی ہے
اژدر زرہ کو وہ دھاکے ہیں کہ بھاگا ہے

۸۲

بانکے بن بانکے عجب سج سے کھڑے آیا
پھول سے بلائے تیر ابل پڑے آیا
تیر کی کاٹ وہ تلوار کی چمک ظفر آیا
یاں تنوں کے ہالے ہیں واں ڈھالوں کے ہالے ہیں
تیر انکا یہ ادھر ہے تو ادھر ہے
روئیں تھا کانپ گئیں تیغ ہے طاقت تڑپیں

۸۳

پھولوں کا جو غربال انکا تو چھلا کیا ہم
زبان سے ہیں ہم تو ہیں زبانے ہم
بے لاگ تو ہیں بے لگ ہیں بے ہم
جب آنچ کھا کے تیغ بن کے آیا
ہر وقت کی کاٹ ہے کہ ہے ہے
ہیں تیر کے ہاتھ ہیں کہ ہے ہے
ہاتھوں کے ہاتھ ہیں کہ ہے ہے
جان اکھڑی ہے تیغ کی ہے ہے
حسرت دل کی ہے کہ ہے ہے

سنہ ۱۰ اور روح القدس حضرت جبرئیل بھی جھوم کے بھالی

۸۵

طلسمِ زلفِ طرارِ تو ہر سو
بنائے عنبر و مشکِ ختن کا
بہ یک چینِ تو تاتارِ ختن کا
بہ یک مویِ تو بیمارِ ختن کا
بہ یک خالِ تو عیارِ ختن کا
بہ یک خطِ تو طومارِ ختن کا
بہ یک حرفِ تو گفتارِ ختن کا
بہ یک نقطِ تو پرکارِ ختن کا
بہ یک دورِ تو دستارِ ختن کا
بہ یک شکلِ تو شہکارِ ختن کا
بہ یک لعلِ تو کہسارِ ختن کا
بہ یک بوسِ تو بازارِ ختن کا
بہ یک جامِ تو میخوارِ ختن کا
بہ یک ناوکِ تو نخچیرِ ختن کا
بہ یک تیرِ تو بیمارِ ختن کا
بہ یک تیغِ تو خونخوارِ ختن کا
بہ یک ضربِ تو سرکارِ ختن کا
بہ یک حملِ تو سالارِ ختن کا
بہ یک رزمِ تو ہنگامِ ختن کا
بہ یک بزمِ تو دربارِ ختن کا
بہ یک رقصِ تو رہوارِ ختن کا
بہ یک جولانِ تو اسپِ ختن کا
بہ یک نعلِ تو نعلِ اسپِ ختن کا
بہ یک میخِ تو میخِ نعلِ ختن کا
بہ یک گامِ تو گامِ اسپِ ختن کا
بہ یک تازِ تو تازِ اسپِ ختن کا
بہ یک یالِ تو یالِ اسپِ ختن کا
بہ یک دمِ تو دمِ اسپِ ختن کا
بہ یک سمِ تو سمِ اسپِ ختن کا
بہ یک نالِ تو نالِ اسپِ ختن کا
بہ یک جستِ تو جستِ اسپِ ختن کا
بہ یک جولانِ تو اسپِ ختن کا
بہ یک رقصِ تو رہوارِ ختن کا
بہ یک رزمِ تو ہنگامِ ختن کا
بہ یک حملِ تو سالارِ ختن کا
بہ یک ضربِ تو سرکارِ ختن کا
بہ یک تیغِ تو خونخوارِ ختن کا
بہ یک تیرِ تو بیمارِ ختن کا
بہ یک ناوکِ تو نخچیرِ ختن کا
بہ یک جامِ تو میخوارِ ختن کا
بہ یک بوسِ تو بازارِ ختن کا
بہ یک لعلِ تو کہسارِ ختن کا
بہ یک شکلِ تو شہکارِ ختن کا
بہ یک دورِ تو دستارِ ختن کا
بہ یک نقطِ تو پرکارِ ختن کا
بہ یک حرفِ تو گفتارِ ختن کا
بہ یک خطِ تو طومارِ ختن کا
بہ یک خالِ تو عیارِ ختن کا
بہ یک مویِ تو بیمارِ ختن کا
بہ یک چینِ تو تاتارِ ختن کا
بہ یک زلفِ تو طرارِ ختن کا

۸۶

چمن میں آئی ہیں لے کر دھرا
تھیں کیا کیا دل نے تدبیریں
ایک برف نیا چرخ نے نظر آیا
جنگل میں تھا طلسمِ جراحت نے دکھایا
اک زخم نہ تھا طلسمِ ہوا ایک بلا تھ

۸۹

پانی نے اُسے آگ کی تلوار کو سونپا
اور خاک نے فرہاد کی تیشہ زنی کو
پھر آگ نے بیکل کی تڑپ ہجر کی شب کو
آرام کو پھر خاک نے بیمار کو سونپا
بیمار کے غم خوار کو آزار کو سونپا
کس شیخ نے تسلیم و رضا کم کی ہے تجھ کو

۹۰

مصرع ابوالاردو بہ سرِ مطلعِ اسلام
تلوار ادھر بھی ہے اُدھر بھی ہے اُدھر بھی
جب پیمبرانِ مصرع سے اٹھا قصہ تمام
ہاتف نے کہا نظم نہ نثر کا ہے یہ پیغام
کیا پیاں ہیں تیرے قصر کے قصر کے کل آئے
مصرع کے ہیں یہ بھی بہتی نکل آئے

۹۱

دل فتح کا تازہ کیا اس خضر جواں نے
ظلمت سے کیا رن میں ظہور آبِ رواں نے
کی آرزوئے غوطہ زنی طالبِ جاں نے
پیاسا تھا مگر اس کو کہا من ازاں نے
وہ میاں سے تیرے تیغ کی ساعت نکل آئی
لے ڈوبے تجھے تیری ہی ساعت نکل آئی

۹۲

مصرع ہے مصرع ہاں تیغ اجل کھینچ
ہر رکن کلک و زن بہ بحر کیا بلکھ
تا بیت جگر اس کی تپش میں مرد و زن کھ
اس پاک پہ مصرع وہ بیاض جگر کھ
سالم نہ دل و دیدہ و مصرع نظر آیا
بارہ بیت میں اس تیغ کا مصرع نظر آیا

۹۳

للکارا یہ افسر کو جری بادل سے بولا
اب آیا ہے بچہ بن پہ کہاں سے ہے بھاگا

۹۴

پھر اٹھا وہ اسطرح بڑھا جیسے کوئی بجلی
بیسیوں وہ قاتل پہ اٹھا ہاتھ تھی کی

۹۵

پل میں بجلی اور تلوار سے ایک ہی ہاتھ میں کی
چار ہی پیچ میں سر سے تھ جدا کر دیا کیا

۹۶

جیسے گرتے ہیں زمیں پر ہرے پتے بن کے
پیش کے وہ ہوئے ہیں ایسے ہی کٹ کٹ کے زمیں پر

۹۷

ہاتھ کٹے پاؤں کٹے سر کٹے تن کٹ کٹ کے
ہر طرف لاشے تڑپتے ہوئے آئے نظر

۹۸

کر کے یہ بھی کہا کہ ہاں ہاں ہے یہ تیغ کی
کھیلے ہیں ہم تیغ سے وہ کہ ہے یہ کھیل ہمارا

۹۹

ایسے ہی ہیں جواں جو ہیں تیغ کی عاشق
جیسے کہ ہیں پروانے شمع پہ ہوتے ہیں فدا

۱۰۰

مرد وہ ہیں کہ جو ہیں بہادر میدان میں
ڈرتے ہیں جو مرنے سے وہ ہیں مرد کہاں

۱۰۱

ہیں یہ بہادر کہ جو ہیں تیغ کے عاشق
ڈرتے ہیں جو مرنے سے وہ ہیں مرد کہاں

۱۰۲

ہیں یہ بہادر کہ جو ہیں تیغ کے عاشق
ڈرتے ہیں جو مرنے سے وہ ہیں مرد کہاں

۱۰۳

ہیں یہ بہادر کہ جو ہیں تیغ کے عاشق
ڈرتے ہیں جو مرنے سے وہ ہیں مرد کہاں

۷۹

قدموں سے چلی لپٹ کے تربت ناپاک
ناپاک کھا کر کھا گئی خاک افلاک
افلاک سے آ کر گری وہ خاک
گرتے ہی بنا یہ کیمیا خاک
چھوٹی یہ کرامت اولیا کی
چھوٹی ہے یہ آگ کبریا کی

۸۰

چھوٹی یہ جو آگ بیٹھ کر کی
اعدا کی زمانہ بھر میں بن آئی
ہر دل کی جو آگ بجھ گئی تھی
ہر صف نظر آئی صف ماتم کی
آرام سے خاک وہ دبا تھا
آرام کے بھی لگا گیا داغ

۸۱

لے پھوڑ دوں دستِ حضرت عمر میں زنار
اس کی بھی بہار اسی گھٹا کو ہے بھی بہار
ہر دانہ یہ کہہ رہا ہے ہر بار
گر دل میں ہے جھیتی کی ہوا ہے
ہر کھار اسی کی ہے بہار
فیاض ہے افلاک سے فیض ہے

۸۲

کیا بات ہوا تیغ دو پیکر سے کوئی کم
اس تیغ کی نسبت ہے ہمزاد کا یہ دم
یہ کاٹ کا ہے نہ ہے ہمزاد کا یہ دم
اس کے جو لگا گیا ہے کاٹے ہے
دو ٹکڑے جو ان کو کر گیا ہے
ہے ہے یہ بھی کاٹ کر رہا ہے

۱۰۱

پھاڑی جو قبر دست یہ دھما کر کی بیل
رہ پھر کی نگہ سے نہاں کر کی بیل
بیل نے ہوا کر دیں یا ہی بیل
غل تھا کہ گئی گئی بیل
گرتے ہیں بھڑی کی لگی گئی بیل
پڑے بگی پھاڑ تیم ہیں سروں کی

۱۰۲

اُٹھے یہ گھٹائیں رحمتوں کے عالم لہرانی
طوفان کا تنور بھی بھر نے لگا پانی
نہ دھوپ ہی نہ چھاؤں نہ پانی کی روانی
بھاری ہے بھی بیت کا گرہ بھی ہے
آب دم تیشہ میں لیم رہے ہے

۱۰۳

اب تیغ سے نہر جاں اب پانا اٹھایا
دریا نہ تھا پر پانی کا اٹھایا
طوفاں ہوا اے پیرہ۔ اقبال بنا اٹھایا
بے تھروں سے تیل حباب بنا اٹھایا
انگڑائیوں پر انگڑائی لیتی ہے موج دریا
یہ دوب کے وقت کھا طرفاں کے

۱۰۴

اس تیغ کے پانی سے ہوا عیش کھا
ہمت نہ کیا نہر بھی اس کی یاد
کشتی بھی کیا اور بھی کیا
کشتی بہتا اور بہر کفن بہر کا
طوفان کھا موجوں کا وہ بھی کیا
دریا کا لہر جام ایک کیا تھا

۱۰۵

سب ناخداؤں نے آپ ہی ڈوبنا ہمیں گوارا تھا
اس لئے نہ طوفان قیامت کا اٹھایا
گرداب میں قالب کے جہازوں کو ڈبویا
روحوں کو گرداستہ دوزخ کا بتایا
مومن یہ درست نیچ نہ ہمنشاہ بخت سے
خود وہ ان میں ہیں پھیلے ارڈھنگ سے

۱۰۶

دسے سے پھر ہزاروں کے ہر اک نقش بنایا
فردوں سے بہار عین بہاری بھی
تھی خوف بخوں ریختہ پر ریزیں بھی
لیکن یہ صفائی تھی کہ اعجاز گری تھی
دریا سے اٹھی جن بہا کر وہ عدو کا
پانی سے نہ پھیلا کبھی دامن بھی اسی کا

۱۰۷

ہر ایک پہاڑ سے پہ اگندہ پکارا
جاں بخش اماں بخش بجاں دار خدارا
بیٹھے گرد و کھا جو رہی سے ستمگارا
یہ زہ کسی ظالم نے دل پاک پہ مارا
انشا اللہ یہ بھی احساں کھلا رکھا
یہ زہ بھی ہم اے گل زخم کھلا رکھا

۱۰۸

دیکھوں سے کھلے کیا کہ یہ کیا کرتے پھرے ہے
اے قبلہ حاجات میں تو زبان تھامے
فریاد دہم رہے کہ میں گھر کنارے
چلائے تو دریا کہ ابھی ہم ہیں پیارے
اے جان پدر یہ ہے کہ تم ہو کہاں ہے
آخر یہ ہزاروں میں کھچے تیر نشاں ہے

۱۱۰

آواز دے کے دیکھ لو شاید وہ مل جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں نہ ہو

۱۱۱

ڈھونڈ چراغ رہگزر بستیاں نہ ہو
ایسا کوئی گھر بتا جہاں آہ و فغاں نہ ہو

۱۱۲

ہر طرف ہر جگہ بے شمار آدمی
پھر بھی تنہائیوں کا شکار آدمی

۱۱۳

ہم سے بھاگا نہ کرو دور غزالوں کی طرح
ہم نے چاہا ہے تمہیں چاہنے والوں کی طرح

۱۱۳

یہ عجب زہد و ورع کی تیغ کاری
نہ چھوڑی ہم نے آدھی آستیں بھی
لہو رونے کی ہے یہ آہ و زاری
نہ چھوڑی ہم نے آدھی آستیں بھی
کہ ہے ہم آستیں اور دامن اپنا
طرفہ ہی ہے یہ خونخوار ہم سے

۱۱۴

یہ کیا ہے ماجرا اے دیدۂ تر
جب اس نے تیغ کھینچی تھا میں حاضر
ہوا ہے کیا جو ہے یہ آل عیماں
اسی دم ہی سے لشکر ہوا ہے ابتر
ہوئی ہے کیا خطا ہم سے کہ ہے یہ
ہمارے خون کا پیاسا ہے لشکر

۱۱۵

الٰہی خیر ہو کیا ہے تماشا
ابھی کل یار ہم سے ہنس کے بولا
ابھی کل یار ہم سے ہنس کے بولا
ابھی کل یار ہم سے ہنس کے بولا
ابھی کل یار ہم سے ہنس کے بولا
ابھی کل یار ہم سے ہنس کے بولا
ابھی کل یار ہم سے ہنس کے بولا

۱۱۶

کہ آزردہ ہے کیا اس بات پر تو
کہ ہم نے آج تک اس کو نہ دیکھا
کہ ہم نے آج تک اس کو نہ دیکھا
کہ ہم نے آج تک اس کو نہ دیکھا
کہ ہم نے آج تک اس کو نہ دیکھا
کہ ہم نے آج تک اس کو نہ دیکھا
کہ ہم نے آج تک اس کو نہ دیکھا

۱۱۷

سیر انہاں سے آئیں رہ دار دیکھ کر
ہم کھا کھا اٹھا کر سے گرے پڑتے چادر
ہم دیکھ کے غیرت سے تڑپتے ہیں اکبر
کہتے ہیں کہ میدان سے کہاں بھاگ کے جائیں
ارتے ہیں کہاں کھلا نظر آئے

۱۱۸

یہاں جو کہیں یہ ہو کر دیکھ چل نہ جاؤ
ہر اچھی طرح دھونی یہ لو یوں ہی ہے
اکبر ان کے مہماں ہیں یہ خوش نہ دلاؤ
بیدان کے جگر کو ہم دل نہ کھائے
یہ ہے ہیں رہ دار کے جگر کو بھلا کیسے
یہ ہے ہیں رہ دار کے جگر کو بھلا کیسے

۱۱۹

یہ کہا کہ دیکھ کر یہ اب اور دم کے
اب کے کہا نہ ہم سے اب ہم جگر کے
اب کے کہا نہ ہم سے اب ہم جگر کے
ہم لوٹتا ہے کیسے دھونی یہ کیسے
ہم لوٹتا ہے کیسے دھونی یہ کیسے
یہ ہے ہیں رہ دار کے جگر کو بھلا کیسے

۱۲۰

یہ ہم نہ ہو اٹھا کر ہی ہے نہ ہم جاں کا
ہم لوٹتا ہے کیسے دھونی یہ کیسے
ہم لوٹتا ہے کیسے دھونی یہ کیسے
ہم لوٹتا ہے کیسے دھونی یہ کیسے
ہم لوٹتا ہے کیسے دھونی یہ کیسے
ہم لوٹتا ہے کیسے دھونی یہ کیسے

۱۲۱

ترا پیکر زلف سے سر کشا ہے دو بالی
ہنکھ کے پنجہ کا ہے دھکتا ہے دو بالی

دم سینہ میں ہے طرح آتش کا ہے دو بالی
سب پہنچے ہیں پھر نہیں سکتا ہے دو بالی

۱۲۲

نبیرے صاحب غیرت کو بنا دے
حضرت کی قسم دو لہ خفا ہو کے نہ جاوے

لڑھکا ہے لیا ہاں نے اب پھیل کے جاوے
نیا ہے چکا انکار کو پھیلی ہے جاوے

۱۲۳

اردو کے پھولوں کی ہنکھڑی ہے
گلدستہ سو پھلوں کی ہاتھ میں ہے

ہاں آنکھ کی ہے پیاری تصویر جی ہے
تم پتلیوں سے اس کی تیز جی ہے

۱۲۴

اشعار کیا ہے نغمہ
اردو ترا ہے نغمہ

اس آنکھ کی ہے مستی
ہاں آنکھ کی ہے مستی

۱۲۵

یہ دیکھ کے تجھ کو زینب کا بھائی
کیا کیا نہ سنا یا بے حیائی
دیکھو تو ری خاطر سے بھلا بن بابا
آئینہ رکھو سامنے منگا کے ذرا

۱۲۶

یوں لاکھ کہا بھائی کو پر کچھ نہیں دیکھا
پھولوں کو نہ زلفوں کو نہ بینی کو نہ بیسر کو
اس حسن سے بھائی کو کبھی دیکھا نہیں دیکھا
آنکھوں کو ملا کر کبھی دیکھا نہیں دیکھا

۱۲۷

پھر لاش سے لپٹی کہ زباں بھی نہ ہلی ہے
رخصت کو قدم گھر سے نکالے نہ چلی ہے
اٹھا کے بہن بھائی کو لے آئی گلی ہے
یہ بیبیوں میں کس کی بہن آج پلی ہے

۱۲۸

کیوں بیٹی کو ماں کہہ کے پکارا نہیں جاتا
بیٹا کہہ کے بیٹی کو پکارا نہیں جاتا
ہم سے تو یہ اندھیر گوارا نہیں جاتا
بھائی کو بہن کہہ کے پکارا نہیں جاتا

۱۲۹

پہلے سے بڑھ کر ہوا ہے اب تو ان کا جوش و خروش
وادیٔ ہیبت میں ہے ہر سمت سے آتی صدا
تیرہ و تاریک ہے ہر سمت سے آتی صدا
ہے یہی ہر سمت سے آتی صدا
پاؤں ہیں زخمی لہو میں تر ہیں ان کے پیرہن
بانکپن ہے جن کے بانکوں کا ہے ان کا بانکپن
بالکل جیسے کہتے ہیں پیارے نہیں ہیں

۱۳۰

پیارے کہہ کر مجھ کو بلاتے ہیں سب بھائی
بیداروں میں ہے یہ آواز ہے یہ آواز
ہے یہ آواز ہے یہ آواز
ہم کو لیوں سے کاندھے پہ بیٹھا کے لے چلے
جس سمت لے گئے ہیں کہ ہم بھی اسی طرف
دیوانہ وار چل پڑے ہم بھی اسی طرف

۱۳۱

ہم بھی کفن لپیٹ کے نکلے ہیں گھر سے آج
داری میں جاں نثاروں کا ہے یہ ہجوم آج
ہے یہ ہجوم آج ہے یہ ہجوم آج
آئی ہے بزم آج ہے یہ ہجوم آج
بال فاطمہ کی ہے یہ ہجوم آج

۱۳۲

اے دشت کربلا تجھے ہے کتنا اعتبار
ہر ذرہ تیری خاک کا ہے کتنا شاہکار
اور وقت کا ہے نظم کہاں کتنا استوار
اب بزم حضرت عباس کرم فرما
سینے میں ہے حضرت عباس کا دل
عباس علمدار سے ہے یہ علم

رباعی

کیے کانتاں علی کے در سے پایا
معدن ایماں کا اس گہر سے پایا
پیدا یہ علی سے فخر اس گھر سے
پھر ہم نے فخر اس گھر سے پایا

رباعی

جبریل نے دیکھا تھا جو یہ پیار
اس سے بھی تھا ہاتھ پیار
آکے جبریل نے کہا یہ بھی
اے کاش میں ہوتا تیرا یار

رباعی

کیے کی طرح جنت بھی فراموش نہیں
ان دونوں کا معمار ازل بھی ہے
یہ فاطمہ جنت علی کا گھر ہے
یہ بیت فاطمہ کا گھر ہے

رباعی

اس بیت کا ہر نقش ہے پایا
کیے ہیں حیات اور جنت کی جاں
اس گھر سے ہے

رباعی

کیے کانتاں علی کے در سے پایا
معدن ایماں کا اس گہر سے پایا
پیدا یہ علی سے فخر اس گھر سے
پھر ہم نے فخر اس گھر سے پایا

۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آغاز کرتا ہوں
الٰہی کام کیا کرنا دعا میں ناز کرتا ہوں
جب کہ دل حسین کی نظر نہ ہو
مطلب سے کام کیا بر آوے دعا میں
یہ بیل ہاتھ میں لیتے ہی تیرے ہی
جب سے جبرا حسین کی مدد نہ ہو

۴۸

زبان پر نام حسین کا ہو
ہر کام میں ان کی مدد ہو
ہر کام کی ابتدا حسین سے ہو
ہاتھ میں تسبیح قدیم صحیح بخاری ہو
راہی دنیا میں شہادت بالا ہو
سب کچھ ہو مگر دل میں حسین ہو
عالم ارواح سے حسین ہو

۴۹

ہر ایک حرف نام مبارک حسین کا
اچھی جگہ ہے تسبیح حسین کا
یہ تسبیح ہے ہاتھ میں حسین کا
کہتے ہیں کہ دن میں ہزار بار
ہر کام کی ابتدا ہے نام سے
جب سے ہاتھ میں تسبیح ہے

۵۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آغاز کرتا ہوں
الٰہی کام کیا کرنا دعا میں ناز کرتا ہوں
جب کہ دل حسین کی نظر نہ ہو
مطلب سے کام کیا بر آوے دعا میں
یہ بیل ہاتھ میں لیتے ہی تیرے ہی
جب سے جبرا حسین کی مدد نہ ہو

۵۱

زبان پر نام حسین کا ہو
ہر کام کی ابتدا حسین سے ہو
ہاتھ میں تسبیح قدیم صحیح بخاری ہو
راہی دنیا میں شہادت بالا ہو
سب کچھ ہو مگر دل میں حسین ہو
عالم ارواح سے حسین ہو

۴۸

ہے یہ بھی ایک طرح کی یکجائی ہم نشیں
میں دور اور تو مجھ سے جدا بیٹھا ہے

ہم نے دیکھا ہے کہ ہر شام کو تنہا ہو کر
اک ستارہ سرِ دیوار فنا بیٹھا ہے

۴۹

کیا کہوں کیا ہے مرے دل کا معاملہ
ہے کوئی جو اس کو سمجھا دے

ہے کوئی جو اس کو سمجھا دے
ہے کوئی جو اس کو سمجھا دے

۵۰

دیکھ کر تجھ کو چمن بسکہ ہنسا ہے سارا
گل کی آغوش میں شبنم کا کلیجا ہے سارا

۵۱

دیکھ کر تجھ کو چمن بسکہ ہنسا ہے سارا
گل کی آغوش میں شبنم کا کلیجا ہے سارا

۵۲

دیکھ کر تجھ کو چمن بسکہ ہنسا ہے سارا
گل کی آغوش میں شبنم کا کلیجا ہے سارا

۵۳

دیکھ کر تجھ کو چمن بسکہ ہنسا ہے سارا
گل کی آغوش میں شبنم کا کلیجا ہے سارا

۹

بولا دختر پدر سے ادب کے ہے دن
یاں اک غزالہ وہاں اک غزالہ ہے دن
فرمایا پدر نے دل کا کیا ہے حال
کہتے ہیں کتنے بیس کتنے دن
بولا غزالہ اسکا بیاں ہے عجب
سلیمان جانتے ہوں تو کہیں حرف بیاں کیا

۱۰

دیکھ کر غنچہ دہن ایسا بلبل زار ہے
زبان حال سے یہ کہتا ہے
پھر تو نہ بھول اسکے لب لعل کو
ذرہ پانی میں ملا کر پیتا ہے
دیکھا یہ ماجرا تو غزالہ نے یہ کہا
تیرے سے طور اور ہیں تجھ سے تو ہم ہیں اور

۱۱

یہ سن کر ماجرا کہنے لگی غنچہ دہن اسکی
پھر اسکے بعد کیا ہوا کہہ
کہا اس نے کہ اک روز ہم دونوں کہیں جاتے تھے
کہ ناگہ ایک جوگی سے ملاقات ہوئی ہم کو
وہ جوگی ہم سے ہنس کر یہ کہا
کہ اے دختر تو کیا ہے
کہا میں نے کہ میں ہوں
پھر کہا اس نے کہ تو کیا ہے
کہا میں نے کہ میں ہوں
پھر کہا اس نے کہ تو کیا ہے
کہا میں نے کہ میں ہوں
پھر کہا اس نے کہ تو کیا ہے
کہا میں نے کہ میں ہوں

۱۲

غزالہ نے کہا اے دختر نیکو خصال
سلیماں نے کہا اے دختر نیکو خصال
حق نے بخشی ہے تجھ کو
پیدا کیا ہے تجھ کو
اتنا ہی اک سے ایک میں باہم تھا فرق
یہ ہم سے اور ان سے نہ اکرم تھا فرق

۱۳

تھا سن و سال آدم اول اسی قدر
اتنے ہی ہم تھے آدم ثانی سے پیشتر
ساٹھ اسّی ہم بڑھے کہ برابر ہوا تمام
پڑ کر کتاب قدرت باری کی تھا جو لام

۱۴

کاتب نے اپنی نوع پہ جو خط اجلال
دیکھا کہ اپنی ذلت و لاکھوں برس کا حال
اس امر پر بھی سر بہ گریباں کمال
جب سے کیا قبول وہ تعویل رب ہوا
جب سے نہ نام و مورد لطف و غضب ہوا

۱۵

اس قوم سے جہاد وہ ہے کہ ہزار
اور ہے جب کہ ساتھ ہو تیغ کی آبدار
پھر کم ہو دم سے ہمت مردانہ ایک بار
ہاں کہ ان کی قدر بھی ہے یہ کہ ہو شکار
اک اک کے دو دو ہوں ظلم ہے جو ہو نہ یہ
اور ہاتھ تیغ ہو نہ یہ ہو ان کا کشتنی

۱۶

تیغ ہزار درجہ ہے اس سے مقام میں
اور ہے ہزار درجہ اس سے نیام میں
جب سے کیا ہے ترک اسے اہل اسلام
قائم ہے اب تک کار زبردست الملک
ہاں ایک ہم ہیں جن کی ہے یہ الفوز و الفکیہ
اک ایک ہم میں ہے کہ ہزاروں پہ ہے سوا

۱۸

پھولوں کی جو اس مقام پہ بہتر ہزار کلیاں
ہاتھ ان سے منھ پہ رکھے ہیں چپکی ہیں بیچ میں
بس بس جو مرغ اس سے بچے نا بچیں
روتی ہیں ہچکیاں سی لگی ہیں بغل میں
سب بلبلیں ہیں غنچہ صفت لال لال تن
اک آگ سی لگی ہے ہر اک بوٹی جل میں

۱۹

یاں یہ گھڑی ہے کون سی کیا جانے کیا ہوا
اے وائے بدنصیبی یاں مشتری کہاں
ہیں بیقراریاں سر بستر پیچ و تاب کہاں
کیا جانیں کس کی آنکھ لگی کس کی نیند اڑی
یاں لاکھوں میں کسی کی بھی ہے بیخبر کہاں
ناناجی اور بہو بھی ہیں اور بیٹیاں ہیں

۲۰

بچپن میں کی ہے عم سے اماں کی نے بیان
بیٹی ہیں بیچ میں کھڑی ہیں بیبیاں کھڑی
کھا جو نام بادشہ کی عدالت میں کی بیان
اب دیکھیے حسین سے لطف و کرم کہاں
ہم لاکھ جیتے رہیں ہمیں ہے یہ آرزو
ہم لاکھ جیتے رہیں ہمیں ہے یہ آرزو

۲۱

اماں رہا نہ کوئی جو حضرت کا یہ سنا
بیٹی ہیں بیبیاں بھی ہیں اک بیبیاں کھڑی
تھا ہر کسی کا دل جو کہ ماتم سے تھا حزیں
پیارے کا مرثیہ ہے کہ ہے ہے کہ ہے ہے ہے
تھا دور دور ماتم و شیون کا غل مچا
ہر سمت سے بلند یہی ہائے ہائے ہے

۲۱

آں دُرِّ حریمِ عفّت و نازِ نہاں علی
بانیِ بارگاہِ علی
بندہ کی طرح ساتھ علی
بیکسی کی طرح ساتھ علی
نگاہ و جانب در و دیوار کیا حرام
چلایا ہیچ وقت عنایت ہے یا حسین
عاصی امید وار حمایت ہے یا حسین

۲۲

مولا سنا گدا کی صدا کو کبھی کبھی
گہ گہ ادھر ادھر بھی دعا کو کبھی کبھی
حاجت یہ کچھ کہی کہ تمنّا کو کبھی کبھی
نازاں ادھر خطا ادھر ارزاں عطا کو کبھی
عباسؑ سے یہ کہہ کہ کہا مان کیجئے
امداد خواہ ہے کوئی فریاد کی تو سنئے

۲۳

بولوں میں کیا حسینؑ سوا تیرے کیا کہوں
تیری ہی چوکھٹ اور تیرا ہی در ہے جا کہوں
ایسا کچھ اعتبار ہے جس پر بھروسا کہوں
اپنی دعا کے ساتھ میں کس کس کا نام لوں
فریاد میں ہمارے کسی کی حمایت کے واسطے
عقبا میں عاصیوں کی شفاعت کے واسطے

۲۴

بھائی کہاں کہاں ہے ترا کس کس کی کہوں
بیٹے بھی کچھ ہیں تیرے کہ لے کر دعا کہوں
کس کس کی بیکسی کی تجھے میں قسم دوں
پیارے ترے غلام کی حاجت روا کہوں
اب مجھ کو غلام کی حاجت روا کیجئے
پیارے ہیں آپ نانا کے پیارا کیجئے

۲۵

یہ بھی اچھا ہے کہ انساں کسی تکلیف کے بعد
اور بھی دکھ نہ اٹھائے یہ ضرور اچھا ہے
فرض کیجے کہ یہ اندیشہ درست ہو تو بھی
آدمی کے لیے اتنا تو ضرور اچھا ہے
فرض کیجے کہ وہ تکلیف بھی آئے ہی نہیں
آدمی کے لیے اتنا تو ضرور اچھا ہے
فرض کیجے کہ یہ سب دکھ بھی اٹھانا ہے پڑا
آدمی کے لیے اتنا تو ضرور اچھا ہے
فرض کیجے کہ یہ سب دکھ بھی اٹھایا اس نے
آدمی کے لیے اتنا تو ضرور اچھا ہے
فرض کیجے کہ یہ سب دکھ بھی اٹھایا اس نے
اور پھر مر بھی گیا سب کا ہی یہی حال ہے
فرض کیجے کہ یہ سب دکھ بھی اٹھایا اس نے
اور پھر مر بھی گیا سب کا ہی یہی حال ہے
فرض کیجے کہ یہ سب دکھ بھی اٹھایا اس نے
اور پھر مر بھی گیا سب کا ہی یہی حال ہے
فرض کیجے کہ یہ سب دکھ بھی اٹھایا اس نے
اور پھر مر بھی گیا سب کا ہی یہی حال ہے

۲۶

یہ بھی اچھا ہے کہ ہر درد کی تسکین کے لیے
کچھ نہ کچھ حضرتِ یزداں میں اثر ہوتا ہے
یہ بھی اچھا ہے کہ ہر بزم طرب کے ہمراہ
ایک ماتم کدہ بھی زیرِ نظر ہوتا ہے
یہ بھی اچھا ہے کہ ہر دور میں ہر خطے میں
کچھ نہ کچھ ظلم کا تعزیر سے ڈر ہوتا ہے
یہ بھی اچھا ہے کہ ہر دور کی ہر دھرتی پر
کچھ نہ کچھ فتنۂ محشر کا گذر ہوتا ہے
یہ بھی اچھا ہے کہ ہر دور کی ہر دھرتی پر
کچھ نہ کچھ فتنۂ محشر کا گذر ہوتا ہے
یہ بھی اچھا ہے کہ ہر دور کی ہر دھرتی پر
کچھ نہ کچھ فتنۂ محشر کا گذر ہوتا ہے
یہ بھی اچھا ہے کہ ہر دور کی ہر دھرتی پر
کچھ نہ کچھ فتنۂ محشر کا گذر ہوتا ہے

۲۷

اور اس فکر سے دل آج بہت شاد ہوا
اور اس فکر سے دل آج بہت شاد ہوا
اور اس فکر سے دل آج بہت شاد ہوا
اور اس فکر سے دل آج بہت شاد ہوا

۲۸

کم سے کم اس نے یہ سوچا تو سہی
کم سے کم اس نے یہ سوچا تو سہی
کم سے کم اس نے یہ سوچا تو سہی
کم سے کم اس نے یہ سوچا تو سہی

۲۹

کہتا تھا یاں غلام بھی کس کس طرح سے
بارہ برس تک آپ کا بیکار وہ رہا
بارہ برس تھا آپ کا بیکار وہ رہا
وہ بندہ زادہ ہم سے بہت خوب پیش آیا
ہم بھی بہت سے اس پہ ہوئے مہربان و خیر
وہ بھی بہت سے ہم پہ ہوا مہربان و خیر
جانے دیا نہ قید سے آزاد کر دیا

۳۰

بہزاد کر دیا نہ کیا قید سے رہا
کی عرض تب غلام نے بہر خدا مجھے
کی عرض تب غلام نے بہر خدا مجھے
اس بندہ زادہ کے لئے کچھ فکر چاہیے
اس بندہ زادہ کے لئے کچھ فکر چاہیے
اس کی طرف سے آپ کا دل مطمئن رہے
اس کی طرف سے آپ کا دل مطمئن رہے
ہم بھی بہت سے اس پہ ہوئے مہربان و خیر
ہم بھی بہت سے اس پہ ہوئے مہربان و خیر
وہ بھی بہت سے ہم پہ ہوا مہربان و خیر
جانے دیا نہ قید سے آزاد کر دیا

۳۱

فرمایا بادشاہ نے تم کو قسم ہے میری
کی عرض تب غلام نے بہر خدا مجھے
تیرا کہا بجا لاؤں گا میں جان و دل سے
ہم بھی بہت سے اس پہ ہوئے مہربان و خیر
سب سے بہت سے اس پہ ہوئے مہربان و خیر
جانے دیا نہ قید سے آزاد کر دیا

۳۲

بہزاد کر دیا نہ کیا قید سے رہا
بہتر ہے جو کہ آپ کی خدمت میں اب رہوں
بہتر ہے جو کہ آپ کی خدمت میں اب رہوں
دے کر کہا بلا کے بھیجا ہے گھر کہا جائے
دے کر کہا بلا کے بھیجا ہے گھر کہا جائے
اس کی طرف سے آپ کا دل مطمئن رہے
اس کی طرف سے آپ کا دل مطمئن رہے
ہم بھی بہت سے اس پہ ہوئے مہربان و خیر
ہم بھی بہت سے اس پہ ہوئے مہربان و خیر
وہ بھی بہت سے ہم پہ ہوا مہربان و خیر
جانے دیا نہ قید سے آزاد کر دیا

۲۴۲

بیٹھے رہیں کیا تیرے در پہ ہم قضا کئے ہوئے
دیر سے نام کو سہی لیکن آئی تو سہی
فرمایا کہ کیا کہیں ہمارے بھی کچھ تقصیر نکلتی ہے
بولے ہم کہ کوئی دن کے بعد اور کہا ہیں ہم
فرمایا کہ ہم کو بھی تو ہے یہ ہی ہم کہا ہیں
دیکھیں ہیں جب سے ہم کہ ہم کہا ہیں ہم
آنکھ ہی کھلی ہے کہ ہم کہا ہیں ہم

۲۴۳

بولے کہ ہم کو بھی تو ہے یہ ہی ہم کہا ہیں
فرمایا کہ کیا کہیں ہمارے بھی کچھ تقصیر نکلتی ہے
بولے ہم کہ کوئی دن کے بعد اور کہا ہیں ہم
فرمایا کہ ہم کو بھی تو ہے یہ ہی ہم کہا ہیں
دیکھیں ہیں جب سے ہم کہ ہم کہا ہیں ہم
آنکھ ہی کھلی ہے کہ ہم کہا ہیں ہم

۲۴۴

بولے کہ ہم کو بھی تو ہے یہ ہی ہم کہا ہیں
فرمایا کہ کیا کہیں ہمارے بھی کچھ تقصیر نکلتی ہے
بولے ہم کہ کوئی دن کے بعد اور کہا ہیں ہم
فرمایا کہ ہم کو بھی تو ہے یہ ہی ہم کہا ہیں
دیکھیں ہیں جب سے ہم کہ ہم کہا ہیں ہم
آنکھ ہی کھلی ہے کہ ہم کہا ہیں ہم

۲۴۵

بولے کہ ہم کو بھی تو ہے یہ ہی ہم کہا ہیں
فرمایا کہ کیا کہیں ہمارے بھی کچھ تقصیر نکلتی ہے
بولے ہم کہ کوئی دن کے بعد اور کہا ہیں ہم
فرمایا کہ ہم کو بھی تو ہے یہ ہی ہم کہا ہیں
دیکھیں ہیں جب سے ہم کہ ہم کہا ہیں ہم
آنکھ ہی کھلی ہے کہ ہم کہا ہیں ہم

۲۴۶

قیامت ہے تمہاری دلبری کا
تصور ہے تمہارے بانکپن کا
اور بعد کہ یاد کرنا لفظ کہ کام
بنے دیکھ کر آپ کے بانکپن کا
دیا ہے خدا نے تمہیں حسن کامل
اہل کرم کو ہی ہے زیبا گناہ کا

۲۴۵

فرمایا ہے یہ دریا آزار ہے ہمیں
فرمایا ہے کہ یہ ہے تیار ہے ہمیں
فرمایا ہے کہ ہے خبر دار ہے ہمیں
فرمایا ہے گا یہ اسرار ہے ہمیں
بعد از کہ فضا میں بجی کی تیغ
پھر وہ اک تیغ ہے تیار ہے ہمیں

۲۴۷

بابا بجی کی تیغ ہے تیار ہے ہمیں
بعد از کہ اس کی یہ ہے تیار ہے ہمیں
جیسے جب کہ یہ ہے تیار ہے ہمیں
بعد از کہ اور بھی ہے تیار ہے ہمیں
اگر عدو نے کیے وار پر وار
اور بعد ہیں ہے تیار ہے ہمیں

۲۴۸

بابا بجی کی ذات ہے کار ہمت کا دار مدار
بابا بجی کے خلق و مروت کا دار مدار
ہم انسانوں کی عصمت و عفت کا دار مدار
ہر کہ جیتے جی ہے اہل الفت کا دار مدار
فرمایا ہے تیل نظام تیغ کی
کہ ہے تیغ کی تیغ کی تیغ کی

۴۱

یہ دل یہ آپ ہی ضد سے خراب کرتے ہیں
جو چوٹ ہو تو کسی سے حساب کرتے ہیں

اے حامیانِ حرم رحمتِ خدا کی قسم
تمہیں نہیں ہیں جو یہ اجتناب کرتے ہیں

کہاں ہے تیغ تیرا ہی کسی دل میں ہوگا
ہمارے زخم تو خود بھی رفو ہوتے ہیں

ضیاؔ نہ پوچھ ہمارا حساب کرتے ہیں

۴۲

وہ جن کا کام ہے دنیا میں فتنہ
ہمارے واسطے وہ بھی ہیں فتنہ

بہاریں دیکھ لیں ہم نے چمن کی
ہمارے واسطے ہر دن ہے فتنہ

ہمارا ذکر کرتے ہیں وہ جس دم
تو ہوتا ہے ہمارے تن پہ فتنہ

ہمارے گھر میں آتے ہیں وہ جس دن
تو ہوتا ہے ہمارے گھر پہ فتنہ

ضیاؔ ہیں ان کے ہاتھوں میں یہ فتنے
یہ بھی ہیں ان کی خاطر ہی سے فتنہ

۴۳

یہ ہیں کچھ ان کے ہاتھوں میں فتنے
ہمارے واسطے ہیں ان کے فتنے

ہمارے گھر میں آتے ہیں وہ جس دن
تو ہوتا ہے ہمارے گھر پہ فتنہ

ہمارا ذکر کرتے ہیں وہ جس دم
تو ہوتا ہے ہمارے تن پہ فتنہ

بہاریں دیکھ لیں ہم نے چمن کی
ہمارے واسطے ہر دن ہے فتنہ

ضیاؔ ہیں ان کے ہاتھوں میں یہ فتنے
یہ بھی ہیں ان کی خاطر ہی سے فتنہ

۴۴

ہے ان کا کام ہی دنیا میں فتنہ
ہمارے واسطے وہ بھی ہیں فتنہ

بہاریں دیکھ لیں ہم نے چمن کی
ہمارے واسطے ہر دن ہے فتنہ

ہمارا ذکر کرتے ہیں وہ جس دم
تو ہوتا ہے ہمارے تن پہ فتنہ

ہمارے گھر میں آتے ہیں وہ جس دن
تو ہوتا ہے ہمارے گھر پہ فتنہ

ضیاؔ ہیں ان کے ہاتھوں میں یہ فتنے
یہ بھی ہیں ان کی خاطر ہی سے فتنہ

۴۵

ہے ان کا کام ہی دنیا میں فتنہ
ہمارے واسطے وہ بھی ہیں فتنہ

بہاریں دیکھ لیں ہم نے چمن کی
ہمارے واسطے ہر دن ہے فتنہ

ہمارا ذکر کرتے ہیں وہ جس دم
تو ہوتا ہے ہمارے تن پہ فتنہ

ہمارے گھر میں آتے ہیں وہ جس دن
تو ہوتا ہے ہمارے گھر پہ فتنہ

ضیاؔ ہیں ان کے ہاتھوں میں یہ فتنے
یہ بھی ہیں ان کی خاطر ہی سے فتنہ

۴۲۵

پیر فلک دیوں کا حکم مٹا جا عدو ہمارا
جیتیں تیری تیغ کے ہم ہیں کیا کہیں کرامات
کیا پیچھے اوجھل ہوئے ہیں تیرے ہاتھ ہمارا
اسکا بھی حال کچھ تیرے ہی سا ہے
کہنا ہے تیرا ہی خط بھی ہے
تیغ کی خط بھی اور نیزے کی

۴۲۶

غلام لاکھ تیرے کیا ہے
یہ آپ کو ہے تیرے ہی
یہ تیغ کی ہے تیرے ہی
کیا ہے تیرے ہی
تیرے ہی ہے

۴۲۷

اے تیغ کھینچ لیتے ہیں احسان تیرے ہی
اے تیغ کھینچ لیتے ہیں تیرے ہی
اے تیغ کھینچ لیتے ہیں تیرے ہی
اے تیغ کھینچ لیتے ہیں تیرے ہی
اے تیغ کھینچ لیتے ہیں تیرے ہی

۴۲۸

اب تیغ کھینچ لیتے ہیں تیرے ہی
اے تیغ کھینچ لیتے ہیں تیرے ہی
احسان آج کھینچ لیتے ہیں تیرے ہی
تیغ کھینچ لیتے ہیں تیرے ہی
تیغ کھینچ لیتے ہیں تیرے ہی

۲۵۶

ہیں مرات سے قوا بھا یا تیرے
نیرہ بنات یہ رکھا یا تیرے
یا ذکر کھا دکھا کے بھا یا تیرے
سب رہ گئے ایک رم کھا یا تیرے
آخر بلا نظر سے دن رہوں کی
کھا یا ہیر کی سے ہا ئے کھیڑیوں کا

۲۵۷

ظالم سے یہ خطاب بہت خوب بن گیا ہے
کیوں کم ترا نتیجہ عمدا میری کا بھلا ہے
کہتا ہے ہاں وہی تو بنا ہے فدا ہے
پر آج انتظام سے دل تا دیتا ہے
قابو میں قوت دکھلا ہے ہاں کرتا ہے
وہ وقت ہے کہ آج میرا زمانہ ہے

۲۵۸

آہیں ہا دل کو بہت م نے ہی
ہو کر کھنچ کو کیا ہیں صدقے ہی
دیکھ کی یہ اہلبیت کا فیض ہو ہی
کیجئے کرتے ہیں آہ و بکا ہی
فرما یا اہلبیت یہ سو سا خیا ہے
زینب کو اب دو راع کر دو ہا ہے

۲۵۹

ران سے حسین بن بیت الشرف ہی
بیدار ان دقت بلا کی طرف ہی
گھوڑے پہ ہم تھے ان کی طرف ہی
بر وا ع عمر ستا ہ بخف ہی
یہ بیچ ہے دریا ع کی ایڑ کھا لی تھی
یہ بہا تھا ارا دم کر تا عال تھا

۱۵۴

آواز دی کہ عترت اہل دار السلام
کر دے اسے تیمم عابد بیمار السلام
بانو نے جب سنا کہ کہتی ہے فوج شام
بولی کہ ہم کو کہتا ہے کفار السلام
سب نے سنا بجز علی اکبر ابن شاہ دیں
جیسے اتار لیں ہم کریں زیر کی لائیں گے

۱۵۵

شیش جہاز باندھ کے تیغیں ہیں چھین لائے
پیدا بھی جا بجا ہے سر و دھڑ کی لڑائی
حضرت نے اک طمانچہ مارا کہ سو فضا رے
اس بات کے گواہ ہیں کہ کہاں کہاں لڑے
بچ جائیں گے نہ ہم میں کوئی بھی زندہ رہے گا
خالی کریں گے تیر سے ہم دشت و دشت کو

۱۵۶

جانیں گے ان کو اپنے کیا ہیں یہ دم میں ڈھیر کریں گے
بانو کہاں کھڑی ہے یہ دیکھ کر پھریں گے
بیٹا کہا حضور نے جاؤ حرم میں بی بی
پھر اپنی فوج کے سپہ سالار کر گئے
کر کے فتح دار و رسن سے اتر پڑے
اب دار کی طنابیں ہیں ہاتھ میں ہمارے ہے

۱۵۷

بیٹا یہ سن کے بولا کیا ہم سے ہو گا پیارا
بیٹے سے کہتی ہے کہ ہے ہے یہ کیا پکارا
جاتا ہے کون بیٹا ہے کون ہے تمہارا
بیٹا ہے کون ہے تمہارا
بانو نے بیٹے کو بھی ظاہر نہ کیا
ایسے ہی صبر کے لئے قدرت نے چنا ہے

۱۵

فاصلے کی گذر سے کیا ہم سے
آکبر طفل مر گئے کیا ہم سے
رکھنے غیر ہیں بھر گئے کیا ہم سے
بنتر ہے یہ بھی ہم سے کہتے
تم کو کون بھلا کہے کیا ہم سے

۱۶

صورت نقش بام کی سب ہے
بہر صورت وہی کمر کی سی
اس کے کوچے کی اس دیار کی سی
بیر اس نخل کی ثمر کی سی
سب کی تان اس کے در کی سی

۱۷

بوجھ دیوار پر کسی کا ہے
یاد ہے کچھ تو ہم کو یا کی سی
ہاتھ ہم سے بھی اٹھ گئے کیا
جیسے ہم کو ہی کچھ پڑی ہے
ہم کو ہی کچھ پڑی ہے

۱۸

ہر زباں سب ہے ایک بلا کیا ہزار کی
دیکھا ہے جو کچھ اس نے کہا کیا ہزار کی
ہم سے تو ایک بات نہ ہوئی کیا ہزار کی
ہم سے تو ایک بات نہ ہوئی کیا ہزار کی
ہم سے تو ایک بات نہ ہوئی کیا ہزار کی

۱۱۱

یہ فتنہ کا بن ہوتے ہیں ہر فن مولا ہے
ظلمات میں خضر کا بھی پانی بند ہے
یہ رفعت کلمہ ہیں وہی ماحی ہے
کشتی جو ڈبو دے وہی ناخدا ہے
بیاباں کے بھی کیسے کیسے ہیں
عجبی کیفیت ہے یہ

۱۱۲

بچتے رہو مقام صفا و مروہ سے
خلاق جسم و روح و فنا و بقا وہی
دیتا ہے جاں کے بدلے میں جنت وہی
ان در دلوں کے سکھ میں ہے دنیا و دین
یہ بھی ہے ایک رنگ تجلی کہیں کہیں

۱۱۳

بوسہ حجر کا دیتے ہیں کیا کیا نہیں
فرمایا جس نے تم سے تیمم کیا نہیں
پھر کعبہ کے بعد کعبہ کیا کیا نہیں
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہیں
کہنہ مرد اور کہنہ ہیں یہ بھی نہیں

۱۱۴

انصار شیخ جاب رباب کتاب ہیں
دو رکعت نماز شاہ دلایت مآب ہیں
تسبیح و قنوت و رکوع و حساب ہیں
ہم بیکسوں کے ساتھی وہ عالی جناب ہیں
کہنہ مرد اور کہنہ ہیں یہ بھی نہیں

طاہ

سر شام ہی سے بجھا سا رہا ہے
دلِ وحشی کو کیا ہوا ہے

ہوا کی شوخیوں سے ہر شجر کا
بدن پتوں کا گہنایا ہوا ہے

کہیں سبزہ کہیں پانی کہیں گل
عجب ہی رنگ اس بن کا رہا ہے

ہوا ہے کیا کہ ہر غنچہ کا چہرہ
ترے ہونٹوں کی صورت ہو رہا ہے

ہوا ہے کیا کہ ہر بلبل کا نالہ
ترے ماتھے کا جھومر ہو رہا ہے

ہوا ہے کیا کہ ہر ساون کا بادل
ترے کاجل کا دھوکا دے رہا ہے

ہوا ہے کیا کہ ہر جھونکا ہوا کا
ترے آنچل کا پرتو ہو رہا ہے

ہوا ہے کیا کہ ہر موجِ صبا سے
ترے پیراہن کی بو آ رہی ہے

ہوا ہے کیا کہ ہر موجِ نسیم
ترے ملبوس کی خوشبو ہو رہا ہے

ہوا ہے کیا کہ ہر موجِ ہوا سے
ترے ہونٹوں کی سرخی

۴۹

یہ جنابِ قدیم جنابِ باری ہے
خطاط عہد تھی تباہ انا ہم ہے
یہ ان کے نقوش کی تھی تھی کھا ہے
یہ کہ کے سلام علیم اسلام ہے
اسکا کہ ان میں خم ہے جن کی

۵۰

کھا ہے تھی کی دور سے تھی ہیں
یہ ان کی ہے ہے ہے ہیں
کہ یہ تھی ہیں ہیں ہیں
ہم ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۵۱

دیکھا ہے یہ ہے کہ ہیں ہیں
اگر کھا صد ہے ہے ہیں
ہیں کہاں کہاں ہیں ہیں
لایا ہے ہیں ہیں ہیں
واجب ہیں ہیں ہیں
ہاتا کی ہے ہے ہے

۵۲

کھا ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں

۲۶۴

القصہ مل کے بھائی بن بھر پھر جدا ہوئے
آئیں یہ پھر وہ رہائی درشت بلا ہوئے
بیچے سے کچھ لیے وہ پناہ ہوا ہوئے
بیٹے فقیر صورتِ شہ کے سایاں یا ہوئے
ہم تم کہ کیا بساط ہے اس نیمائوں کے آگے یاں
پھیلی ہیں ایسے ایسوں کی تقدیریں آگے کاغذیں

۲۶۳

حضرت مرے کو بھول گئے کیا کہ بھائی ہے
یا یاد ہے تو ایسی طبیعت پرائی ہے
بیٹی کو اس سے ملنے میں بدرائی ہے
جس تس کی آ کے دیکھے تو کیا آشنائی ہے
صد رنج ہے جو ایسی کسی کی ہنسائی ہے
آنکھوں کو دے لگا کے ہوئی خاک پائی ہے

۲۶۲

دیتی کسی بھاب پہ کچھ بھی نہ جانی ہے
کہتی ہے کیا زبان پہ یہ کیا زبانی ہے
بابا کا گھر ہے صدقہ ہے اور مہربانی ہے
بیٹی کا گھر ہے کیا ہے کہ اپنی نشانی ہے
ہم کو تو ایسی بات کی ہوئی خاک پائی ہے

۲۶۱

کہتی ہے کیا کہ بھائی کی بھی کچھ برائی ہے
ہم کو تو ایسی بات کی ہوئی خاک پائی ہے
دیتی ہے کیا کہ بھائی کی بھی کچھ برائی ہے
بابا کا گھر ہے صدقہ ہے اور مہربانی ہے
بیٹی کا گھر ہے کیا ہے کہ اپنی نشانی ہے
ہم کو تو ایسی بات کی ہوئی خاک پائی ہے

نسخہ بعد خدا جہاں میں سب سا کوئی نہیں
ہا! ہا! سوا تمہارے ہمارا کوئی نہیں

۷۸۴

کی عرض تیغ آپ سے جی جی ہی مارئے
جانوں کی آرزو بھی یہ ہے جی ہی مارئے
آکر کہاں یہ بھی ہے جی جی ہی مارئے
کھینچی بھی ہے کمان سے کر دے ہی مارئے
ایسے وہ دور ہے کہ کہیں علاج ہے
تیار و حضر جیتے ہیں وہ اختیار ہے

۷۸۵

تیغ نے کیا وہ کیا ہے بتا دیں
کی عرض آپ سے ہے بتا دیں
زلفیں یہ ہیں یہ ہے بتا دیں
تشنہ ہے کیا ہے بتا دیں
ایسا ہے کیا ہے بتا دیں
تیکھا ہے کیا ہے بتا دیں

۷۸۶

قاتل ہیں تاہ کے ہے بار بار
بیٹھا ہے ہے ہے ہے
بیٹھا ہے ہے ہے ہے
بیٹھا ہے ہے ہے ہے
بیٹھا ہے ہے ہے ہے
بیٹھا ہے ہے ہے ہے

۷۸۷

لفظ ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے

۸۱

پیچھا کہ میں سوار ہوں جی جی کہا کیا
اس پیچھے پیچھے پھرنے کا رونا نہ کر سکا
یہ کیا کہا کہ آ کے ہمیں دیکھ جا کیا
آ ہی گیا قریب تو بے مہر ہی رہا کیا
ملتا نہیں ہے اس کو نہ ہم میں نہیں ہیں
اتنا بھی پیار آ کے ستم گر نہیں ہیں

۸۲

ایک قدیم سے بہ دیر رہتا ہے
پیچھا ہیں بیٹھا ہے جب بنا ہے
ہمارا کہ کوئی ہے ہمارا
ہم سے ہے ہر وقت ہیں تیکھا
تیرے کہاں خدا کے واسطے کو

۸۳

ہے ہم کہ اے شاہ دیں پناہ
کہ ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۸۴

ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۸۵

جب جنت میں تیرا ہوا ہے شب بسر ہوا
جو دوزخ کو گزرے ہیں ملا بادہ تر ہوا
دریائے سیہ کی تہ میں ہیں ماہی سیہ رنگ
تن سے سیاہ سایہ سیہ تر اگر ہوا
سر کھولے بیٹھے بیٹھے ہیں دیوانے آج کی
گلگشت دھوپ کھانے کی تھی یا کدھر ہوا

۸۶ مطلع

کہکشاں کی جن کے ہیں کرنیں
فرش ہے مخمل بہشت کی خاک نشیناں ہے
فوج ظفر کا کب رام ہر ایں ہے
ہر گز نہ کھل وظیفہ رب علامیں ہے
غل ہے کہ آرہا ہے فوار سول کا
ایسے اجل کا بھی نہ کوئی زیر آسماں ہے

۸۷

تیرے ہی نور سے ہر جلالت جہاں جہاں
ہے بے پناہ دیں کا خزانہ کہاں کہاں
تیرے ہی نور سے ہے ہر آنت اماں اماں
باغوں کو کیا کہا ہے بہار خزاں خزاں
باطل ہے جن کو تیرے ہی نام سے ثبات ہے
بے دین ہی ہے کفر ہے بے دین ہی ہے

۸۸

کیا غزنیں ہیں کتنیاں جلتیاں ہیں
عیش کی ہر ارمان کی قربانیاں جلتیاں ہیں
تھا جو عصا کہ مہدی عمراں جلتیاں ہیں
جنات کی جنات سلیماں جلتیاں ہیں
دوزاں سے کھل کی جنات اگ جلتیاں ہیں
بجھوں کا کیا حساب ہے اگ جلتیاں ہیں

۹۸

یادِ یلغار زباں پیادہ ادھر لاقتا ادھر
واں واہ واہ ہاتھی ہے میں علی ادھر
تیتاق تیتاق تیتا ہیں اُدھر اوھیا ادھر
سراج انیاہیں اُدھر کیسیا ادھر
کیسیا ہوئی ہے جس سے نہیں نہیں نہیں نہیں بھی
ٹھنڈی ہے آج گرمی بازار کی بھی

۹۹

لاکھوں اور کروڑوں میں کیا قدر ہے
بازار خوب صورت و بازار ہے
اُمت کے ہر فرد کا یہی یار ہے
سب جانتے ہیں کل کے بھی دیدار ہیں
کیا خوب یار کا ہے یہ بازار ہے
اے بھی ہاتھ ہر دل بازار کھلا ہیں

۱۰۰

جب دوست ہے چار یار خدا کی مدد کا
جبکیل دل ہے چار طرف حلقہ کیے ہوا
چاروں کتب کا ہے یہی اسپر عیاں ہوا
نہیں نہیں نہیں ہے کہ ان جیسا سوا
زہرا کی ماں پدر سے ہیں فرزند سا نہیں
بابا حسین سا ہے نہ نانا حسن سا

۱۰۱

کعبہ سا ہے مکاں یہ مکیں ہے خدا سا رب
آتے ہیں دور دور سے ہو کر گدا سا رب
اس کے ہیں ہاتھ بھر کے بھی کیا کیا سا رب
کہتے ہیں سب کہ ہے تو ہمارا سا رب
ہے کون سا کہ جس کا نہیں ہے خدا سا رب
ہے کون سا کہ جس کا نہیں ہے خدا سا رب

صابر سخی حلیم کرم ایسا چاہیئے سب کا شفیع روز قیام ایسا چاہیئے چاند ایسا ہو پدر شہ بدر و حنین سا
مسند نشین خیر انام ایسا چاہیئے پشت و پناہ خاص و عوام ایسا چاہیئے ہو مصطفیٰ سا نانا سا حیدر سا

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۹۷

لاکھوں کہاں اسمیں بیٹھ کر کہاں تک
آکر بکا اسکے ہاتھ ہر اسمان تک
پہنچے ہیں کیا نہ سنتے فصد یاں تک
ہر قدم پر ہے ہر ایک کی زبان تک
تیار ہے ہر ایک ہر امتحان تک

۹۸

بیٹھے ہیں بادہ کے باں اٹھے ہیں جان تک
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۹۹

کرتی ہیں سیر کی دوریں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۱۰۰

کھنکی ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۱۰۱

ہر بڑی کی طرح صاحب تاج اسکے تیغ
غنچہا ہیں زین تیغ کے زمین میں گڑے ہوئے

ہر زمین میں ہی اسکے ملازم ہیں جا بجا
ہیں اسپر تیغ بھی اسکے بھی ہاتھ میں

بخشیں گر اور کی وہ بزرگوار کو نہ دیں
بھوکے ہوا اس پر ہی یہ تیغ زن دن

۱۰۲

قالب نیم اسکا یہ دو نیم ہے
پیرہن اسکا بنا خلد بریں تیغ ہی

بھیجے ہیں باغ اسکا وہ عرش بریں تیغ ہی
بھی اسکی مہمان ہیں یہ تیغ ہی

بھی اسکی تیغ نے فوج کی کی تار و مار
نقش قدم ہمارے ہیں یہ تیغ ہی

۱۰۳

نوبہار تیغ پر اسکی کھلی ہوئی
میدان میں وہ گرد اڑی ہے تیغ ہی

تیغ فقط الا نہیں ہے تیغ ہی تمام ہے
تیغ چلی دن بھا ہے تیغ ہی

رنج بڑے اسکی تیغ کی جان کے ہوئے
کیسی ہوا ہے اسکی تیغ ہی

۱۰۴

حضرت غنا قوں سے کہا ہے تیغ
ہاں قافلان آل عبا ہے تیغ

کافر میں اسم اعظم ہی تیغ ہے
نزدیک ہے عذاب خدا ہے تیغ

ہم جاں نثار ہیں حسین ہیں
اک نقش خلال یہ ہے تیغ

۱۰۸

ہم ہیں وہ بے علم کہ ہم کو نہ پڑھائیں ہم
ہم ہیں وہ بے عمل کہ ہم کو نہ آئیں ہم
ہم ہیں وہ بے ادب کہ ہم کو نہ سکھائیں ہم
ہم ہیں وہ بے ہنر کہ ہم کو نہ دکھائیں ہم
ہم ہیں وہ بے وفا کہ ہم کو نہ نبھائیں ہم
ہم ہیں وہ بے حیا کہ ہم کو نہ لجائیں ہم
ہم ہیں وہ بے حواس کہ ہم کو نہ ستائیں ہم
ہم ہیں وہ بے ہوش کہ ہم کو نہ جگائیں ہم
ہم ہیں وہ بے خبر کہ ہم کو نہ بتائیں ہم
ہم ہیں وہ بے خطر کہ ہم کو نہ ڈرائیں ہم
ہم ہیں وہ بے ضرر کہ ہم کو نہ ستائیں ہم
ہم ہیں وہ بے اثر کہ ہم کو نہ ہلائیں ہم
ہم ہیں وہ بے مدد کہ ہم کو نہ اٹھائیں ہم
ہم ہیں وہ بے سبب کہ ہم کو نہ رلائیں ہم
ہم ہیں وہ بے طلب کہ ہم کو نہ بلائیں ہم
ہم ہیں وہ بے ادب کہ ہم کو نہ سکھائیں ہم
ہم ہیں وہ بے ہنر کہ ہم کو نہ دکھائیں ہم

۱۰۹

ان بالوں کو بیان اسم بلا نسبت
نسبت کے بعد قید کسی کی رضا نسبت
پھر سب سے یہ بگاڑ دی ہے کہ دیکھا نسبت
قدروں سے ان کی ہم کو نہیں ہے ذرا نسبت
جیسے ازل سے تھی نہیں ہے ابد آشنا نسبت
پیچیدہ و پیچیدہ ہے کس درجہ کیا نسبت

۱۱۰

ہیں کیا کہ ہیں ہم ہیں کہ ہیں ہم ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم
ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں کہ ہیں ہم

۱۱۱

تیکھی ہیں ان کی چتون خنجر کی تیز دھاریں
ہاتھوں میں ان کے ہم نے دیکھی ہیں تلواریں
ہیں ان کے پاس کتنی بندوق کی نالیاں
ہیں ان کے پاس کتنی توپوں کی نالیاں
دنیا کے حاکموں کے ہیں ان کے پاس ہاتھی
دیکھے ہیں ان کے ہم نے لاکھوں ہی ساتھی
دنیا کے حاکموں کے انبار ہیں خزانے
ہیں ان کے پاس کتنے ہیرے اور جواہر
ہیں ان کے پاس کتنے لعل اور زمرد
ہیں ان کے پاس کتنے موتی اور مونگے
ہیں ان کے پاس کتنے سونے کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے چاندی کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے ہیرے کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے موتی کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے مونگے کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے پیسے کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے کوڑی کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے پتھر کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے کنکر کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے مٹی کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے ریت کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے کوئلے کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے لکڑی کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے گھاس کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے بھوسے کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے کوڑے کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے گوبر کے ڈھیر بھاری
ہیں ان کے پاس کتنے مٹی کے ڈھیر بھاری

۱۰۹

اگر کسی کے غم میں جگر لہولہان ہے تو کیا
اور اب کفن پہ بھی یہاں پیسہ ہی پیسہ ہے تو کیا
بچپن میں اس کو چھوڑ کے جو گھر سے آ گیا
پہنچا ہے اپنے ہاتھ سے کتنے ہی مصطفیٰ
خطا یہ فاصلہ علاج بہشت بریں کے ہیں
نجیم میں رہ گئے پروردگار الامیں کے ہیں

۱۱۰

بتا یہ پیر مغاں صاحب دولت سے ہم نہیں
یہ درد وہی ہے اور غم افتاد ہیں ہم نہیں
ہمیں کب اس کا گماں کہ قبا میں کمیں ہیں
وہ تنکا ہے اس کا ہاتھ کہ تلوار کمیں ہیں
جس کے خدا گواہ وہ نذر انا ہی کا ہے

۱۱۱

فرق اس کے پیچھے بھی بھی ہے وہ فرق عظیم کہاں
صاحب علم ہزار ہیں یہ عباس سا کہاں
بیٹھے ہیں ہر گلی میں ہزاروں ہی نکتہ داں
لاکھوں ہیں ایک بات کے تیر انداز کماں
بھائی نہ ہو تو کون ہے ایسا حسین بھی
زینب سی بہن ہو کوئی ایسی بہن بھی ہے

۱۱۲

ہے یہ بھی کوئی دیکھ اور اپنے کو کر بلا نہ جانے
جو ہیں فقط بھائی کے گھر آنے
یہ بھی کوئی دیکھا ہے کہ بھائی نہ ہو ساتھ
زینب سی بہن کب کسی بھائی کو ملی ہے
بچپن میں بہن ساتھ کھیلا ہو نہ جس کے
زینب سی بہن ہو کوئی ایسی بہن بھی ہے

حضرت نذیر و کبریا آئینہ کردیا
ظالم سمجھوں یا مجیب کا تخیل کردیا
اعدا نے اپنے دل کا عیاں کینہ کردیا
فرقہ جنہوں کا جگر و سینہ کردیا
حسرت سے اشک تیغ نے دیدہ کردیا
غصہ سے دانت پیس کے جوہر کو کھا گیا

۱۱۶

نامہ رسا ہیں جملہ اہل زمن بھی
ہیں قاصد و ایلچی و اہل سخن بھی
اول بلایا زبان سے سرور دین بھی
آخر میں اسلام علیک اہل دین بھی
تا بام پہنچ کے نم درود و سلام ہو
بھر میں کی نثار ہم کی تمام ہو

۱۱۷

کس بات پر یہ بزم کا ہم سے مقابلہ
بوجہل کا رسول اعظم سے مقابلہ
جہل و علم کا دین و قلم سے مقابلہ
اک جیل کا جراح حرم سے مقابلہ
قیصر کا قبلہ دین کا کعبہ سے مقابلہ
پھر کیا ہے جھگڑا عقدہ کتاب لاینحل ہو

سمجھ کر کروں نواب خطاکو سمجھ ہو
سب بگڑو سمجھ اور خدا کو نہ سمجھ ہو

۱۱۸

فرعون اسکا جبریل کا پاؤں نہ ہو رکاب
عزت یہ ہے پہ اسکا گذر ہو نہ ہو سکا
سلطان دیں وہ باجی تخت ہو نہ ہو سکا
دنیا اگر ادھر کی ادھر ہو نہ ہو سکا
پورے پہ غلط نسبت باجی نہ ہو سکے
وہی خدا کہ ہے کہ ہے کہ ہے کہ ہو سکے

۱۱۷

تیرے کرم کا وارث بخشے کہ فرد فرد شاہ و گدا سے بہتر
جو چشم تر کہ تیرے غم میں بہے سمیٹ لیتا ہے دو جہاں کو

۱۱۸

کہکشاں تیرے آستانے کی ہے ردائے جلال پر زرد
تیرے عدل و کرم کے چرچے ہیں ہر زباں پر ترے ہی قصے ہیں

۱۱۹

وہ جو تیرے حضور آ بیٹھا
ہاں تری بزم کے ادب آداب
بزم الفت کے ہیں عجب آداب

۱۲۰

فاطمہ نام ہے تری عظمت
باعثِ نسبِ سدرہ و طوبیٰ
ہاں ترے گھر کی فرش خاکستر
بیٹھ کر اس پہ کھا گئے فاقے
ہم نے دیکھا ہلال تیرے در کا
لیں دعائیں تری ملائک بھی

۱۲۱

دیتا ہوا نذرانہ نقیب ادب بڑھا
بھاگو ہٹو بچو کہ خدا کا غضب بڑھا
لشکر سمیت بادشہ عرب و عجم
پاسبانیں سے موت کے دست طلب بڑھا
آنکھیں مچی ہوئی ہیں ہیبت سے ان کی سب
تیغ یمان لاکھوں کی لاکھوں کی زد پہ ہے

۱۲۲

تیراں کی بخت عقل ہیں تن سے ظفر وقار
پیکاں کی دھار تیغ قدرت پہ درد بار
پیکاں کمان اور کمانگر فدا نثار
ہر سو تن اجل ہے ہر اک فرد ہے ہزار
دل تو لب یہ ہیں جگر و دیدہ فگار سے
اعجاز ہے یہ فوج کا ہر ایک یار سے

۱۲۳

اعراب خوب رکھتی ہے مولا کی ذوالفقار
تھامے ہیں سب عمل کہ اجل کی ہے یہ کٹار
سر ہے کہ سرخ سرخ زبان ہے لہو لہان
تیغ و سپر ہے تیغ و سپر پر ہے کارزار
ہر تیغ ہے یہ تیغ ہر اک وار ہے یہ وار
ہر تیغ ہے یہ تیغ ہر اک وار ہے یہ وار

۱۲۴

دل یہ ہے صف کی صف ہے دریا یہ ہے کہاں
کشتی نہ نیل ہیں لب دریا کی ہیں کہاں
لاشے ہیں یا حباب ہیں یا موج ہے رواں
اجزا ہیں یا کہ سیپ ہیں یا در ہے یہ کہاں
ہر تیغ ہے یہ تیغ ہر اک وار ہے یہ وار
ہر تیغ ہے یہ تیغ ہر اک وار ہے یہ وار

۱۲۵

وال عار رہو تیغ لغوں کے کیڑو دیکھا
یاں دیکھ تیغ حسن تیغ کا زور دیکھا
سیکھ رہا ہے عشق ہاں صبر و تحمل کا
اول ہاں کشتہ ہاں وہ فرہاد دیکھا
حضرت عشق کی کی اکبر بھی
دیدنی ہاں تھا تیغ بیں تیغ دیکھا

۱۲۶

یاں تیغ بہ رہو تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
سر پھوڑ رہو ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
ہیچ رہا ہے عشق ہاں تیغ بیں تیغ
ہاں دیدنی ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
ہاں دیدنی ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
ہاں دیدنی ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ

۱۲۷

یہ تیغ بہ رہو تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
سر پھوڑ رہو ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
ہیچ رہا ہے عشق ہاں تیغ بیں تیغ
ہاں دیدنی ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
ہاں دیدنی ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
ہاں دیدنی ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ

۱۲۸

یہ تیغ بہ رہو تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
سر پھوڑ رہو ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
ہیچ رہا ہے عشق ہاں تیغ بیں تیغ
ہاں دیدنی ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
ہاں دیدنی ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ
ہاں دیدنی ہاں تیغ ہاں تیغ بیں تیغ

۱۲۹

جس موڑ پہ تیرا ساتھ ملا اک دوست نئی
ہر بار ملی ہے ساتھ تیرے اک یاد نئی
ہم بھول گئے ہیں سب کچھ تیرے سوا اب تو
ہر سانس میں ہے تیری ہی خوشبو بسی ہوئی

۱۳۰

ہر بار ترے در پہ جھکی ہے یہ جبیں
ہر سجدے میں مانگی ہے تجھی کو ہر بار
دنیا نے بہت کچھ دیا مانگا بھی بہت
پر تجھ سا نہ ملا کوئی نہ ملے گا کبھی

۱۳۱

پھولوں کی طرح تیرا ہر انداز حسیں ہے
ہر بات میں اک جادو ہر لفظ میں یقیں ہے
تیری ہنسی سے روشن ہو جاتی ہے یہ دنیا
تیرے بغیر ہر شے لگتی ہے بے نشاں ہے

۱۳۲

تیرے بنا ہر لمحہ اک صدی سا لگتا ہے
ہر رات کی تنہائی میں تو ہی تو بستا ہے
آنکھوں میں ترا عکس دل میں ترا ہی غم
ہر سانس ترے نام کی اک دعا سا لگتا ہے

۱۲۳

بچپن کی تصویر بنا میں کیسے اچھی لگتی ہے
ان کی آنکھیں ان کے ہونٹ وہ سب کچھ ہے
دریا دیکھ کے دریا کا کلیجہ بھی بھر آتا ہے
بھر تا ہوا آنکھ سے آنسو بہتا ہے
جیسے ہوا کے ہاتھ میں ہلکا سا پتا کانپتا ہے
ایسے ہی ہونٹ ہوں ان کے ایسا ہی وہ چہرا ہے

۱۲۴

تنہا کیوں ہو فرحت بیگ کہاں ہے وہ
ذہن کے پردے پر اک عکس ابھرتا ہے
چہرے پر اک رنگ وہ خفت کا آتا ہے
نیند سے بوجھل آنکھیں کھلتی ہیں
ایک چہرہ ہے جو ہر خواب میں آتا ہے
یاد کی سیپی سے موتی ڈھلتے ہیں

۱۲۵

جھانکو جو ہر چیز میں اپنے دل کے سوا بھی
پھر کیا کہنا ذرا سا جو ہو ہنسنا بھی
بیتی ہوئی کچھ باتیں کچھ یاد بھی آنے والی
بڑا جو غم ہو ہمارے ساتھ بھی
اوصاف لا جواب ہیں تیرے اوصاف بھی
ہم ان کو دل و نگاہ سے لگا لیتے ہیں بھی

۱۲۶

آنکھ میں بھیگی بھیگی سی اک یاد لگی
ان کے ہونٹ پہ کیسی کیسی بات لگی
ان کی آنکھیں ان کے ہونٹ ان کی زلفیں
ہم تیرے ہیں تیرے ہیں یہ بات بھی
اس کی آنکھیں اس کے ہونٹ اس کی زلفیں
اس کی آنکھیں اس کے ہونٹ اس کی زلفیں

۱۳۶

دل بیکس جان فرقت پرور ایماں بھی آئی
تیرے خنجر میں دندان بھی آئی
کھنچی کاہے کو تلوار بھی آئی
اجل کے روپ میں دلدار بھی آئی
پھر اس کوچے میں ہم اے یار بھی آئی
تیرے ناوک میں پیکان بھی آئی

۱۳۷

جگر پر ایک پیکان بھی آئی
ایک بندر عرش ملاسے کدھر آئی
پھیں آزیں ہیں تیغ آبدار اسکے کدھر آئی
پھیں اسکے ہیں خنجر خونخوار اسکے کدھر آئی
تمنا ہم تیرے بیمار کی آئی
تیرے ابرو میں بھی تلوار بھی آئی

۱۳۸

بالآخر تیغ قاتل کی ادا میں صبر کام
مجھ جاں باز کا جاں بخش صبر کام
ما مل ما اضطرب کو قرب کا پیغام
کیا جب ہجر میں سب صبر کام
تجھی جو کی تو کی ہر بار تیرے
مزاروں کی مزار افگنوں کی خبر رکھی

۱۳۹

تجھی پاس یار نہ تیرے کی
یہ تیرے کی یہ اسکی تیرے کی
یہ تیرے کی یہ اسکی تیرے کی
تجھی کی تیرے کی یہ اسکی تیرے کی
یہ تیرے کی یہ اسکی تیرے کی
یہ تیرے کی یہ اسکی تیرے کی

۱۴۱

مولانا فخر الاتقیاء کو زیب بیان کیا
بیٹھے خانہ جیب میں بیٹھا بیٹھا بیان کیا
آنکھوں سے قصد قتل کا تیکھا تیکھا کیا
ابرو کمان اور مژہ تیر ہے کیا
بیٹھے ہیں تیر کی طرح تیر کی طرح
تیر کی طرح تیر کی طرح

۱۴۲

کہتے تھے پیدلوں سے سوار اور سوار پیدل
اور ان سے پیدلوں کی فطرت اور فطرت
پہلا ہے کہ ہے کہ ہے کہ ہے کہ
چاروں طرف سے تیر کی بارش ہے کہ ہے کہ
تیر کی طرح تیر کی طرح
تیر کی طرح تیر کی طرح

۱۴۳

اے حافظ زمان بزم کا بادشاہ دیں
کہتی ہیں ہم سے فاطمہ بیبیاں دختریں
ہم نے سنا ہے کہ کلام تیرا ہے
ہیں رطب کی تیمم ہیں ہیں
یہ یاد ہے کہ کلام تیرا ہے
نظم کلام تیرا ہے کہ ہے کہ

۱۴۴

حضرت کے دوستوں کو دیا یاد دل کہیں
ہو لاکھ تیغ کھا کے تو غصہ نہیں یہاں
زیر زمیں کھا کے ہے کہ ہے کہ
ہار الا بختی ہے کہ ہے کہ
ہے کہ ہے کہ ہے کہ ہے کہ
ہے کہ ہے کہ ہے کہ ہے کہ

۱۴۸۵

ابھی سے بیٹھ گئے ہیں بہار کے تیور
ابھی تو شاخ پہ غنچے ہیں اور کلی کم ہے
اگر یہ حال ہے ہر ایک کا تو کیا ہوگا
ہر ایک ہاتھ میں پتھر ہے ہر گلی کم ہے
ہر ایک سمت ہے ہنگامۂ ستم گاری
ہر ایک سمت ہے ہر ایک سمت کمی کم ہے
وہ جس کے ہاتھ میں ہے ہاتھ اس کو کیا معلوم
کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ اور ہر کسی کم ہے

۱۴۸۶

ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے

۱۴۸۷

ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے

۱۴۸۸

ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے
ابھی تو ہر طرف اک شور ہے فغاں کم ہے

۱۸۹

۱۔ دیدن تیکل نوشتا جمع ہیچ ہیچ ہیچ
ماتیور کہ بیان بیچ ہیچ ہیچ
دیدن زوال ہیچ ہیچ ہیچ
ادراک زوال ہیچ ہیچ ہیچ
نیز بیان ہیچ ہیچ ہیچ
بیان ہیچ ہیچ ہیچ

۱۹۰

تیز بیان ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ

۱۹۱

ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ

۱۹۲

ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ
ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ ہیچ

۱۴۳

یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے
ہمیں یاد ہے وہ سماں جب تمہارے
لبوں پر تبسم کی کلیاں کھلی تھیں
ہمیں یاد ہے وہ سماں جب تمہارے
لبوں پر تبسم کی کلیاں کھلی تھیں
ہمیں یاد ہے وہ سماں جب تمہارے
لبوں پر تبسم کی کلیاں کھلی تھیں

۱۴۴

زباں پر گلہ ہے نہ شکوہ ہے کوئی
مگر دل میں اک درد سا اٹھ رہا ہے
یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے
یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے
یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے

۱۴۵

دلِ ناشاد کو سمجھائیں بھی تو کیا سمجھائیں
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے
یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے
یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے
یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے

۱۴۶

روٹھ کر جانے والے نہیں لوٹتے
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے
یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے
یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے
یہ کیا ہے کہ ہم سے بچھڑ کر گئے ہو
کہ ہر سانس میں ہم تمہیں یاد آئے

۱۱۸۵

جب کہ ہم ہوں گے ہمارے بعد ہم
یاد آئیں گے ہمارے بعد ہم

ہم سے پہلے کون تھا جس کے لئے
کون ہوگا جس کے لئے ہم بعد ہم

۱۱۸۶

ہم سے پہلے کون تھا جس کے لئے
کون ہوگا جس کے لئے ہم بعد ہم

۱۱۸۷

ہم سے پہلے کون تھا جس کے لئے
کون ہوگا جس کے لئے ہم بعد ہم

۱۱۸۸

ہم سے پہلے کون تھا جس کے لئے
کون ہوگا جس کے لئے ہم بعد ہم

۱۶۱

دیکھو رہے ہو کون سی منزل کے آس پاس
ہم تو سمجھ رہے ہیں کہ ہم ہیں قفس کے آس پاس

۱۶۲

دیکھو یہ کون لوگ ہیں کیا ان کے پاس ہے
آؤ چلیں یہاں سے کہ اپنا نہیں ہے پاس

۱۶۳

ہم نے تو ہم کو دیکھا ہے اکثر اداس اداس
تم ہو ہمارے کون جو ہم کو ہو راس راس

۱۶۴

ہے جستجو ابھی تجھے کس کی تلاش کس
ہے کون سی زمین تری کون سا ہے آس

۱۶۵

ہے ہے ہمارے ہاتھ سے دامن چھوٹ گیا
ہم نے تو ہم کو کھو دیا تم سے تو کیا ملیں گے ہم

۱۶۶

ہے ہے ہمارے ہاتھ سے دامن چھوٹ گیا
ہم نے تو ہم کو کھو دیا تم سے تو کیا ملیں گے ہم

۱۶۷

ہے ہے ہمارے ہاتھ سے دامن چھوٹ گیا
ہم نے تو ہم کو کھو دیا تم سے تو کیا ملیں گے ہم

وہی

یہ ہے وہ جس کی تلاش تھی

وہی

وہ جس کی تلاش تھی یہ ہے

وہی

یہ ہے وہ جس کی تلاش تھی

وہی

وہ جس کی تلاش تھی یہ ہے

۴۲

ابر بھی انقلاب جہاں پیٹ لیں ہاتھ سے
یہ بھی بلا سے قہر ہو مینہ ہو یا ژالہ ہو

ہر یاں خزاں ہو اور دل سے بن آئے
جہاں تو پھول کھلے یہ بہار ہی نہ ہو

عمر کٹی کھیل میں کم ہے جو یہ بھی نہ ہو
دیکھیے حال ہمارا کھیل تمہارا ہو

۴۳

ابر گرے دشت و دمن ڈوبیں اور یں ہو قہر
بیتابیاں نہ ہوں مرے آرام جاں کے ساتھ

ناوار اک بہانہ سے ایسے ستم کہ ہم
بیخود ہوں دل فگار ہوں آنسو رواں کے ساتھ

بجلی بھی بار بار ہے حیرت جو دیکھیے
جز نالہ و فغاں نہ ہو اہل فغاں کے ساتھ

۴۴

بیتابیاں نہ ہوں مرے آرام جاں کے ساتھ
یہ بھی بلا سے قہر ہو مینہ ہو یا ژالہ ہو

ہر یاں خزاں ہو اور دل سے بن آئے
جہاں تو پھول کھلے یہ بہار ہی نہ ہو

عمر کٹی کھیل میں کم ہے جو یہ بھی نہ ہو
دیکھیے حال ہمارا کھیل تمہارا ہو

۴۵

بیتابیاں نہ ہوں مرے آرام جاں کے ساتھ
یہ بھی بلا سے قہر ہو مینہ ہو یا ژالہ ہو

ہر یاں خزاں ہو اور دل سے بن آئے
جہاں تو پھول کھلے یہ بہار ہی نہ ہو

عمر کٹی کھیل میں کم ہے جو یہ بھی نہ ہو
دیکھیے حال ہمارا کھیل تمہارا ہو

۱۱۴

جو گھر سے نکلے طفل تو بچے بزرگوں سے آ ملے
یہاں کیا میروں نے عید کی خوشیاں منائی ہیں

۱۱۵

کتب سے بیچ کر تم نے عبث کی لاگ ہے
خیال الاگ دیتے ہیں بیرت سے بیر ہے

۱۱۶

جو گھر ہے زیر بار مروت قرض
آن میں بند بند ہے بیت کی مد

۱۱۷

جو کہاں سے کہا ہاتھ میں عید کی جا دیکھا
کتنا تھا کل لطف بات آج ہاں گیا

۱۱۸

کل عید گاہ نور کے تڑکے میں جا دیکھا
ہزاروں کی جی کہ خضر ہے خلق بدن ہر

۱۱۹

کتب سے بیچ کر تم نے عبث کی لاگ ہے
خیال الاگ دیتے ہیں بیرت سے بیر ہے

۱۲۰

جمعہ کی ہے زیر بار مروت قرض
آن میں بند بند ہے بیت کی مد

۱۲۱

جو کہاں سے کہا ہاتھ میں عید کی جا دیکھا
کتنا تھا کل لطف بات آج ہاں گیا

۱۲۲

کل عید گاہ نور کے تڑکے میں جا دیکھا
ہزاروں کی جی کہ خضر ہے خلق بدن ہر

۹

ہاں اے فلک پیر جواں تھا ابھی عارف
کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

۱۰

تشنہ لب کیا کرتے پیمانے کا
ہاتھ رکھ لیتے کوئی دریا پر

۱۱

درد سے میرے ہے تجھ کو بیقراری ہائے ہائے
کس کی جانب ہے تیرا دل دار ہائے ہائے

۱۲

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

۱۳

ہاں اے فلک پیر جواں تھا ابھی عارف
کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

۱۴

آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا
اور اپنا غم مرنا بھی تدبیر بھی تھا

۱۵

ہاں بلا لو مجھے چاہے جس مدعا سے
اپنا غم تو ہے بہانہ کسی بہانے سے

۱۶

ہاں بلا لو مجھے چاہے جس مدعا سے
اپنا غم تو ہے بہانہ کسی بہانے سے

۱۷

ہاں بلا لو مجھے چاہے جس مدعا سے
اپنا غم تو ہے بہانہ کسی بہانے سے

۱۸

ہاں بلا لو مجھے چاہے جس مدعا سے
اپنا غم تو ہے بہانہ کسی بہانے سے

۱۱۴

بیٹھوں صنوبروں کی نہ کیوں ان کے خاک بہ آب
ہم خاکساروں پر بھی تو فرماتے جناب
بلبل بہ باس عید کرے گا ہزار حیف
اب ذبح ہاں سے عید کرے گا ہزار حیف
دیکھے ہیں ذبح ہوتے ہوئے کتنے بے گناہ
لیکن ہے آج ذبح کی ٹھہری گناہ گار
ہے ہے ہمارے ذبح کی ٹھہری گناہ گار

۱۱۵

فرحت سے لاکھ بار شہید و دگر ہیں حضور
بیتاب جو ہوا ہے تو بسمل ہیں حضور
قیدی رکھا ہے خانۂ تقدیر میں ہمیں حضور
حاجت روا ہے آپ کے در کے فقیر کی
کیوں آپ سے مراد نہ مانگیں فقیر کی
ہاں ہاں دعا ہے آپ کے در کے فقیر کی

۱۱۶

ہاں بلبلو عید ہے بہار دکھا ابھی
دیدار اپنا ہم کو دکھا دکھا ابھی
کیا جانیں ہم کہیں صنم بے وفا ابھی
رکھ کر گلے سے ہم کو لگا لے گا ابھی
ہم کو بھی ذبح کر کے عید منائیں گے ابھی
ہم کو بھی ذبح کر کے عید منائیں گے ابھی

۱۱۷

ارمان جو ہیں عید کے سب کر لیں ابھی
ہم کو بھی ذبح کر کے عید منائیں گے ابھی
ہم کو بھی ذبح کر کے عید منائیں گے ابھی
ہم کو بھی ذبح کر کے عید منائیں گے ابھی
ہم کو بھی ذبح کر کے عید منائیں گے ابھی
ہم کو بھی ذبح کر کے عید منائیں گے ابھی

۱۷

آل عبا ہیں جان رسولؐ نہ ہیں ہم
کیوں والدہ بتول حسنؑ و حسینؑ ہیں ہم
پیغمبر زمن حسنؑ ہیں نہ حسینؑ ہیں ہم
رتبے تو یہ ہیں اور بڑے ہم نہیں ہیں ہم
اب اس سے پھر انکی فضیلت نہ کیجئے
تاریخ دیکھ لیجئے تاریخ دیکھئے

۱۸

ہم نے بہت حضور کہا سن ادب کیا
لڑنے کے واسطے نہ کبھی طلب کیا
کرکی میں بیٹھے یاد میں پھر خیر رب کیا
پیر و جواں سے آپ نے اب کیا سب کیا
سمجھے بھی بھلا بھلا سمجھانے سے کیا
میلا لیا ہے سب نے ہمیں تالیوں میں ہم

۱۹

کل عید کی نماز کو سب لوگ آئیں گے
بچے ہیں ناز جان ہیں سب ہی بلائیں گے
عریاں بدن ہیں تن پہ کہاں سے سجائیں گے
ہم زیر کی دعا ہے تو باہر نہ جائیں گے
نانا کو موسموں سے ہے کیا واسطہ بھلا
ہم دن کی دھوپ میں ہیں کھڑے دھوپ میں ہیں ہم

۲۰

میوں در نشستہ بخن گرد یاراں
بہ از طوطیاں شکر خارند یاراں
ایسے وقت ہے ساتھ دیتے ہیں یاراں
سنے کی یہ تھپکا دے خفتہ رہوں
بڑے عید جانے سے پہلے ہوں
بیل دو بجی نیند آنکھوں میں آئی
خدا رکھے ہیں اب ہی کی صبح دیکھی

۲۲۱

نیند اس کی ہے دماغ اس کا رات اس کی ہے
تیرے بازو پر ترا سر ہے تو کیا بات اس کی ہے

۲۲۲

ہم نشیں کیوں نہ ہو دشمن آسماں میرا
ہے خیال اس کا مگر چھوڑ گیا ہے مجھ کو

۲۲۳

ہم نشیں کیوں نہ ہو دشمن آسماں میرا
ہے خیال اس کا مگر چھوڑ گیا ہے مجھ کو

۲۲۴

ہم نشیں کیوں نہ ہو دشمن آسماں میرا
ہے خیال اس کا مگر چھوڑ گیا ہے مجھ کو

۲۵

کیا کہوں کہاں ہیں ان کو ڈھونڈتی نگاہیں
بجلیاں ہیں بس کے بیٹھیں ان کی جلوہ گاہیں
زینت سجے سجے ہیں ان کے بن کے بیٹھیں
بیٹھیں ہیں سجے سجے ہیں ان کے بن کے بیٹھیں
اطفال خاص ہیں ان کے بن کے بیٹھیں
ہم کو نصیب ہاں ہیں ان کے بن کے بیٹھیں

۲۶

قدم بڑھا رہے ہیں ان کے خاطر لباس
بلکل تری کمر کو ہم ہاتھ کی ہیں
بیلا دیا ہے ہیں نے کمر کے خم ہاتھ کی ہیں
ایسا ہاتھ ہیں ہاں وعدہ خلافی کی ہیں
صد لقمہ نام رکھا ہے تو نے جنگل کا
جھوٹا کہ ہم ہیں صدقہ رسول کا

۲۷

یا رب دردِ غم تری کیفیت انتہا نہیں
یا کہ یا عمل ہیں ہم کچھ رہا نہیں
قابل ہاتھوں میں حرمیں لباس نہیں
تابانیت تری کیفیت نہیں
بیچارہ اور اکیلی کا حاجت روا ہے
بیچارگی کا ذرہ کا بیچارگی ہے

۲۸

ایوب کی نہ برداشت میں لب کیا
عید کو دوزخ میں روزی کیا
آپ کو میرے ہاتھ کا سر ہلا کیا
نہ بیٹھ کر ہاتھ کا صفا اور صفا کیا
نہ بیٹھ کر ہاتھ کا صفا اور صفا کیا
نہ بیٹھ کر ہاتھ کا صفا اور صفا کیا

صفحہ ۷۵ - چھ نمبر

۱۵ اصل مرثیہ انیس میں یہ مصرع یوں ہے لیکن دفتر ماتم میں یہ بدل چکا ہے۔ اس سے تعلق سے ہے ہر ایک جگہ
۲۵ سے برس دن، محاورہ ہے حضرت نظم طباطبائی فرماتے ہیں ع برس دن سے برس دن ہو رہے ہیں یکلیان نظم ۲

۲۹

کل سب یاس فاتحہ پڑھنے آئیں گے
تم آج پھول چڑھا دو مزار پر میرے

مرنے پہ کرتے ہیں غریبوں کی یاد اکثر
روتی رہی زیست سے ہم کو بھلا کر

مالک کے فضل سے ہیں سبھی فاتحہ کو
تیرے کرم سے ہیں بڑے دولت مند

۳۰

بھولے تھے تیرے نام کو ہم تو کبھی کبھی
تیرے ہی نام کی ہے یہ تسبیح ہر گھڑی

بعد مرنے کے بھی ہے فاتحہ کی فکر
اب فاتحہ کی فکر ہے جینے کی فکر

وعدہ کیا ہے ہم نے فاتحہ کا
تیرے کرم سے ہیں بڑے دولت مند

۳۱

بیٹھی ہیں بیبیاں ہیں فاتحہ کی منتظر
تیرے ہی نام کی ہے یہ تسبیح ہر گھڑی

تیرے ہی نام کی ہے یہ تسبیح ہر گھڑی
تیرے کرم سے ہیں بڑے دولت مند

تیرے ہی غلام خادم اور لاڈلے ہیں
تیرے کرم سے ہیں بڑے دولت مند

بچپن سے لاڈ پیار میں پلتے رہے ہیں ہم
تیرے کرم سے ہیں بڑے دولت مند

۳۲

بیٹھی ہیں بیبیاں ہیں فاتحہ کی منتظر
تیرے ہی نام کی ہے یہ تسبیح ہر گھڑی

تیرے ہی نام کی ہے یہ تسبیح ہر گھڑی
تیرے کرم سے ہیں بڑے دولت مند

تیرے ہی غلام خادم اور لاڈلے ہیں
تیرے کرم سے ہیں بڑے دولت مند

بچپن سے لاڈ پیار میں پلتے رہے ہیں ہم
تیرے کرم سے ہیں بڑے دولت مند

۳۳

دو دفعہ ہے وہ بھی ذرا سی بات پر
دل ہوا ہے کس قدر بیتاب کیا کہیے
دیکھ کر تجھ کو ہوا ہے مجھ کو کیا جانے ہے دل
اے پری پیکر تری ہے کیا عجب تاثیر بھی
تیرے ابرو کی ہے کیا تعریف اے محراب دل
یاد آتی ہے تری ہر بات ہر ہر بات کی
ہے تری تصویر کس کس رنگ سے آراستہ

۳۴

ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا

۳۵

رکھ دیا ہے ہم نے دل تیرے قدم پر کیا کہیں
دل ہوا ہے کس قدر بیتاب کیا کہیے
دیکھ کر تجھ کو ہوا ہے مجھ کو کیا جانے ہے دل
اے پری پیکر تری ہے کیا عجب تاثیر بھی
تیرے ابرو کی ہے کیا تعریف اے محراب دل
یاد آتی ہے تری ہر بات ہر ہر بات کی
ہے تری تصویر کس کس رنگ سے آراستہ

۳۶

ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا
ہے ترا ہر بات پر انکار کیا

۳۳۶

مٹھی بھر کر کے بنجارے نے کہاں یہ اسم یاں
ہاں نہ تیرے منہ زباں سے خط نہ اسم یاں
زیر اس کے پھر خطاب کیا کیوں پیدا کیجئے
نہ کمال شیب بتا کیا ہم کریں یاں
زیر کیا کیجئے خضاب کیا ہم کریں یاں
کیا کریں یہ ہیں کہاں اس کے خط الا یا کیا

۳۳۷

کام فن فاطمہ نے بھی کچھ نہیں ہم
یہ کہ کیا تھا بھی جو کی اس کی کچھ
زبان مصطفیٰ نکم اس کی بھی کچھ
انگشتری ہاتھ کس فقیر
زبان کیا ہے یاں کیا ہے
دیکھا ان جاں بجا ہے

۳۳۸

بیٹیوں سے کم نہ ہم جو خط کا لیا
خالق نہ ہر کلام میں ما دن نہیں کی
"غیر الباس خلد کا دعوان کیا
خط بن سکے کہ ذقن
یہ کیا ہے یہ کیا ہے
کس بن ہے یہ ہے

۳۳۹

بنگاہ کی نہ اسوں نے نا نا سے التماس
ریزن ہے آج یاں ہمیں لیتے ہیں
اور یہ عید کا فرزند کا لباس
یہ کیا ہے یہ کیا ہے
زبان کیا ہے یاں کیا ہے
کیا ہے یہ کیا ہے

۱۴۱

بیٹھ کر بھی بیٹھ نہ سکا بیدرد فلک ہے ایسا
پیٹھ پیچھے بھی خدا کا گھر ہے کعبہ سامنے آیا
چھپ کر کیا کیا خفیہ باتیں کعبہ نے بتلائیں
جھک کر سجدے میں نے عزت اپنی بڑھائی
حاکم ہے جو دنیا کے خزانے کا مالک
بالکل ہوا وہ درد دل سے بیخبر و بیپرواہ

۱۴۲

ایمان و طہارت علم و ادب کیا اب بھی طلب
ایمان غلام دل ہے طہارت ہے ہر دم
ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ ہے ہر جگہ
حاضر ہے ہر جگہ ہے ہر جگہ
حضرت نے علم حسن تجلیات
ادب کا ادب سے ہلکا نہ اٹھا لیا

۱۴۳

پیچھا کبھی نہ چھوڑا ہے تیرا ہی کام
تا پاؤں تک ہے تیرا ہی کام
تیرا ہی کام ہے تیرا ہی کام
اس بیکس پر کرم فرما تیرا ہی کام
ہر کار بار میں ہے تیرا ہی کام

۱۴۴

رہا حسن بر کسوں کا حسن کو تیرے کیا کمی
تیرا کرم ہے ہر جگہ
جہاں بیکار ہے بیکس ہے بیچارہ
کرتا ابھی ہے یاد وہ کرم کا بادل
ہر دم کرم دل پر کرتا ہے بھی

قطعہ

چھوڑ کر کھیل دیا ہم نے تو دل اے صیاد
تیرے ہاتھوں سے تو اب ہم نہ کبھی کھائیں گے
بھول کر بھی نہ کبھی ہم نے کیا یاد تجھے
تجھ کو اب یاد بھی ہم دل سے نہ لائیں گے
دیکھ کر تجھ کو ترا حسن نہ دیکھیں گے کبھی
تجھ کو ہم دیکھ کے آنکھوں کو نہ للچائیں گے
تیرے کوچے میں کبھی ہم نہ قدم رکھیں گے
تیری گلیوں میں نہ اب ہم کبھی آئیں گے
تجھ کو ہم دیکھ کے ہرگز نہ کبھی روئیں گے
تیرے ہاتھوں سے نہ اب ہم کبھی پچھتائیں گے

قطعہ

کیا ہوا ہم نے جو اک بار تجھے دیکھ لیا
تیرے ہاتھوں سے تو اب ہم نہ کبھی کھائیں گے
بھول کر بھی نہ کبھی ہم نے کیا یاد تجھے
تجھ کو اب یاد بھی ہم دل سے نہ لائیں گے
دیکھ کر تجھ کو ترا حسن نہ دیکھیں گے کبھی
تجھ کو ہم دیکھ کے آنکھوں کو نہ للچائیں گے
تیرے کوچے میں کبھی ہم نہ قدم رکھیں گے
تیری گلیوں میں نہ اب ہم کبھی آئیں گے
تجھ کو ہم دیکھ کے ہرگز نہ کبھی روئیں گے
تیرے ہاتھوں سے نہ اب ہم کبھی پچھتائیں گے

قطعہ

ایسی چلمن سے چھپے بھی تو کیا حسن تو کیا
ظاہر اس میں بھی ہے اک نور کی ہلکی سی جھلک
ہاتھ آئینہ پہ رکھا ہے تو ہے آئینہ میں
ہاتھ کی ہاتھ میں ہے آئینہ کی آئینہ میں
ہاتھ کی ہاتھ میں ہے آئینہ کی آئینہ میں
ہاتھ آئینہ پہ رکھا ہے تو ہے آئینہ میں
ایسی چلمن سے چھپے بھی تو کیا حسن تو کیا
ظاہر اس میں بھی ہے اک نور کی ہلکی سی جھلک

قطعہ

کیا ہوا ہم نے جو اک بار تجھے دیکھ لیا
تیرے ہاتھوں سے تو اب ہم نہ کبھی کھائیں گے
بھول کر بھی نہ کبھی ہم نے کیا یاد تجھے
تجھ کو اب یاد بھی ہم دل سے نہ لائیں گے
دیکھ کر تجھ کو ترا حسن نہ دیکھیں گے کبھی
تجھ کو ہم دیکھ کے آنکھوں کو نہ للچائیں گے
تیرے کوچے میں کبھی ہم نہ قدم رکھیں گے
تیری گلیوں میں نہ اب ہم کبھی آئیں گے
تجھ کو ہم دیکھ کے ہرگز نہ کبھی روئیں گے
تیرے ہاتھوں سے نہ اب ہم کبھی پچھتائیں گے

قطعہ

سنتے ہیں تیرے بھی دل میں ہے محبت کا خیال
اور تیرے دل میں ہے اک حسن کی مورت کا خیال
ہاتھ آئینہ پہ رکھا ہے تو ہے آئینہ میں
ہاتھ کی ہاتھ میں ہے آئینہ کی آئینہ میں
ہاتھ کی ہاتھ میں ہے آئینہ کی آئینہ میں
ہاتھ آئینہ پہ رکھا ہے تو ہے آئینہ میں
سنتے ہیں تیرے بھی دل میں ہے محبت کا خیال
اور تیرے دل میں ہے اک حسن کی مورت کا خیال

۲۱۵

اس عید کی خوشی ہے ہمیں بے شمار قدم
اس عید کے لباس پہ ہوں بار بار قدم
اس عید کے گلے سے ملیں بار بار ہم
اس عید کے گلے سے ملیں بار بار ہم
ہاتھ میں ہاتھ لے کے چلیں بار بار ہم
اس عید کی خوشی سے ہوں سرشار سب کے سب

۲۱۶

اک عید پر حسینؑ نے کی یوں دعا قبول
پیدا ہوا تھا بطن سے قاسمؑ کے ایک پھول
اور دل میں ان کے ہاتھ سے بیٹھا تھا زخم دیو
رن کے لہو میں بھر کے جو بھیجا تھا ایک بار
اک کل سا لال لال سا بیٹے کا سر دھڑ سے جدا
اس عید پر حسینؑ نے کی یوں دعا قبول

۲۱۷

اک عید پر حسینؑ نے کی یوں دعا قبول
اک عید پر بھی حسینؑ کی بیٹی کا تھا یہ حال
پیدا ہوا تھا بطن سے زینبؑ کے ایک لال
رن میں لہو حسینؑ کا آیا تھا بار بار
تیروں سے چھلنی ہو کے گرا تھا وہ خاک پر
اک عید پر حسینؑ نے کی یوں دعا قبول

۲۱۸

اک عید پر حسینؑ نے کی یوں دعا قبول
پیدا ہوا تھا بطن سے رباب کے جو لال
رن میں لہو حسینؑ کا آیا تھا بار بار
تیروں سے چھلنی ہو کے گرا تھا وہ خاک پر
اک عید پر حسینؑ نے کی یوں دعا قبول

۲۱۹

اس عید پر حسینؑ نے کی یوں دعا قبول
پیدا ہوا تھا بطن سے رباب کے جو لال
رن میں لہو حسینؑ کا آیا تھا بار بار
تیروں سے چھلنی ہو کے گرا تھا وہ خاک پر
اس عید پر حسینؑ نے کی یوں دعا قبول

۱۲۸

ترا فریب نہ دیں گے یہ ساحران فرنگ
یہ جادو اپنی ہی آنکھوں پہ کر گئے ہیں اثر
وہ دیکھتے ہیں فقط آسماں کی گردش کو
انہیں خبر نہیں کیا راز ہے یہ گردش کا
ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے
اگر کسی کو نہیں دیکھتا تو یہ ہے کہ کون
ہوا ہے بندۂ مومن کا ہاتھ میں بیکار
وہ ضرب اب نہیں باقی جو تھی کبھی یدِ حق
ہوا ہے بندۂ مومن کا ہاتھ میں بیکار
وہ ضرب اب نہیں باقی جو تھی کبھی یدِ حق

۱۲۹

نہ ہو نصیب تو کرتا نہیں فغاں بھی کلیم
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں
کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں
طرب آشنائے خروش ہو تو نوا ہے محرمِ گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چھپا ہوا ہو سکوتِ پردۂ ساز میں
تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

۱۳۰

ازل سے فطرت آزاد ہے کلیم و خلیل
خدا کرے کہ ترا دل بنے نہ درویشی
یہ ہے مقام جہاں سے سفر نہیں ممکن
ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے
اگر کسی کو نہیں دیکھتا تو یہ ہے کہ کون
ہوا ہے بندۂ مومن کا ہاتھ میں بیکار
وہ ضرب اب نہیں باقی جو تھی کبھی یدِ حق
ہوا ہے بندۂ مومن کا ہاتھ میں بیکار
وہ ضرب اب نہیں باقی جو تھی کبھی یدِ حق

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۲۱۱

باگلہ بن کا دیکھ کر تیرا گلا بھرا
تیرے لباس کا ہے مرا جامہ جھٹا ہوا
کیا پھیر کر کھا تیں یہ بگلا دھرا ہوا
وہ بولی باہ کھا ہی دیا کیا ہوا
ہے ہے بھلا لباس شکستہ نہ چاہیئے
ہر کر کیا صفت نہ والسلام چاہیئے

۲۱۲

منظور ہے کہ رحمت کہن کا کفن رہا
بدلے کہ بعد تیرے یہ لباس بدن رہا
جو تیرے آگے مرگ کا ہیچ مدن رہا
مطلب تمہیں ہے کام سے مقصد سخن رہا
سے کیا بھلا لباس کہنہ کیا نہ چاہیئے
پر یہ بھی ہاں رہے کہ لباس کہن نہ چاہیئے

۲۱۳

یا قدر جن کی کھو گئی ہے ان کے حال پر
یا اس کی بات کیجئے جو ہو سکے بحال پر
کیا کیجئے اس کے بال پر یا اس کی کھال پر
کیجئے اعتماد اس کا اسی سوا سے لباس
کیا کیجئے اعتبار اس کا اسی سوا سے لباس

۲۱۴

بدلے کی نہ ہو دار و مدار جس کے
کوئی نہ ہو کہ جس کی ہو غمخوار جس کے
تن پر نہ ہو کوئی بھی کپڑا تار جس کے
اک سے اک تن پہ ہے ہزار جس کے
ایسے کو کیا ہے ضرورت لباس کی
عباس کو فرات ہے کوئی بلا نہیں

۴۵

چلا ہی کوئی کہ اے احسان کیجئے
حقیقی پیر کی بیعت ہی احسان کیجئے
یہ دنیا دار یوں کی دار کی آسان کیجئے
ہم اپنے سر کو اپنے لال پہ قربان کیجئے
وہ دشمن ہوں کہ ہوں اپنے ہی ان کو مہربان کیجئے
نظام الدین کو بابا ہی اپنا ہم کہا کریں

۴۶

باگاہ لالہ رخت کا بن بنا رہا
بھائی کے ساتھ ہیر لگا کھیلنے ہوا
ارشاد پیر بھائی نظام کر گیا
دیکھا پیر بھائی نے دیا دیکھیا کیا
بھر بھر کے دیدہ ور نے کیا کیا نہ کیا
بھر بھر کے دیدہ ور نے کیا کیا نہ کیا

۴۷

بیٹھے ہیں زیر سایہ سرنیا شاہ سیدھن
بھیگی بھیگی پلکیں بھیگے بھیگے نین
بھائی کی کی نشان چھپے رہے نہ چھپیں
ہر کسی سے پیر بھائی کا ذکر ہی سنیں
ہم سب کو زیر سایہ رکھے وہ تم سب
لاکھوں کروڑوں ان کے بھی ہیں ہم بھی ہیں

۴۸

شرف لایا ہے کرم وقت ایسا ہے
پھر نہ یہ کہنا کہ بلایا ہی نہیں
ہم سے یہ کہتا ہے جو جیسا ہے
ہر تمنا ابھی بر آتی ہے
مولا کے یہاں کی امیری کو دیکھ
اور تو کیا اب یہ تمنا ہے کہ دیکھ

۲۶۹

نہ سنے کہا جو تیں مرے کہا بہ طن بن
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں
تم بیٹھے بیٹھے دیکھ کے رحمت کہن ہے
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں

۲۷۰

بولی وہ کہ بن کہ کم بن ساحب دار بھر
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں
تم کہا خدا کرے کہ یہ بیاض جن سے روشن ہیں
سر کھا دے اپنا سر پہ ظفر اڑ بھر

۲۷۱

دیکھا عاشق کا اس نے ظاہر اپنا
اور یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں

۲۷۲

بجلی سی تم نے زیب کر دی اقتدار کی
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں
حسرت سے دیکھ کر رہے ہیں بے کسی کی
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں
یہ بیاض جن سے روشن ہیں یہ دیدہ حق بیں

۳۷۶

دیکھا جو بابو نے کہ رشتہ کٹ گیا
دامن کو پکڑ لیا کہ یہ کیا ہو گیا

ماں جس کو ہم سمجھتے تھے ہے ہے وہ مر گئی
ہم کو یتیم کر کے ہمیں بے پدر گئی

ہم کو یقین تھا کہ ہمارا کوئی نہیں
دنیا میں اس طرح کے سہارا کوئی نہیں

۳۷۷

یکبارگی وداع کا صدمہ سہا گیا
اور دھمنڈ یہ تھی کہ ہمیں کچھ نہیں ہوا

آیا جو یاد ماں کا وہ چہرہ اتر گیا
بے ساختہ ہر ایک کا چہرہ اتر گیا

ہچکی بندھی تو ضبط کا دامن چھوٹ گیا
ہر ایک کا ضبط ٹوٹ گیا

ہر ایک کا ضبط ٹوٹ گیا اور رو دیا
ہر ایک کا ضبط ٹوٹ گیا اور رو دیا

۳۷۸

ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے
ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے

ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے
ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے

ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے
ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے

ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے
ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے

۳۷۹

ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے
ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے

ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے
ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے

ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے
ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے

ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے
ہر ایک کو یقین تھا کہ ہم ہیں اکیلے

۱۰۸

کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں یارب
سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

ایک کی دو نہ ہوئی عشق میں مشکل اسدؔ
جو مری عرض کے تھے مجھ سے وہ سائل اور سہی

۱۰۹

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

تپش سے میری وقف کشمکش ہر تار بستر ہے
مرا سونا کہ محشر میں بھی خواب ناز بالیں ہے

۱۱۰

یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا
یاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا

ہے خیال حسن میں حسن عمل کا سا خیال
خلد کا اک در ہے میری گور کے دروازے کا

مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالبؔ
یار لائے مری بالیں پہ اسے پر کس وقت

۱۱۱

ہم پر جفا سے ترک وفا کا گماں نہیں
اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں
کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

۱۱۲

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

ترے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

۸۱

بجھ گئیں جن کے لیے ساری امیدیں ہم بھی
کاش آئے وہ کبھی لینے خبر آخر شب

یہ ضرور وہ ہیں جن سے ہے تمنا سب کو
ہائے اس چار گرہ کپڑے کی قسمت جاگے

۸۲

جس کی آنکھیں ہوں خلش ہائے پشیمانی سے
دل میں وہ درد ہو جو درد کو بھی شرمائے

آہ وہ تیر نظر جس کا نہ ہو کوئی علاج
ہو سکے تو دل سے ہو یا رب تو کوئی چارہ کرے

۸۳

ذرہ ذرہ ہے ترا مہر درخشاں ہو کر
کون ہے جو نہ ترا حلقہ بگوش ہو جائے

ہم سے دیوانے کہاں اور کہاں یہ ہوش و خرد
کاش ہم کو بھی ترا ہوش فراموش ہو جائے

۸۴

کتنی کلیاں ہیں جو بن کھلے مرجھا بھی گئیں
کتنے گیسو ہیں جو بے وقت ہوئے شانہ بدوش

کتنے ہونٹوں پہ تبسم کی لکیریں ابھریں
کتنے سینوں میں ہوئے حسرت و ارماں روپوش

کتنی آنکھوں کو نظر آئی نہ منزل کی جھلک
کتنے پیروں کو ملا جادۂ منزل خاموش

کتنے ہاتھوں کو ملا ہاتھ کا ہاتھ

۵۵

آدم کا خضر ہوں کہ میں عالی تبار ہوں
عالی وقار ہوں کہ میں جنت شعار ہوں
جنت شعار ہوں کہ میں طاعت گذار ہوں
طاعت گذار ہوں کہ میں الفت شعار ہوں
الفت شعار ہوں کہ میں عاشق نگار ہوں
عاشق نگار ہوں کہ میں معشوق یار ہوں

۵۶

دل معشوق کا ہوں کہ میں زلف یار ہوں
زلف یار ہوں کہ میں بوسہ رخسار ہوں
بوسہ رخسار ہوں کہ میں لعل آبدار ہوں
لعل آبدار ہوں کہ میں نیلم بیمار ہوں
نیلم بیمار ہوں کہ میں یاقوت زار ہوں
یاقوت زار ہوں کہ میں معشوق یار ہوں

۵۷

سب متفق بنا نہ میں اس پر بھلا کہیں
آپس میں ہم کو ایک جگہ نہ ملا کہیں
بانہ وہ بھی بند ہے تو رہے الگ کہیں
مارو کٹیں تو ہوں نہ ہوں ایک جا کہیں
کہہ دیجیو یہ بات کسی سے خدا کہیں
ہم سے تو ایسی بات نہ ہرگز ادا کہیں

۵۸

روٹھا کبھی جو یار تو ہم نے منا لیا
ہم نے کبھی جو یار سے بوسہ لیا لیا
ہم نے کبھی جو یار سے بوسہ لیا لیا
ہم نے کبھی جو یار سے بوسہ لیا لیا
ہم نے کبھی جو یار سے بوسہ لیا لیا
ہم نے کبھی جو یار سے بوسہ لیا لیا

۹۸

اب بھی کہو تو باغباں وطن کو ترک کر دیں ہم
لیکن یہ ہم جو کہہ گئے تو پھر کہیں گے ہم
رہنا جو گھر کی قید ہو تو ترک کر دیں ہم
بار و رسن ہیں بھائی جی کیا کیجیے گا ہم
واں کی بہار دیکھ کر جی کیا کریں گے ہم
رہنا ہی یار ہے نہ ہمیں کچھ دیار ہے

۹۹

اے مدعی بہار ہے کہاں تمہاری کہاں ہیں
اپنی جہاں بہار ہے ہم تو وہاں ہیں
جنگل میں بیٹھ کر نظر آتے جہاں ہیں
پیاروں کے غم میں ہم تو یہاں کے یہاں رہوں
گر ہم نہیں وہاں ہیں تو دل تو وہاں ہے
یہ دل و جان ہے فدا جس پہ وہیں ہم رہوں

نسخہ ۔ حضرت میر صاحب انشین جناب کلیم صاحب ہیں

۱۰۰

زاہد دہاں کو کعبہ بھی بت خانہ ہو گیا
اصحاب کہف ہی کے تو کتے ہیں نام یار
اک غار کھود کر کہیں بیٹھوں درمیان غار
ہم تم ہوں اک پلنگ ہو نرم و نفیس ہو
یہ چھ اگر نہ ہو تو ہمیں کچھ ہوس نہیں
کہنا جو ان سے کیجیے ہم کیا کہیں گے کیا

۱۰۱

دیکھا جو تم کو بھی کہ اپنی خبر نہیں
نادم ہوں بے خبر ہوں مجھے کچھ خبر نہیں
جز آہ و اشک قبضہ میں بیچ و درم نہیں
بیٹھا ہے پیر غار میں ہے کچھ غم نہیں
ممکن نہیں کہ خلق کو دیدہ بہم نہیں
ہے جان سے کہ تن میں ہمیں اب تو جان ہے

نسخہ ۔ پوچھے اگر یزیدہ کس شہر کو گیا ۔ کہنا کہ جیتا قبر میں رد پوش ہو گیا

۲۱۴

تیرے گلزار میں ہم بن کے شجر رہتے ہیں
تیرے سایہ میں ہر اک وقت بسر رہتے ہیں
تیرے ہی نام پہ ہم بن کے ثنا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں

۲۱۵

تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں

۲۱۶

تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں
تیرے ہی در پہ ہم بن کے گدا رہتے ہیں

۹۶

زبان دو دل کی پیداوار دونوں ہی ہیں دل کے اظہار
دل کی بات زبان سے کہہ دی زبان نے دل کا بھید بتایا
زبان کی بات کا اعتبار کیا ہے دل کی بات ہے سچی
زبان کی بات کا اعتبار کیا ہے دل کی بات ہے سچی
زبان کی بات کا اعتبار کیا ہے دل کی بات ہے سچی
زبان کی بات کا اعتبار کیا ہے دل کی بات ہے سچی

۹۷

بولاں نام دیں کا لفظ ہے یا ہے دل کا ارمان
گر دیں سے ہے گر دل سے ہے ہے تو ہے دونوں کا ارمان
ہر کہیں ہاں اقرار ہے دیں کا ہر کہیں ہاں اقرار ہے دل کا
ہاں اقرار ہے دیں کا ہاں اقرار ہے دل کا
ہاں اقرار ہے دیں کا ہاں اقرار ہے دل کا

۹۸

تازی کو تازیانہ ہر اک تازیانہ کا
ہاں ہر اک تازیانہ کا
ہاں ہر اک تازیانہ کا

۹۹

ہاں ہر اک تازیانہ کا
ہاں ہر اک تازیانہ کا
ہاں ہر اک تازیانہ کا

۱۰۰

ہاں ہر اک تازیانہ کا
ہاں ہر اک تازیانہ کا
ہاں ہر اک تازیانہ کا

۱۰۱

پہلا سوار تیغ کی کرد گار ہے
اور دوسرا یہ دیدۂ خونبار ہے

۱۰۲

جیسے یہ زرد رو فقط نامدار ہے
کھلی زباں بیان کیا دل فگار ہے

۱۰۳

بھالا سوار تیغ کی کرد گار ہے
اور دوسرا یہ دیدۂ خونبار ہے

۱۰۴

جیسے یہ زرد رو فقط نامدار ہے
کھلی زباں بیان کیا دل فگار ہے

۱۰۵

بھالا سوار تیغ کی کرد گار ہے
اور دوسرا یہ دیدۂ خونبار ہے

۱۰۶

جیسے یہ زرد رو فقط نامدار ہے
کھلی زباں بیان کیا دل فگار ہے

۱۰۷

بھالا سوار تیغ کی کرد گار ہے
اور دوسرا یہ دیدۂ خونبار ہے

۱۰۸

جیسے یہ زرد رو فقط نامدار ہے
کھلی زباں بیان کیا دل فگار ہے

۱۰۹

بھالا سوار تیغ کی کرد گار ہے
اور دوسرا یہ دیدۂ خونبار ہے

۱۱۰

جیسے یہ زرد رو فقط نامدار ہے
کھلی زباں بیان کیا دل فگار ہے

۱۰۵

جب بہشتِ رفتِ اسلام کرنے چلے
الباس تیغ سے کھا کھا کے گرنے چلے
پیچھے قدم پہ سوارِ فتح بیدار نکلے
پیادوں کی بھیڑ دیکھ کے دریا ابھرنے چلے
بڑے بڑے تھے جو بن میں فرقِ ذلت سے
نیچے کی جانب تیغ دیکھ کے اترنے چلے

۱۰۶

دو رنج جب سے وہ تنہا تم سے جدا ہوا
رہوار کے عوض نہ تھی اک بار پا جدا
نہ دل سے دل جدا ہوا نہ دل دلبر جدا ہوا
سب تیغ کے قدم سے پہ پہ سر جدا ہوا
بہر اس سے دور فوج سے کوئی جدا ہوا
تیغوں سے مثل سر کے ہر اک تن جدا ہوا

۱۰۷

قاسم بھی ہو کے زرہ قبا بدن پہ سجا گئی
یہ بن بیاہے بیاہ کی بجلی گرا گئی
بھاری سہرے کی لڑ تھی جو بھیجی بنا گئی
پھر نکل کے محل سے دلہن بلا گئی
آئی جو چوکھٹ پہ تو گھوڑی بھڑکا گئی
غل مچا پھر تو کیا کیا وہ بانو کی ہائے بپتا

۱۰۸

تھرکے مرغزِ رن سے عقاب فضا اڑا
تیغ دو دم پہ بجلی کا بادل ہوا اڑا
سر بیکار اڑا تن بے دست و پا اڑا
رن بھر گیا پہ رنگ رخِ انبیا اڑا
اڑ کے گئی نہ بھی وہ سفید و بنفش پگ
ہائے یہ تینوں میں بے پر و بازو کی ہائے

۱۰۹

ہم کو تیری حسرت میں کیا کیا نہ ستایا ہے
تیرے ہجر نے ہم کو بھی مجنوں کی طرح

۱۱۰

یاد میں تیری ہم نے کیا کیا نہ دکھ اٹھائے ہیں
یاد میں تیری ہم نے کیا کیا نہ دکھ اٹھائے ہیں
یاد میں تیری ہم نے کیا کیا نہ دکھ اٹھائے ہیں
یاد میں تیری ہم نے کیا کیا نہ دکھ اٹھائے ہیں

۱۱۱

چین جبیں کی طرح تیرے ماتھے پہ بل آئی
چین جبیں کی طرح تیرے ماتھے پہ بل آئی
چین جبیں کی طرح تیرے ماتھے پہ بل آئی
چین جبیں کی طرح تیرے ماتھے پہ بل آئی

۱۱۲

اک دن میں سو دفعہ تیرے کوچے میں آئی
اک دن میں سو دفعہ تیرے کوچے میں آئی
اک دن میں سو دفعہ تیرے کوچے میں آئی
اک دن میں سو دفعہ تیرے کوچے میں آئی

۱۱۲

ہم ایسے بیخبر آئے تھے کعبہ کی جانب
یہ کیا جانے کہ رستہ کاٹتا ہے یا بڑھاتا ہے

کہاں کی نیند کیسا خواب کیا آرام کیا غم ہے
ہمیں تو صبح کرنا ہے تمہیں تو رات کرنی ہے

۱۱۳

تیغ لے کر جب وہ بیدادی پہ کمر باندھتا ہے
ہاتھ تلوار کے قبضے پہ ٹھہر جاتا ہے

ہم تو ہر حال میں تیار ہیں مرنے کے لیے
دیکھیے کون سی تلوار پہ دم آتا ہے

۱۱۴

اللہ رے ہم تیغ کی تیزی کا تماشہ
اک زخم ہے اور دیکھنے والے ہیں ہزاروں

دنیا سے نرالا ہے ترا طرز تکلم
ہر بات میں اک بات نئی سوچ رہے ہو

پھر آج کس نے یاد کیا مسکرا کے ہم کو
پھر آج کس پہ مہربان ہو گئی ہے زندگی

۱۱۵

ناگاہ غل اٹھا کہ وہ جلاد آ گیا
تھا کھیل ہم سمجھ رہے تھے کہ بات ہے

ہر ایک سر پہ تیغ برہنہ ہے دیکھیے
کس کس کی باری آتی ہے کس کس کی رات ہے

اب کیا کہیں کہ کیا ہے ہمارے گلے پہ تیغ
اب کیا کہیں کہ کیا ہے ہمارے گلے پہ ہاتھ

۱۱۶

ہم تیغ کے نیچے ہیں کہ ہے تیغ ہمارے
اک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ہے ہمارے

ہم ایسے بیخبر آئے تھے کعبہ کی جانب
یہ کیا جانے کہ رستہ کاٹتا ہے یا بڑھاتا ہے

کہاں کی نیند کیسا خواب کیا آرام کیا غم ہے
ہمیں تو صبح کرنا ہے تمہیں تو رات کرنی ہے

غزل

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

دیکھ کر میرے لہو کو بیسویں پر ہنس دیا
عمر بھر جو آنسوؤں پر اشک پی کر رہ گئے

ہچکیوں میں نام اس کا سن کے وہ سمجھے کہ بس
ہاتھ جو دم توڑتے وقت میرے سینے پر گئے

اور کچھ دن بس ہمارا انتظار اے موت کر
ہم ترے آنے کی خاطر اپنے گھر کو گھر گئے

غزل

نکہت جب بزم سے اٹھا تھا تیرے
زیب محفل ہوا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ کیا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ کیا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ کہا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ کہا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ سنا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ سنا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ سہا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ سہا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ لکھا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ لکھا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ پڑھا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ پڑھا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ کیا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ کیا تھا تیرے

غزل

باکمال اہل کرم کے ہاتھ کی یہ چیز ہے
کہکشاں یہ آسماں پر آفتاب کی یہ چیز ہے

ہم نے جو کچھ کیا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ کیا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ کہا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ کہا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ سنا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ سنا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ سہا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ سہا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ لکھا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ لکھا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ پڑھا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ پڑھا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ کیا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ کیا تھا تیرے

غزل

انتخاب ہم نے ترے خط کا کیا ہے
صفحہ اک اک ہے ورق کا کیا ہے

ہم نے جو کچھ کیا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ کیا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ کہا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ کہا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ سنا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ سنا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ سہا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ سہا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ لکھا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ لکھا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ پڑھا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ پڑھا تھا تیرے

ہم نے جو کچھ کیا تھا تیرے لئے
وہ بھی کیا کچھ کیا تھا تیرے

۱۲۱

دل نام ان تمام میں کیونکر زبان کریم
بانہم ہوئیں کیا وہ بلند آسمان کریم
رہ رہ کے حسرت اٹھتا ہے دل میں ہماری
ہے ہے مصطفیٰ کی آرزو میں جان کریم
پیارے کہاں گئے ہے ہے ہم ہیں یہاں کریم
بیٹھے ہیں آسماں کے تلے بے اماں کریم

۱۲۲

چلاب مصطفیٰ کہ ہمارے لیے ہیں ہم
ہم ہیں ظلم کرتے ہیں ہم پر ستم
وہ ہاتھ کہ ہے ہے ہوئے ہیں قلم
ہاں ہاں ہمیں کہ ہے ہے ہوئے ہیں ستم
ہم ہیں حسین ہے ہے ہوئے ہیں ستم

۱۲۳

بس بس یہ بے گناہ ہے یہ بے گناہ ہے
فریاد کیا کروں میرا فریاد رس ہے
یہ ہے کہ ہے کہ ہے کہ ہے کہ ہے کہ ہے
نیچے کہاں رکھا ہے سر کبریا ہے
کیا بے گناہ کا کہیں ایسا گناہ ہے

۱۲۴

بار دگر کہ اس نے تیغ ہاتھ میں
ظالم کھڑا ہے سر کو اٹھائے ہوئے ہیں
فرق شریف پر ہے کہ ہے کہ ہے کہ ہے
نیچے کہاں ہے سر کو جھکائے ہوئے ہیں
سر کاٹ کر ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۱۲۷

لڑنے ہی کا نہیں یہ تو پیار کا ہے
کل تک کی کہانیاں ہیں یہ آج کی نہیں
اس سے کسی کی کچھ نہ اب کام کا ہے
اک کرشمہ دستِ کریم تو ایسا ہمارا ہے
دیتے ہیں یہ جان کی بازی عید نہیں ہے
یہ تو ہے یہ ہمارے سپاہی کا کام ہے

۱۲۸

پھر بھی نہ جانا تم نے کیا کہتے ہیں دشمن
کرتے ہیں کیا تم پر وہ ستم بتلاؤ
کرنی ہے آکر تم کو تو ہتھیار کی بات
یہ سنتے ہی بھڑکے ہیں ہمارے دل
جنگ کا ہے میدان ہے یہ کیا
جنگ کا ہے میدان ہے یہ کیا

۱۲۹

جو لگ گئی ہے گولی تو ہے یہ بھی ہمارا
اے رب ہے یہ بھی تیرا ہی دیا صلہ
اے رب ہے یہ بھی تیرا ہی دیا صلہ
جیتے ہیں ہم تو ہیں ہم
جیتے ہیں ہم تو ہیں ہم
جیتے ہیں ہم تو ہیں ہم

۱۳۰

نہ ہو کیسے جس کا کہ خیر خواہ
بھروسا ہے رب کا ہے اور ہے یہ
تیاں کا ہے اور ہے یہ
کرتا ہے یہ ہم پر ہے رحمت
بچاتا ہے یہ ہم کو ہے رحمت
ہم تیرے ہیں یا رب سب کچھ ہے تو

۱۲۹

دشمن کے چھوڑ دیں گے ملک و نام و نشان تک
باقی نہ رہنے دیں گے کسی کا مکان تک
ہم کر گزریں گے جو ہے ہمارا گمان تک
ہم ہیں پہنچے ہوئے کسی کے بس کی جان تک
ہم ہیں شکار ہی تو ہیں شکاری کمان تک
واپس نہیں کسی کی ہے بندوق کی نال تک
اب اب اب اب ہے گولی کی رفتار کی لاش تک

۱۳۰

ہتھیار بند ہیں ہم کی لاتیں ہیں ہم کی گھونسے
ہر کھاتے ہیں ہم کی گالیاں ہیں ہم کی غصے
اڑتے ہیں گالیوں میں ہم کی ہیں ہم کی قصے
سر دار ہی ہے تیغ ہے تیغ ہے تیغ ہے
تیغ نے لباس رزم جامہ رہ گیا
باقی بدن میں ایک پھٹا جامہ رہ گیا

۱۳۱

پھر جم ان کے سب نے مل کر حملہ کیا
مانع ادب ہوا نہ مقصل کسی نے کیا
وہ جامہ کہن بھی تیغ کار سے گیا
لاشے پہ لاشے اٹھ گئے کشتوں کے پشتے لگ گئے
عریاں ہوئے سر و تن خاک و خون میں اٹ گئے
تلواریں ہاتھ سے گریں ہاتھ ہاتھوں سے کٹ گئے

۱۳۲

آخر کو یہ ہوا کہ وہ افغان کارگر
اور ان کے ساتھ ہو گئے کچھ اور بھی دلاور
تیغ سے کی دشمن سلطان نامور
جب لڑتے لڑتے ہو گئے سب ہی شکستہ پر
چھوڑا نہ ایک نے بھی کسی کا بدن صحیح
کٹتے تھے جا بجا ہوئے ٹکڑے بدن صحیح

رباعی

بر لوح دلم ز عشق نقشی بستند
وز خون جگر بر آن رقم ها بستند
چون نیک نظر کردم از آن نقش دلم
دیدم که ز هر نقش صد بت بستند

رباعی

ای دل ز غم جهان چرا خون باشی
در بند غم زمانه تا چون باشی
چون هیچ کسی نیست که با او باشی
با هیچ کسی مباش تا چون باشی

رباعی

ای دل ز غم جهان چرا خون باشی
در بند غم زمانه تا چون باشی
چون هیچ کسی نیست که با او باشی
با هیچ کسی مباش تا چون باشی

۲

بہار میں جو چمن کی بہار دیکھتا ہے
ہزار رنگ سے وہ گل عذار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے

۳

بہار میں جو چمن کی بہار دیکھتا ہے
ہزار رنگ سے وہ گل عذار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے

۴

بہار میں جو چمن کی بہار دیکھتا ہے
ہزار رنگ سے وہ گل عذار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے

۵

بہار میں جو چمن کی بہار دیکھتا ہے
ہزار رنگ سے وہ گل عذار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے
ہوا ہے جب سے وہ مہمان بلبلوں کے چمن
ہر ایک گل کو وہ بن کر ہزار دیکھتا ہے

۵۸

دل کو اک شعلۂ بے تاب بنایا ہے کسی نے
آنکھ کو بحرِ تلاطم کا کنارا ہے کسی نے
جس کو دیکھو وہی بیتاب ہے اک درد کے ساتھ
کیا ہر اک دل میں یہ طوفان اٹھایا ہے کسی نے
ہم سے کیا پوچھتے ہو کیسے ہیں کیا کرتے ہیں
ہم تو بس اتنا سمجھتے ہیں کہ تیرے ہیں کسی نے
ہم نے دیکھا ہے کہ ہر سانس میں ہر لمحہ ہمیں
اپنی آغوش میں بے ساختہ بھینچا ہے کسی نے
ہم نے ہر گام پہ ٹھوکر ہی کھائی ہے مگر
ہم کو ہر گام پہ دامن سے بچایا ہے کسی نے
ہم نے ہر دور میں ہر دور کی تلخی سہہ کر
ہم کو ہر دور میں جینے کا سلیقہ بخشا ہے کسی نے

۵۹

یہ بس اک موجِ حیات ہے کہ بہتی جاتی ہے
ہر لمحہ ہر آن ہر ساعت ہر گھڑی
ہر دم نئی صورت ہر لمحہ نئی شان
ہر لمحہ نئی آن ہر ساعت نئی ادا
ہر دم نئی لذت ہر لمحہ نئی کیف
ہر لمحہ نئی مستی ہر ساعت نئی بے خودی
ہر دم نئی بے تابی ہر لمحہ نئی بے قراری
ہر لمحہ نئی بے چینی ہر ساعت نئی بے کلی
ہر دم نئی بے ہوشی ہر لمحہ نئی بے خبری
ہر لمحہ نئی بے ہوشی ہر ساعت نئی بے خبری
ہر دم نئی بے ہوشی ہر لمحہ نئی بے خبری

۶۰

کھیلا ہیں ہم جگر پہ بہت اہلِ درد نے
ہر دم نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر لمحہ نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر ساعت نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر دم نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر لمحہ نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر ساعت نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر دم نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر لمحہ نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر ساعت نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر دم نئی نئی ہے تمنا کسک کسک

۶۱

دل کو درد کی لذت سے آشنا کیا ہے
آنکھوں کو اشکوں سے بھر دیا ہے
ہر آن نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر لمحہ نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر ساعت نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر دم نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر لمحہ نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر ساعت نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر دم نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر لمحہ نئی نئی ہے تمنا کسک کسک
ہر ساعت نئی نئی ہے تمنا کسک کسک

۹۰

آدم کو خدا در بے کرما نصیب
بھیجو یہ آب خضر کو اب کیا نصیب

بخشے گو یم مقام جو اعدا نصیب
کہدوں کہ لوں تم یہ کھانا کیا نصیب

حاجی ہوا ہے اہل بیت اکرم ہوا
نائی ہوا ہے زائر بیت الحرم ہوا

۹۱

اُن طائروں کا جلد نا جھوٹے تو بین
دیتے ہیں راہ میں جو کشتہ تیر جبین

کھلا دہ قلم اردہ رد ضع کی بات بین
زخ القدس کی جگہ زیارت گہ بین

بیدر دانہ ابدار کی دار النجاح

۹۲

ان دام الم الرض کا دانہ ہے تیرا ہاتھ
کھلتے خلال در در سے خالی ہے ہاتھ

بیدر بت یا کی لشکر دھانی ہے ہاتھ
کھلتے ہے اس کا ہاتھ ہاتھ ہے ہاتھ

ذرے کو آفتاب بنانا ہے ہاتھ

۹۳

بیدر کی نسبت اثنا عشر اضبط کیا
نیچے کھلتا ہے دہ کیا کیا کیا

نیچے دہ بن تیرا ہے کیا کیا کیا
نیچے کھلتا ہے دہ کیا کیا کیا

ابنا بیک نقش قدم ابھی نظام کا

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

مسئلہ

ایسا شخص زید بیشتر تنزل یا حسین

مسئلہ

میدان سے جاتے ہیں اسلم دریا

مسئلہ

ایزد بخش کھیتی باڑی کرتا ہے

مسئلہ

وقت جانے کا ہے اب رخصت کرنا

۲۲۱

سعدی کے بوستان پہ لکھتا نہ بخشاں
جنت کے بلبلوں سے ذرا لگ خراش لوں
کس منہ سے میں فدا سے جو لینا ہے آج کل
میں ہاتھ میں نمک کی بجائے ہو مرہم کا تاں ہوں
انصاف ہاں کہ نظم میں کچھ بڑھ گیا ہوں

۲۲۲

مفردوں ہو بیان مجھ ناطق کی اس ہوا
بجاں کہ کم خیالیت بجاں ہے یہ فقط
کہے کے تاعروں کے بیت ہے کہ ظفر
حساب سے لوں خدا کی حسن بیاں کا حظ
ہم ان قدر میں مرے مضمون تا ہے
اب سبد سلیم کیے سے کھل گئے

۲۲۳

اک فقرہ بیقرار کہ کیا ہے سوچ میں
کہتی ہے بیلگ ہے مضامیں زمیں
ہاں اٹھ کہ ان ہوئیں ہیں اور ہیں
سے یہ مزے کی دین ہے انعام ہے
یہ بھی ہے نام لیکن یہ غفلت ہے عالی
اے بیٹھ میں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

۲۲۴

کردہ حسین اسی میں بجا ہے
دنیا سے بیان کا ان سے بیان ہے
یہ بھی ہے کی ذات ہے ہے ہے
حکم انکار و کلام مجید ایک بات ہے
کس منہ سے بیان کے سنگ حیرت ہیں
جنگ خدا کی ہے ہے ہے ہے ہے

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۴۲۹

الحذر اے حسن محفل کہ محبت ضد ہے
لب لباب حیثیت ہر اک لب بوسہ لیا
نعمتہ ہی کہ دل کی زباں سے نہ نکلا
تیرا ہاتھ تیرے ہی کہ کر بلا لیا
بار گراں عشق کے طالب ہیں
تیار ہو فدا ہے وفا کا صلہ یہاں

۴۳۰

تیرے ہیں ہیں ازل سے عشق ابد حیثیت
تیرے حسن ہیں ماحب ہیں ہیں حیثیت
کہ ہزار حسن کے لگے ہیں ہیں
ہزار ہیں کہ ہیں عشق کے ہیں
ہو کہ طاعت عشق ہے ہیں
ہو ہاں کی افضل کہ خدا ہے

۴۳۱

ہیں ہیں ہیں عشق کے ہیں
ہو ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۴۳۲

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

---

۴۲۹ ۔ شاہد کے دو معنی ہیں محبوب اور گواہ

۳۳۳

وہ بار کیا تھا در بدری کا اہل بیت کی
جب ساری کائنات پہ بھاری اہل بیت کی

پیغمبروں کی عظمت و توقیر کی قسم
ہر عظمت و وقار پہ طاری اہل بیت کی

ہر ذرہ کربلا میں ہے اک کائنات کا
ہر کائنات کربلا ساری اہل بیت کی

۳۳۴

باعث ہے کیا حسینؑ کی امت کے واسطے
کیوں ہر بلا ہے صرف مصیبت کے واسطے

بانیٔ کربلا نے بہایا لہو مگر
بانیٔ کربلا ہے عقیدت کے واسطے

سب کچھ لٹا کے آل محمدؐ نے یہ کہا
سب کچھ لٹا ہے دین کی حرمت کے واسطے

ہر ظلم سہہ کے آل پیمبرؐ نے یہ کہا
ہر ظلم سہہ رہے ہیں شہادت کے واسطے

۳۳۵

یہ بار جب بنی نہ کسی سے اٹھا ہوا
ارشاد دو الجلال کا سر پر لیا ہوا

احسنت اے حسینؑ تمہیں ابن ابن ہیں
جس کا نبیؐ کا نام ہو کیا کم ہے کیا ہوا

بدلے میں ان کی یاد کے ہر ظلم سہہ لیا
بدلے میں ان کی یاد کے ہر غم سہا ہوا

ہر سانس ہے اک بندۂ احسان حسینؑ کے
ہر سانس ہے اک بندۂ احسان حسینؑ کا

کہہ دو یہ ہم سے کون ہے جو ہم کو دے دغا
کہہ دو یہ ہم سے کون ہے جو ہم کو دے دغا

یہ ابن مرتضیٰ ہے یہ ابن رسولؐ ہے
یہ ابن مرتضیٰ ہے یہ ابن رسولؐ ہے

عدہ از نظم موصوف بنام مرثیہ جو زیر تصنیف

۲۷۴

ابر فرش عین سب کو غبال جیب ہے
رن لیب لیب صدر تو حال جیب ہے
دل طاہ بھل جیکہ تو تقدار ال جیب ہے
تیغ حسین کی یاد آل جیب ہے
تیغ بلند ان طاہ ہے
صدر جیب کی جاتی ہے

۲۷۵

زلف کی تقابل ہے
ابر بہار ل جیب ہے
گرد کی تیاں سیم ہے
زیب ہے
ہے
ہے
ہے

۲۷۶

زیب العباد کو رہ ذرا ہے
زیب کہ ہے
ہے
ہے
ہے
ہے
ہے
ہے

۲۷۷

جب دیکھتے ہیں
کہ ہے
ہے
ہے
ہے
ہے
ہے
ہے

۴۴۱

کیا حال ہے تیرا میرے غم خوار کی بیٹی
کہہ کیا ہے ترے باپ نے بیمار کی بیٹی
کیا بیٹھی ہے بیمار کے بیمار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی

۴۴۲

زینب جو اب دیتی ہیں قاصد سے یہ جا کر
بھیا ابھی جاتا ہے کہاں تم کو بلا کر
دیکھا ہے وہ تم کو تو کہیں ہوش ٹھکانے
سر پیٹ لیا آپ نے یہ سنتے ہی بہن کے
پھر بولے کہ ہاں جاؤ بلا لاؤ بہن کو
جاتا ہوں میں اب ساتھ لیے اپنی بہن کو
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی

۴۴۳

یہ جو کہا کہ بھیجیے ہم کو بھی بلا کر
گھر بھر کو ہے فرقت میں تمہاری یہ تڑپ کر
بالکل ہے مصیبت زدہ بیمار ہے اکبر
فاقوں سے ہے تقویت و صحت میں برابر
کہتے ہیں کہ ہم بھی تو ہیں بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی

۴۴۴

ہم بھی ہیں حضور ضعف و بیماری سے بیحال
جاتے نہیں کہ آپ کو بھیجا ہے بلا کر
اماں نہیں دیتی کہ ہے بیمار کا یہ حال
رہتے نہیں دم بھر کو مرے پاس سے بیکل
گھر بھر کی ہیں جاں ہم سے ہے بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی
ہاں بیٹھ گئی ہے میرے غم خوار کی بیٹی
کہتی ہے تڑپ کر کہ میں بیمار کی بیٹی

۴۳۶

ہاتھ سے تو کب اب ان سے رہا ہوتا ہے
اگر دن سے تھی بات بنا ہوتا ہے
ہاتھوں سے کسی کے ہاتھ چھڑا لیتے ہیں ہم
کہتا ہے کسی کا جان کھا لیتے ہیں ہم
روٹھیں جو کبھی ہم تو منا لیتے ہیں ہم
یہ اپنی منگنی ہے کہیں جو کہیں بیاہ کریں

۴۳۷

ایسی باتیں ہیں کہ کانوں میں کھٹکتی ہیں ہماری
اب کہاں بھاتی ہیں باتیں یہ کسی کی ہم کو
میں کہیں کیا ہم نے کیا کیا ہے اٹھائے ہیں ستم
اب تو بھولی ہوئی باتیں ہیں بھلا دینے کی
جانے دو ناحق اب ان باتوں کو کیا کرتے ہو
ایسی باتوں سے کہیں کام چلا کرتا ہے

۴۳۸

شب وصل جو ہم نے ان کے ساتھ گزاری
اب رہ رہ کے ہے یاد وہ ساری رات ہماری
اللہ رے عتاب کا مزا ان کی نہیں ہے
کچھ ان کے سوا ہے نہ کسی کی ہے ہماری
یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں تمہارے ہی لیے جیتے
دنیا میں کسی کے نہ کوئی ہے نہ تھی ہماری

۴۳۹

بیٹھا ہوا ہے کیا کوئی ہم سا ترے در پر
یا تجھ سا بھی ہے کوئی ستمگر ترے در پر
ہے کون سا ایسا ترے در پر جو نہ ہو گا
ہے کون سا ایسا ترے در پر جو نہ ہو گا
ہے کون سا ایسا ترے در پر جو نہ ہو گا
ہے کون سا ایسا ترے در پر جو نہ ہو گا

۴۷۹

پھلا ہی کاٹ کھائے ہے کھیت کو وہ خوشہ چیں
اے فلک تیرے لیے کیا ہے یہ سامان کا کام

تیری رضا کے واسطے ہر ایک سے ہوں میں نباہ
تیرے لیے ہے سب کا سب ہر ایک سے ہوں میں نباہ

پیچھے ہیں دیر لیکن ہوں ان سے بہت ہی آگے
تیرے لیے ہے سب کا سب ہر ایک سے ہوں میں نباہ

یا اکبر اس کی راہ میں ہیں ان کے کتنے
تیرے لیے ہے سب کا سب ہر ایک سے ہوں میں نباہ

۴۸۰

آنی ہے اک نہ جوں سے یہ ہم کو ہر ہوں
ایسے ہی اک یقین پر رضا میں ہم ہوں

راہی ہیں قبلۂ اہل کرم ہوں
ہمتا ہے دشت جاں میں ہاں کم ہوں

چھوڑا ہے ظالموں نے کیسی بھیانک
چھوڑو ہے کہاں سے تم پیشوا کی

۴۸۱

ہر بار کھا چکی ہے کیسی خاں حسین سے
باہم بھی کر رہے ہیں بیگانہ پن سے

پھر بھی کیا ہے فاطمہ کے فرزند پن سے
نوحی ہے یہ سب کی ماتم تم فرض سے

بیٹھے ہیں صبر کر کے فاطمہ کے لال بھی
سوئے ہیں خاک پر کے فاطمہ کے لال بھی

۴۸۲

اے یاں وہ در ناک دار ہیں کرتے
بھر جاتے ہیں کرتے ہیں کرتے

پھر بھی ہیں فاطمہ کے فرزند خاں
زینت ہے کی ایک دو ہیں کی

رن میں بھی بڑھ کے لڑتے ہیں کی
اسی ہیں کے ہیں کی ہیں کی

۴۴

زینب بکھاری کی طرح دامن کو اپنے بھر گئی
اس بار بھی خیرات میں تسبیح ہی ملی

زینب کھڑی تھی ہاتھ میں لے کر گلاب کا
پھینکا کسی نے اس پہ جو پتھر لہو لہان

زینب کی آنکھ میں تھی عجب التجا کی لو
دیکھا کسی نے اس کو نہ سمجھا کسی نے دکھ

زینب کو دیکھ کر یہ ہوا دل کا حال غم
جیسے کوئی چراغ ہو طاقِ مزار پر

زینب کی آنکھ میں تھا سمندر سا درد کا
ہر موج ٹوٹ کر بھی کنارے نہ آ سکی

۴۵

زینب بکھاری کی طرح در در پھرا کیا
ہر در سے ملی ٹھوکر و دشنام کی سزا

زینب کی آنکھ میں تھا سمندر سا درد کا
ہر موج ٹوٹ کر بھی کنارے نہ آ سکی

زینب کھڑی تھی ہاتھ میں لے کر گلاب کا
پھینکا کسی نے اس پہ جو پتھر لہو لہان

زینب کی آنکھ میں تھا عجب التجا کا نور
دیکھا کسی نے اس کو نہ سمجھا کسی نے دکھ

زینب کو دیکھ کر یہ ہوا دل کا حال غم
جیسے کوئی چراغ ہو طاقِ مزار پر

زینب بکھاری کی طرح در در پھرا کیا
ہر در سے ملی ٹھوکر و دشنام کی سزا

۴۶

زینب بکھاری کی طرح دامن کو اپنے بھر گئی
اس بار بھی خیرات میں تسبیح ہی ملی

زینب کی آنکھ میں تھا سمندر سا درد کا
ہر موج ٹوٹ کر بھی کنارے نہ آ سکی

زینب کھڑی تھی ہاتھ میں لے کر گلاب کا
پھینکا کسی نے اس پہ جو پتھر لہو لہان

زینب کی آنکھ میں تھا عجب التجا کا نور
دیکھا کسی نے اس کو نہ سمجھا کسی نے دکھ

زینب کو دیکھ کر یہ ہوا دل کا حال غم
جیسے کوئی چراغ ہو طاقِ مزار پر

زینب بکھاری کی طرح در در پھرا کیا
ہر در سے ملی ٹھوکر و دشنام کی سزا

۱۵۸

ہوا ایک نور سے آئی یہ اماں کی آرزو
اب حکم دیں حضور تو لوں بوسہ پا کو
تم یہ کہے میں لڑتا ہوں بن کر گنہگار
اب جاؤ دعا کرتے پیش خدا جا دل سے مرد
کھڑی کھا جبکہ بجے بجے بن قاتل گلا مرا
آخر تو ہوگا بوسے سے قابل گلا مرا

۱۵۹

آئی صدا یہ عرش سے اے عاصیوں بلا
اسلام لا رہا ہے گیا رکھا ہے بچا لا
بچھڑے ہیں جب سے کھا کھیری کی ڈر کا
بچہ بل سے آئیں گے کم جا سوئے گھر کا
ہاں بڑھ کے گا صاحب بہ مراج قدم کے
یہ کی طرف سے حق حسین آج قدم کے

۱۶۰

تعظیم کو اٹھی اور صفدر شاہ انبیا
بیٹھے کہ ہو خیال کا زینت سے لیلیا
بولا اور اس ہوئے سے در بار کم کیا
لیکن ادب نے بیٹھنے سے دور رکھ دیا
یہ دیکھ کر اٹھا کے بٹھا خود اور کے
یہ دیکھ کر اٹھا کے بٹھا خود اور کے

۱۶۱

ہیں عقل میں بھی طرز نرالی بنا ہوئی
بھر ہے ہم اور اسی کی بدولت بنا ہوئی
اس کی ہی ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ
ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ
ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ
ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ ہیں بہ

۶۱

آمد بزرگ حسین کی اس دھوم دھام سے
بجنے لگے ہیں طبل و علم ہر مقام سے
میدان جنگ بلکہ ہے بزم و بام سے
عصیاں کدہ و دیر بنا کعبہ و حرم
آنکھیں کہیں کہیں تھیں بجھی جا بجا کی طرح
دیکھا اس انجمن میں ہر اک حضور کی

۶۲

آیا جو میں سلطنت حسنؑ کا علم
دنیا بنا حضور کا اور آسمان حرم
لرزے کہ مر گئے یزیدیوں کے بیشتر دم
کفر و ضلال کا ہوا دین کا حشم
ہاتھ اٹھا کے ہر طرف حضور کی حضور سے
کہتے تھے کر دو ان کو عطا ان سے بڑھ کر سے

۶۳

اللہ رے جلال و تجمل حضور کا
عالم ہے جوش حسن امام غیور کا
لیکن ہے پر فضا و ہوا کی امین بھی کا
چھینٹا ہے بال بال سے فیاض نور کا
ٹھنڈی ہے چھاؤں ہے ہر اک فرد کی ضیا بھی
قائم کبھی ہے سایہ ہے ہر آفتاب کی

۶۴

لاریب بزم ہے جو کہیں جانثار کی
ہے جاں نثار بزم ہے ہر جاں نثار کی
ہر بات میں ہے شان ہر اک کام میں ہے کی
دنیا دکھا رہی ہے ادا کردگار کی
ہر قدرت خدا کی ہے ہر بات میں ہے
ہر ایک میں ہے شان ہر اک کام میں ہے

۱۴۵

شیخ و برہمن آمد و بیگانہ و شیخ و آشنا
بادہ و بادہ دہ و ساقی و مطرب و نے و چنگ
نامہ سیاہ و مفتی و زنار و خرقہ و عصا
آب حیات و لعل لب یار خوشگوار
پیر مغاں و آن کہ ازو یافت خرقہ را
سر بر کف و طرف بہ رہ عشق نہادہ
ہر سہ بہ یک طرف بہ رہ عشق نہادہ

۱۴۶

تیر بلا ز شست قضا بر نشانہ ہم
نسبت بہ صید بیش نہ کردیم التفات
ہم بار کوہ غم بہ سر شانہ ہم
پیدا و ناپدید بہ ہر آشیانہ ہم
بیگانہ ہم بہ خویش و بہ یگانہ ہم
دیوانہ ہم بہ عقل و بہ فرزانہ ہم

۱۴۷

بہر سواری طرف زمانہ ہم
ہر صبح ہر شبانہ ہم
بیکار و بیگانہ ہم
دیوانہ ہم بہ عقل و بہ فرزانہ ہم
اب بیت بیت ہم بہ دو بیتانہ ہم

۱۴۸

اے عشق جوش حیرتی کار ساز باد
ذوق فراز نشاہ تمنا نیاز باد
کمند ہیچ ہست از آنچہ ہیچ باد

۱۶۱

آیا ہے ایک یار ذرا بھی یہاں کا بیں
رن میں یہ عنان نہیں ہے کفِ تیغ زن میں ہیں
رن از زمیں ہیں رن کی زمیں ہیں گگن میں ہیں
کہتا ہے کون کے دم میں ہیں اکسن میں ہیں
دریا ہیں یہ سپاہ کے کم از اژدہا نہیں
دستِ کرم نہیں ہے یہ ابرِ سخا نہیں

۱۶۲

تصویر اگر فرشتے کی تیغ و سپر میں ہے
آیا ہے سامنے کہ فرشتہ کمر میں ہے
بے خوف سر بہ سر ہے سپاہ اس قدر میں ہے
غل ہے کہ ایک لاکھ سوار ایک نفر میں ہے
سینے سپر کیے ہیں یہ ہیں تیغ زن نہیں
جانیں ہتھیلیوں پہ ہیں یہ بانکپن نہیں

۱۶۳

تھرا رہا ہے گرد ہوا کر رہا ہے یہ
جنبش میں تیغ و خود ہیں ہلا کر رہا ہے یہ
ہر تیغ کی کمر کو دبا کر رہا ہے یہ
ہر تیغ کی کمر کو دبا کر رہا ہے یہ
دشمن کی صف کو تیغ سے کاٹا ہے ہر طرف
پیچھے ہٹا ہے ہر طرف آگے بڑھا ہے ہر طرف

۱۶۴

بھالے ہیں ہاتھ ہاتھ میں تلوار بھی ہے ڈھال
جنبش میں ہیں کمانیں کماں دار بھی ہے ڈھال
ہر ہر طرف ہے تیر ہر ہر طرف ہے ڈھال
ہر ہر طرف ہے تیر ہر ہر طرف ہے ڈھال
ہر تیر کی ہے تیر سے ٹکر لگی ہوئی
ہر تیر کی ہے تیر سے ٹکر لگی ہوئی

۳۶

لو آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا
ہوا تھی جس کی چال چمن اس کا جا بجا
رہبر چراغ راہ کا رہزن ہوا کہ میں
اے وائے ناخدا کا ہی خوش ناخدا ہوا
ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

۳۷

آوازہ اس کی شوخیٔ رفتار کا گیا
دیکھا جو سرو باغ میں وہ قد یار کا گیا
بن جائے نہ کیوں نقش قدم اس کا سر بسر
ہر گام اس کے ساتھ دل بیقرار کا گیا
دریا کا دل بھی ہو گیا کشتی کا آشنا
پایا جو ہم نے پار تو دریا کے پار کا گیا
رکھتے ہیں دل پہ داغ ترے ہجر کے سبب
یہ باغ بھی بہار کے آنے پہ خار کا گیا

۳۸

ہر سمت حسن کا ترے بازار گرم ہے
ہر چند اعتبار ہے بے اعتبار گرم ہے
افسانۂ شباب ترا یاد آ گیا
ہر داستاں میں عشق کا کردار گرم ہے
ہے شمع انجمن کی طرح ہر کسی کی آنکھ
ہر چشم میں ترے رخ رخسار گرم ہے
ہاروں سے کہہ دو آج نہ آئیں بہار پر
ہر شاخ پر ہمارا گریبان گرم ہے
اے ابر کرم عطا ہو تجھے بھی کہیں سے آگ
ہر دل میں ہم غریبوں کے بس پیار گرم ہے

۳۹

کھڑا ہے یہ کہ جیسے کوئی آرزو کی بھیڑ
آنکھوں میں اس کی کھیلتا ہے کیسی کیسی بھیڑ
فتنے سے دل کے بڑھ کے ہے ارمان کی بھیڑ
لاکھوں کا ایک پر ہے ہزاروں کی ایک بھیڑ
بے رسم و بے نظر ہی سہی ہے تو ایک بھیڑ
دریا میں ہم ہیں اور ہے طوفاں کی ایک بھیڑ

۱۵۶

دنیا میں جگہ تیرے ستمگر کی بہت ہے
دیکھا ہے کہ وہ اپنی ہی تلوار کی زد ہے
تیغوں کے سایہ میں ہے ہر اک اہلِ ستم کا
بسم اللہ کہ اس گھر میں ہر اک طرح سے حد ہے
دو چار ہوا جس سے ہوا تو وہ ہوا بس
ایسا ہے ترا تیر کہ ایسا ترا قد ہے
اب کیا ہے یہ ہر جا ہے وہ ہر سو ہے کہ جس کی
ہر سمت سے ہر سمت ہی جانب ہے نہ حد ہے

۱۵۷

نیرنگیٔ عالم ہے کہ ہر سمت ہے وہ جلوہ
ہر سمت ہے وہ جلوہ کہ ہر سمت ہے وہ جلوہ
ہر سمت ہے وہ جلوہ کہ ہر سمت ہے وہ جلوہ
ہر سمت ہے وہ جلوہ کہ ہر سمت ہے وہ جلوہ
ہر سمت ہے وہ جلوہ کہ ہر سمت ہے وہ جلوہ
ہر سمت ہے وہ جلوہ کہ ہر سمت ہے وہ جلوہ

۱۵۸

دیکھا ہے کہ ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل
ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل
ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل
ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل
ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل
ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل ہر دل میں ہے اک حشر کی ہلچل

۱۵۹

اور نیلسن صاحب کہاں سے لائے
لائے تیرے کہاں سے لائے اور نیلسن صاحب کہاں سے لائے
لائے تیرے کہاں سے لائے اور نیلسن صاحب کہاں سے لائے
لائے تیرے کہاں سے لائے اور نیلسن صاحب کہاں سے لائے
لائے تیرے کہاں سے لائے اور نیلسن صاحب کہاں سے لائے
لائے تیرے کہاں سے لائے اور نیلسن صاحب کہاں سے لائے

۸۱

میں قدم سے سر تک مدینہ ہوں یا علی
ہر فرد فرد قلب کا ایماں ہے جان ہے
یا لیلۃ الجمعہ کے رمضاں کی ایک رات
اک رات میں ہزار شبوں کا جو مان ہے
بچوں کی طرح سے ہے مجھے پیار دیکھ کر
ماؤں سے بڑھ کے مجھ پہ مدینہ کی شان ہے
آنسو نہیں ہیں پونچھ کے دامن نہ ڈالیے
یہ قطرے قطرے قطرے نہیں آسمان ہے

۸۲

یاں در در سلام ہے واں در در صلوٰۃ
یاں بابا بابا لال ہے واں یا محمد و علی
جا بوسۂ کفِ پا ہے تو دستِ مبارک
یہ ہاتھ کیا ہے کوثر و تسنیم کا دھنی
ذروں میں بھی ہے کیف وہ جو ہے نہ جام میں
یہ چھوٹے چھوٹے ہیں کہ ہیں آسمان کی

۸۳

یہ کون قدسیوں کی زباں بولتا ہوا
بحرِ ثنا میں ہے مہ و انجم کا ناخدا
ہے نعت گو کا نطق فلک بوس اے رضا
زیرِ نگیں ہیں نعت سے ہفت آسمان و ارض
اے کاش ہو نصیب مجھے بھی وہ خاکِ در
ہے جس کی خاک سرمۂ چشمِ ملک رسا

۵۸۵

کافر اذان دیتے ہیں ناقوس اور کے
بت بنگر کعبہ بھی ہیں بت خانہ ہیں اور کے

باطل سے کہیں ہیں یہ حق ہاتھ اٹھا کے
قرآن و خدا ہیں یہ بت ہیں کہ خدا کے

وہ کعبہ ہے صدقے کہ جو بت خانہ ہے کعبہ
ہم کیا کہیں کیا کہتے ہیں کیا کہتے ہیں

۵۸۶

یہ بیس ہیں کہ دو ان بیس کے سمان
اور دھو بھی ہیں ان میں کہ ہیں ان کے بھی دھو

غالب یہ بھی ہیں کہ نہیں ان میں کہ ہیں غیاں
دیکھو تو کہیں ہیں کہ نہیں ہیں کہ ہیں غیاں

اڑ کر کبھی جاتا ہے گرد دیتے ہیں غبار
خاکسر کی جاتا ہے بھی ہیں خاک لاتے ہیں

۵۸۷

تھے جلوس جن بتاں ہیں ہاں کہ جن کے بعد
نو قدم سے کس رسا ہیں بت ہیں بعد

بجلی کا تار یا نہ سے نو قدم ہیں بعد
ہاں ما قدم تھے بعد ہیں ہاں بعد

تیاہ نہاں اور ہیں ہیں ہیں ہیں
جاں بخش یار جن بخش ہیں آتے ہیں

۵۸۸

دیدار میں تا جن بخش ہیں ہیں آتے ہیں
تیاہ ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

نو یا ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
کہ ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۱۴۸

ہم بھی دنیا میں ہیں خدا کے بعد
ہیں گنہگار پر خدا کے بعد
بخشنے والا ہے خطاؤں کا
حاجتیں روا خدا کے بعد
بے اذاں آسماں پہ ہیں تارے
بے علم گنبدِ فنا کے بعد

۱۴۹

ہم سا لاکھوں ہزار ہی کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا ہی کی تم
ہم سے کیا کیا کرشمے ہوتے ہیں
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم

۱۵۰

ہم سے کیا کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم

۱۵۱

ہم سا لاکھوں ہزار ہی کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم

۱۵۲

ہم سا لاکھوں ہزار ہی کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم
کیا کہیں ہم سے کیا نہیں کی تم

۱۴۱

یہ جو ہم بیٹھے ہیں اس کی جستجو میں
ہمیں کچھ کام ہے اس گفتگو میں

ہمارے ہاتھ میں ہے کیا کہ ہم ہیں
ہمارا کام ہے بس آرزو میں

ہمیں ہے کام اس سے جو نہیں ہے
ہمیں کچھ کام ہے اس گفتگو میں

ہمیں ہے کام اس سے جو نہیں ہے
ہمیں کچھ کام ہے اس گفتگو میں

۱۴۲

نہ خواب ہے نہ خیال ہے نہ یقین ہے
کہ نگاہ ہے نہ نظر ہے نہ مکین ہے

نہ وجود ہے نہ عدم ہے نہ یہ ہے نہ وہ
نہ یہ دل ہے نہ یہ دل ہے نہ یہ دین ہے

نہ یہ جاں ہے نہ یہ جاں ہے نہ یہ تن ہے
نہ یہ تن ہے نہ یہ تن ہے نہ یہ تین ہے

نہ یہ جاں ہے نہ یہ جاں ہے نہ یہ تن ہے
نہ یہ تن ہے نہ یہ تن ہے نہ یہ تین ہے

۱۴۳

رہے الساں ذکر تیرا بعد تیرے
گئے تیرے نشاں کیا کیا نہ تیرے

بجز تیرے کوئی دم بھرتا کس کا
رہے تنہا فقط تیرے نہ تیرے

ہوئے تیرے ہی چرچے جس جگہ تھے
رہے ہیں اب وہیں ڈیرے نہ تیرے

ہوئے تیرے ہی چرچے جس جگہ تھے
رہے ہیں اب وہیں ڈیرے نہ تیرے

۱۴۴

یہ جو ہم بیٹھے ہیں اس کی جستجو میں
ہمیں کچھ کام ہے اس گفتگو میں

ہمارے ہاتھ میں ہے کیا کہ ہم ہیں
ہمارا کام ہے بس آرزو میں

ہمیں ہے کام اس سے جو نہیں ہے
ہمیں کچھ کام ہے اس گفتگو میں

ہمیں ہے کام اس سے جو نہیں ہے
ہمیں کچھ کام ہے اس گفتگو میں

۹۸۴

بارہا دیکھا ہے تجھ کو بڑھتے بڑھتے بڑھتے بڑھتے
وہ تیرا تیغ بکف ہونا سر میدان عیاں

۹۸۵

اس بھل سے طرفہ پھول کھلا ایک اور ہے
دن میں رکھا نہ رہے رات کو باہر آئیں

۹۸۶

بیٹھ رہا سو رہا اٹھ دوڑا گر بیٹھا
کر کے تجھ سے سب کچھ ظاہر آخر ہیچ

۹۸۷

ہیں تیغ و قلم کو تیرے ہاتھ میں دو عالم
ہے بلند صاحب جو تجھ کو ہے تیرا مقام

۹۸۸

پھر تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۸۹

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۰

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۱

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۲

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۳

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۴

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۵

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۶

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۷

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۸

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۹۹۹

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۱۰۰۰

بیٹھا ہے تیغ کو کر نیام میں بیٹھا تیغ و قلم
کیا تجھ سے ہو سکے ہے تیرا کام

۱۰۱

جس کو چھو لیں یہ کبھی کہتے ہیں بوسہ لیجیے
کبھی پیار آئے تو کہتے ہیں کہ بیڑا لیجیے
پوچھتے ہیں وہ جب سے اٹھی ہے کیا لیجیے
کہتے ہیں کھانا غمان اہل عقل کا لیجیے
پہلی تنخواہ ہے یہ بیس روپیہ لیجیے
یہ اوس کا ہاتھ ہے اوس کا دوپٹا لیجیے

۱۰۲

یہ صفت کی صفت علم وہ پیدا کیجیے
قلب و دماغ و فہم اور سمجھ اپنا لیجیے
اک نہ اک بات کہنے کا ہوا لیجیے
نیچے سے اوپر کے اوپر سے نیچے لیجیے
رنگ ہر رنگ کے ہر ڈھنگ کا لیجیے
ران سے ملا ہوا ہے ہاتھ کہ ملا ہوا

۱۰۳

بھولا وہ اک جوان نوی الطبع بھی تھا
اندر نفس کے بیٹھا ہوا کیا کیا بھی تھا
اس کو خبر نہ تھی کہ وہ اک بھیڑیا بھی تھا
کہتا تھا میں ہوں نیچر و ہیئت کا عالم
یا میں ہوں ڈارون کا مقلد کہ برہمن
کل تک تو بھیڑیا تھا کہ بندر کہیں سے ہے

۱۰۴

بیٹی کی ماں سے بولی کہ کیا تم نے سنا
بھیڑیا ایک نیچر و ہیئت کا ہے عالم
بیٹی نے ماں سے کہا کہ ہے ہے وہ بھیڑیا
ماں نے کہا کہ ہے ہے وہ بھیڑیا
بیٹی نے ماں سے کہا کہ ہے ہے وہ بھیڑیا
ماں نے کہا کہ ہے ہے وہ بھیڑیا

۱۰۵

بیٹھ کر سایۂ گل میں ناصر
ہم بہت روئے وہ جب یاد آیا

۱۰۶

دل میں اک لہر سی اٹھی ہے ابھی
کوئی تازہ ہوا چلی ہے ابھی

شور برپا ہے خانۂ دل میں
کوئی دیوار گر پڑی ہے ابھی

کچھ تو ناواقفانِ حال کی سن
کچھ کہی ہے مگر سنی ہے ابھی

سو گئے لوگ اس حویلی کے
ایک کھڑکی مگر کھلی ہے ابھی

وقت اچھا بھی آئے گا ناصر
غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی

۱۰۷

دھیرے دھیرے سلگ رہی ہے رات
جاگ رہی ہے جاگ رہی ہے رات

بادل بادل جل اٹھتی ہے یاد
پتا پتا راگ رہی ہے رات

ساری ساری جاگنے والی آنکھ
سارا سارا جاگ رہی ہے رات

ساری ساری بھیگنے والی آنکھ
ساری ساری بھیگ رہی ہے رات

۱۰۸

سب کو وہ چاہتا ہے سوار ہی کے دریا
ریتی غلام جیسے آنکھوں میں تیلیاں

اور بہہ رہی ہے ندی آنکھوں میں تیلیاں
روتی گزر رہی ہے یہ زندگی ہمیشہ

کھڑکی کی کھڑکیوں میں بھی ہیں کھڑکیاں
بھیگی ہوا کے ہاتھ میں ہے بیم کا دیا

۱۱۰

دیوانہ وار دل سے یہ کہتا تھا وہ جری
آہ و بکا تھا اور نہ تھیں بند آنکھ کی پری
تیغ جفا کی پتلی چشم ہر اک عضو میں بھری
رفتار وہ بہ جس سے پیا ہے حرس ہری
آہ و بکا کے غم میں نہ فرہاد یاد تھا

۱۱۱

نازل بلائے تازہ ہیں ہر لحظہ آسماں
بیتاب ایک تیر قضا کی کمان ہے اعیاں
صورت نہیں کہ خود نہ ہو آفت جہاں
دیکھے نہ ایک بھی سے تیر آسماں
دیکھے جو کوئی وہم علم کے فضل تیکاں پر

۱۱۲

دنیا کی عزت اس سے ہے اس پر ہے ناز یہ
رد کرکے مرحبا بہ کہے تیرا انام یہ
آوازہ دی امام علیہ السلام کو
دیکھے حسین نیزہ پہ سر امام کا
بیتاب ہیں بہت کہ ہو بیعت امام کی

۱۱۳

حضرت کی فوج میں نہ تھا کوئی بادیدار
آیا کسی کے ہاتھ نہ تیغ جفا کا وار
واماندہ جنگ و مال کا کچھ غم نہ بار
پیارے جلا ہمان سے دشمن ہیں غبار
اک تشنہ لب نے تیغ سے دریا کیا تباہ

۱۱۳

یہ بیت بھی دکھائیگا خالق وہ درزیب
کچھ پھول غلام آپ کے گیسوئے پر طلب
سنتا ہوں میں وہ بیاہ کے قابل ہوئے ہیں اب
سمرا نہ دیکھا احمد مختار کا ہے غضب
وہ داغ بھی کچھ کلمہ میں بھی ہیں اک نہ بیچ
سب باندھے ہیں آنکھ بیاہ میں اک ہم نہ بیچ

۱۱۴

اب آپ کو ہم کہاں تک آخری سلام
ہم تیکھل مصطفےٰ کو ہم آخری سلام
عباس باوفا کو ہم آخری سلام
فرزند بیکسی کو ہم آخری سلام
ہم بیکھوں کو لے چلے دولت سے پیدور
اتنا غلام ہو ہا ہے رخصت حضور سے

۱۱۵

پھول خاک میں نصیب کی کو ملا نہ
اس سکینہ کی ہوس کی کو خدا نہ
بھی جس نے زیر تیغ دے سر اتنا نہ
وہ درد سر کھائیں کی کو خانہ
سلماں بھی بچائے تیغ بیدریغ کو
پیں بھا حسین کا سر بیچا ہے کو

۱۱۶

کہاں کی جاتی ہیں ان خشن کہیں
عباس نیم خفر تیم خفر سکیں
زینب کے لال خفر زینب کے
قاسم جلال جاہ میں نا حسن کے
سکے حسن شاہ ولایت کے دا بیٹے
بھی کہ کہ میری حمایت کے دا بیٹے

۱۱۷

یوں دردوں حسین سے کہتا تھا وہ بیمار
جو ایک روز تجھی ہوگی یہ آشکار
اس فوج سے صدا نہ سنی تین بار
اے شیر ہوشیار ہم آپہنچے ہوشیار
ہم غم گسار بندوں کو اس کان پہ کھڑکیوں
بیٹے اور بھائی دوڑ کے لوں تن پہ کھڑکیوں

۱۱۸

فرزند نے سنا یہ فصاحت کا یہ کلام
ہم کو بھی ہے تمام یہ قرآں کا ہے پیام
دیکھیں گے دیر میں تیرے ایماں کا ہے مقام
گر تیغ کھینچ کر یہ کہا دیں گے جان و سر
دل کھا کہیں گے گر کہا ہے ہاتھ کاٹ کر

۱۱۹

پھر انیس غلام سے بھی کہہ گیا سبب
یہ دن نہیں کہ کھیلے کوئی اس پہ کھیل سب
دیکھیں ہیں آج ہم پہ عزا دار کا غضب
بیٹھے ہیں آج ہم پہ عزا دار کا غضب
ہم کو ہوا ہے حکم جھکانے کو سر کا سر
ہم غم زدہ ہیں ہم پہ ہے غم کا بڑا اثر

۱۲۰

یہ کہہ کے دشت کربلا میں رزم کے
کیا دیکھتا ہے آ کے یہاں فوج کیں نا سمر
اک آفتاب ہے کہ شفق میں ہے جلوہ گر
اک باغ ہے کہ لالہ ہے ارغوانی رنگ تر
اک تازہ اک گلاب ہے اک تازہ اک گلاب
اک تازہ اک گلاب ہے اک تازہ اک گلاب

۱۲۱

کہ سر پٹک کے تباہ و خراب ہو جائیں
کہ ہم سے ہو نہ سکا ذکر ان کے پیکر کا
کہ ہم تو ہو گئے بیٹھے ہوئے ہی بیمار
عباسؑ بن علیؑ کے فرزند ہیں یہ
اکبرؑ کے بھائی ہیں یہ قاسمؑ کے بھتیجے
یہ حسینؑ ابن علیؑ کے لال ہیں

۱۲۲

یہ سن کے بولے کہ ہم بھی ہیں ساتھ قدم بہ قدم اس
جو ہم کو دیکھ لے پھر جنگ کی نہ تاب لائے
ابھی تو ہم ہیں کمر بستہ اور کمر بستہ
ہمارے ہاتھ میں ہیں تیغ و خنجر و شمشیر
جو ہم کو بلایا تھا وہی ہیں یہ حسینؑ کے ہمدم

۱۲۳

یہ سن کے بولے کہ ہم بھی ہیں ساتھ قدم بہ قدم اس
جو ہم کو دیکھ لے پھر جنگ کی نہ تاب لائے
ابھی تو ہم ہیں کمر بستہ اور کمر بستہ
ہمارے ہاتھ میں ہیں تیغ و خنجر و شمشیر
جو ہم کو بلایا تھا وہی ہیں یہ حسینؑ کے ہمدم

۱۲۴

یہ سن کے بولے کہ ہم بھی ہیں ساتھ قدم بہ قدم اس
جو ہم کو دیکھ لے پھر جنگ کی نہ تاب لائے
ابھی تو ہم ہیں کمر بستہ اور کمر بستہ
ہمارے ہاتھ میں ہیں تیغ و خنجر و شمشیر
جو ہم کو بلایا تھا وہی ہیں یہ حسینؑ کے ہمدم

۱۲۵

اُس نے کیا اعلان مرا اس دل سے داغ کھا کیا
یہ سنا کوئی اعلان نہیں موت کے سوا
اُس نے کہا لگا ہے یہ زخموں پہ تیر دوا
فرمایا ایسی تیغوں کے ہیں زخم ہی بھلے
یعنی مرے سب کرب کا ہے یہ ہی مداوا
ایسے ہی زخم اتنے ہی فرقت میں ہیں ملے

۱۲۶

یہ کہتے ہی گزر بن یہ تیر ہوا
چلا یا یہ کیسی تیز ہوا ہے یہ نرم ہوا
فرمایا ہیں جاں بلبوں کا حافظ ہوا
اسوقت ہم کو ان کی زبان کی ہے ہوا
دیکھو صبا سب سنو سمجھو یہ ہم اس کو کہیں گے
بیٹھا ہیں یہ دیکھ رہے ہم کو کہیں گے

۱۲۷

فرمایا کہ ہم کو اس کی ہے ہر بات
لاشوں کے درد بڑھ کے ہیں ہر ان کی بات
یہ لاشیں ہیں ہر ان کی بات
ٹھہرا یا ہم نے میدان کی بات
اگر کوئی ہے ہم کو ہے ہر ان کی بات
اٹھنے کی تھی لاشوں کو ہے ہر ان کی بات

۱۲۸

فرمایا کہ یہ نظر سے نہاں ہو گئے امام
دیکھی نہ پھر کسی نے کہاں ہو گئے امام
دیکھا کہ دشمنوں سے گماں ہو گئے امام
غارت گری کی تھی کہ فغاں ہو گئے امام
یہ سنتے ہی رکھا ہے یہ ہاتھ دل پہ ہم نے
راہوں میں ہم کہاں ہیں یہ ہم ہیں کہاں ہیں

۱۲۹

آوازۂ حسن یار نے محشر نہ کیا ہے
اب کیا مجال ہے کوئی کچھ بولے بھلا ہے
بھاگے ہیں دل و ہوش مرے کچھ نہ رہا ہے
پیچھے ہے دو رویہ پیر کہ بجلی کا مزا ہے
کانوں میں بھی بیلوں کے جو گھنگرو کی صدا ہے
دم نیچوں میں ہے جان نہیں جان ہوا ہے

رباعی

وہ دل نہ رہا دل نہ رہا دل نہ رہا ہے
اسباب ہوا اس کا بھی فرہاد نہ رہا ہے
کہہ زار وہ عہد و کہاں آہ و بکا ہے
جب کیفیتیں دل میں دمادم نہ رہا ہے

رباعی

اے عزیز یہ بیکار دم سرد نہ بھریں
کیفیتیں کیسی کیا ہیں کہہ کر نہ کریں
کھل جاتا ہے حقیقت آپ سے انشاء اللہ
اے خاک نشیں جی بھی ہم مرتے ہیں

رباعی

بازار میں ہے بیچنے والا کوئی دیکھے
بیگار میں ہے کوئی خریدار کسی کا دیکھے
ایسا نہ حسین ہے نہ کوئی ہوگا دیکھے
دنیا میں بھی اور اہل دنیا میں دیکھے

رباعی

گر باده بجز راح بجامے ریزند
پیوند چہاراں بہ چہارے ریزند
پیمانہ ما چو پر شود از صہبا
تا روز قیامت نہ بجامے ریزند

رباعی

عصیان کہ ز فرمان ما نہ بود
کی عفو ترا وقت تلافی نہ نمود
کس کس کہ گناہ کرد و در بخشش بست
چون ما بہ کسے امید احساں نہ نمود

رباعی

بیچارہ کسے کہ نام ما کرد بلند
مرواں ہمہ دعوی عقیدت دارند
کہ ہر کہ ز ما بریدہ او را بخدا
ہم خویش نخواند ہم بیگانہ پسند

رباعی

اے دل بہ دیار لالہ رویاں مپسند
حسرت بہ کسے کہ ہوش تنہا نہ برد
تا چند ز بیم و امید باشی غمناک
ہم بیم گزند و ہم امید سود

جب تیرا سیمیں بدن یاد آیا
ہم کو ہر گل پیرہن یاد آیا

یاد آیا تیرا پیمان وفا
یاد آیا تیرا ہر پیمان وفا

یاد آیا تیرا ہر وعدہ وفا
یاد آیا تیرا ہر وعدہ وفا

یاد آیا تیرا ہر وعدہ وفا
یاد آیا تیرا ہر وعدہ وفا

۲

تابش حسن و جمال عالم تیرا
ہر گل تر ہے گلستاں تیرا

ہر گل تر ہے گلستاں تیرا
ہر گل تر ہے گلستاں تیرا

ہر گل تر ہے گلستاں تیرا
ہر گل تر ہے گلستاں تیرا

۳

یاں سیمیں بدن کا یہ عالم ہے
یاں سیمیں بدن کا یہ عالم ہے

یاں سیمیں بدن کا یہ عالم ہے
یاں سیمیں بدن کا یہ عالم ہے

۴

یہ نزاکت یہ نازکی تیری
یہ نزاکت یہ نازکی تیری

یہ نزاکت یہ نازکی تیری
یہ نزاکت یہ نازکی تیری

۵

سر کھڑیں ہم ایک مرتبہ کیا ہو گیا ہو
سر کھڑیں ہم ایک مرتبہ کیا ہو گیا ہو
سر کھڑیں ہم ایک مرتبہ کیا ہو گیا ہو
سر کھڑیں ہم ایک مرتبہ کیا ہو گیا ہو

۶

کل تھے ہم یار کے انتظار میں کہاں
کل تھے ہم یار کے انتظار میں کہاں
کل تھے ہم یار کے انتظار میں کہاں
کل تھے ہم یار کے انتظار میں کہاں

۷

نالہ کرتا ہوں اضطراب کو
نالہ کرتا ہوں اضطراب کو
نالہ کرتا ہوں اضطراب کو
نالہ کرتا ہوں اضطراب کو

۹

یہ بھی کیا درد ہے طالع کا بیاں ہو نہ سکے
عمر بھر کوشش تقریر کیے جاتے ہیں

دل کا صدمہ ہے کہ ہر بات پہ رونا آیا
بس بس اے دیدۂ خونبار بہت ہو چکا

۱۰

بیٹھ رہنے کا نہیں ہے کہیں ٹھکانا
اللہ رے آسمان کی گردش کا کیا ٹھکانا

۱۱

سمجھ لیں کوئی ہم کو یہ ہے کیا نہیں ممکن
ایسا بھی کوئی ہے کہ نہ سمجھا ہو جسے کوئی

۱۲

دیوان ہوں میں ساقیٔ نیرنگ چشم کا
دربار ہوں میں حشر کے دن کے طلب کا

۱۴۱۱

بھاں حسین ارزنی تبریزی کہاں
لالہ ہفت اقلیم کہاں
سیف علی ہمدانی کہاں
ابوالحسن کہاں
سید علی کہاں
سید علی کہاں
سید علی کہاں
سید علی کہاں

۱۴۱۲

ابوالحسن ارزنی تبریزی کہاں
لالہ ہفت اقلیم کہاں
سیف علی ہمدانی کہاں
ابوالحسن کہاں
سید علی کہاں
سید علی کہاں
سید علی کہاں
سید علی کہاں

۱۴۱۳

وہ بھی کہاں
فرہاد کہاں
مجنوں کہاں
وامق کہاں
رانجھا کہاں
سسی کہاں
سوہنی کہاں
ہیر کہاں

۱۴۱۴

ہیر کہاں
سوہنی کہاں
سسی کہاں
رانجھا کہاں
وامق کہاں
مجنوں کہاں
فرہاد کہاں
وہ بھی کہاں

۱۷

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

۱۸

ہندو چلے حرم کو مسلماں دیر کو چلے
دیر و حرم میں اب یہ تماشا ہوا کرے

۱۹

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

۲۰

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

۲۱

ہم نے دنیا کی ہر شے سے انتقام لیا
بس نہیں تجھ سے تقاضا تیرا کیا کرتے

۲۲

ہم رہے یوں تو تری بزم میں ہر شام کے ساتھ
اٹھ گئے سب کے برابر سحر آہستہ آہستہ

۲۳

ہم کو جو ہجر میں تکلیف سحر ہوتی ہے
کوئی پوچھے تو کہیں کیا جو بسر ہوتی ہے

۲۴

ہم کو یاد آتے ہیں اکثر تیرے وعدے کی طرح
تو بھی اک دن یاد آ وعدہ فراموش آ کبھی

۲۵

ہم کو یہ انتظار تھا تم اب آئے تب آئے
بیٹھے ہیں ہم تو آج پہ تم کل پہ ٹال کے

۲۶

ہم کو یہ کیا ہوا کہ ستم ہو جفا نہ ہو
کیوں ہو ادا جو کہاں ہو ستم یا جفا نہ ہو

۲۱

ہاں کہ بیکاری سے بہتر کاروبار
کچھ نہ کچھ کرتے رہیں ہم اختیار
کچھ نہ کچھ کرتے رہیں ہم اختیار
ہاں کہ بیکاری سے بہتر کاروبار

۲۲

کیوں ہاں بولو زرد کیوں ہو یار
کیوں ہاں کیا ہے تم کو بھی آزار
کیوں ہاں کیا ہے تم کو بھی آزار
کیوں ہاں بولو زرد کیوں ہو یار

۲۳

یہ تو کہیے کیا ہے یہ بیماری
فاقہ ہے فاقہ ہے بیماری
فاقہ ہے فاقہ ہے بیماری
یہ تو کہیے کیا ہے یہ بیماری

۲۴

فارغ البالی ہے ہم کو ایک بار
فکر ہے کیا ہے ہم کو ایک بار
فکر ہے کیا ہے ہم کو ایک بار
فارغ البالی ہے ہم کو ایک بار

۲۵

یہ نظم ہے عالم غیب میں ابھی بند ہے
ہے کیا ہمارے پاس کوئی بند ہے
زلفیں ہیں کہ کھینچا ہے اک کمند ہے
ہے ہم پہ کچھ نہ کچھ ان کی نظر بند ہے
ہیں قید اور قید سے کوئی رہا نہیں
زنداں کی کوئی راہ نہ دیوار ہے کہیں

۲۶

اب کیا یقین کم ہو گمان بیش ہم
بابا کہ کچھ پتہ نہ ہو کیا ہیں کہاں ہیں ہم
بچپن میں ہو کسی کو تو پیری کا ہو بھرم
اب ہی ہیں ہم جوان تو کیا ہیں جواں ہیں ہم
داغ فراق ان کی کسی کے نشاں ہیں ہم
بابا کہ ہیچ ہیچ ہیں ہیچ مداں ہیں ہم

۲۷

یہ ہے ہی ہے سلطان گدایان گدایان
فرمایا صبر نے نہیں معبود کا نشان
کہ ہے ہے کہ ہے ہے کہ ہے ہے کہ ہے ہے
ان سے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہم جا کے روئیں سے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۲۸

بن کی طرف سے بھی ٹوٹی ہیں کمانیں
کہ ہے وہ آس نہ رکھ سے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے کہ ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
کہ ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۴۲۹

سلیم گاہ میں ہاتھی کی جگہ کی تھا مام
یوں ہی رہے دن جب آقا پر صلوٰۃ و سلام
جس طرح دانہ ایک کا بدلے سو دانہ
پیدا کرے ہر ایک بیج کا بدلے سو دانہ
آنحضرت کے طفیل ہر ایک کی جاں ہو نہال
آمیں یا رب العالمین بہر حسن و حسین

۴۳۰

نہ سنی نگاہ عورت کی ہوس نے کی تمام
دیکھے نہ سلاح نبی کی تیر میں نام
آہ ہم سے کبھی اس کے نہ ہو گناہ
یہ کیفیت ہم کو ہر دم دیجیو دکھا
بحق پنجتن کے کر مندوں کو بھیجیو مدد
بہ طفیل ہر کمالات کا مندوں کو بھیجیو مدد

۴۳۱

عباس و دلاور و علی اکبر کی بھیجیو
کر کی یہ بندہ کمتر کی بھیجیو
نہ ان کو دل میں کبھی ہو ہوا و ہوس کی
آخر کو ہو ان کی بھی مغفرت کی
سب کا ہو مغفرت پہ ہی انجام
بہ طفیل یا علی ہر ایک کا ہو نیک انجام

۴۳۲

یہ دعا کی ہے بندہ نے بہ ہر نہج
بہ طفیل شاہ حجاز و نجف
کیجیو سلام جب یہ دعا ہو
بہ طفیل حسین ہو یہ ادا ہو
تھے دار امید وار کھڑے ہیں ادھر ادھر
آقا ہر اک غلام کے تیرے ہے آس یہ

۳۲۲

گردن بلا کے شاہ نے دریا پہ جو اٹھائی
اور پیڑوں سے سامنے ہو تیمم اڑا آئی

نیچے سے ہاتھ قبلہ و دیں کی طرف بڑھا
اوپر سے ہر طرف یہاں نثر ابر سا گیا

فرمایا یا الٰہی ہمارے کیا قبول
کام آوے ہاں غلام تمہارے یہ جو کیا

۳۲۳

نعمت سے دولت کی اس گھڑی یہ ہاتھ
فضہ کو بھیجا شاہ کی بیگانہ نفلات

زینب سے آکے کہتی تھی انیس کا پتہ
وہ بی بی ان کے ساتھ ہو بیمار بیٹی کی

ان کا یہ کہنا سن کے بہت خوش ہوئی بی بی
بیمار بیٹی کو بھی ہے ہمراہ لیجئے

۳۲۴

زینب یہ بیکار ہیں بہت خلاف بیٹی ہم
عابد نہیں سوائے گرفتار اور قافلہ بیمار

اور بیٹھے جب کہ فوج کا فوج ہو گیا
آخر کو بیٹھ کر یہ سواری سے آ گئے

کیا کام قید خانے میں بیمار کے رہے
کیا کام قید خانے میں بیمار کے رہے

۳۲۵

بیٹوں سے دی خبر اگر اس ماجرا کی بی بی
ہمراہ فوج بیٹوں کے فوراً روانہ کی

ہاتھوں سے گرد جھاڑ کے خیمے میں آ گئے
وہ بی بی ان کے ساتھ ہو بیمار بیٹی کی

اس کا یہ کہنا سن کے بہت خوش ہوئی بی بی
بیمار بیٹی کو بھی ہے ہمراہ لیجئے

حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں

ہم فقیروں کا یہ ہدیہ ہے قبول
ہے دعا یہ ہو مبارک سب کو عید

۲۸

زینب سلمہا اللہ کی خدمت میں

دیکھ کر تصویر تیری شاد ہے
اک دعا ہے ہو مبارک سب کو عید

۲۹

بھائی ابراہیم کی خدمت میں

بھائی ابراہیم کی خدمت میں ہے
ہو مبارک سب کو عید

۳۰

قاسم کی اماں کی خدمت میں

قاسم کی اماں کی خدمت میں ہے
ہو مبارک سب کو عید

۴۴۱

نفیسہ دختر ارسلان الحبشی کی

یہ سب کچھ اور ہے اور میں کہ یہ بیمار سے بالا ہوا

یہ بار نکلے گا اب قرضداروں کو فرض ہے

ہمارے قرض سے بیٹی کا ہاتھ پیلا ہو

کہ بیٹی باپ کی عزت ہے بیٹی کا نہ ہو

ہمارے ہاں کی بیٹی کا ہو

۴۴۲

گھر بیچ کے اور اسے بیٹی کا بیاہ کرنا

یہ بیٹی کے لئے گھر بیچنا کیا ہے

ہمارے ہاں کی بیٹی کا ہو

ہمارے ہاں کی بیٹی کا ہو

۴۴۳

زیب بیٹے کے لئے بیوی سے بیٹی کا مانگنا

یہ بیٹی کے لئے بیوی سے بیٹی کا مانگنا

ہمارے ہاں کی بیٹی کا ہو

ہمارے ہاں کی بیٹی کا ہو

۴۴۴

بیٹی کا اپنے بیٹے کے لئے بیٹی کا مانگنا

یہ بیٹی کے لئے بیٹی کا مانگنا

ہمارے ہاں کی بیٹی کا ہو

ہمارے ہاں کی بیٹی کا ہو

۵۴۱

نذر میں کیا دیکھا نے جوانان حیدری
فعل تھا امام زادے سے کرنا کفن خری
کیجئے خطاب بھی کہ رہے نام آوری
اگر ہم ان سے مرد بھی فرد صفدری
لیجئے قوال مرگ قبیل جہاد کی
ہاتھ میں بیعت دل قبض فتح ۱ کی

۵۴۲

ہم نہ بیعت نبی کی جیتے نے بار بار
عباس کی وہ لاش کیا اس کو بیقرار
بیٹھے سے بیٹھ بھال کے ہوئے بیقرار
بھائی کی بھی ہے بھائی کی غمخوار اے
غازی کی بھی ہے غازی کی غمخوار اے
بانو کے بھی ہے بانو کی غمخوار اے

۵۴۳

ہمکر پکار شاہ نے اپنے قریب کی
بیٹے کی نعش دیکھ کے بیتاب ہو گئی
وارث علم کا بھائی کا بیٹا ہے کون ہے
بیٹھے کی لاش دیکھ کے بیتاب ہو گئی
اربع تھا کیا مصیبت ناری کا ہم تھا
گھبرا کے ہم کو تھی بیتاب ہو گئی

۵۴۴

کہنے لگے علم کو طرف بازو تھام
دامن میں ہم کو بھائی کے بیتاب ہو گئی
بیٹھے کی لاش دیکھ کے بیتاب ہو گئی
گھبرا کے ہم کو تھی بیتاب ہو گئی
عالم کو دیکھ کے بیتاب ہو گئی
بانو کے دیکھ کے بیتاب ہو گئی

۴۶۹

ابن علی کے بخشے رسانے ربانی کی
پانی نہ ملے کہ پیڑ سے بہتے ہیں دل فگار
ہونٹ اور بھائی بھائی نے جانا نہ بھائی کی
کیسی زبان دیکھے تھے یہ ان کی خدا کی
نظروں سے دور ان کے تڑپنا کسک رہا
یہ بچہ ہے یا تھی کہ بھائی کی غیب سے

۴۷۰

بولا سکینہ ہر خیمہ سے یہ ہے
جس سے ہیں سب نہال وہ نہر فرات ہے
ہر دردِ قلب کو ہے اکسیر یہ ہے
تیرے لبوں پہ کیوں یہ پپڑیاں یہ ہے
یہ بھی ہے ایک تیر سے بڑھ کر ستم ہوا

۴۷۱

باگاہ دیکھ کی صدا اتنا فلک گئی
آواز بین جب کی یہ عورت بک گئی
یہ سنتے ہی کماں کی یہ جانب جھک گئی
ہر سمت غیر کی وہ نہ جانب جھک گئی
رن کی زمیں یہ جھک کے امامین جھک گئی

۴۷۲

اٹھا کے پیٹھ پر لیے بچوں کو تانوں کے
باقی ہے کل سے کان کھلے آسمان کے
بیکس زبان پر ہے یہی نام ان کے
جھٹکے وفا کے تشنہ لبوں پر فغاں کے
بیٹوں کی لاش دیکھ کے فرمایا کیا کہا

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۱۰۱

جو ہو سکے تو کسی غمگسار کی خاطر
کسی کے واسطے اک غمگسار پیدا کر

کہ زندگی ہے عبارت فقط عبارت سے
ہر اک نفس میں نئی زندگی کا پیار پیدا کر

ابھر رہا ہے جو دل میں خیال بن کے ابھر
جو بن رہا ہے نظر میں وہ شاہکار پیدا کر

جو بہہ رہا ہے رگوں میں لہو بنا کے اسے
ہر ایک بوند میں طوفانِ بے قرار پیدا کر

۱۰۲

آرزو کا نام ہے
زندگی کا کام ہے

ریزہ ریزہ ہو کے بھی
ہر نفس میں جام ہے

پیار کی ہر اک نظر
زندگی کا دام ہے

بجھ گیا ہے جو دیا
وہ بھی صبح و شام ہے

نیچ کا کہ اونچ کا
سب پہ اس کا نام ہے

۱۰۳

رات کا ہر ستارہ کہتا ہے
دل کا ہر غم سہارتا ہے

کیا ہوا جو ہے رات کالی بہت
صبح کا نور بھی تو ہوتا ہے

ہر کلی ہر چمن میں کھلتی ہے
ہر شجر پھل بھی تو ہی دیتا ہے

ہر نفس میں ہے زندگی کا پیار
ہر نظر میں نیا ہی جلوہ ہے

۱۰۴

بجھے ہوئے ہیں دیے کاش پھر جلا دیتا
ہر ایک دل میں نئی آرزو بسا دیتا

ہر ایک آنکھ میں آنسو ہیں ہر ایک لب پہ فغاں
ہر ایک آنکھ کے آنسو کو میں ہنسا دیتا

ہر ایک سمت ہے ظلمت کا راج ہر ایک طرف
ہر ایک سمت اجالا میں کاش کر دیتا

ہر ایک دل میں ہے نفرت ہر ایک دل میں ہے بغض
ہر ایک دل کو محبت کا آشنا دیتا

ہر ایک سمت ہے ظلمت کا راج ہر ایک طرف
ہر ایک سمت اجالا میں کاش کر دیتا

۱۱۱۵

تیغ زبان ہم سے صفحہ سب آگشتہ و بیاں
تھا قلم نیشکر کو بیدِ گویا ہے گویا ہے گویا ہے

۱۱۱۶

ہم نے فلک پہ بیٹھ کے دیکھا جہاں تمام
اک خاکدان تھا سو پریشان و خاک تھا

۱۱۱۷

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۱۸

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۱۹

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۰

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۱

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۲

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۳

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۴

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۵

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۶

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۷

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۸

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۲۹

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۰

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۱

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۲

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۳

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۴

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۵

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۶

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۷

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۸

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۳۹

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۰

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۱

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۲

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۳

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۴

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۵

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۶

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۷

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۸

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۴۹

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۰

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۱

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۲

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۳

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۴

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۵

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۶

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۷

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۸

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۵۹

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۰

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۱

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۲

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۳

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۴

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۵

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۶

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۷

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۸

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۶۹

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۰

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۱

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۲

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۳

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۴

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۵

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۶

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۷

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۸

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۷۹

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۰

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۱

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۲

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۳

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۴

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۵

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۶

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۷

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۸

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۸۹

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۰

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۱

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۲

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۳

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۴

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۵

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۶

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۷

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۸

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۱۹۹

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۱۲۰۰

ہر گھر میں ہے ماتم کدہ اک شورِ فغاں کا
ہر دل میں ہے داغ اک گلِ داغِ جگر کا

۵۶۱

یہ ابتدا ان عمر بڑی عبادت کا وقت ہے
اللہ کی بندگی عبادت کا وقت ہے
ان عمر عمل کے بعد سہادت کا وقت ہے
وہ فاسد دنیوں کی نفاخت کا وقت ہے
غالب ہے سب پہ کیا یہ اجابت کا وقت ہے
بیٹھو دلوں میں کس کی کاذب کا وقت ہے

۵۶۲

پھر یاں نیم پیمانہ عمر کی کہاں
اٹھا دھم اسکا دھر بیٹھ اسماں
گھڑی نہیں ہاتھ آتی یہ ہیں دن
عمر دراں چکی کے پاٹ کی ہیں
خالی نقط ہلال پہ دھوکا ہے ماہ کا
نقرہ ہے فلک کا نہ نیمہ زمین کا

۵۶۳

اک جلسہ میں مفتوح پیمانہ ہزار انتظار ہے
نیمہ کی کیا بساط ہے جب انتظار ہے
فرد ہے کیا حساب جلالت ہے بار ہے
ہلالہ عمر نیمہ ہے اک دم شمار ہے
دل بند ہے نہ نیمہ ہے نہ دم ہے نہ تار ہے
عمر اک بیٹھ کر دل ہے نیمہ شمار ہے

۵۶۴

جو ہم بہ بھی دیدہ نیمہ ہے
بھی فنا ہے نیمہ ہے
دیدہ ہے آپ نیمہ ہے
نیمہ ہے بھی ہے نیمہ ہے
نیمہ ہے بھی ہے نیمہ ہے
نیمہ ہے بھی ہے نیمہ ہے

۴۹

ناگاہ رستہ سے بڑھا ایک پہلوان
پہلوانیں ان کی ایک پہلوان
پیٹ دریا سا کمر کوہ گراں
آنکھ سے کھاڑ کے ہوا دن رات
پہلوان نام و نسب اپنا سب کہا
دریا فتح پور حسین سے نام رکھا

۵۰

فرمایا بھاگ سب یہ فیل ہوں
پیٹ خدا اعزہ کہ ہیں ہم فرزند
صمصام ذوالفقار ہے اعظم رب ہیں
شہزادہ بلاکش و بیمار ہوں
حسن البلاد ہے وطن اپنا جہاں
کہتے ہیں فتح پور کا ہم نام رکھا

۵۱

بیٹا ہوں میں دوستی کا بھی ہم رکھتا ہوں
تیغ خدا کا لال ہوں ہم رکھتا ہوں
کہتے ہیں کہ ہم ہیں ہم رکھتا ہوں
کہتے ہیں کہ ہم ہیں ہم رکھتا ہوں
نام و نسب سے قدیم اور عرب کی ہے
رہتے ہیں ہم ریاست سے نام رکھا

۵۲

بیٹا ہوں میں عرب جا کے ہوا ہوں
جب ہم کہتے ہیں ہم رکھتا ہوں
ہم کہتے ہیں ہم رکھتا ہوں
ہم کہتے ہیں ہم رکھتا ہوں
ہم کہتے ہیں ہم رکھتا ہوں
ہم کہتے ہیں ہم رکھتا ہوں

۳۷۵

پیر و مرشد ہمارے نانا کا جو روزہ ہوا
ایران روزہ بکلم اک روزہ ہوا

۳۷۶

روزہ پیر کار روزہ دنیا و دین کا
ہے شہر رمضان جلیم کا مہینہ

۳۷۷

کل ہاں اعتکاف کا ہوا
ہاں روزہ بکلم اک روزہ ہوا

۳۷۸

بارہویں کو اپنی گھر سے نکلے
دریا کا اپنی ماہ سے ملے

۳۷۹

ہاں کیا ہے اعتکاف کا ہوا
ہاں روزہ بکلم اک روزہ ہوا

۳۸۰

ہاں کیا ہے اعتکاف کا ہوا
ہاں روزہ بکلم اک روزہ ہوا

۳۸۱

ہاں کیا ہے اعتکاف کا ہوا
ہاں روزہ بکلم اک روزہ ہوا

##

۱۰۸

مطلب ہر ایک حق کی عنایت سے کن گیا
خطبہ ہمارا نام امامت سے بن گیا
پھر سب کلام فکر نبوت سے بن گیا
امت کا کام ایک تمہارت سے بن گیا
جس کو جو حرف دھن سے ملا کام بن گیا
اب بچھڑے دو زبان کی زبانی بن گیا

۱۰۹

دل کی ہے یہ مراد کہ ہم یار بن گئے
نفس نفیس نانا کے غمخوار بن گئے
ابنائے نانا کا کرم بے شمار بن گئے
ہاں نانا میں ہیں بچھڑے حسن پیار بن گئے
بچپن کی یہ ادا ہے کہ ہم یار بن گئے
بچپن کے دوست اور ہیں جاں نثار بن گئے

۱۱۰

دیکھا جو ہم کو ساتھ ہے یہ دوست بن گئے
جب کہا ہم نے ہم دو ہیں یک جان بن گئے
پیارے ہیں کچھ ہم دو ہیں یک جان بن گئے
کر کے کرم ہمارے نگہبان بن گئے
دو بار بات سن کے ہی حیران بن گئے
دو بار بات سن کے ہی حیران بن گئے

۱۱۱

بچپن کے ساتھ ہیں ہمیں دو ہیں ہمارے یار
بچپن کے ساتھ ہیں ہمیں دو ہیں ہمارے یار
بچپن کے ساتھ ہیں ہمیں دو ہیں ہمارے یار
بچپن کے ساتھ ہیں ہمیں دو ہیں ہمارے یار
بچپن کے ساتھ ہیں ہمیں دو ہیں ہمارے یار
بچپن کے ساتھ ہیں ہمیں دو ہیں ہمارے یار

۱۸۱

ہے رشک ہی بھلا مرے غالب کو کیا کہا
ہیچ اور اس کے ضرب سے بڑھ کر ہے کیا کہا

گر نکتہ چیں ہے میر سخن پر تو کیا عجب
اس کو دماغ کیا نہ ہو ایسا ہے کیا کہا

شیشہ کو اس کے طاق سے ہم نے اتار کر
سمجھا یہ کچھ کہ اس کا ہے یہ مدعا کہا

کہتا ہے کون ان کو کہ یہ کچھ نہ کہہ سکے
ہاں ہم کو کیا نہ تھا کہ ہمارا کہا کہا

۱۸۲

آیا ہلال میں ترے ابرو کا خم نظر
قاتل ہے یہ تو ہو کے رہے گا ستم نظر

بھولوں ترے ستم کو اگر دم بدم نظر
ہر تار پیرہن میں ہے چشم پرنم نظر

حیراں ہوں دل کو رؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

ڈھونڈا کیا ہوں تیرے لئے چارہ گر کو میں
بیٹھا رہا اگرچہ اشارے پر کو میں

۱۸۳

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

اک اک کر کے مجھ سے چھٹے سارے یار حیف
رکھے گا کوئی روز مرے بخیہ گر کو میں

اے خانماں خراب برابر ہے نام بھی
گھر کو جلا چکا ہوں جلا کر کو میں

ہے کوئی ایسا جو کہ ترے تیر کا نہ ہو
ڈھونڈا ہے آج اس ستم گر کو میں

۱۸۴

ہے کس کس بات پہ ہم کو ترک کا ارمان
ہر بات پہ کہتا ہے کہ ہم تیرے ہیں ارمان

ہے ہے تری صورت نظر آئی نہ ہمیں ہائے
ہر چند رہا دیدۂ حیران کو ارمان

ہے ہے تری صورت نظر آئی نہ ہمیں ہائے
ہر چند رہا دیدۂ حیران کو ارمان

ہے ہے تری صورت نظر آئی نہ ہمیں ہائے
ہر چند رہا دیدۂ حیران کو ارمان

۵۸۴

حکم کیا الہام سلیماں وقار نے
ہم پر بس الریاح کہلوایا ہوا نے

جب تیغ کھینچ کر کیا ذوالفقار نے
دیکھا صفوں کو بیسویں تیر و ہزار نے

آوردگاہ دیکھ کے آبدار ہل گئی
ران کی زین ہل کے اٹھی آسمان کی

۵۸۵

تیر ان نے لیتے ہاتھ میں تولنے لگی پٹی
یہ کہہ کر ریں کہ در جاں رہنے لگی

ہر ایک زرہ کی کڑی کھولنے لگی
اعدا کی تیغ تیغ پہ تیغ بولنے لگی

گردن بلا کے تیر و ناوک جھیلنے لگی
ڈھالیں کھا کے سر و سینہ جھیلنے لگی

۵۸۶

بایں کرانہ بجلی سی چمکی ہے ساتھ ہی
ہاں جل گیا یہ ہاں یہ جلی جل گیا یہ ہی

للکار کی رعد کڑکی بجلی سی چمکی ہے
آواز دی کہ ابر ہوا جل گیا یہ ہی

بجلی تھی یا شرارہ تھا یا برق تھی یہ ہی
کچھ تھی کہاں سے آئی کدھر کو گئی یہ ہی

۵۸۷

دم مار جس نے ما فی الضمیر آنکھ کی جھپک
جاں تن میں جاں نہ جاں صفت جاں تپک

اس جس کے ہم نے جوں کا پیدا کیا
بڑھتے ہی سر تنے تن سے فلک پر چمک

اڑتے ہوئے سروں کی لگی تھی جھپک
بازو کٹے ہوئے تھے کہ تھی تیغ کی لپک

۸۹

جو ہو کا سلسلہ تھا کہ بجلیوں کا جال
یہ سیف تھا کہ بجلی تھی یا تھی تیغ جمال
جب ہم کہ ہاں اتارا ہمارے ہی کھا طرف مال
جب طرح دل حسینوں کی کل بن بان کی
تھی دار بند گیا تھا بن تیغ ابرو فن
جنبا لعبیا تھا وہ جاری بان یہ تھا

۹۰

سر اس کے ہاتھ کی زخموں میں اگلا وہ کرم
ہاتھ تیغ بھی جاری ہوں کہ تھا مجسم بیاں
دنیا بھی جاری ہوں کہ تھا مجسم بیاں
ہاں اس کی تیغ نے کیا اس کو زیر
سر کھ جدا رہ تیغ امام عراق سے
بن گیا ہے کھ خاک یہ کیا طاقت سے

۹۱

سر کھ کو اس نے خنجر یہ تیغ بجنت تیار
یہ دیکھ کر ہوا ہے کہ بجلی ہوا ہے تیار
زہر ہوا ہے کہ بجلی ہوا ہے تیار
دو ذوالفقار ہیں کہ بجلی ہوا ہے تیار
کہ کہ نہ دیکھی تیغ سے اصلاً در یہ تھا
کیا بھی کم در یہ تھا

۹۲

ہاں ہاں ہے بند تیغ کی بھی یہ کار
یہ بجلی ہوا تھا جب کہ بجلی ہوا تھا تیار
زان لال اور دو لال بن اسلام بن فرار
صد سے کہ ہوا ہے سد ہزار ہوا تھا
دل ہم ملک کا اسکے ہم کھ نہ تھا
طرح کہ ہم یہ بھی یہ تھا

۹۳

اک ضرب ہیں یہ ایک کے سر پر لگا رہی تھی
رہ رہ کے بھورت ہر دفعہ لگا رہی تھی
ہر بار وہ کھڑکی پہ گلی اور لگا رہی تھی
یہ بات تھی خفا کے بھاؤ بتا رہی تھی
وہ بات بات پر تھی جو لگا رہی تھی
دل بات یہ ہے کہ ہم کو بھی بھا رہی تھی

۹۴

سایہ دیوار پر ہے یا در پر ہے ہم
دیکھیں کہاں یہ کہتے ہیں کس گھر پہ ہے ہم
ہر بار وار کرتے ہیں ہر سر پہ ہے ہم
یہ بات تھی کہ ہم کو بھی ڈر پہ ہے ہم
وہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی ڈر پہ ہے ہم
دل بات یہ ہے کہ ہم کو بھی ڈر پہ ہے ہم

۹۵

ہر گاہ اس طرح سے بیاں کیا کریں
فکر لباس و ساز و طعام کیا کریں
کیا کیا نہ ہم کو ہوتا ہے کیا کیا کریں
یہ بات تھی کہ ہم کو بھی کیا کیا کریں
وہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی کیا کیا کریں
دل بات یہ ہے کہ ہم کو بھی کیا کیا کریں

۹۶

اس سے کوئی یہ پوچھے کہ ہم کیا کیا کریں
ہم کیا کریں کہ ہم کو بھی کیا کیا کریں
ہم کیا کریں کہ ہم کو بھی کیا کیا کریں
یہ بات تھی کہ ہم کو بھی کیا کیا کریں
وہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی کیا کیا کریں
دل بات یہ ہے کہ ہم کو بھی کیا کیا کریں

۹۷

اک شخص ہے کہ جس کا ٹھکانا نہیں کوئی
اک بات ہے کہ جس کا فسانہ نہیں کوئی
اک ذات ہے کہ جس کا یگانہ نہیں کوئی
یہ بات تھی کہ ہم کو بھی جانا نہیں کوئی
وہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی جانا نہیں کوئی
دل بات یہ ہے کہ ہم کو بھی جانا نہیں کوئی

۱۰۷

ہجر کی شب اشک غم کی نذر ہے
کہکشاں پر چشم تر کی نظر ہے
ہو نہ جائے غرقہ طوفان کہیں
ڈوبتی ہے نبض ڈوبتی ہے
ہجر کی شب اشک غم کی نذر ہے
کہکشاں پر چشم تر کی نظر ہے

۱۰۸

ہر طرف ہے بے کسی کا اک سماں
ہر طرف ہے بے کسی کا اک سماں
زلزلے میں ہے زمین و آسماں
زلزلے میں ہے زمین و آسماں
ہر طرف ہے بے کسی کا اک سماں
ہر طرف ہے بے کسی کا اک سماں

۱۰۹

میدان جنگ میں ہے لاشوں کا اک ہجوم
میدان جنگ میں ہے لاشوں کا اک ہجوم
ہر سمت ہے لہو کی ندیاں رواں دواں
ہر سمت ہے لہو کی ندیاں رواں دواں
میدان جنگ میں ہے لاشوں کا اک ہجوم
میدان جنگ میں ہے لاشوں کا اک ہجوم

۱۱۰

ہجر کی شب اشک غم کی نذر ہے
کہکشاں پر چشم تر کی نظر ہے
ہو نہ جائے غرقہ طوفان کہیں
ڈوبتی ہے نبض ڈوبتی ہے
ہجر کی شب اشک غم کی نذر ہے
کہکشاں پر چشم تر کی نظر ہے

سلام

اے پیغمبر بیان کرتے ہیں اہل عقیدہ
جانتے ہیں یہ اہل مدینہ کی بھی حقیقت
کیا ہے یہ پیغمبر کا ہی جسم و جثہ
اگر ساعت ان کی ہو فرمائے کیا قرار
اگر سیر کو جائے تو بتائی کی
کہتے ہیں زبان سے تو یہ ہے

سلام

اے پیغمبر اس جگہ کا بیان فرمائیے
تعریف ہے اس کے لیے جو ہے آگاہ
بیر کھجوروں کی صفوں سے بھرا ہوا ہے
بڑی بڑی کھجوریں ہیں جو ہیں
اور کھجوریں کرکر اوپر لٹکی ہیں

سلام

اے پیغمبر بیان کرتے ہیں اہل عقیدہ
اے پیغمبر اس جگہ کا بیان فرمائیے
اے پیغمبر اس جگہ کا بیان فرمائیے
اے پیغمبر اس جگہ کا بیان فرمائیے
اے پیغمبر اس جگہ کا بیان فرمائیے

غزل

کھٹکتی ہیں یہ صہبائے جرعہ بیں نگاہیں
اک نظام آن کے عہد میں بھی ہیں نگاہیں

اس عہد میں یہ بزم سیں کا تھا وہ مقام
آزار اس کی بھی کوہ و بیاباں نگاہیں

فرہاد کا دل کیا ہے کوہ بیاباں نگاہیں
بیٹھے ہوئے دل کیا ہے کہ طوفاں نگاہیں

غزل

اک فتنہ نگہ سے نکلا اک ولولہ جگر سے
اک تیر جا کے تڑپا اک زخم بھر سے

اک نشتر جلا کے تڑپا اک زخم بھر سے
اک شعلہ زندہ دل کیا اک خاک کر سے

یہ طرز نظم کیا ہے اک ساز بے خبر سے
ان سا ملا نہ ہوگا اس سا ملے گا کس سے

غزل

بانی کی ہے بہ ایسی جاں سے جہاں رہی
اک جاں کی تھی نظر بھر نیند و سکوں رہی

نیند کی ہے بہ ایسی جاں سے جہاں رہی
اک جاں کی تھی نظر بھر نیند و سکوں رہی

نیند کی ہے بہ ایسی جاں سے جہاں رہی
اک جاں کی تھی نظر بھر نیند و سکوں رہی

غزل

یہ ملت حیات بخش ہے کس کی عطا کیا
حاکم کیا ہے کس کا ہے یہ کس کا خدا کیا

زندہ کیا ہے کس کا ہے یہ کس کا خدا کیا
حاکم کیا ہے کس کا ہے یہ کس کا خدا کیا

زندہ کیا ہے کس کا ہے یہ کس کا خدا کیا
حاکم کیا ہے کس کا ہے یہ کس کا خدا کیا

۱۱۰

ملا بکر مدعی گئے اور صاحب بیان رہ گیا
بیچے کا دن تھا ہم نے اک آہ کی اور سو رہا

۱۱۱

آئی ندا کہ صبر و تحمل یہاں نہیں
تیغوں کا ظرف تیر تو پیکاں زباں نہیں
کی عرض ہاں ہاں تیغ سے ہم سمجھ گئے
قابل یہاں امتحان کے یہ جسم و جاں نہیں
دیوانے تو اب ہم بھی کہاں کے ہیں دیکھو
یاں تفرقۂ ضبط سے ہوش و حواس نہیں

۱۱۲

زندہ ہوا میں دفن سے کر دیکھا رہیں
تیغوں کی آبدار سے سر ہار ہیں
تختی نہ لگے بیچ میں گر کچھ ہار ہیں
میں جانتا ہوں جس کو وہ کیا جانتا نہیں
دل صاف یار کا وہ صفائی جانتا نہیں

۱۱۳

ہم بیکسی کا اپنی تماشا کہاں کریں
جس پر نظر پڑی ہے وہ دریا کہاں کریں
اپنی خبر ہمیں ہے نہ تجھ کو خدا کرے
تیغوں سے تیغ تیر سے پیکاں جدا کرے
اپنا ہی ایک یار رکھوں نام کس کس کا
تیغوں سے تیغ تیر سے پیکاں جدا کرے

۱۱۳

آگئی نیند اگر ہم پہ یہاں سب کو کھا گئی
بند سے کہاں عشق الٰہی نہاں ہے

یہ جاوید یہ اٹھا سے کوئی کیا جہاں ہے
یہاں ہماری خاطر سے کوئی کیا جہاں ہے

جس کو کہیں بنے سے کچھ نہ بنے کہیں کا
یاں ہم نے کام ہے سو ہے سو ہے سو ہے

۱۱۴

انسان کیا بلا ہے نہ یہاں بار بار ہے
یہ جو جہاں ہے آسماں یہ نہ سر پر اٹھا سکے

دریا کو کوزے میں نہ بند کرنا اتنا سہل ہے
ماہ حسین ہاتھ نہ آیا ہے نہ آئے گا

پھر آنکھوں سے جب اوجھل ہوا
ہاتھ نہ آیا کر بلا کچھ رہا

۱۱۵

یوں حال یہ حسین سے کہا جاوید نامدار
ہاں جیسے تم سے ہم ہیں ویسے ہی ہم کو تم ملے

تیغوں سے کھا کھا کے یہ تیغوں کو کھا گئے
یہ زخم کھا کے ہم نے سب زخم کھا لیے

یہ زخم کیا ہے تیغ کو تیغیں کیے ہیں یہ
جیتے رہیں گے یوں ہی یہ زخم کھا کھا کے

۱۱۶

اب یہ زیادہ پیچھے رہنا کیا ہے مقام
جن نے تجھ سے ہے تجھ کو جیتا ہے

وہ زخم کھا کے ہے ہیں ہمارے نام
یہ زخم کیا ہے ہیں ہمارے نام

یہ زخم فقط یہاں نہیں ہیں ہر جا
یہ زخم ہیں ہر جگہ ہیں ہر جا

یہ زخم ہیں ہر جگہ ہیں ہر جا

غالب

بجز خیال تو اے نور مجلس آرائی
سیاہ خانۂ بیت الحزن زلیخا تھا

نہ پوچھ وسعتِ میخانۂ جنوں غالب
جہاں یہ کاسۂ گردوں ایک خاک انداز تھا

ہے کس کس کو امید بلا کش تیرے آنے کی
کہ سب کے پوچھنے پر مجھ کو اک آنسو روانہ تھا

ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا

تم سے بے جا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ
اس میں کچھ شائبۂ خوبیٔ تقدیر بھی تھا

تو مجھ کو بھول گیا ہو تو بات کچھ نہ کہوں
کہ یاد ہوں تو تجھے وعدہ یاد کیا آوے

ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف حیات کی خو
کہ جب دوا نہ ہوا درد مدعا نہ رہا

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

ہر چند ہر اک چیز میں تو چھپا ہوا ہے
لیکن تجھے آسان ہے پانا مرا دیکھا

ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگ گراں اور

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

۱۲۱

باختر وہ نہ بھولیں گی زینب و خزاں
جب تک کہ ہے حسین کا ماتم رہے رواں
اک آنکھ بھی کرے گی نہ اشکوں کو رائیگاں
بیکار ہے یہ گریۂ بے اختیار آہ
بچھڑا ہوا تھا ایک برس میں جو کارواں
کیا کیا ہوئے ہیں ظلم سکینہ پہ آہ آہ
آئے ہیں جب کہ قید سے زینب کے ساتھ ہیں
کیا کیا ہوئے ہیں ظلم سکینہ پہ آہ آہ

۱۲۲

دوڑی یہ بیکسی کے اور گری وہ دم بدم
رو رو کے کہتی حسین حسین اور ہائے غم
بنتاب بدن کا ہوا نا یک بیک
بے بس بلا کے رہ گئی بیٹھی کی بیٹھی
اس بیکسی سے روئیں نہ کیونکر یہ ہم بہ ہم
بیٹی کی غم میں ماں کی یہ حالت ہے آہ آہ
بیٹی کی غم میں ماں کی یہ حالت ہے آہ آہ

۱۲۳

اے فاطمہ یہ بیکسی زینب کی دیکھ لے
آ کر ذرا بہن کا یہ عالم تو دیکھ لے
خیمہ جلا کے لوٹ لیا لشکر ستم
بھائی کا سر کٹا کے بہن کو دیا الم
اب کیا کرے گی بیکس و بے کس بہن ستم
ہے ہے بہن کی آہ و فغاں ہے بلند آہ
ہے ہے بہن کی آہ و فغاں ہے بلند آہ

۱۲۴

اے وارثوں سے بانی کی تیغ کھینچ لو
ظالم سے انتقام لیا کر سنبھل کر
تیغ کی دھار ہی نہ ہو اس میں خلل کر
یہ ظلم ہے کہ ظلم کی ہے انتہا کہیں
ایسا ستم کسی پہ کسی نے کیا کہیں
ایسا ستم کسی پہ کسی نے کیا کہیں

۱۲۵

اس بات کا کلام سے پتہ بھی نہ چلے گا
باتوں میں کچھ بات نہ ہو تو مزہ کیا آئے گا
بھولا ہی ہے غصہ بھی تو کیا کیا نہ ہوا ہے گا
ہر بات ہی پر بات بنانا کوئی آئے گا
زینب بھی ہے بھائی کی بہن بات بنانا
ہر بات پہ بھائی کی بہن بات بنانا

۱۲۶

پڑھ کر کبھی بھائی کو نہ بہلا کے ایک بار
بھائی کو کبھی گود میں بٹھلا کے ایک بار
سر کو کبھی سینے سے لگا کے ایک بار
بھائی کو کبھی پیار سے سمجھا کے ایک بار
زینب بھی ہے بھائی کی بہن بات بنانا
ہر بات پہ بھائی کی بہن بات بنانا

۱۲۷

اس بات کا بھائی سے نہ ہو ذکر کبھی بھی
بھائی کو نہ ہو رنج کبھی بھی
بھائی کو نہ ہو فکر کبھی بھی
بھائی کو نہ ہو غم کبھی بھی
زینب بھی ہے بھائی کی بہن بات بنانا
ہر بات پہ بھائی کی بہن بات بنانا

۱۲۸

جاوید سدا رہے گی یہ بھائی بہن کی
الفت کبھی ایسی نہ ہوئی ہوگی نہ کسی کی
کہتی ہے زبان جس سے وہ دیکھی نہ سنی کی
اب اور کیا ارادہ ہے یہ دیکھا نہ سنا کی
ہر بات پہ بھائی کی بہن بات بنانا
ہر بات پہ بھائی کی بہن بات بنانا

۱۲۹

وہ بوالہوس ہے اب سے غم نہیں ہوا
جھوٹ نہیں خبر ہے کہ کس سے بیوفا ہوا

سوداؔ بار بار پچھتاتا ہے اپنے حال پر
یہ تم سے کس نے کہا تھا کہ عشق کر

۱۳۰

یہ کہہ کے خیمہ گاہ کو وہ خشمگیں گئی
یاں تیغ بے سر اور وہاں آستیں گئی

دشنہ بجفا ہیں قہر پہ اندوہ گیں گئی
تا عرش فاطمہ کی صدا نہ نہیں گئی

کیا کیا نہ ہائے ہائے کی اس وقت حزن سے
وہ لی جو ہائے ہائے کی ہائے حسین سے

۱۳۱

اب انجمن میں بیٹھ کے دیوان کیجیے
یہ نظم ہے کہ عین کرامت بیان کیجیے

تعریف کیجیے نام سلامت بیان کیجیے
ہاں صاحب زباں کی کرامت بیان کیجیے

آیا ہے وہ دہن کہ عدم کی بھی کھا گیا
ہے ہے زبان کھا گئی تیغ زبان کیجیے

زبانی

زبان کھا گئی تیغ زبان کیجیے

کس کس کی کھا گئی ہے زبان دیکھیے

بے بس زبان کیا ہے سر تیغ کیا کہے
ہے ہے زبان کھا گئی تیغ زبان کیجیے

رباعی

بارانِ کرم گر بتو یاری نکند
خیمۂ امید تو بجائی نرسد
ای بیخبر از خدا بخود باز آ
تا بیخبری ترا خبر باز دهد

رباعی

یارانِ کہن را بطلب زر بگریزند
چون بینند کہ بر تو نیست ہیچ امیدی
ہنگامِ بلا ہمہ ز در بگریزند
از خانۂ خود ہمی بدر بگریزند

رباعی

دنیا نہ بمردان سپہ جاہ آرد
ہمواره بقہر گردنش را خم نیست
آنرا کہ بچشم سر نمی بیند حق
ہم نیست کہ ہم نیست کہ ہم نیست

رباعی

بارانِ کرم گر بتو یاری نکند
ای بیخبر از خدا بخود باز آ
تا بیخبری ترا خبر باز دهد

کہ وہ ہم پر بار بار درود بھیجتے ہیں اور ہمارے لئے دعا کرتے ہیں

۴۵

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر کیونکر درود بھیجیں

فرمایا یوں کہو السلام علیک ایہا النبی

۴۶

ہم نے عرض کیا السلام علیک ایہا النبی تو ہم جانتے ہیں

پھر ہم آپ پر کیونکر درود بھیجیں

فرمایا یوں کہو اللہم صل علی محمد

۴۷

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد وارحم محمدا

۴۸

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۴۹

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۵۰

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۵۱

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۵۲

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۵۳

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۵۴

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۵۵

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۵۶

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۵۷

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۵۸

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۵۹

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۶۰

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۶۱

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۶۲

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۶۳

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۶۴

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۶۵

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۶۶

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۶۷

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۶۸

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۶۹

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۷۰

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۷۱

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۷۲

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۷۳

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۷۴

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۷۵

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۷۶

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۷۷

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۷۸

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۷۹

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۸۰

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۸۱

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۸۲

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۸۳

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۸۴

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۸۵

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۸۶

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۸۷

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۸۸

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۸۹

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۹۰

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۹۱

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۹۲

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۹۳

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۹۴

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۹۵

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۹۶

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۹۷

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۹۸

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۹۹

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم اغفر لمحمد

۱۰۰

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

اور آپ کی زیارت کرتے ہیں

پھر ہم کیا آپ کے لئے دعا بھی کریں

فرمایا ہاں کہو

اللہم ارحم محمدا

۴۵

ہم خراب ہیں بھی دیکھتے ہی کہہ دیا
جھانکا غیب سے کہ دیکھا جہاں پناہ
پھر ہو گئے وہ گم کہ کلیجہ دہل گیا
بے لگے گئی آپ کی بس ہو گئی نگاہ
کیا پوچھتے ہو ایک وصف بھی ہم میں نہ تھا
ہر بات خوب ہے کہ خدا کی زبان ہے

۴۶

بیٹھا کرو نہ علم سے ان کے کیا سوال
آئینہ ہے جو گنگ کبھی بولتا بھی ہے
دیکھا ہے جاگتے ہی سے یہ ظلم و جہل کا
رہ کر کہاں خضر سے یہ چھپتا خفی کا حال
یاں ایک بار بار میں بیڑا ہے پار کا
اک بیکس و غریب کے ہاتھ میں ہے تھامتے

۴۷

بیمار خدا کا بندہ ہے کہیں نام
مظلومیت کا اس سے بڑا اور ہی مقام
دیکھا ہے جس کو ایک نے بیتاب ہو گئے
بے چین ہم ہوا ہے تپی ہو گئی حرام
دل جا بتا ہے جب کہ صدف کر دیں ہاتھ کی
رہ جائیں بھی حسین کہ دیا ہی کہتے ہیں

۴۸

نیرنگیٔ زمانہ تو دیکھو کہ کس طرح
جبریل بنگ سے ہے شرف یاب ہو گئے
زبان نہ ہو اگر یہ کہ کوئی نہ کہہ سکے
جاگے کہ اس زبان میں ہر ہر ہنر بھرا
ساماں فلک یہ غرہ صد ہا ہے نور کا
دنیا میں یہ حسین ہے میرے حسین کا

۹

کل رات تو جی کھول کے رویا تھا بہت میں
آنکھوں کو مگر اشک فشانی سے بچایا

۱۰

یہ سن کے کہنے لگی کہ جاتا ہوں دیکھ لینا
رہتا ہوں میں خفا ہر اک بات پر کسی سے
بیٹھی ہوں اس لئے میں منہ پھیر کر ادھر کو
سب سے کہا کہ تیرے باعث ہوا ہوں رسوا
بیٹھی ہوں اس لئے میں منہ پھیر کر ادھر کو
سب سے کہا کہ تیرے باعث ہوا ہوں رسوا

۱۱

یہ سن کے کہنے لگی کہ جاتا ہوں دیکھ لینا
رہتا ہوں میں خفا ہر اک بات پر کسی سے
بیٹھی ہوں اس لئے میں منہ پھیر کر ادھر کو
سب سے کہا کہ تیرے باعث ہوا ہوں رسوا

۱۲

یہ سن کے کہنے لگی کہ جاتا ہوں دیکھ لینا
رہتا ہوں میں خفا ہر اک بات پر کسی سے
بیٹھی ہوں اس لئے میں منہ پھیر کر ادھر کو
سب سے کہا کہ تیرے باعث ہوا ہوں رسوا

۱۳

اس کو بھی ہم اپنا کہہ کر دھوکا کھائے
یہ بھی آخر ہم جیسا ہے کیا کہنا ہے
وہ تو ہے ہی ایسا ہے کیا کہنا ہے
ہم نے اس کو اپنا سمجھا کیا کہنا ہے
ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے
ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے

۱۴

یہ بھی ہم سے ہنس کر ملتا ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے
ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے
ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے

۱۵

ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے
ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے
ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے

۱۶

ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے
ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے
ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے
ہم نے بھی کیا کیا دھوکے کھائے کیا کہنا ہے
ہم کو بھی اب ہوش کہاں ہے کیا کہنا ہے

۱۸۶

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق کو بوسے مری زبان کے ہیں

۱۸۷

ابھی تو آتے ہی ہوگا خیال کیا کیا کچھ
ابھی تو دل میں مرے اضطراب ہے کیا کیا

۱۸۸

ابھی تو آتے ہی ہوگا خیال کیا کیا کچھ
ابھی تو دل میں مرے اضطراب ہے کیا کیا

۱۸۹

اب ہم فنا ہوئے ہیں تو آئے ہیں یاد وہ
کہتے تھے ہم کہ ہم سے ہے کیا دشمنی تمہیں

۱۹۰

ہاں ہاں ہے یاد خوب مجھے وعدۂ وصال
لیکن نہ اعتبار قیامت کا کیجیے

۱۹۱

ہاں ہاں ہے یاد خوب مجھے وعدۂ وصال
لیکن نہ اعتبار قیامت کا کیجیے

۱۹۲

ہاں ہاں ہے یاد خوب مجھے وعدۂ وصال
لیکن نہ اعتبار قیامت کا کیجیے

۱۹۳

ہاں ہاں ہے یاد خوب مجھے وعدۂ وصال
لیکن نہ اعتبار قیامت کا کیجیے

۲۱

اصحاب کہف کا بھی عجب ماجرا ہے
دل جب اہلبیتؑ سے بھر جائے ہے
آنسو نہیں گرتے ہیں یہ موتی ہیں
ہر ایک قطرہ ہے اک دریا
کل بھی ہے آج بھی ہے

۲۲

ہم کو بھی ہے اس کی تلاش
دنیا کا ہر ذرہ ہے تصویر اس کی
پیڑ کی ہر شاخ پر ہے اس کا نام
کہکشاں ہے اس کے قدموں کی گرد
طفل کا ہر لفظ ہے اس کا کلام

۲۳

عید کا دن ہے یا ہے عید کا چاند
تیرے در پر ہے سجدہ ریز ہر کوئی
تیرے در کا ہے ہر گدا محتاج
میرے آقا ہے تیرا در کعبہ
تیرے در پر ہے ہر کوئی حاضر

۲۴

ہر طرف تیرا ہی ہے جلوہ
تیرے در پر ہے ہر کوئی حاضر
تیرے در کا ہے ہر گدا محتاج
میرے آقا ہے تیرا در کعبہ
تیرے در پر ہے ہر کوئی حاضر

۲۱۵

ہاں کہ نہ نکلیں گے کبھی ہم کہ یہ کیا ہوا
دریا میں ہو بلا زدہ قطرہ صبا ہوا
لازم ہے اپنی جگہ جمے ہر کہ آ ہوا
کس شمع میں اس رخ کا سویدا نہ جا ہوا
جب آنکھ کھولی دیدۂ حیراں وا ہوا

۲۱۶

دنیا ای وہ جا ہے کہ جہاں سے گزر گئے
ان جیسے بلبلے ہیں سو پیدا و مر گئے
اب ڈھونڈتے ہیں ان کو چراغ سحر گئے
رہ جائیں ایسے ساتھ کہ جی سے اتر گئے
ہم کیا سفر کریں گے کہ منزل پہ مر گئے

۲۱۷

دیکھا ہے اس کو ہم نے ہر رنگ میں ہر طرح
ہے ہے کہ اس کے ہاتھ سے ہم ہو گئے تباہ
ہر دم ہے ایک نئی روش ایک نئی نگاہ
ہر بار ہے ہر ایک سے ہر ایک کی نباہ
ہر ایک کو ہے ہر ایک سے ہر ایک کی چاہ

۲۱۸

ہے ہے کہ اس کے ہاتھ سے ہم ہو گئے تباہ
ہر ایک کو ہے ہر ایک سے ہر ایک کی چاہ

۱۶

لبِ خاموش کی تعبیر ہے فریادِ حزیں
طاقتِ گویائی ہے ہر نالۂ بیتاب میں

پھر ہوا ہے دل کو سودائے تماشا اے نگاہ
ہے تقاضا دیدۂ بینا کا اس نایاب میں

ہے تکلف بر طرف، آئینہ بھی حیرت میں ہے
کیا پری پیکر ہے تو اس عالمِ اسباب میں

ہے ترے ابرو کے خم میں خانۂ آئینہ کی
کج ادائی کس کی ہے اس گھر کے ہر آداب میں

ہے ترے کوچے کی مٹی کا خمیر اے آفتاب
ہے ترا پرتو ہر ذرّۂ خاکی کے اندر تاب میں

۱۷

جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا
تپشِ شوق نے ہر آبلہ پا میں باندھا

عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بیدرد کچھ
ہم سے کھنچ کر ستمِ رشتۂ بسمل باندھا

ہاتھ سوتے ہیں ترے سینۂ بیتاب پہ دھر
رہ گئے سحر ترے کیا دلِ غافل باندھا

ہم نے دشوار کیا کارِ محبت کا نباہ
عذر کو اپنے ترے عہد نے سہل باندھا

کیا ترا دل بھی رقیبانہ تصرف سے غرض
کہ ترے طرزِ تغافل نے تجاہل باندھا

۱۸

ہے بسکہ ہر اک اشک میں طوفان کا عالم
ہر قطرۂ بیتاب ہے دریا کی طرح نم

۲۷۶

سب بارے بھی بھر سے اٹھانا پڑتی ہے
بنیاد ہو مکان یا ریاست کوئی ہو

ظاہر ہے کہ ہر ایک کو ہر فن نہیں آتا
ہر شخص کو کچھ کام تو کرنا پڑتا ہے

اندر کا خلا باہر کی فضا بن کے رہے گا
کمرے میں جو طوفان کو روکو گے کسی دن

سیکھا ہے کہ ہر چیز کی قیمت ہے چکانا
کچھ بھی ہو مفت میں نہیں آتا ہے کچھ نہ کچھ

۲۷۷

اپنی ہی بات جھوٹ ہے اپنا ہی سچ غلط
ہر شخص کہہ رہا ہے کہ دنیا بدل گئی

ہاں کس نے کیا ہے کیا کہا کچھ بھی یاد نہیں
اک عمر ہو گئی ہے کہ مدہوش ہیں سبھی

اب بھی ہے کچھ زبان سے اور دل میں اور کچھ
اب بھی ہے کچھ نہ کچھ کہیں باقی ریا کہیں

ہیں لوگ کس قدر مرے ہمدرد جن کے ہاتھ
اک عمر سے ہے میرے گریباں کی دھجیاں

۲۷۸

اپنی تباہی کا ہے مجھے کچھ ملال نہیں
ہاں دوستو تمہارا مگر نقصان ہو گیا

ہر شخص کی زبان پہ ہے اک ہی گفتگو
سب کا ہے ایک حال تو ہر ایک ایک حال ہے

ہر ایک کہہ رہا ہے کہ ہے اس کا ہاتھ تنگ
ہر ایک کی جیب میں ہے مگر ایک ہی سوراخ

ہاں کس نے کیا ہے کیا کہا کچھ بھی یاد نہیں
اک عمر ہو گئی ہے کہ مدہوش ہیں سبھی

۴۱

جیم الف نام نیم ایشاں خان خانہ
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں

۴۲

ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں

۴۳

ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں

۴۴

ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں
ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں ہمہ ایشاں

۴۴۴

یہ جسم کس کا ہے کس کی یہ روح ہے آسماں ہے

۴۴۵

وہ ان کا جلوہ کہ جس سے ہے روشن و تاباں

۴۴۶

ہے ان کی یاد سے روشن دل و دماغ ہمارا

۴۴۷

ہر ایک ذرہ ہے اک آفتاب کی مانند

۴۴۸

ہے ان کی یاد سے روشن دل و دماغ ہمارا

۴۴۹

کہیں جدا ہے جس سے وہ نہیں ہمارا ہے

۴۵۰

نہیں ہے کل جہاں کی بستیوں میں کوئی ہمارا

۴۵۱

ہمیں سے ہے کہ ہیں جس سے تمام ہم سارا ہے

۴۵۲

سیاہ دل کا ظلم ہے ہمیں ہمارا ہے

۴۵۳

ہے ان کی یاد سے روشن دل و دماغ ہمارا

۴۵۴

ہے ان کی یاد سے روشن دل و دماغ ہمارا

۴۵۵

ردیف میں اور قید میں ہے ہمارا

۴۵۶

نہیں ہے کل جہاں کی بستیوں میں کوئی ہمارا

۴۵۷

سیاہ دل کا ظلم ہے ہمیں ہمارا ہے

۴۵۸

ہے ان کی یاد سے روشن دل و دماغ ہمارا

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۵

ارشد کمال ہے کہ نہیں پابجنسی کا
یہ ارتقاء ہے ہر اک دور بندگی کا

۱۴۶

یہ کھیت یہ دہقان سب تمہارے ہیں
ہم تو فقط محافظ ہیں

۱۴۷

یہ کھیت یہ دہقان سب تمہارے ہیں
ہم تو فقط محافظ ہیں

۱۴۸

یہ کھیت یہ دہقان سب تمہارے ہیں
ہم تو فقط محافظ ہیں

۱۴۹

یہ کھیت یہ دہقان سب تمہارے ہیں
ہم تو فقط محافظ ہیں

۱۵۰

یہ کھیت یہ دہقان سب تمہارے ہیں
ہم تو فقط محافظ ہیں

۱۵۱

یہ کھیت یہ دہقان سب تمہارے ہیں
ہم تو فقط محافظ ہیں

۱۵۲

یہ کھیت یہ دہقان سب تمہارے ہیں
ہم تو فقط محافظ ہیں

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۲۱۱

ہم عدو بلا ہی تیرے کر بلا کی بنتی
گھر یا قضا کا بھی ہے در یہ آگ ہی
در کھولتی ہے جب تیرے گھر کی بیٹیاں
اس برق در انتظار کے جھونکے ہیں
یا بڑھتی ہے عقب سے بگولے جو خیمہ کی
واں بھی یہی ہیں بنتی ہے ہم یہاں

۲۱۲

قالیں کی تیرے بیٹیوں کی جاں ہی فرش کا
بیٹھی ہے ظلم ہر ان سے کہ بھی بنا
ہے لاش صبر پر ان سے کہ بھی بنا
کن کا در لیں ہی کیا ہے جو ہر ہی انتظار
آنکھ ظلم ہے ستم کی ہے ہر انتظار
بیٹیں ہی ہے ظلم کی ہے ہر انتظار

۲۱۳

ہر کر ہی ہے ظلم سے ہی جاں بنی
بیٹی ہے ظلم ہر ان سے کہ بھی بنا
بیٹھی ہے ظلم ہر ان سے کہ بھی بنا
بیٹھی ہے ظلم ہر ان سے کہ بھی بنا

۲۱۴

ہر بنا ہے ظلم ہر ان سے کہ بھی بنا
بیٹھی ہے ظلم ہر ان سے کہ بھی بنا
بیٹھی ہے ظلم ہر ان سے کہ بھی بنا
بیٹھی ہے ظلم ہر ان سے کہ بھی بنا

۱۶۴

ہم خستہ تنوں سے محتسبو کیا کام تمہارا شرع میں کیا
جو پاؤں سے سر تک زخمی ہیں واں چاہیے کیا اور زرہ قبا

۱۶۵

ہم پر جو ستم کیجے سو ناچار سہیں گے
تم سے نہ کہیں گے کہ ہمارا نہ کہا کیجے

۱۶۶

ہم کو ستم عزیز ہیں تم کو وفا سے کام
یہ طرز وہ ہے جس میں تمہارا بھلا نہ ہو

۱۶۷

ہم کہاں تک اپنے دل کو غم و اندوہ سے بچائیں
کبھی یہ بھی آ کے دیکھے کہ جو کچھ کیا ہے تم نے

۱۶۸

ہم کہیں اپنا ہی قصہ یہ نہ سمجھا تم نے
اس میں کچھ شائبہ خوبیٔ تحریر بھی ہے

۱۶۹

ہم کہیں قصہ تو کہتے ہو کہ یہ کہتا ہے بیان
تم کو تکرار کا دعویٰ ہے تو ہوگا ہم کو

۱۷۰

ہم کو تو میسر نہیں مے خانہ کا نشہ
تم ساقیٔ محفل ہی سے پیمانہ اٹھا لو

۱۷۱

ہم کو ستم عزیز ہیں تم کو وفا سے کام
یہ طرز وہ ہے جس میں تمہارا بھلا نہ ہو

۱۷۲

ہم کو ستم عزیز ہیں تم کو وفا سے کام
یہ طرز وہ ہے جس میں تمہارا بھلا نہ ہو

۱۷۳

ہم کو ستم عزیز ہیں تم کو وفا سے کام
یہ طرز وہ ہے جس میں تمہارا بھلا نہ ہو

۱۷۴

ہم کو ستم عزیز ہیں تم کو وفا سے کام
یہ طرز وہ ہے جس میں تمہارا بھلا نہ ہو

۲۱۴

سب رنگ ایک بیخودی بیدار کا نشہ ہے
تیرا ہی ساتھ تیرا ہی تیشہ ہے کوہ کن
تیغیں کھنچی ہوئی ہیں تنے ہیں تیر ہر طرف
کس کا نشانہ ہے کہ ہر اک تیر ہے خطا
ہے ہر نگاہ ایک نیا زخم ہر ادا
ہر زخم ایک تیغ ہے ہر تیغ ایک ادا
ہر ادا ہے ایک تیر ہر تیر ہے ادا
ہر تیر ہے ایک زخم ہر زخم ہے ادا
ہر زخم ہے ایک تیغ ہر تیغ ہے ادا
ہر تیغ ہے ایک تیر ہر تیر ہے ادا
ہر ادا ہے ایک زخم ہر زخم ہے ادا
ہر زخم ہے ایک تیغ ہر تیغ ہے ادا
ہر تیغ ہے ایک تیر ہر تیر ہے ادا

۲۱۵

یہ رنگ و بو یہ گلستاں یہ بزم و رزم کی دنیا
یہ سب ہے ایک بیخودی بیدار کا نشہ
بھی ہے ایک بیخودی بیدار کا نشہ
ہم ہیں کہ ہیں ایک بیخودی بیدار کا نشہ
ہم ہیں کہ ہیں ایک بیخودی بیدار کا نشہ
ہم ہیں کہ ہیں ایک بیخودی بیدار کا نشہ
ہم ہیں کہ ہیں ایک بیخودی بیدار کا نشہ
ہم ہیں کہ ہیں ایک بیخودی بیدار کا نشہ
ہم ہیں کہ ہیں ایک بیخودی بیدار کا نشہ

۲۱۶

نرگس کی آنکھ جب سے ہوئی ہے نگاہ مست
ہے ہر نگاہ مست کی ہر آنکھ مست مست
جنت سے ہیں نکالے ہوئے آدم و حوا
دنیا سے اب ہیں آدم و حوا نکالے ہوئے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے

۲۱۷

نرگس کی آنکھ جب سے ہوئی ہے نگاہ مست
ہے ہر نگاہ مست کی ہر آنکھ مست مست
جنت سے ہیں نکالے ہوئے آدم و حوا
دنیا سے اب ہیں آدم و حوا نکالے ہوئے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے

۲۱۸

نرگس کی آنکھ جب سے ہوئی ہے نگاہ مست
ہے ہر نگاہ مست کی ہر آنکھ مست مست
جنت سے ہیں نکالے ہوئے آدم و حوا
دنیا سے اب ہیں آدم و حوا نکالے ہوئے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے
یہ بات ہے کہ ہم ہیں ترے چاہنے والے

غالبؔ ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے
بیٹھے ہیں ہم تہیہ طوفاں کئے ہوئے

رونے سے اے ندیم ملامت نہ کر مجھے
آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی

لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط
تو ہو اور آپ بصد رنگ گلستاں ہو جائے

دیکھ کر تجھ کو چمن بسکہ نمو کرتا ہے
خود بخود سرو کے دامن میں لہو کرتا ہے

جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی
لکھ دیجیو یا رب اسے قسمت میں عدو کی

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا

جز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار
صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا

آمد سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے
نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی
در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا

واے دیوانگیِ شوق کہ ہر دم مجھ کو
آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا

جلوہ از بسکہ تقاضائے نگہ کرتا ہے
جوہرِ آئینہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا

عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ
عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا

لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط
تو ہو اور آپ بصد رنگ گلستاں ہو جائے

دیدار کی ہوس ہو تو سن لے کلام کو
جز چشم ہو نہ گوش بھی روزن کلام کا

ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے
تسبیح کرے دانۂ جو رشتہ گہر کا

ہے وصل ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں
معشوق شوخ و عاشق دیوانہ چاہیے

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا

جز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار
صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا

آمد سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے
نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی
در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا

واے دیوانگیِ شوق کہ ہر دم مجھ کو
آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا

جلوہ از بسکہ تقاضائے نگہ کرتا ہے
جوہرِ آئینہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا

عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ
عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا

لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط
تو ہو اور آپ بصد رنگ گلستاں ہو جائے

دیدار کی ہوس ہو تو سن لے کلام کو
جز چشم ہو نہ گوش بھی روزن کلام کا

ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے
تسبیح کرے دانۂ جو رشتہ گہر کا

ہے وصل ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں
معشوق شوخ و عاشق دیوانہ چاہیے

۱۵۶

تم ہو فرزندِ علی اور میں ہوں غلامِ حسنین
یہ ہے اعزاز کسی اور کو حاصل ہی نہیں

۱۵۷

ہاں مگر ہم ہیں کہ ہر سانس میں زندہ ہیں حسینؑ
ہاں مگر ہم ہیں کہ ہر دل میں مکیں ہیں حسینؑ

۱۵۸

کچھ ہیں ایسے بھی جو ہر سانس میں ڈھونڈیں تجھ کو
کچھ ہیں ایسے بھی جو ہر دل میں کہیں ہیں حسینؑ

۱۵۹

وہ کہاں کہاں ہے یہ ماری حسینیت
یہ کہاں کہاں نہیں ہے یہ ماری حسینیت

۱۶۰

قاتل کا ہاتھ آج بھی یہ ماری آ رہی ہے
یہ خنجر جب سنان کی ماری آ رہی ہے

۱۶۱

اب یاد وہ مقام کہ غنچے ہیں نہ پھول
یہ باغ ہے حسینؑ کا یہ باغ ہے حسینؑ

۱۶۲

اک تیر تیرِ دل ہیں یہاں سینہ سینہ میں
اک تیر تیرِ دل ہیں یہاں سینہ سینہ میں

۱۶۳

ہاتھ کٹوں کا کہیں ہے اور کہیں ہے
ہاتھ کٹوں کا کہیں ہے اور کہیں ہے

۱۶۴

یہ سب ہمارے ہی ہاتھوں کی الفتیں ہیں
یہ سب ہمارے ہی ہاتھوں کی الفتیں ہیں

۱۶۵

دورِ غلامی کا وہ پھر انا یاس کا
وہ پھر انا دل کا وہ داغ ناحق

۱۶۶

کہنا بلک بلک کے یہ پھر مرا اس کا
اے کہ وابستہ علی کی کہ یاس کا

۱۶۷

دیتے ہیں ہر زمانے میں آواز کربلا
ہم ہیں علی کی کہ یاس کا

۱۶۸

۱۶۹

تم ہو فرزندِ علی اور میں ہوں غلامِ حسنین
یہ ہے اعزاز کسی اور کو حاصل ہی نہیں

۱۷۰

زندہ ہیں حضرت حسینؑ کی یاد
زندہ ہیں حضرت حسینؑ کی یاد

۱۷۱

ہے یہ فقط فاطمہ آل عبا کا ان
ہے یہ فقط فاطمہ آل عبا کا ان

۱۷۲

اپنی ہر سانس کو ہے آلِ عبا کا ان
اپنی ہر سانس کو ہے آلِ عبا کا ان

۱۷۳

سارے زمانے کی ہے آلِ عبا کا ان
سارے زمانے کی ہے آلِ عبا کا ان

۱۷۴

ہم ہیں علی کی کہ یاس کا
ہم ہیں علی کی کہ یاس کا

۱۴۱

اے تیغ بند اس بھانی کے آوں بلا کے
زخموں کی بھی رہتی ہے پھر طاؤں بلا کے
بھادر بدن کے نیچے بھی دل ہے بلا کے
یہ کل ہے سر پہ آکے اٹھاؤں بلا کے
یہ بھی تو بھائی اس کے ہیں مر جاؤں بلا کے
آنسو بھر آئے آگے نہ بولا گیا بلا کے

۱۴۲

سونپا کسے ہے بن کا یہ پیارا بھتیجا بھی نے
پیارے پہ اس کے بھی ہے بہت پیار کی نگاہ
یہ بھی تو ہے بھائی کے بیٹے کی بھی نے
دیکھا ہے کیا بھی اس کی بھلائی کی بھی نے
بھیجا ہے اس کو ساتھ بھی اپنے بھی نے
بھیجا ہوں کس طرح سے نہ بھیجا کہو بھی نے

۱۴۳

اے تیغ بند بھی لگا ہوں تو نہ ہوں کے
سید کی بھی ہے دل میں بھلائی نہ ہوں کے
بھائی کی بھی ہے بھی ہے بھلائی نہ ہوں کے
بھائی کی بھی ہے بھی ہے بھلائی نہ ہوں کے
بھائی کی بھی ہے بھی ہے بھلائی نہ ہوں کے
بھائی کی بھی ہے بھی ہے بھلائی نہ ہوں کے

۱۴۴

یہ کہتے کہتے بھائی کی آنکھ بھر آئی
ہمت بھی ہار بیٹھے بھی ہے بھی ہے بھی
بھائی کی بھی ہے بھی ہے بھلائی نہ ہوں کے
بھائی کی بھی ہے بھی ہے بھلائی نہ ہوں کے
بھائی کی بھی ہے بھی ہے بھلائی نہ ہوں کے
بھائی کی بھی ہے بھی ہے بھلائی نہ ہوں کے

۴۸

باغبانِ ظلم تا زد دعوتِ بزمِ طرب کرد
سایبانِ غارتِ جانِ جہاں مہمانِ ما کرد

اب کہ کلیوں در بہارِ عشرتِ ما خندہ زد
بلبلانِ بیدلِ ما را ز گلشن ہا بدر کرد

ہر کہ از ما بیدلاں بر شاخِ گلہا آشیاں
ہر کہ از ما بیدلاں بر شاخِ گلہا آشیاں

رباعی

کب غیر کے بعضوں پہ جہاں لا یتناہی
الہام خدا ہے تری تکمیلِ بیاں کا

اک یہ بھی ہے اعجاز ترے اسمِ گرامی
دنیا میں سخن ہم حلال اپنا ہے

رباعی

اے ابرِ تری گرد فشانی کیا ہے
آ دیکھ کہ یہ دردِ رسانی کیا ہے

اے بیخبرِ زمزمۂ بربطِ ہستی
اے بیخبرِ زمزمۂ بربطِ ہستی

رباعی

تیرانِ قضا میں کہ کمانیں بندوں
کیا بلبلِ کو در پئے دامانِ بندوں

خلاقِ معانی نہ تجھی ہیں نہ رہیں گے
خلاقِ معانی نہ تجھی ہیں نہ رہیں گے

ع۵ ۔ اس مصرع میں عجب نہیں کہ مصنف نے اپنے جد اعلیٰ ملا ملی شیرازی کی مثنوی "سحر حلال" کی طرف اشارہ کیا ہو۔ جقیر خیر اللہ

جب ہم نے قصہ غم کا سنایا تو وہ ہنسے
کچھ اپنی سادگی پہ کچھ اپنے نصیب پر

بھولا ہوں اک جہان کو تیری نگاہ میں
کیا تجھ سے دوستی کا صلہ مانگتا کوئی

کہتے ہیں آج اس نے گنہگار اپنا
کون ہوتا ہے حریف مے مرد افگن عشق

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا

حسرت ان غنچوں پہ جو بن کھلے مرجھا گئے
ایک دن وہ تھا کہ میں بھی تھا بہار آئی بھی تھی

۴

جن کا صدقہ ہے یہ ہر نغمہ و ہر ساز میں سوز
ان کی بیتابی کا ہم نے بھی مزا لوٹا ہے

ہم سے کیا ہو سکا محبت میں
خیر تم نے تو بے وفائی کی

ہم نے کہا کہ ہم بھی ہیں تیرے ہی نام لیوا
ہنس کر کہا کسی نے یہ بھی ہیں کام لیوا

ہم نے کہا کہ ہم بھی ہیں تیرے ہی نام لیوا
ہنس کر کہا کسی نے یہ بھی ہیں کام لیوا

۴

حیدری فاقہ بیتابی و عریانی عشق
تم سلامت رہو کیا کچھ نہیں کرتا کوئی

ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے
ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے

ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے
ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے

۴

ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے
ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے

ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے
ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے

ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے
ہم نے دیکھا ہے وہ عالم بھی کہ اب یاد آئے

۱۴

بجا یاد گاری ہیں یہ سب کی یہ سب کو بھلا یاد ہی
کفن بھی صدف کا ہے غلطاں گہر میں گہر بار کی یاد ہی
جہاں بھر کے گوہر دل و جان سے قربان تیری ادا پر ہوئے
دو رویہ ہے تیرے ستم گر کی تیغ اور تیرے ستم گر کی یاد ہی
ہم اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ہی دل کو ہیں کرتے رہے پارہ پارہ
ہمیں کیا ہمارے ہی ہاتھوں سے ہم پر ہوئی کارگر کی یاد ہی
زباں پر ہے کس کی ثنا اور ہے دل میں تصور کسی کا
نہیں ہے خدا کی خدا کی یہ ہے بندگی بندہ پرور کی یاد ہی

۱۵

کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے
ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
ہمیں ہیں ہمیں ہیں ہمیں ہیں ہمیں ہیں
ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے
ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے

۱۶

کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے
ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
ہمیں ہیں ہمیں ہیں ہمیں ہیں ہمیں ہیں
ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے
ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے

۱۷

کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے
ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
ہمیں ہیں ہمیں ہیں ہمیں ہیں ہمیں ہیں
ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے کہاں ہے
ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے

۹

سنبدار راستہ کی کسی بط تیسیر کے لیے

کشتیاں لاکے رکھیں سرِ دوش جبیر کی

بھولا وہ لالہ ان بن طالا کی مفر کے

۱۰

دیکھی سات دروازے کی پیچیدگی

اور پھلاری دیر عمیاں کی وہ چوٹی بنانی

جاجھو اجھڑ کے اٹھوں کی بیٹی کی ان کا

جب ڈرے بنگلہ پر بات دیر الیجا

بادل اور دیکھ کے ذرا سے بڑھنے

ایسے ایکوں کی بھی کھا بھی بڑھنے

۱۱

دن بڑھا کی تیم نے بھی بنی کی بنگلہ

بات بات کی بھی تھیں جانے کیا

رانجھ بانوں کے دروں فطرت

ہاتھ حسین اور ان بھی

گرد بھی جھوٹا بنی

تیس ساتھ بڑھا

۱۲

ناگہاں راہ میں بیٹھا ہوا دیو ملا

کہنے لگا تو بھی ہے اپنا ہی ہم جنس بھائی

دیکھ کر تجھ کو ہوا دل میں بڑا ہی خرم

وہ زن بد کہ جو شوہر کی نہ ہو دل سے رفیق

بخت بد بھی ہے اس کا بڑا ہی ظالم

اس کی قسمت میں سوا رنج کے کچھ اور نہیں

۱۲۱۵

کہاں تک ہم صنم لائے تمہیں کیا
کہ ہر بت آخر بت نکلا خدا کیا

زمیں والوں کو ہم کیا کیمیا دیں
کہ ہم خود ہیں زمیں کے آسماں کیا

یہ بیگانے نہ کر دیں آشنا سے
بھلا دیکھیں تو ہم کو آشنا کیا

ہمیں تیغ و کفن کی آرزو ہے
ہمارے واسطے ابر و ہوا کیا

۱۲۱۶

مقدر کھا رہا ہے پیچ و تاب اپنے
کہ ہم ہیں اور ہیں الجھن میں خواب اپنے

ہمیں کیا ہے کہ ہم ہیں کامیاب اپنے
ہمیں تو ہیں ہمارے انتخاب اپنے

کہاں ہم اور کہاں یہ خواب اپنے
کہ ہم ہیں اور ہیں الجھن میں خواب اپنے

جو ہیں بیگانۂ آداب اپنے
وہ کیا جانیں کہ ہیں آداب اپنے

۱۲۱۷

ایک عورت نے مجھ سے یہ پوچھا
کہ ہے کیا چیز عشق اور کیا ہے

میں نے کہہ دی ہے اس سے اپنی طرح
کہ ہے کیا چیز عشق اور کیا ہے

کہہ دیا ہے کسی نے کیا اچھا
کہ ہے کیا چیز عشق اور کیا ہے

ہم نے بھی اس کو یہ جواب دیا
کہ ہے کیا چیز عشق اور کیا ہے

۱۲۱۸

ہم جو کہتے تھے کہ ہم ہیں بے وفا
کہہ دیا اس نے کہ ہم بھی ہیں وفا

ہم نے کہا ہم ہیں بہت ہی بے ادب
کہہ دیا اس نے کہ ہم بھی ہیں ادا

ہم نے کہا ہم ہیں بہت ہی بے ادب
کہہ دیا اس نے کہ ہم بھی ہیں ادا

ہم نے کہا ہم ہیں بہت ہی بے ادب
کہہ دیا اس نے کہ ہم بھی ہیں ادا

۱۲۱۹

ہم جو کہتے تھے کہ ہم ہیں بے وفا
کہہ دیا اس نے کہ ہم بھی ہیں وفا

ہم نے کہا ہم ہیں بہت ہی بے ادب
کہہ دیا اس نے کہ ہم بھی ہیں ادا

ہم نے کہا ہم ہیں بہت ہی بے ادب
کہہ دیا اس نے کہ ہم بھی ہیں ادا

ہم نے کہا ہم ہیں بہت ہی بے ادب
کہہ دیا اس نے کہ ہم بھی ہیں ادا

جبکہ بابا ہے علی تیغ خدا ذوالفقار
جبکہ حیدر فاتح ارجان ہو ذوالفقار
جبکہ اک بھائی ہے شاہ کربلا ذوالفقار
جبکہ ہے شبیر تیغ ذوالفقار
اور زینب نہیں ہے ذوالفقار
بھائی ہار گیا التمش سے زیادہ ہے

۱۸

بجز حضرت زینب نہیں کچھ یاد
زینب میں اور ہی القاب ہیں آتی
کہ بھائی کی ہے عزا دار حسینؑ
زینب کا بھائی ہے شہید کربلا

۱۹

یہ کہہ کر کیا تیر سینہ میں پار تھا
سب بیٹھے تھے بھائی کی لاش پر
بھائی کی لاش پر
کہ بھائی کی لاش پر
بھائی کی لاش پر

۲۰

یہ بھائی کا ہے ہاتھ
کہ بھائی کا ہے ہاتھ
کہ بھائی کا ہے ہاتھ
کہ بھائی کا ہے ہاتھ

۴۲۱

یہ دیکھ جس کو ذرا شاخ گل کی سر کھائے
ہزار بلبل شیراز اس پہ جان دیں

۴۲۲

بھلا ہو بھلی کا یارب کہ اس نے بعد مدت
میری بات درمیاں سے کوئی تو اٹھائی

۴۲۳

کہاں ہے تیر ستم کش کہ سب کے بعد آرام
ہمارے سینۂ بسمل میں آ کے بیٹھ گیا

۴۲۴

کہاں ہے تیر ستم کش کہ سب کے بعد آرام
ہمارے سینۂ بسمل میں آ کے بیٹھ گیا

۴۲۵

ہمارے گھر کی طرف روز اک نظر کے لیے
وہ آتا جاتا ہے ہم کو خبر کے لیے

۲۵

کہ ہم بھی کہ کس سے کم نہیں ہیں
اک طرفہ فساد کے اسباب پیدا کیے ہیں
روکی ہوئی ہے ایک جگہ پر جو ہوا کی
دل اپنی بھی حال سے ہے اپنی جگہ کا
کہ فرد بزرگوں سے ہم رتبہ نہیں ہیں
ہیں کیا ہی ہم روزگار کہیں نام نہیں

۲۶

اور ہم بھی ہیں یاں علم پہ قابض
یہ ہم ہیں کہ ہیں ہم پہ فدا سارے زمانے
یہ ہم ہیں کہ ہیں ہم پہ فدا سارے زمانے
یہ ہم ہیں کہ ہیں ہم پہ فدا سارے زمانے
کہ ہم ہیں کہ ہیں ہم پہ فدا سارے زمانے
کہ ہم ہیں کہ ہیں ہم پہ فدا سارے زمانے

۲۷

ہے ہم سے ہی اور ہم سے ہی ہے ان کی بڑائی
ہم سے ہی ہے ان کی بڑائی
ہم سے ہی ہے ان کی بڑائی
ہم سے ہی ہے ان کی بڑائی
ہم سے ہی ہے ان کی بڑائی
ہم سے ہی ہے ان کی بڑائی

۴۲۹

کوئی کہتا ہے بار بار میرے
میں کہتا ہوں کہ ایک بار سہی

۴۳۰

ہم نشیں ہم کو ہے یقیں اس کا
ایک دن تو ہمیں بلائے گا

۴۳۱

ہم نشیں ہم کو ہے یقیں اس کا
ایک دن تو ہمیں بلائے گا

۴۳۲

ہم نشیں ہم کو ہے یقیں اس کا
ایک دن تو ہمیں بلائے گا

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۱۲۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۲۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۲۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۲۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۲۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۲۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۳۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۳۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۳۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۳۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۳۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۳۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۳۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۳۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۳۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۳۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۴۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۴۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۴۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۴۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۴۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۴۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۴۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۴۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۴۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۴۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۵۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۵۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۵۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۵۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۵۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۵۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۵۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۵۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۵۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۵۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۶۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۶۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۶۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۶۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۶۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۶۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۶۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۶۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۶۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۶۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۷۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۷۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۷۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۷۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۷۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۷۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۷۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۷۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۷۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۷۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۸۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۸۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۸۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۸۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۸۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۸۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۸۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۸۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۸۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۸۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۹۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۹۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۹۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۹۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۹۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۹۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۱۹۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۱۹۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۱۹۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۱۹۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۰۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۰۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۰۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۰۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۰۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۰۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۰۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۰۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۰۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۰۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۱۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۱۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۱۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۱۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۱۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۱۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۱۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۱۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۱۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۱۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۲۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۲۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۲۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۲۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۲۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۲۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۲۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۲۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۲۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۲۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۳۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۳۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۳۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۳۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۳۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۳۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۳۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۳۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۳۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۳۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۴۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۴۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۴۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۴۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۴۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۴۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۴۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۴۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۴۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۴۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۵۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۵۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۵۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۵۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۵۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۵۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۵۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۵۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۵۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۵۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۶۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۶۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۶۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۶۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۶۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۶۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۶۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۶۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۶۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۶۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۷۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۷۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۷۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۷۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۷۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۷۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۷۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۷۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۷۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۷۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۸۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۸۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۸۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۸۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۸۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۸۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۸۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۸۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۸۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۸۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۹۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۹۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۹۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۹۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۹۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۹۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۲۹۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۲۹۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۲۹۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۲۹۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۰۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۰۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۰۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۰۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۰۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۰۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۰۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۰۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۰۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۰۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۱۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۱۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۱۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۱۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۱۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۱۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۱۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۱۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۱۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۱۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۲۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۲۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۲۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۲۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۲۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۲۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۲۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۲۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۲۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۲۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۳۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۳۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۳۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۳۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۳۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۳۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۳۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۳۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۳۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۳۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۴۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۴۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۴۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۴۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۴۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۴۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۴۶

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۴۷

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۴۸

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۴۹

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۵۰

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۵۱

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۵۲

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۵۳

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۵۴

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۵۵

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۵۶

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۵۷

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۵۸

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۵۹

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۶۰

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۶۱

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۳۶۲

یہ کیا ہوا کہ ہر اک زخم بے نشان نکلا
ہمیں تو اپنا ہی خنجر کسی کمان نکلا

۳۶۳

ہوا ہے جب سے وہ مہماں ہمارے گھر کا مکیں
ہر ایک شخص ہمارا ہی میزبان نکلا

۳۶۴

ہمیں تھا ناز بہت اپنے حوصلوں پر مگر
جو سامنے سے ہٹا وہ بڑا چٹان نکلا

۳۶۵

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناز تھا جن کو
وہ آندھیوں کی طرح سے بڑا مہمان نکلا

۴۳۱

یاوں یزداں لگا کیا سر تو اٹھا دیں بیں
یا نہ کیا یہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں
ہم سے آقا و سلامت بیں بیں بنا دیں بیں
علی اکبر کی یاد میں سلام کہا دیں بیں
لگا کیا یہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں
یہ کیا یہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں

۴۳۲

کیا یاد ہے کہ یہ بیٹھ کر آیا در
یہ غضب یہ ہے بیں نام لیں یا لکھ در
نہ کی آرزو کی یہ کیا جھگڑا
لگا کیا یہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں
کیا یہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں
لگا کیا یہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں

۴۳۳

خواب میں فاطمہ نے کیا سمجھایا
پھر وطن نانا نے خضرا نے بلایا کیا
یاد آیا تیرے گھر میں ہے قرآن کیا
کس لئے ماں نے کیا ہے یہ اشارہ کیا
تو نے بھی ہم کو بھلایا کیا
یہ کیا یہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں

۴۳۴

کیا یہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں
اور طالبیہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں
حکم کیا ہے یہ جدید بنا دیں بیں
اٹھ کیا ہے یہ جدید بنا دیں بیں
یہ کیا یہ کیا یہ جدید بنا دیں بیں

۴۸۵

ز دل ہا ہر کہ بیرون کرد جا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد

۴۸۶

ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد

۴۸۷

ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد

۴۸۸

ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد
ہر آں کس کو ہوا را بر ہوا کرد

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۳۶

یہ فیضاں ہے نبی کی بارگہ کا سلطاں ہے
اور ہیں کی طرف تیرے اشارے
ہم تیرے در پہ آئے ہیں سہارے
ہمارے ہاتھ میں دامن تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا

۳۷

ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا

۳۸

یہ کہہ کر کہ ہیں تیرے در کے بھکاری
زمیں بوس تیرے در پہ ہے جبیں
ہمارے ہاتھ میں دامن تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا

۳۹

ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا
ہمارے سر پہ ہو سایہ تمہارا

۱۸۴

جو تم سے ہو گا گلہ ہم کریں گے بطرز رسول
یہیں ہے اور یہیں ہے ہماری جنت گل
ہمارا دین ہے بلبل ہمارا ایماں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل

۱۸۵

جب دیکھ لیتے ہیں کرتے ہیں یاد
ہم اپنے دل کو بناتے ہیں شاد
ہمارے دل میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل

۱۸۶

ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل

۱۸۷

ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل

۱۸۸

ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل
ہمارے گھر میں ہے بلبل ہمارے گھر میں گل

رباعی

یارب بخلاق قدر باری تو بہ
وز بندہ بخدمتگاری تو بہ
بندہ بتو باز آید و بخدمتگاری
تا باز تو بندہ را بیاموزی تو بہ

رباعی

خامہ بجمال عارضت صورت بست
وز بہر ثنای تو بصد نقش نشست
چون خواست کہ وصف تو نویسد بزبان
از شرم بخود ہزار بار آب شکست

رباعی

گر بر تو بخلق عرضہ کردند ثنای
بیچارہ بماند در ثنا و در دعای
ہر چند ثنای تو بیش از ہمہ کس
بر ہر کس واجب است از روی سزای

رباعی

گر بر تو بخلق عرضہ کردند ثنای
بیچارہ بماند در ثنا و در دعای
ہر چند ثنای تو بیش از ہمہ کس
بر ہر کس واجب است از روی سزای

رباعی

گر بر تو بخلق عرضہ کردند ثنای
بیچارہ بماند در ثنا و در دعای
ہر چند ثنای تو بیش از ہمہ کس
بر ہر کس واجب است از روی سزای

۲۲

وہ کون ہے جو بزمِ گل میں یارِ یاراں نہیں
ہر زبان پر ذکرِ گل ہے ہر دہن میں گل کا نام
ہر طرف ہے رنگِ گل اور ہر چمن میں گل کا نام
ہر کلی ہے گل کی صورت ہر سخن میں گل کا نام
ہر زباں پر ہے ثنائے گل ہر دہن میں گل کا نام
ہر طرف ہے رنگِ گل اور ہر چمن میں گل کا نام
ہر کلی ہے گل کی صورت ہر سخن میں گل کا نام
ہر زباں پر ہے ثنائے گل ہر دہن میں گل کا نام

۲۳

کیا ہوا گر ہم نہیں تو کیا ہوا
ہر طرف ہے رنگِ گل اور ہر چمن میں گل کا نام
ہر کلی ہے گل کی صورت ہر سخن میں گل کا نام
ہر زباں پر ہے ثنائے گل ہر دہن میں گل کا نام
ہر طرف ہے رنگِ گل اور ہر چمن میں گل کا نام
ہر کلی ہے گل کی صورت ہر سخن میں گل کا نام
ہر زباں پر ہے ثنائے گل ہر دہن میں گل کا نام

۲۴

ہر طرف ہے رنگِ گل اور ہر چمن میں گل کا نام
ہر کلی ہے گل کی صورت ہر سخن میں گل کا نام
ہر زباں پر ہے ثنائے گل ہر دہن میں گل کا نام
ہر طرف ہے رنگِ گل اور ہر چمن میں گل کا نام
ہر کلی ہے گل کی صورت ہر سخن میں گل کا نام
ہر زباں پر ہے ثنائے گل ہر دہن میں گل کا نام

۴۵

سلطان کلام فصحا بحر بلغا
قرآن مبین سے ہیں فصیح و بلیغ
ارشاد ربانی ہے کہ ہم نے اسے
عربی قرآن کیا کہ تم سمجھو خوب

۴۶

اب طبقہ خاص مرسلین ذی الشان
عبد اللہ و رسول اللہ ہیں
کر کر کے تبلیغ ہوئے ہیں
مر کر بھی ہیں زندہ جاوید

۴۷

لیموت در اللہ ہیں بعد مرنے کے
اور کفر و ضلالت سے ہیں بعد ان کے
کہ ہم سے ہیں ہم ان سے ہیں
ایمان کی حقیقت ہے

۴۸

یہ طبقہ کاملین کا ہے
عالی ہمت فضیلت ان کی
ارشاد فضائل ہے
اور وقف نشان ہے

۴۹

یہ طبقہ کاملین کا ہے
عالی ہمت فضیلت ان کی
ارشاد فضائل ہے
اور وقف نشان ہے

۹

آواز دعا نہیں ہے یہ تیرِ نظر ہے
فریاد کی کرتا ہوں میں فریاد سے
ہے عرش پہ تقدیر کے لکھا ہوا ہونا
تدبیر کے ہاتھوں میں ہے تقدیر کا ہونا

۱۰

اے آرزو کہ خوب ہی صادق ہے دل ترا
ہر بات کہہ رہی ہے ترے منہ پہ صاف صاف
ہم کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ وہ
اک بات ہے ضرور مگر ہے ذرا خلاف

۱۱

جس سے نکالا دہر کو اس کا ہے منہ سیاہ
بازی جو ہار جائے وہ ہارا ہوا ہے شاہ
بچپن کا ساتھ ہے ابھی آگے ہے کیا نباہ
تحصیلِ فضل حسن ہے پہلا ہے یہ گواہ
اور ہو نظر میں پاسِ بزرگانِ دیں سدا

۱۲

ہر بات کہہ رہی ہے ترے منہ پہ صاف صاف
ہم کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ وہ
اک بات ہے ضرور مگر ہے ذرا خلاف

۱۴۱

کمال عشق ہے دیوانگی سے بیگانہ
زبان کی بحث جو فرزانہ ہو تو فرزانہ
جھکا ہے سجدہ میں جب سے یہ آستانہ
نہیں ہے یاد کہ میں نے کبھی سر اپنا
نہ جانے کتنے ہی سجدوں کا ہے یہ نذرانہ

۱۴۲

حضرت عشق کا انداز نرالا دیکھا
روح نے جسم کے ہر ساز کو توڑا دیکھا
کیا ہے اس نے جو ارادہ وہ ہوا ہے پورا
ہم نے ہر نقش کو تقدیر کا بدلا دیکھا
اس طرح کی ہے محبت نے عطا بینائی

۱۴۳

یہ دیکھنا ہی کہاں ہے کہ کون اچھا ہے
ہم آنکھوں سے نہیں دل سے کام لیتے ہیں
جو دل میں ہے وہی آنکھوں سے آشکارا ہے
ہمارے دل میں ہے بس ایک ہی تمنا دید
ہمیں تو اس کے سوا کچھ نہیں گوارا ہے

۱۴۴

ہم اپنے دل کی تمنا کو کیا کریں اے دوست
یہ دل ہے اور تمنا ہے اور تقاضا ہے
ہمارے دل میں ہے بس ایک ہی تمنا دید
ہمیں تو اس کے سوا کچھ نہیں گوارا ہے
ہمارے دل میں ہے بس ایک ہی تمنا دید

۱۷

ان بادلوں پہ اپنی بگڑتی ہوئی ہے حال
بجلیں ستارہ دل میں سمو نہ لیا ہوا

ارشاد کیا فضل خدا کا کہ نہ پھرا
فیاض حقیقی جو ہے وہ ہے عطا تیرا

اک قہر وہ ہوگا کہ ارا نام نہ لیگی
تیرا کرم اے میرے ہے کب کم کہ ہو کیا تیرا

۱۸

وہ الوداعی نگاہ نرم و قوت اضطرار
ہائے کہ کیوں نہ ہو ترا دل صید کارگر

پہلے کہا تھا تیرا ہے تیرا ہے تیرا
اب کہتا ہے کہ تیرا ہے تیرا ہے تیرا

تیرا ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا
ہم کو ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا

۱۹

میرا ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا
ہم کو ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا

ہم کو ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا
ہم کو ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا

۲۰

ہم کو ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا
ہم کو ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا

ہم کو ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا
ہم کو ہے تیرا ہے تیرا ہے تیرا

۲۱

اک بیٹی اور سفینہ اک بیٹا عطا کی
کھیلے گی اک بار دولت دوسرا کی
تھی خاک میں ملکیت قدم چومنا کی
بیٹھی ہیں بچی بیٹیاں صدا کی
کہکشاں سر پہ تھا زمیں پہ کھڑا کی
تھی خاک در در پہ ٹھوکریں کھا کی

۲۲

اس خاک کا سر پہ بوجھ یا آنکھوں کا نور
ہر چیز میں اس نے رکھا چیز کیا سر
تھا خاک میں اس نے رکھا چیز کیا سر
بار اٹھا کا جل نہ کسی آنکھ میں سر
کس کی نظر اس کو پہ افلاک کی سر

۲۳

خاکی کا بدن فرش پہ بچھا یا
اور سر نہ فلک کے سر پہ دھرا یا
تھا بیٹھ کے بیکار وہ ضعف میں کھایا
بیٹھی کی کہ سر پہ اٹھا کھڑا یا
بیٹھی کی کہ سر پہ اٹھا کھڑا یا

۲۴

اک روز کہا باپ نے اٹھ کر
کیوں بیٹی تو ہے واقف شعر
اس بیٹی نے پیدا کی بھی ہے
اس بیٹی کا بیٹا بھی ہے
اب بیٹھ کہا نا دم نہ لے

۴۲۵

کہ حسن و عشق ہے کس سے کی ہم الفت
یہ قہر ہے کہ وہ قسمت ہے ہم کو بھی درپیش

یاں یاں ہاں وہاں حضرت خالق یکتا
یاں یاں ہاں وہاں حضرت خالق یکتا

یاں قصہ ہے پروردگار کی ہمت
یاں قصہ ہے پروردگار کی ہمت

رہنا ہے ہمیں ہر یاں سے کہ وہاں ہے
رہنا ہے ہمیں ہر یاں سے کہ وہاں ہے

۴۲۶

وہ باتیں ہیں اب کیا جو کبھی طاقت بینائی
یاں نقد ہے بر ابر جو ہے عمر کمائی

خود رفتہ کہ ہوش کی نہ فرصت نہ سمجھ کی
کہلائی ہیں جب اب انہیں ہم بھی نہ سمجھی

سب لوٹ یہاں ہار ہیں یہ جیت کے آئے
لیجئے دو جہاں ہار کے یہ ہم نے لئے ہیں

۴۲۷

ہاں سنئے کہیں کیا وہ ہماری
رخصت کیا ہم نے اپنا بھی جاں بھی

بینا ہے یہ غفلت و ریا سے بھی
پیران کہن کی ہے یہ دانائی

دار و رسن و عزت و ذلت ہے یہ دنیا
گھر کر کے قفس میں ہے یہ زنداں کی رہائی

۴۲۸

واعظ تو یہ باتیں نہ بنا خلد و بتاں کی
اٹھ جائے جہاں سے کہیں کی کہیں کی

حضرت نہ کیا ہم نے کسی کی نہ کسی کی
کر لے کہ یہ سودا ہے ملاقات دوباں کی

بعضوں نے کہا ہم سے کہ ہے عشق بھی اک چیز
اس کے بھی ہم اک عمر سے ہیں بندہ بدر میں

۳۵

دیکھا ادھر اور دیکھتے ہوئی نصوریہ
جس طرف بھولا اسی کی ہار دیتا ہے
حضرت عباس کیا بیدرد ہیں اس کو کرے
اس کی بیکسی کا اب نہیں کوئی مداوا
سب کو بیکسوں کی بیکسی کا غم ہے
سب کو بیکسوں کی بیکسی کا غم ہے

۳۴

اس کی طاعت میں ہیں ہر اک فرد کی
حضرت اس کی جاد دیکھا کی عطا کی
اک دھوم ہے اس کی بندگی کی
تیغ بھی ہے اس کے پاس موقع بھی ہے
سب کو ہے اس کی تیغ کی غم
سب کو ہے اس کی تیغ کی غم

۳۳

کتنی ہیں عبادت جس کو وہ رشک برن تھا
فوجوں کو اس کی دیکھ کے ہوتا تھا یہ گماں
از بس کہ خاکِ رزم تھا خونِ عدو سے لال
اعدا کی بیکسی پہ ہے رونا اسی کو آج
کل تک جو سب کا ماتم تھا
کل تک جو سب کا ماتم تھا

۳۲

یہ دیکھ کر کہ کوئی نہیں یار و یاور
ہم زخم کھا کے گر پڑے میدان کی طرف
تیغ و تبر کی زد میں تھے اعدا کے ہاتھ پاؤں
ہے ہے اسی کے ہاتھ پہ بیعت کی تھی حسین
ہم جس کے دم سے محرم تھا
ہم جس کے دم سے محرم تھا

۳۳۴

ہاتھ میں ہاتھ لیے ساتھ وفا کرتے ہیں
دل الفت میں ہر اک بات پہ جاں دیتے ہیں
ہر اک شعر فصاحت کا ہے دریا گویا
سودہ قربان ترے نام پہ ہم ہوتے ہیں
دیکھ لی جی بھر کے ہم نے تری مظلوم لقب کی
ہے یہ تیرے ہی لیے ہم ادب کرتے ہیں

۳۳۵

کیا کہوں تجھ سے میں اے جان جہاں کیا کیا ہے
ہے یہ دل میں ترے جو درد نہاں کیا کیا ہے
ہے یہ تیرے ہی لیے ہم ادب کرتے ہیں
دیکھ لی جی بھر کے ہم نے تری مظلوم لقب کی

۳۳۶

ہاتھ میں ہاتھ لیے ساتھ وفا کرتے ہیں
دل الفت میں ہر اک بات پہ جاں دیتے ہیں
ہر اک شعر فصاحت کا ہے دریا گویا
سودہ قربان ترے نام پہ ہم ہوتے ہیں
دیکھ لی جی بھر کے ہم نے تری مظلوم لقب کی
ہے یہ تیرے ہی لیے ہم ادب کرتے ہیں

۳۳۷

کیا کہوں تجھ سے میں اے جان جہاں کیا کیا ہے
ہے یہ دل میں ترے جو درد نہاں کیا کیا ہے
ہے یہ تیرے ہی لیے ہم ادب کرتے ہیں
دیکھ لی جی بھر کے ہم نے تری مظلوم لقب کی

۱۰۸

الحمد لله محمد الله عام کی رضا ہے
احکام تیرے حق ہیں اور الہام حق ہے
تیغ ہے تیز حسن اس کی لطف حیا ہے
پیغمبر کا سر ہے بالائے آل عبا ہے
بھائی ہے فاطمہ کا بیٹا علی کا تو ہے
ہم بات یہ فخر سے کہتے ہیں کیا کہی ہے

۱۰۹

ہے کاخ فقر خالی یہ بیت ہے زمیں ہے
بستر ہے خاک پر اور بالش پہ آستیں ہے
ہے ذکر حق زباں پر اور یاد دل نشیں ہے
ہے صبر ہاتھ میں اور دل میں یقین ہے
ہے ہاتھ میں قناعت اور پاؤں میں رضا ہے
ہم بات یہ فخر سے کہتے ہیں کیا کہی ہے

۱۱۰

ہے کاخ فقر خالی یہ بیت ہے زمیں ہے
بستر ہے خاک پر اور بالش پہ آستیں ہے
ہے ذکر حق زباں پر اور یاد دل نشیں ہے
ہے صبر ہاتھ میں اور دل میں یقین ہے
ہے ہاتھ میں قناعت اور پاؤں میں رضا ہے
ہم بات یہ فخر سے کہتے ہیں کیا کہی ہے

۱۱۱

ہے کاخ فقر خالی یہ بیت ہے زمیں ہے
بستر ہے خاک پر اور بالش پہ آستیں ہے
ہے ذکر حق زباں پر اور یاد دل نشیں ہے
ہے صبر ہاتھ میں اور دل میں یقین ہے
ہے ہاتھ میں قناعت اور پاؤں میں رضا ہے
ہم بات یہ فخر سے کہتے ہیں کیا کہی ہے

۱۱۲

ہے کاخ فقر خالی یہ بیت ہے زمیں ہے
بستر ہے خاک پر اور بالش پہ آستیں ہے
ہے ذکر حق زباں پر اور یاد دل نشیں ہے
ہے صبر ہاتھ میں اور دل میں یقین ہے
ہے ہاتھ میں قناعت اور پاؤں میں رضا ہے
ہم بات یہ فخر سے کہتے ہیں کیا کہی ہے

عہ یعنے مطلع دیہ ۱۲

۲۴۱

اردان نے خاکم کہ دیکھا خفیہ بیگاہ
سایہ بن کے بیٹھیں کسی تیغ کا سایہ
واں جا بھی کیجی تہاں ہو نہیں خبر
فتح اس خبر دار کی کہ بیٹھ کیجی

۲۴۲

ذالفقار پہ نہ رکھا تہا کاری
ایک چیل پہ سر راہ بیٹھ بیٹھ کاری
کہا ہے ہاں ہمیں کہ آخ جو ہوا
الفت سوار کی ہے کہ فوج دوڑی

۲۴۳

کیوں کی دولت ہے ہے خضر بیٹھ
ایک سے زیادہ ہے کہ فوج کی
اسے بیٹھ بیٹھ ہے ہے
ہے ہے بیٹھ بیٹھ ہے ہے

۲۴۴

دیوے ادب تو بیٹھ بیٹھ
کہ بیٹھ بیٹھ کہ بیٹھ
تیغ ان کی بیٹھ بیٹھ
واں بیٹھ بیٹھ بیٹھ

۱۸۱۵

۱۸۱۶

۱۸۱۷

۱۸۱۸

۴۴۹

دعا ہے یہ فرزند و بیوی کو تم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
ہم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو

۴۵۰

وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو

۴۵۱

وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو

۴۵۲

وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو
وہ ہے تم ہو ہم ہو ہم ہو ہم ہو

۱۴۸۳

اپنی بیکاری کا اظہار کسی سے نہ کرنا
ہر کسی سے اپنی مفلسی کا ذکر نہ کرنا
کسی سے قرض مانگنا
کسی سے قرض مانگنا
کسی سے قرض مانگنا
کسی سے قرض مانگنا
کسی سے قرض مانگنا
کسی سے قرض مانگنا
کسی سے قرض مانگنا
کسی سے قرض مانگنا
کسی سے قرض مانگنا
کسی سے قرض مانگنا

۱۴۸۴

بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا
بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا
بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا
بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا
بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا
بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا
بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا
بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا
بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا
بھوکا رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا

۱۴۸۵

نظم کرنا کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا
کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا
کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا
کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا
کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا
کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا
کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا
کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا
کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا
کہاں سے کیا کیا خرچ کرنا

۱۴۸۶

آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا
آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا
آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا
آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا
آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا
آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا
آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا
آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا
آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا
آمدنی بڑھانے کی کوشش کرنا

۱۲۱

یہ نظم اور ان تمام نوٹوں کے اندر
کچھ بھی کہا ہے نیک یا بد جو کسی نے
ہر ایک کا ذمہ دار ہے خود اپنے قلم کا

۱۲۲

ہر چند ہے یہ نظم بہت بے محل و بے ربط
لیکن مجھے اس نظم سے اب کچھ نہیں کہنا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۲۳

ہر چند کہ ہر بات ہے بے ربط و پریشاں
لیکن مجھے اس بات کا کچھ غم نہیں ہرگز
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۲۴

کیا فائدہ کیا نظم سے اور نظم کے معنی
کیا نظم کے معنی سے مجھے کام ہے کچھ بھی
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۲۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۲۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۲۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۲۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۲۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۳۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۴۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۵۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۶۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۷۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۸۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۱۹۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۰۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۱۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۲۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۳۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۴۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۵۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۶۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۷۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۵

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۶

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۷

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۸

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۸۹

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۹۰

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۹۱

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۹۲

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۹۳

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس سے مجھے کیا
جو کچھ کہا اپنے لیے اپنے لیے کہا

۲۹۴

کیا نظم ہے کیا نظم کے معنی ہیں سراسر
بے ربط و پریشاں ہے مگر اس

۱۶۵

یہ تیغ کیں ہے کہ ذلت ہوئی ہے آگی خاص کی
یہ ہم ہیں جن سے عزت ہے آگی خالق کی
کیا ہے کیا ہے کہ یہ ہے آگی ناحق کی
ہاں ہاں ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی

۱۶۶

یہ ہم ہیں جن سے خطا ہوئی ہے آگی
اے بندہ نفس اور ہوا کے آگی
یہ ہم ہیں جن سے ہوئی ہے آگی
ہاں ہاں ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی

۱۶۷

یہ ہم ہیں جن سے خطا ہوئی ہے آگی
اے بندہ نفس اور ہوا کے آگی
یہ ہم ہیں جن سے ہوئی ہے آگی
ہاں ہاں ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی

۱۶۸

یہ ہم ہیں جن سے خطا ہوئی ہے آگی
اے بندہ نفس اور ہوا کے آگی
یہ ہم ہیں جن سے ہوئی ہے آگی
ہاں ہاں ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی

۱۶۹

یہ ہم ہیں جن سے خطا ہوئی ہے آگی
اے بندہ نفس اور ہوا کے آگی
یہ ہم ہیں جن سے ہوئی ہے آگی
ہاں ہاں ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی
ہے تیغ بھائی

۱۷۵

زیبا کسی کو دیکھ کر یہ جی میں آتا ہے
ابھی تو ہم نے کچھ نہیں دیکھا ہے آج تک
اب تک تو ہم نے ایسا کوئی دیکھا نہیں
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا

۱۷۶

ایسا کوئی نہیں کہ جسے دیکھ کر جیا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا

۱۷۷

یارب کسی کو غیر سے ایسا گلہ نہ ہو
تیرے سوا کسی سے ہمیں کچھ گلہ نہیں
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا

۱۷۸

یارب کسی کو غیر سے ایسا گلہ نہ ہو
تیرے سوا کسی سے ہمیں کچھ گلہ نہیں
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا
ہم نے تو ایک ایک کو دیکھا ہے بارہا

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۷۸۶

بلا ریکارڈ اگر بیچو اور کمیں کیا
نہ بیچو کیسٹ کیا ٹیپ ریکارڈ کیا
نہ بیچو کیسٹ کیا ٹیپ ریکارڈ کیا
نہ بیچو کیسٹ کیا ٹیپ ریکارڈ کیا

۷۸۷

آپ ہیں میں غافل یہ تیر ابھی کیا
سو بار کہیں تم تو پھر بھی کیا
تیرا ارادہ اقبال کیا ہے
نام اور ونگ کیا ہے
اس کے تیر اور کیا ہے
کیا ہے

۷۸۸

ہنسکر کہا ظالم نے کہاں کے تیر
وہ کہنے لگا فاک دہن میں تیر
کیا ہیں قیمتی تیر
کیا ہیں تیر
تیر
تیر

۷۸۹

زخمی ہیں ہم جگر جناب تیر دل
اس پر بھی ہیں تیر
تیر
تیر
تیر

۱۸۱

وہ کیا ہیں سنگ بڑا ہے تو نیا ہی
کیا ہے بچا کر ارتش میں لوٹ کر قوی
یاں طعن ہے ہے اگلے بزرگوں کی بات
پیں ہی ہی وہ ہیں کہ ہیں
تم نے کیا ہیں ہیں ہیں
ہم سب کو گئے ہیں ہیں ہیں

۱۸۲

بھلا ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
یاد ہے ہیں ہیں ہیں ہیں
پیچھے ہیں ہیں ہیں ہیں
تیری ہیں ہیں ہیں ہیں
یاں ہیں ہیں ہیں ہیں

۱۸۳

بے خبر ہیں ہیں ہیں ہیں
ہم سے ہیں ہیں ہیں ہیں
کہ ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۱۸۴

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

۴۸۵

یہ پوچھا کیفیت بندی نے تیری تب تو کہا
کہ پیچھے جب تو ہوا میں ہوا ہوا

۴۸۶

ہے ایک ہی ایک ہر ایک بار بار
ہے ایک ہی ایک ہر ایک بار بار

۴۸۷

کہا ہے کیا کہ ہے ہے ہے

۹۱

کھا رہی ہے یہ سب لوگ کا سب برابر
پھول پتے بھی ہیں ہاتھ میں اور زر برابر
یاں یہ رسن ہے اگر وہاں ہے گلوبند برابر
ہے یہ جگر پر ہمارے وہ ہے دل پر برابر
ہے یہ جگر پر ہمارے وہ ہے دل پر برابر
بیڑیوں کا ہے کم نہ ہاتھوں کا زیور برابر

۹۲

اس کو ہے ہاتھ میں تیغ ہے ہاتھ میں اس کے تیغ
بھالا بھی ہے کمر میں ہے ہاتھ میں اس کے تیغ
ہے یہ کمر میں تیغ ہے ہاتھ میں اس کے تیغ
ہے یہ کمر میں تیغ ہے ہاتھ میں اس کے تیغ
ہے یہ کمر میں تیغ ہے ہاتھ میں اس کے تیغ
ہے یہ کمر میں تیغ ہے ہاتھ میں اس کے تیغ

۹۳

زدیک ہے جگہ درجہ کا ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۹۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۹۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۹۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۹۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۹۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۹۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۰۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۱۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۲۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۳۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۴۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۵۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۶۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۷۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۸۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۱۹۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۰

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۱

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۲

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۳

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۴

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۵

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۶

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۷

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۸

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۰۹

ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر
ہے ہر طرف کی راہ ہے ہر

۲۱۰

ہے ہر طرف کی را

۹۴

دیوار یاں سے آہ میں کیونکر نہ یہ یاں اڑے
اور اڑ رہا ہے دور یہ بادہ جہاں اڑے

دربار کا سب حال بڑا ہے یہ جن نے
اک بن جی نظر آئی کہ بھاگے ہے اڑن

بھاگا ہی کرے ہے یہ تو ہر سو کی تڑ
یہ تیغ ہماری ہے یہ ڈھال ہماری ہے

۹۳

پھر آگئی ہے کس کی بنا اس کے تخت پر
ہاتھ اپنا بار کھا ہے یہ تخت پر

یہ کام اٹھا ہے اس کا ہی اس تخت پر
وہ بھی کہ یہ بھی ہے یہ ڈھال ہماری ہے

۹۵

فیروز بخت بیٹھا ہے اس تخت پر
یہ بات ہے یہ تیغ ہماری ہے

یہ بات ہے یہ تیغ ہماری ہے
ہر ایک کا ہے یہ تیغ ہماری ہے

۹۱

اس تخت پر جو بیٹھا ہے فیروز بخت ہے
ہر ایک کا ہے یہ تیغ ہماری ہے

یہ تیغ ہماری ہے یہ ڈھال ہماری ہے

۹۰

زینب ارم کان یا کان یا کم خزر
یا رب جنین سم کیا یا کم خزر
زینب یوم یا کان یا کان یا کم خزر
یا رب جنین سم کیا یا کم خزر

۹۱

زینب یوم یا کان یا کان یا کم خزر
یا رب جنین سم کیا یا کم خزر
زینب یوم یا کان یا کان یا کم خزر
یا رب جنین سم کیا یا کم خزر

۹۲

زینب یوم یا کان یا کان یا کم خزر
یا رب جنین سم کیا یا کم خزر
زینب یوم یا کان یا کان یا کم خزر
یا رب جنین سم کیا یا کم خزر

۹۳

زینب یوم یا کان یا کان یا کم خزر
یا رب جنین سم کیا یا کم خزر
زینب یوم یا کان یا کان یا کم خزر
یا رب جنین سم کیا یا کم خزر

۱۰۱

نہ ہم سے چھپ کے کیا کیجیے کام کیا کیجیے
نہ تم سے کیا کہیں کیا مدعا کیا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

۱۰۲

نہ ہم سے چھپ کے کیا کیجیے کام کیا کیجیے
نہ تم سے کیا کہیں کیا مدعا کیا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

۱۰۳

نہ ہم سے چھپ کے کیا کیجیے کام کیا کیجیے
نہ تم سے کیا کہیں کیا مدعا کیا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

۱۰۴

نہ ہم سے چھپ کے کیا کیجیے کام کیا کیجیے
نہ تم سے کیا کہیں کیا مدعا کیا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

ہمیں ہے شکوہ کہ کیوں ہم سے ہو خفا کیجیے
یہ کیا کہ آپ ہی ہم سے ہو خفا کیجیے

غزل

ہمارا کہا مانتا ہی نہیں ہے
کسی کی وہ پروا کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے

غزل

ہمارا کہا مانتا ہی نہیں ہے
کسی کی وہ پروا کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے

غزل

ہمارا کہا مانتا ہی نہیں ہے
کسی کی وہ پروا کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے

غزل

ہمارا کہا مانتا ہی نہیں ہے
کسی کی وہ پروا کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے

غزل

ہمارا کہا مانتا ہی نہیں ہے
کسی کی وہ پروا کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے
ہمیں ہے یہ حسرت کہ ہم سے وہ ہنس کر
کبھی بات کرتا ہی نہیں ہے

۹۱۰

زینب نے شاں کی کہ یہ امر اضعف
زینب بھی زینب کھلا اور ادب ہے
سید اکبر کے لائق فائق ہے یہ
زینب اگر آپ یہ بیان یہ قدرت رکھے
کیا اس کے وہ قابل ہے کہ پائیں
اے کھولے ہوئے تام کے بازار ہیں

۹۱۱

زینب ہے وہ زینب کہ فلک جس کی ہے چاکر
زینب ہے وہ زینب کہ ہے بی بی جس کی مادر
اگر کہ یہ قاسم دعا میں جلو دار
زینب ہے وہ جو ہے سفر زہرا کی یادگار
یہ بیان روں کو فاطمہ کے زینب ہے
یہ کیتھی ہی بیٹھی کے زینب ہے

۹۱۲

اس مرثیہ کو بیٹھ کر یا کی ہے
اے بہن ہی فخار ہیں اس کے ہماری
زہرا کو دیکھا ہی ہیں اس کے ہماری
یہ ہے یہ فاطمہ زہرا کا ہے مرثیہ
زینب ہی کو فاطمہ زہرا کا ہے مرثیہ

۹۱۳

جو ان ہی کا ہیں کرن یہ کرن بلا ہے
اے بھی لعب یہ مرثیہ کی ہے کہ ہے
یہ ہے مرثیہ مرثیہ کی ہے کہ ہے
زینب نے فضا یہ مرثیہ کی ہے
کہ ان یہ مرثیہ کی ہے کہ ہے
اس طرح سے فاطمہ کا ہے مرثیہ

۱۱۲

ایک ہی رنگ میں ہر رنگ دکھائی دیا ہے
ایک ہی رنگ میں ہر رنگ دکھائی دیا ہے
ایک ہی رنگ میں ہر رنگ دکھائی دیا ہے
ایک ہی رنگ میں ہر رنگ دکھائی دیا ہے

۱۱۳

حضرت عشق کہاں کعبہ و بت خانہ ہے
حضرت عشق کہاں کعبہ و بت خانہ ہے
حضرت عشق کہاں کعبہ و بت خانہ ہے
حضرت عشق کہاں کعبہ و بت خانہ ہے

۱۱۴

ابھی کچھ اور ہے کچھ اور ہے کچھ اور ہے
ابھی کچھ اور ہے کچھ اور ہے کچھ اور ہے
ابھی کچھ اور ہے کچھ اور ہے کچھ اور ہے
ابھی کچھ اور ہے کچھ اور ہے کچھ اور ہے

زباعی

ہمدمی کیا ہے ہمدم کی ہمدمی کیا ہے
ہمدمی کیا ہے ہمدم کی ہمدمی کیا ہے
ہمدمی کیا ہے ہمدم کی ہمدمی کیا ہے
ہمدمی کیا ہے ہمدم کی ہمدمی کیا ہے

رباعی

اے خواجہ بیا کہ ما ترا می طلبیم
ما بندہ و تو خواجہ ما را چہ غمیم
ما بندہ و تو خواجہ ما را چہ غمیم
ما بندہ و تو خواجہ ما را چہ غمیم

رباعی

احسان بہ ہر کہ کردہ ام کار من است
ہر کس بہ ہر آنچہ ہست در کار من است
ہر کس بہ ہر آنچہ ہست در کار من است
ہر کس بہ ہر آنچہ ہست در کار من است

رباعی

کیں چرخ چو بیدلان ندارد قدرے
ہر روز بہ کشتن دگر بندد کمرے
ہر روز بہ کشتن دگر بندد کمرے
ہر روز بہ کشتن دگر بندد کمرے

رباعی

ارباب کمال را فلک می نوازد
تا بر سر ہر کمال کمالے تازد
تا بر سر ہر کمال کمالے تازد
تا بر سر ہر کمال کمالے تازد

۴۲

ہے ہے ہے

۴۵

ہمارا ذکر کرو غیر کے روبرو اس
یہ اچھی نہیں بات اے ماہرو اس
نہ ہوں ہم اگر ایک جا روبرو اس
جھگڑتے ہیں آنکھیں ہوئی چار جس سے
لڑائی میں ہوتا ہے کیا روبرو اس
ہوئے ہیں جو ہم ہاتھ دھو روبرو اس
ہوئے ہیں جو ہم ہاتھ دھو روبرو اس

۴۶

کہاں یار اور یار کی بات ہے
ہمیں یار سے یار کی بات ہے
دمِ نزع دیدار کی بات ہے
نہ ہو کیوں مزا بات کا اے صنم
ترے لب کے رخسار کی بات ہے
نہ ہو کیوں مزا بات کا اے صنم
ترے لب کے رخسار کی بات ہے

۴۷

ایک ایک بات پر تیری سو سو بار جاتے ہیں
ہم تو تیرے کہنے سے ہر کہیں سے ٹل جاتے ہیں
ہم تو تیرے کہنے سے ہر کہیں سے ٹل جاتے ہیں

۴۸

کیا کہوں تجھ سے میں اے ماہ لقا کیا کیا ہے
تیرے ہر بات میں انداز ادا کیا کیا ہے
تیرے ہر بات میں انداز ادا کیا کیا ہے

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

کیا تو نے کبھی غور سے دیکھا ہے کہ ہر شام
سورج کی شعاعوں سے سنہرا ہوا ہر بام
ہر سمت ہے اک نور کا ہلکا سا تموج
ہر چیز پہ ہے جیسے کوئی خواب کا آموج
ہر ذرہ ہے اک آئینۂ رنگِ شفق آسا
ہر سایہ ہے اک نقشِ تمنا کی طرح نرم
ہر موج ہے اک نغمۂ بے ساز کی مانند
ہر لہر ہے اک رقصِ پری کی طرح رنگین
ہر پھول ہے اک جامِ مئے لعل لبالب
ہر پتی ہے اک دستِ دعا کی طرح لرزاں
ہر شاخ ہے اک بازوئے مہتاب کی صورت
ہر نخل ہے اک شاہدِ رعنا کی طرح مست
ہر سنگ ہے اک لعلِ بدخشاں کی طرح گرم
ہر خاک ہے اک سینۂ عشاق کی مانند
ہر آنکھ ہے اک چشمۂ حیواں کی طرح نم
ہر دل ہے اک آئینۂ اسرارِ محبت
ہر روح ہے اک نغمۂ بیدار کی مانند
ہر جسم ہے اک پیکرِ زیبائی و رعنائی
ہر عضو ہے اک جلوۂ رنگین کی طرح تر
ہر لب ہے اک غنچۂ خنداں کی طرح وا
ہر زلف ہے اک سلسلۂ مشکِ ختن بار
ہر چشم ہے اک مستیِ بے ہوش کی مانند
ہر ابرو ہے اک قوسِ قزح کی طرح خمدار
ہر گال ہے اک لالۂ رعنا کی طرح سرخ
ہر دانت ہے اک موتیِ غلطاں کی طرح تاب
ہر ناخن ہے اک ماہِ درخشاں کی طرح تیز
ہر بوسہ ہے اک وعدۂ فردا کی طرح شیریں
ہر لمس ہے اک برقِ تمنا کی طرح تند
ہر آہ ہے اک نالۂ بیتاب کی مانند
ہر اشک ہے اک قطرۂ شبنم کی طرح پاک
ہر سانس ہے اک نکہتِ گلزار کی مانند
ہر جان ہے اک شعلۂ سوزاں کی طرح گرم
ہر دل ہے اک آئینۂ اسرارِ محبت
ہر روح ہے اک نغمۂ بیدار کی مانند
ہر جسم ہے اک پیکرِ زیبائی و رعنائی
ہر عضو ہے اک جلوۂ رنگین کی طرح تر
ہر لب ہے اک غنچۂ خنداں کی طرح وا
ہر زلف ہے اک سلسلۂ مشکِ ختن بار
ہر چشم ہے اک مستیِ بے ہوش کی مانند
ہر ابرو ہے اک قوسِ قزح کی طرح خمدار
ہر گال ہے اک لالۂ رعنا کی طرح سرخ
ہر دانت ہے اک موتیِ غلطاں کی طرح تاب
ہر ناخن ہے اک ماہِ درخشاں کی طرح تیز
ہر بوسہ ہے اک وعدۂ فردا کی طرح شیریں
ہر لمس ہے اک برقِ تمنا کی طرح تند
ہر آہ ہے اک نالۂ بیتاب کی مانند
ہر اشک ہے اک قطرۂ شبنم کی طرح پاک
ہر سانس ہے اک نکہتِ گلزار کی مانند
ہر جان ہے اک شعلۂ سوزاں کی طرح گرم

۱۴

کیا تو نے کبھی غور سے دیکھا ہے کہ ہر شام
سورج کی شعاعوں سے سنہرا ہوا ہر بام
ہر سمت ہے اک نور کا ہلکا سا تموج
ہر چیز پہ ہے جیسے کوئی خواب کا آموج
ہر ذرہ ہے اک آئینۂ رنگِ شفق آسا
ہر سایہ ہے اک نقشِ تمنا کی طرح نرم
ہر موج ہے اک نغمۂ بے ساز کی مانند
ہر لہر ہے اک رقصِ پری کی طرح رنگین
ہر پھول ہے اک جامِ مئے لعل لبالب
ہر پتی ہے اک دستِ دعا کی طرح لرزاں
ہر شاخ ہے اک بازوئے مہتاب کی صورت
ہر نخل ہے اک شاہدِ رعنا کی طرح مست
ہر سنگ ہے اک لعلِ بدخشاں کی طرح گرم
ہر خاک ہے اک سینۂ عشاق کی مانند
ہر آنکھ ہے اک چشمۂ حیواں کی طرح نم
ہر دل ہے اک آئینۂ اسرارِ محبت
ہر روح ہے اک نغمۂ بیدار کی مانند
ہر جسم ہے اک پیکرِ زیبائی و رعنائی
ہر عضو ہے اک جلوۂ رنگین کی طرح تر
ہر لب ہے اک غنچۂ خنداں کی طرح وا
ہر زلف ہے اک سلسلۂ مشکِ ختن بار
ہر چشم ہے اک مستیِ بے ہوش کی مانند
ہر ابرو ہے اک قوسِ قزح کی طرح خمدار
ہر گال ہے اک لالۂ رعنا کی طرح سرخ
ہر دانت ہے اک موتیِ غلطاں کی طرح تاب
ہر ناخن ہے اک ماہِ درخشاں کی طرح تیز
ہر بوسہ ہے اک وعدۂ فردا کی طرح شیریں
ہر لمس ہے اک برقِ تمنا کی طرح تند
ہر آہ ہے اک نالۂ بیتاب کی مانند
ہر اشک ہے اک قطرۂ شبنم کی طرح پاک
ہر سانس ہے اک نکہتِ گلزار کی مانند
ہر جان ہے اک شعلۂ سوزاں کی طرح گرم

۱۵

کیا تو نے کبھی غور سے دیکھا ہے کہ ہر شام
سورج کی شعاعوں سے سنہرا ہوا ہر بام
ہر سمت ہے اک نور کا ہلکا سا تموج
ہر چیز پہ ہے جیسے کوئی خواب کا آموج
ہر ذرہ ہے اک آئینۂ رنگِ شفق آسا
ہر سایہ ہے اک نقشِ تمنا کی طرح نرم
ہر موج ہے اک نغمۂ بے ساز کی مانند
ہر لہر ہے اک رقصِ پری کی طرح رنگین
ہر پھول ہے اک جامِ مئے لعل لبالب
ہر پتی ہے اک دستِ دعا کی طرح لرزاں
ہر شاخ ہے اک بازوئے مہتاب کی صورت
ہر نخل ہے اک شاہدِ رعنا کی طرح مست
ہر سنگ ہے اک لعلِ بدخشاں کی طرح گرم
ہر خاک ہے اک سینۂ عشاق کی مانند
ہر آنکھ ہے اک چشمۂ حیواں کی طرح نم
ہر دل ہے اک آئینۂ اسرارِ محبت
ہر روح ہے اک نغمۂ بیدار کی مانند
ہر جسم ہے اک پیکرِ زیبائی و رعنائی
ہر عضو ہے اک جلوۂ رنگین کی طرح تر
ہر لب ہے اک غنچۂ خنداں کی طرح وا
ہر زلف ہے اک سلسلۂ مشکِ ختن بار
ہر چشم ہے اک مستیِ بے ہوش کی مانند
ہر ابرو ہے اک قوسِ قزح کی طرح خمدار
ہر گال ہے اک لالۂ رعنا کی طرح سرخ
ہر دانت ہے اک موتیِ غلطاں کی طرح تاب
ہر ناخن ہے اک ماہِ درخشاں کی طرح تیز
ہر بوسہ ہے اک وعدۂ فردا کی طرح شیریں
ہر لمس ہے اک برقِ تمنا کی طرح تند
ہر آہ ہے اک نالۂ بیتاب کی مانند
ہر اشک ہے اک قطرۂ شبنم کی طرح پاک
ہر سانس ہے اک نکہتِ گلزار کی مانند
ہر جان ہے اک شعلۂ سوزاں کی طرح گرم

۱۷

دیتے ہیں بادہ ظرفی قدح خوار دیکھ کر
جی چاہتا ہے یہ بھی زمانہ اٹھائیے

۱۸

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

۱۹

غالبؔ ترا احوال سنا دیں گے ہم انہیں
وہ سن کے بلا لیں یہ لوگ پاؤ کہ وہ یاں آئے

۲۰

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا

۲۱

ہے بسکہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اور

۲۲

گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیوں کر ہو
کہے سے کچھ نہ ہوا پھر کہو تو کیوں کر ہو

۲۳

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے

۲۴

ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

۲۵

ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہ ہو
ہر دم ادائے خاص سے غماز ہے تجھے

۲۶

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

۲۷

ہر قدم دوری منزل ہے نمایاں مجھ سے
میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے

۲۸

ہر چند ہر اک چیز میں تو ہے
پر تجھ سی کوئی چیز نہیں ہے

۲۹

ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگ گراں اور

۳۰

ہر چند یقیں ہے کہ نہ سمجھے گا نہ مانے گا
دل کو مگر اک گونہ تسلی ہے سو کیوں ہو

۳۱

ہر چند کہ ہر چیز میں تو ہے
پر تجھ سی کوئی چیز نہیں ہے

۳۲

ہر چند کہیں کہ ہم نہ کہیں گے
پر تجھ سی کوئی چیز نہیں ہے

۳۳

ہر چند کہیں کہ ہم نہ کہیں گے
پر تجھ سی کوئی چیز نہیں ہے

۳۴

ہر چند کہیں کہ ہم نہ کہیں گے
پر تجھ سی کوئی چیز نہیں ہے

۲۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

اما بعد

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

۲۲۲

فقیر نے

۲۲۳

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۴

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۵

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ

۴۳۲

بیچی کیتھ بھیجہ بزار رحم کھایہ
نیزان کی طرف سے بیچ کھایہ
بیچی کھا یا جان کی قیمت رکھایہ
حاکم نے بلا کر کہا زبان میں
سب کچھ تم حسین کھا زبان میں
دریا پہ تم کو فقط قیمت ہے

۴۳۱

پھر منگا یوں کیا عجیب سے کلام
اس نے کہا یہ بزرگ قیمت کیا ہے
وال یا علیؑ یہ تیرا غلام ہے
اور زر بیر بھی صاحب زبان ہے
تنہا سر حسین نہ زبان ہے
بھائی کا سر کہا ہے بن کیا ہے

۴۳۰

پیچھے یہ بزرگ کیا عجیب ہے
بولا اٹھا شیخ یہ غریب ہے
کیوں سر ترا دیدہ تابان ہے
اس سر تلے دیدہ بارہ ہے
بیچی ترے کیا عجیب ہے
اس سر تلے دیدہ بارہ ہے

۴۲۹

پیچھے یہ بزرگ کیا عجیب ہے
بولا اٹھا شیخ یہ غریب ہے
کیوں سر ترا دیدہ تابان ہے
اس سر تلے دیدہ بارہ ہے
بیچی ترے کیا عجیب ہے
اس سر تلے دیدہ بارہ ہے

۳۳

اک بے ادب نے نیزہ کو فوراً اٹھا لیا
سر شاہ کا کٹا کے انی پہ اٹھا لیا
دیدہ کھلا کھلا کے نصیبوں کو رو لیا
بعد دل تم کھلا کے بھی کیا آرزو کی بر آئی
زیر ان کھوئے ہوئے کی بر آئی
دیدہ بھر آیا آنکھ میں آنسو بھر آئے

۳۴

لے بیٹھی یہ رہی گئی وہ سر دواں ہوا
فوراً یہ حسن فرد سے اوجھل نہاں ہوا
ہر لحظہ پیچ و تاب سے اک امتحاں ہوا
ہر لحظہ ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
اک دھوم ہے یہ ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
تھا ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۳۵

تھا ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

۳۶

ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

عاصم

اگر ہم خود کو سمجھ لیں تو یہ دنیا سمجھ آئے
ہمیں اپنے ہی اندر کی یہ دنیا سمجھ آئے
کبھی تنہائی میں بیٹھو تو آواز سنائی دے
کبھی خاموش رہ کر ہی یہ دنیا سمجھ آئے
ہر اک چہرے پہ اک پردہ ہے اپنی ذات کا عاصم
ہر اک پردہ ہٹے تو ہی یہ دنیا سمجھ آئے

دانش

ہوا کے ساتھ چلنا ہی سفر آسان کرتا ہے
جو رکتا ہے وہ اکثر راستہ نقصان کرتا ہے
کتابیں علم دیتی ہیں مگر تجربہ نہیں دیتیں
یہ دونوں مل کے ہی انسان کو انسان کرتا ہے
ہر اک لمحہ گزرتا ہے ہمیں کچھ سیکھ دے کر ہی
جو سیکھے وقت سے دانش وہی پہچان کرتا ہے

ہادی

ہزاروں خواب آنکھوں میں سجائے لوگ پھرتے ہیں
مگر تعبیر کی راہوں سے گھبرائے لوگ پھرتے ہیں
کسی کو ڈھونڈتے ہیں ہم کسی کو ڈھونڈتے ہیں ہم
یہ کہتے ہیں مگر خود کو ہی کھو پائے لوگ پھرتے ہیں
ہادی ہر شخص کی اپنی ہی منزل ہے مگر پھر بھی
سبھی کے ساتھ ہی ساتھ ہیں تنہائے لوگ پھرتے ہیں

نعمان

ہوا کے ساتھ چلنا ہی سفر آسان کرتا ہے
جو رکتا ہے وہ اکثر راستہ نقصان کرتا ہے
کتابیں علم دیتی ہیں مگر تجربہ نہیں دیتیں
یہ دونوں مل کے ہی انسان کو انسان کرتا ہے
ہر اک لمحہ گزرتا ہے ہمیں کچھ سیکھ دے کر ہی
جو سیکھے وقت سے دانش وہی پہچان کرتا ہے

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۷۷۵

نزدیک چشم است بچشمان عزیز ما
عین عیان بود بعیان عزیز ما
بخشیدن جان یار بیکجان عزیز ما
کی خاک شد بخاک نشین عزیز ما
چون شد بخاک راه بدامان عزیز ما
کی خاک شد بخاک نشین عزیز ما

۷۷۶

چشم تو در دلم ز ره دیده جای کرد
ابروی تو ز غمزه بدلها بنای کرد
ظلم از حد گذشت بدلها جفای کرد
یاد تو هر زمان بدلم ابتلای کرد
چون یاد تو بدل ز غمت مبتلای کرد
چون یاد تو بدل ز غمت مبتلای کرد

۷۷۷

گر یار من بکام دل ما سخن کند
من جان خود فدای لب شکرین کند
هر کس که یار را بدل و جان وطن کند
یاد تو هر زمان بدلم ابتلای کرد
چون یاد تو بدل ز غمت مبتلای کرد
چون یاد تو بدل ز غمت مبتلای کرد

۷۷۸

این طفل بین که بازی عشقت چه می کند
با ما ز فرط ناز چه بیداد می کند
کی صبر بر جفای تو صیاد می کند
یاد تو هر زمان بدلم ابتلای کرد
چون یاد تو بدل ز غمت مبتلای کرد
چون یاد تو بدل ز غمت مبتلای کرد

۲۴۹

سب سے ملا زبان یزیدی کی نہ یہ کہا
بیعت نہ کی خلیفہ کی اس نے یہ بھی خطا
قبلہ کہ طرح شاہ کے سر پر ہے کبریا
ہاں کیا ہے کعبہ کیا ہے حرم کیا ہے کیا نہ ہے
ہر ایک ہر زبان کا ہے یہ تیسرا مصرع

۲۵۰

کیا کہنا کسی شہید کربلا کا ہے
فرزند زبان سے صحف حق پڑھا کیا
کیا جانے کیا ہے کیا نہ ہے کیا کیا نہ ہے
ہر ایک ہر زبان کا ہے یہ تیسرا مصرع

۲۵۱

دیوار و در پہ لکھ دیا شاہ انام کا
ردیف کس کا تھا سر نیزہ اک امام کا
ماجن نے پڑھا اک جواب جلال شاہ کا
ہر ایک ہر زبان کا ہے یہ تیسرا مصرع

۲۵۲

اک مومنہ یہ کہتی ہے بیٹے سے ذی نظر
اک بات یاد رکھیو تو اے نور چشم مر
دیکھے سے جا کے کوفہ کی یاں کیا ستم ہوا
واں بیٹھیو کسی کی زباں پر نہ آیو تو
لکھا ہے ہر زبان کا یہ تیسرا مصرع

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۵۵

ہیں کم حسین سے ہم دل لگا کے پچھتائے
آنسو بتا رہے ہیں ہمیں دل لگا کے پچھتائے
دربار انتظام تھا ہم کو بھی بار کا
ہم کو بھی انتظار تھا ہم کو بھی بار کا
ہم کو بھی انتظار تھا ہم کو بھی بار کا
ہم کو بھی انتظار تھا ہم کو بھی بار کا
ہم کو بھی انتظار تھا ہم کو بھی بار کا
ہم کو بھی انتظار تھا ہم کو بھی بار کا

۱۵۶

ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے

۱۵۷

کہ ہم کو دیکھ کے وہ مسکرا کے چل نکلے
کہ ہم کو دیکھ کے وہ مسکرا کے چل نکلے
کہ ہم کو دیکھ کے وہ مسکرا کے چل نکلے
کہ ہم کو دیکھ کے وہ مسکرا کے چل نکلے
کہ ہم کو دیکھ کے وہ مسکرا کے چل نکلے
کہ ہم کو دیکھ کے وہ مسکرا کے چل نکلے

۱۵۸

ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے
ہیں بار بار ہی تیرے در پہ آنے والے

۱۱۴

بڑی دولت ہے تیرے پاس اے دل
یہ دولت ہے فقیری میں میسر
یہ دولت ہے تو پھر نایاب بھی ہے
یہ دولت ہے تو پھر کمیاب بھی ہے
تمنا ہے یہ دولت ہو جو حاصل
تو پھر کیا چاہیے اے دل تجھے اور
اس دولت کے آگے ہیچ ہیں سب
یہ دولت ہے تو پھر سب کچھ ہے ورنہ
یہ دولت ہے تو پھر ہیں بادشاہ ہم
یہ دولت ہے تو پھر ہیں تاجور ہم
یہ دولت ہے تو پھر ہیں ہم سکندر
یہ دولت ہے تو پھر ہیں ہم سلیماں

۱۱۵

گھر سے چلا ہے بیچ کے تنکا وہ بادیہ
تیرے بغیر زاد سفر ہے یہ بادیہ
زاد سفر ہے یہ بادیہ
ہے بادیہ ہے بادیہ
ہے بادیہ ہے بادیہ
ہے بادیہ ہے بادیہ
ہے بادیہ ہے بادیہ
ہے بادیہ ہے بادیہ

۱۱۶

الغم گھر سے ہاں اور اتارا ہے بوجھ
غم فاقہ جس نے کھایا ہے بوجھ
اٹھایا ہے بوجھ
ہے بوجھ ہے بوجھ
ہے بوجھ ہے بوجھ
ہے بوجھ ہے بوجھ
ہے بوجھ ہے بوجھ
ہے بوجھ ہے بوجھ

۱۱۷

یہ فقیری طرح عشق تھا بدل کر کھیتی
یہ فقیری طرح عشق تھا بدل کر کھیتی
کھیتی
ہے کھیتی ہے کھیتی
ہے کھیتی ہے کھیتی
ہے کھیتی ہے کھیتی
ہے کھیتی ہے کھیتی
ہے کھیتی ہے کھیتی

۴۶۴

ربا یم تیمور دیدہ حسرت سے زار زار
باغ جہاں کو چھوڑ چلا ملک جاودان
جز نام کچھ نہ رہا اس کا یادگار
جب ہاتھ سے دنیا کی طبیعت اٹھ گئی
اک نے رکھا ہے آخر اہل مزار میں
جس طرح ایک بادیہ بیت الخلا ہے

۴۶۵

فرصت میں کی ہے یہ کسی بیخبر نے یاد
پھر ہے وہ سال کس کو خبر دیکھیں کیا ہو
دیکھیں ہے خضر کو کب آب بقا ہو
ہے یہ بھی ایک بیت غنیمت کہ ہم نے یاں
دو آدمی کو شاد کیا غم زدہ کیا

۴۶۶

یہ دیکھ کر دل ہوا ہے بیقرار
یہ بیٹھا ہے کہ ہے ہے کیا کیا
کہ ہے ہے کیا کیا
کہ ہے ہے کیا کیا
کہ ہے ہے کیا کیا
کہ ہے ہے کیا کیا

۴۶۷

دل کی بستی ہے عجب عالم آباد
یہ کیا ہے کہ ہے ہے کیا کیا
کہ ہے ہے کیا کیا
کہ ہے ہے کیا کیا
کہ ہے ہے کیا کیا
کہ ہے ہے کیا کیا

۴۹

باغبانوں نے دھوکے سے اڑا دی جاں کی بلبل
اب جاہ سے نکالا سر تاج بیگناہ

اور اب ہے بیڑیوں میں بند ایک شہ جہاں
بگڑا جو بخت بد سے یہ بوقلمونیاں ہے

یوسف کا رونے گریے کی لاکھ ہے
بھائی کے ہاتھ سے ہے یہ یوسف کا جاہ سے

۵۰

کیا کہوں کس سے یہ بخت نے کی بی
یہ جاہ سے سر کی آفتاب بی

بادشاہ بخت سے ہے بیچارہ بی
ہے اب تو بند میں بے کس و بیکس بی

ذرے سے مہر کے کمالہا ہوئی فائز بی
تیغ بی عیاں ہوئی فائز بی

۵۱

یوں وقت نے دیا ہے بگاڑ جاہ
جیسے دن سے بگڑ رہی ہے شام سیاہ

ظلمت سے تنگ ہے سر چشمۂ حیات
تیرہ بی کی ہے تیرہ بی کی

۵۲

سوسنِ تخت و تاج سے بچھڑا
زیبِ ان کی ہے زیبِ تاج سے بچھڑا

اے کنعان کے یوسف جاہ سے بچھڑا
اب زلیخا ہے اور چاہ سے بچھڑا

اب زلیخا ہے اور چاہ سے بچھڑا

۳۷۶

کہ ہے ظلم بر ما ستم آشنا را
نہ دیکھا کسی نے بھی یوں آسماں کو
بتا کی عزیزو یہ کس نے خطا کی
کہ ہے کس لئے آج یہ سوگ طاری
نہ کل تک تھا ایسا کوئی غم کسی کو
یہ ہے کون سا ماتم اور کون سا غم
نہ دیکھا نہ سنا نہ ایسا ہوا ہے

۳۷۷

یہاں بات ہے خضر کی عمر بھر کی
بہ ہر نفس نو غم نو بلا ہے
یہ ہے ایک ماتم کہ ہے ایک ماتم
ہزاروں ہیں یاں ایک سے ایک بڑھ کر
کہاں تک کہوں اور کیا کیا کہوں میں
یہ ہے ایک ماتم کہ ہے ایک ماتم
نہ دیکھا نہ سنا نہ ایسا ہوا ہے

۳۷۸

اڑی ہے یہ کیسی ہوا آج یارو
اڑی ہے یہ کیسی ہوا آج یارو
ہزاروں ہیں یاں ایک سے ایک بڑھ کر
کہاں تک کہوں اور کیا کیا کہوں میں
یہ ہے ایک ماتم کہ ہے ایک ماتم
نہ دیکھا نہ سنا نہ ایسا ہوا ہے

۳۷۹

یہ ہے کون سا ماتم اور کون سا غم
نہ دیکھا نہ سنا نہ ایسا ہوا ہے
یہ ہے ایک ماتم کہ ہے ایک ماتم
نہ دیکھا نہ سنا نہ ایسا ہوا ہے

معمول سے کچھ زیادہ دل لگا کے فاقہ کیا ہے کام
رو دو گے کیا جو ہم نے گریباں کو چاک کر کے
یہ ایک ہی طرز ہے کہ کہاں تک نباہ کیجے کام
ہم نے بھی کیا ہے ایک ہی انداز سے کلام
تم بھی یہاں کہ بیٹھ رہے ہو کسی کی چھیڑ کو
آخر کہاں تلک کرو گے بے کار کام

۱۸۱۶

ہم نے بھی کیا ہے ایک ہی انداز سے کلام
تم بھی یہاں کہ بیٹھ رہے ہو کسی کی چھیڑ کو
آخر کہاں تلک کرو گے بے کار کام

۱۸۱۷

ہم نے بھی کیا ہے ایک ہی انداز سے کلام
تم بھی یہاں کہ بیٹھ رہے ہو کسی کی چھیڑ کو
آخر کہاں تلک کرو گے بے کار کام

۱۸۱۸

ہم نے بھی کیا ہے ایک ہی انداز سے کلام
تم بھی یہاں کہ بیٹھ رہے ہو کسی کی چھیڑ کو
آخر کہاں تلک کرو گے بے کار کام

۱۸۱۹

ہم نے بھی کیا ہے ایک ہی انداز سے کلام
تم بھی یہاں کہ بیٹھ رہے ہو کسی کی چھیڑ کو
آخر کہاں تلک کرو گے بے کار کام

۱۸۲۰

ہم نے بھی کیا ہے ایک ہی انداز سے کلام
تم بھی یہاں کہ بیٹھ رہے ہو کسی کی چھیڑ کو
آخر کہاں تلک کرو گے بے کار کام

۸۱

اک سنگ کہ جس میں ہو نہ تمثال نہ تمثیل
ہاتھا ہے وہ اک آئینہ جلانے کو آفتاب
ہم تیرہ دلوں کو ہے فقط اس کی ضیا سے
اک صبح کہ جس کی ہو نہ تمثال نہ تمثیل
ہیں اہل نظر کے لئے یہ نقش بھی عبرت

۸۲

اک سنگ کہ ہے آئینہ گیتی نما اس کا
آئینہ ہے اک لوح کہ ہے نقش نما اس کا
پیدا نہ زباں سے ہے کسی کی نہ کسی کی
اک بات کہ ہے سب کی زباں سے سنا اس کا
اس سنگ کی تحریر کو پڑھتے ہیں سبھی لوگ
اپنی ہی زباں میں ہے ہر اک حرف ادا اس کا

۸۳

اک سنگ کہ ہے آئینہ گیتی نما اس کا
اک لوح کہ ہے نقش نما اس کا
اک بات کہ ہے سب کی زباں سے سنا اس کا
اس سنگ کی تحریر کو پڑھتے ہیں سبھی لوگ
اپنی ہی زباں میں ہے ہر اک حرف ادا اس کا

۸۴

اک سنگ کہ ہے آئینہ گیتی نما اس کا
اک لوح کہ ہے نقش نما اس کا
اک بات کہ ہے سب کی زباں سے سنا اس کا
اس سنگ کی تحریر کو پڑھتے ہیں سبھی لوگ
اپنی ہی زباں میں ہے ہر اک حرف ادا اس کا

۴۸۱

ہم سے کہا اور کہہ کے جہاں سے گزر گئی
ریشم کی آرزو میں کمر تک نہ آ سکی
بیچا نہ سر بزیر زباں سے گزر گئی
قیمت میں کم ہیں آپ کی دونوں جہاں کی نعمتیں
یا قوت سرخ اور زر و گوہر بھی ہیچ ہے
مجھ کو یہ بات سخت گراں ہے بہت گراں

۴۸۲

یہ کیا اور نون بڑھا کر کیا سوال
انصاف میں نہ جائے کہیں اس کا ہم خیال
یہ بات اس نے نون دیدیں اب جگر کے حال
یہ لیجئے زبان یہ ہم بار امتحان عشق
بس بس زبان کھینچ لی میں نے کہ ہو چکا
سمجھے اس کا ہاتھ ہی مری خاطر زبان کاٹ

۴۸۳

یہ کیا ہوا جو تیغ بنیں یار کے بال
اس در کی آرزو کی کسی کو خبر نہ ہو
واں اس کی دید میں ہوئے یوں محو اہل حال
جاؤں گا جس گلی میں یہ کہتا ہے بار بار
سمجھے کہ ہاتھ ہی مری خاطر زبان کاٹ
بس بس زبان کھینچ لی میں نے کہ ہو چکا

۴۸۴

یہ کیا ہوا جو تیغ بنیں یار کے بال
آنکھوں سے میں یوں کی کسی کو خبر نہ ہو
یہ تیرے کس کے تیغ ہیں اس کی کمر کے بال
اس سے کہا جو تیغ ہیں تیرے کمر کے بال
نظر آیا جو بیچ میں اک تار بال سا
اک بال تیغ بن کے رگ جاں پہ آ گیا

۱۴

۱۵

۱۶

۱۴۵

دیدہ بیدار کیا کرتے ہیں سیر صبح کا
طائر بیتاب تیرا آشیاں ہے دوش پر
تیرے بیتابوں کو ہے تیرے سوا آرام کیا
تیرے بیتابوں کو ہے تیرے سوا آرام کیا
تیرے بیتابوں کو ہے تیرے سوا آرام کیا
تیرے بیتابوں کو ہے تیرے سوا آرام کیا

۱۴۶

بھیجتا ہے تو سلام اپنا جو ہر پیغام میں
ہم نہیں کرتے کبھی تکلیف ایسے کام میں
ہم نہیں کرتے کبھی تکلیف ایسے کام میں
ہم نہیں کرتے کبھی تکلیف ایسے کام میں
ہم نہیں کرتے کبھی تکلیف ایسے کام میں

۱۴۷

کیا تیرے بیمار کو تسکین ہو آرام ہو
ہم کو تو ہے ہر طرح آرام میں آرام ہو
ہم کو تو ہے ہر طرح آرام میں آرام ہو
ہم کو تو ہے ہر طرح آرام میں آرام ہو
ہم کو تو ہے ہر طرح آرام میں آرام ہو

۱۴۸

دیکھ کر تیرے لبوں کی سرخی اے لعل بدخشاں
ہو گیا ہے خون دل میں تیرے لعل بدخشاں
ہو گیا ہے خون دل میں تیرے لعل بدخشاں
ہو گیا ہے خون دل میں تیرے لعل بدخشاں
ہو گیا ہے خون دل میں تیرے لعل بدخشاں

۱۴۹

دیکھ کر تیرے لبوں کی سرخی اے لعل بدخشاں
ہو گیا ہے خون دل میں تیرے لعل بدخشاں
ہو گیا ہے خون دل میں تیرے لعل بدخشاں
ہو گیا ہے خون دل میں تیرے لعل بدخشاں
ہو گیا ہے خون دل میں تیرے لعل بدخشاں

۱۴۸۳

آہستہ آہستہ کہیں وہ بات ہی نہ کر دیں
روداد اپنی سن کر وہ ہنس ہی نہ دیں
کھو جائیں گے وہ لمحے جو ساتھ گزارے
یاد آئیں گے وہ لمحے جو ساتھ گزارے
خط لکھیں گے ہم تمہیں ہر روز
پڑھ کر ہنسو گے تم ہر روز
یاد آئیں گے وہ لمحے جو ساتھ گزارے
کھو جائیں گے وہ لمحے جو ساتھ گزارے

۱۴۸۴

یہ بیچ کہیں ہی رہ گیا ہے
رہ گیا ہے ہی بیچ کہیں
یہ بیچ کہیں ہی رہ گیا ہے
رہ گیا ہے ہی بیچ کہیں
عید کا چاند نظر آیا ہے
عید کا چاند نظر آیا ہے
ہم نے دیکھا ہے عید کا چاند
ہم نے دیکھا ہے عید کا چاند

۱۴۸۵

ہم نے دیکھا ہے عید کا چاند
عید کا چاند نظر آیا ہے
عید کا چاند نظر آیا ہے
یہ بیچ کہیں ہی رہ گیا ہے
رہ گیا ہے ہی بیچ کہیں
یہ بیچ کہیں ہی رہ گیا ہے
رہ گیا ہے ہی بیچ کہیں

۱۴۸۶

کس کو کہیں کہ ہم نے کیا کیا ہے
کیا کیا ہے ہم نے کس کو کہیں
کس کو کہیں کہ ہم نے کیا کیا ہے
کیا کیا ہے ہم نے کس کو کہیں
یہ بیچ کہیں ہی رہ گیا ہے
رہ گیا ہے ہی بیچ کہیں
یہ بیچ کہیں ہی رہ گیا ہے
رہ گیا ہے ہی بیچ کہیں

۱۰۱

کہیں صاحب جیتا دیدہ ور ہے کہ لاکھ
یہی نغمہ ہے جو ہر دور میں نئے ساز مانگے

اور یہی نغمہ ہر دور میں نئے ساز مانگے
یہی نغمہ ہے جو ہر دور میں نئے ساز مانگے

۱۰۲

یہاں ہم اس کو زیادہ پسند کرتے ہیں
جو بات دل سے نکلے اثر رکھتی ہے

جو بات دل سے نکلے اثر رکھتی ہے
یہاں ہم اس کو زیادہ پسند کرتے ہیں

۱۰۳

خاموش ہے اس قدر کہ بیتابی دل
اک شور ہے جو لب پہ نہیں آتا ہے

اک شور ہے جو لب پہ نہیں آتا ہے
خاموش ہے اس قدر کہ بیتابی دل

۱۰۴

کچھ اس طرح سے ہر اک سانس لے رہا ہوں میں
کہ جیسے سانس لینا بھی کوئی گناہ ہے

کہ جیسے سانس لینا بھی کوئی گناہ ہے
کچھ اس طرح سے ہر اک سانس لے رہا ہوں میں

غزل

ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت

غزل

ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت

غزل

ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت

غزل

ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت
ہم کو ہے شوق بہت ہم کو ہے ارمان بہت

۱۰۱۵

۱۰۱۶

۱۰۱۷

۱۰۱۸

۱۱۳

ساقیا روضۂ پر بادہ و ارغوان کن بیاباغ را
کوچۂ یار را باصبا و گلستان را بہ بلبلان

۱۱۴

یار بیا کہ یار را یار بود ز یار ما
یار ز یار ما مبر یار ز یار ما بیار

۱۱۵

بیا ساقیا دور گیتی بہ کام
بہ کام دل دوستان دار و دام

۱۱۶

بیا ساقیا باده در جام کن
بہ کام دل دوستان جام کن

۱۱۷

بیا ساقیا باده در جام کن
بہ کام دل دوستان جام کن

۱۱۸

بیا ساقیا باده در جام کن
بہ کام دل دوستان جام کن

۱۱۹

بیا ساقیا باده در جام کن
بہ کام دل دوستان جام کن

۱۱۷

اس زور پر غرور کیا ہم نے جن کا
باقی نہ ان میں زین کا گھوڑا نہ زین کا
آرائش جمال ہے کیا دار و گیر کی
کرتا لہو میں غرق ہے کیا آستین کا
ہے کیا جگہ جو دفن کیا ہم نے دفن کا
ہے کیا کفن جو چاک کیا ہم نے کفن کا
ہے کیا زمین پر جو کیا قتل عام کا
ہے کیا فلک پہ جا کے کیا کام کین کا
ہے کیا جگہ جو دفن کیا ہم نے دفن کا
ہے کیا کفن جو چاک کیا ہم نے کفن کا

۱۱۸

فوارہ ہائے خون ہیں ہر زخم تن کا
گلدستہ ہے ہر ایک بدن خستہ تن کا
ہر ہر مژہ پہ ہے مژہ تیر و سناں کا
ہر ہر بدن ہے تودہ خار و خس و خاک
ہر ہر گلے میں ہے گلہ تیغ و کفن کا
ہر ہر بغل میں ہے بغل خنجر و سناں کا
ہر ہر مژہ پہ ہے مژہ تیر و سناں کا
ہر ہر بدن ہے تودہ خار و خس و خاک

۱۱۹

ہر زخم ہے دہن شکر خند زخم کا
ہر تیر ہے نشانہ دل ہر نشانہ کا
ہر خار خار دامن صحرا ہے خار کا
ہر سنگ سنگ راہ ہے ہر سنگ راہ کا
ہر خار خار دامن صحرا ہے خار کا
ہر سنگ سنگ راہ ہے ہر سنگ راہ کا

۱۲۰

ہر ہر بدن ہے مرکز تیر و سناں کا
ہر ہر گلا ہے حلقہ تیغ و کماں کا
ہر ہر بغل ہے مخزن خنجر و سناں کا
ہر ہر مژہ ہے ترکش تیر و سناں کا
ہر ہر بغل ہے مخزن خنجر و سناں کا
ہر ہر مژہ ہے ترکش تیر و سناں کا

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

یہ کہنا تھا کہ رحمت سے یہ فرشتہ بولا
سر آنکھ پہ میری جان میں تیرا بندہ ہوا
لے چلتا ہوں ابھی میں تجھ کو وہاں پر
جہاں ہے تیرا ٹھکانا اور تیرا گھر
یہ سنتے ہی اس کا دل ہوا باغ باغ
اور اس کے چہرے پر آگئی رونق اور فروغ
اس کے ساتھ چلا وہ اپنے گھر کی طرف
اور اس کے دل میں تھا بس یہی ایک شغف

۱۲۶

بھائی بہن ماں باپ سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا وہ
اور آج ان سب سے ملنے کو بے قرار تھا وہ
آنکھوں میں آنسو بھر کر ان کو یاد کرتا تھا
اور ان کی یاد میں وہ آہیں بھرتا تھا
اب آ پہنچا ہے وہ اپنے گھر کے قریب
اور اس کا دل ہے بے قرار اور بے شکیب
اس نے دیکھا کہ اس کے گھر کے آگے
ہیں کچھ لوگ جمع اور ہیں کچھ بچے
ان میں ہیں اس کے ماں باپ بھائی بہن
اور ان کے ساتھ ہیں اس کے دوست اور سجن

۱۲۷

یہ جوان اس کے فراق میں تھا بے چین
اور اس کے دل میں تھا بس یہی ایک شغف
کہ کب وہ آئے اور کب ہو اس کا دیدار
اور کب ہو اس کے دل کو قرار
یہ جوان اپنے گھر کے آگے
ہے بیٹھا ہوا اپنے دل میں یہ سوچتا
کہ کب وہ آئے گا اور کب ہوں گے
اس کے دیدار سے اس کے نین ٹھنڈے

۱۲۸

اس کے گھر کے آگے ہیں کچھ لوگ جمع
اور ان میں ہیں اس کے ماں باپ بھی
ان میں ہیں اس کے بھائی بہن
اور ان کے ساتھ ہیں اس کے دوست اور سجن
یہ جوان ہے بے قرار اور بے شکیب
اور اس کا دل ہے بے چین اور بے تاب
اس کے دل میں ہے بس یہی ایک شغف
کہ کب وہ آئے اور کب ہو اس کا دیدار

مختصر فہرست کتبخانہ ہائے فیض تجارت چوک لکھنؤ

معرج الکلام حضرت فیج مرحوم خلف حضرت سخن ... مجموعہ ... و سلام ... جید ... شہید مرحوم
دبیر مغفور ... معرکہ ... رمثنویوں کی ایک کاپی ... جلد کا نام ہے ... پیچان غم - جناب میر وحید صاحب مرحوم کے ۲۰ مرثیے
علاوہ مرثیوں کے سوانحعمری "صوبہ" درج ہے کاغذ ... یہ جلد طبع ہوئی ہے ... عمدہ سفید کاغذ پر
ضخیم خلد معروف بہ بوستان رشید ملک الشعر حضرت رشید ... تخمینہ ... صفحہ ... جید ... مرثیے ... عمدہ
اسے ۵۰ نایاب مرثیوں کی جلد ۲۶×۲۰ سفید چکنے کاغذ پر ... کتاب مستطاب بہت عمدہ سفید کاغذ پر نہایت صحت
اٹھارہ چھپائی ہر صفحے میں صرف چار بند جلی لکھے ہیں مرحوم صفائی کے ساتھ طبع ہوئی ہے شائقین کرام جلد توجہ
کی سوانحعمری بھی درج ہے - عہ قیمت عہ قبلہ عہ

معرج سخن حضرت عروج علی اللہ مقامہ کا منتخب کلام ہفت سورہ مترجمہ جناب مولا حافظ فرمن
طبع ہوگیا - جناب عروج مرحوم نے اپنی آخری عمر میں قبلہ مرحوم - ہفت سورہ نہایت ہی موزوں صحیح اور
انڈین پریس الہ آباد میں تین مرثیے طبع کرا کے اکاڈمی تقطیع سفید کاغذ پر چھاپا گیا ہے جلی قلم خوشخط مجلد
لہ آباد یونیورسٹی میں مقابلہ ان مجموعہ مرثی سے مبلغ یس مناقب - جناب میر انیس و حضرت نفیس علی
پانچسو روپیہ کا انعام حاصل کیا کاغذ سفید گندہ طباعت مضامین کے مقبول مناقب طلب حاجات کا
انتہا بندہ دیدہ فریب دلفریب مجلد عہ ذریعہ -

نوٹ ہمارے کتبخانے میں ہر علم و فن کی کتابیں و تعویذات و لوحہ جات و امور حضرت شعرائے لکھنؤ کے نایاب
قلمی مرثیے جو آج تک نہیں چھپے بکثرت موجود ہیں فہرست طلب فرمائیے -

سید یاض الحسن موسوی مالک کتبخانہ ہائے فیض تجارت چوک لکھنؤ

یہ سب کتابیں ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں

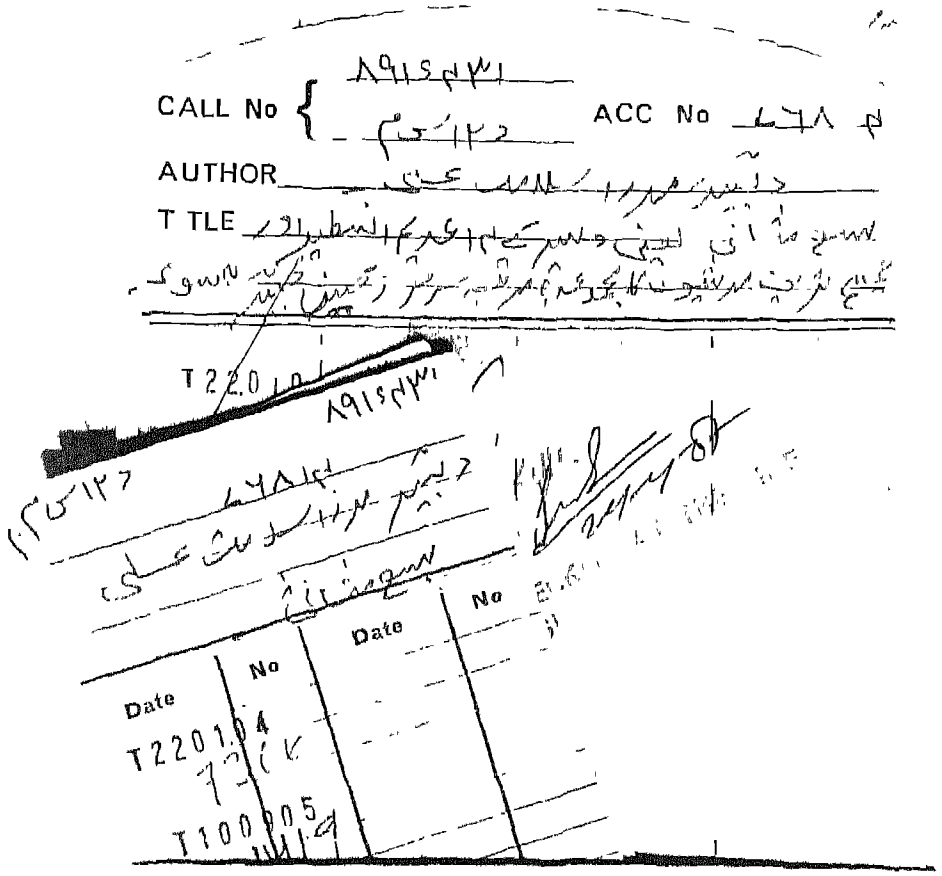

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES —

The Book must be returned on the date stamped above

2 A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due